بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب مستطاب

جوامع الکلم

یعنی

ملفوظات وارشاداتِ گرامی

غوث الکاملین قطب الارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز صدر الملۃ والدین
ابو الفتح سید محمد حسینی قدس اللہ سرہٗ العزیز

مرتبہ

مخدوم زادہ بزرگ سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی قدس سرہٗ العزیز

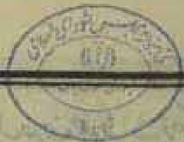
بہ تصیح و تحشیہ

خاکسار

ذرہ بیمقدار حافظ محمد حامد صدیقی مولوی کامل، منشی فاضل لکچرار دینیات عثمانیہ کالج گلبرگہ

بفضل اللہ وکرمہ

در مطبع
انتظامی پریس واقع عثمان گنج مطبوع گردید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ حال

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

بے شمار حمد و ثنا اور بے تعداد شکر اُس خالقِ کون و مکان کا ہے کہ جس نے اپنے صفات کمال کا مظہر ایک کامل و مکمل انسان کو بنا کر اکمال دین و اتمام نعمت فرمایا۔ اور ہزاروں درود و سلام اُس ذات قدسی صفات پر کہ جس کے روشن اور پُرنور کلام کی تابندگی تا قیام قیامت باقی رہیگی۔ اور صلوٰۃ و سلام آپ کے اہل بیت اطہار اور اصحاب و تابعین و تبعین پر کہ جن کی زبان دربار سے وہی اقوال پُراسرار جاری ہوئے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے کہ غوث الکاملین قدوۃ السالکین قطب الارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز صدر الملتہ والدین ابوالفتح سید محمد حسینی صاحب روضۂ منورہ بزرگ گلبرگہ شریف کے مراتب عالیہ اور رفعت و بزرگی کا انکشاف جس طرح اور دوسرے ذریعوں سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آپ کے ارشادات گرامی اور ملفوظات سامی سے بھی۔ بلکہ بزرگان دین رحمتہ اللہ علیہم کے ملفوظات کو اُن کی تصنیفات اور دیگر اقوال مبارک پر ہمیشہ سے ترجیح چلی آرہی ہے اور ایک خاص مرتبہ اور ممتاز درجہ دیا جاتا ہے۔ کہ اُس کی وجہ سے ہر زمانہ کا انسان اُن کی ملاقات اور فیض صحبت کا لطف حاصل کر سکتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کے متعلق حضرت مولانا رومؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

نیز میں نے بہت سے قابلِ قدر بزرگوں سے سنا ہے کہ جس طرح بزرگان دین کی موجودگی میں اُن کی صحبت بابرکت ایک مبتدی کو منتہی بنا سکتی ہے بالکل اسی طرح اُن کے وصال کے بعد ان کا کلام معجز البیان

حد درجہ موثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ صرف ملفوظات پڑھکر عشق حقیقی کے بڑے بڑے مراتب پر
پہونچ چکے ہیں۔

پس جبکہ اِس آخری زمانہ میں حقیقی بزرگان دین ہماری آنکھوں سے چھپ گئے ہیں تو ہماری اشک شوئی
کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ہم لوگ ملفوظات گرامی سے استفادہ کریں اس خیال نے مجھے آمادہ کیا
کہ اس جانب کچھ کوشش کروں۔ حسن اتفاق یہ ہوا کہ بسلسلہ ملازمت سرکاری ۱۳۳۶ف کو گلبرگہ شریف
پر تبدل ہوکر آستانہ عالیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اور بفضلہ تعالیٰ اسلسل حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا
تو کچھ درگاہ مبارک کی حاضری اور کچھ محب محترم و معظم حضرت مولانا الحاج مولوی محمد معشوق حسین خاں صاحب
الملقب بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر (متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہٖ) سابق اول تعلقدار ضلع گلبرگہ شریف
حال زائد ناظم عطیات ملک سرکار عالی جزاہم اللہ عنا احسن الجزاء کی تحریک و ترغیب سے یہ خیال پیدا ہوا
کہ قطب الارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات "جوامع الکلم" عوام و خواص کے استفادہ
کے لئے شائع کئے جائیں اور اس تحریک کی عملی تائید عالی جناب معلی القاب حافظ محمد یٰسین صاحب المخاطب بہ
نواب یٰسین جنگ بہادر سابق صوبہ دار صوبہ گلبرگہ و حال معتمد صرفخاص مبارک نے فرمائی جن کا میں شکر گذار ہوں کہ
ان کی مالی امداد سے ہی یہ کتاب طبع ہو رہی ہے۔ اگر ان کی دستگیری نہ ہوتی تو مجھ جیسے بے بضاعت آدمی سے یہ
ممکن نہ تھا کہ اِس کتاب کو چھپوا سکتا۔ خدائے عز و جل نواب صاحب ممدوح کو اجر جزیل عطا فرمائے چونکہ اس
کتاب کے بہت کم نسخے موجود ہیں اور جو نسخے جہاں جہاں موجود ہیں وہ تقریباً دو تین ہی نسخوں کی نقل ہیں
اور اب امتداد زمانہ سے یہ بھی نیست و نابود و کمیاب ہوتے جارہے ہیں اس لئے اس کی تصحیح کرنا اور متعدد
نسخوں کا جمع کرنا بہت ہی مشکل کام تھا لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے آہستہ آہستہ متعدد نسخے بھی
جمع ہو گئے اور کتاب کی تصحیح کا کام بھی شروع ہو گیا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ تمام نسخے بے شمار اور بے تعداد
غلطیوں سے لبریز ہیں اور بعض مقامات پر بعض مضامین الحاقی بھی معلوم ہوئے تھے جن کی حقیقت تمام نسخوں
کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے بے نقاب ہوئی۔ مسودہ کا حجم (۶۴۴) صفحات کا تھا اس لئے ایک ایک
حرف کی تصحیح میں اور تمام نسخوں سے مطابقت کرنے میں بہت زیادہ محنت کرنی پڑی اور بہت وقت بھی
صرف ہوا بعض اوقات ایک ایک صفحہ کی تصحیح میں کئی کئی ہفتے لگ گئے پھر بھی نسخوں کی کمی اور کاتبین
کی غلطیوں کی وجہ سے بعض مقامات تشنہ رہ گئے۔ تصحیح میں کتب احادیث۔ ملفوظات بزرگان خاندان چشت
رحمہم اللہ تعالیٰ اور خود جوامع الکلم کے اقتباسات جو دوسری کتابوں میں پہلے سے مطبوعہ موجود تھے ان
سے امداد لی گئی ہے۔ بہرحال جہاں تک ممکن ہوا تصحیح میں نہایت احتیاط برتی گئی اور اس کتاب کی طباعت

کا کام شروع کرایا گیا چونکہ اس کام کا میری زندگی میں یہ پہلا واقعہ تھا اس لئے اس کی دقتوں سے
جن پر تجربہ کے بعد ہی عبور رہتا ہے میں واقف نہ تھا لامحالہ تاخیر پر تاخیر ہوتی گئی اولاً طبع
کا کام اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن میں شروع ہوا اور ابتدائی چھ جزیں طبع ہوئے بعدہٗ بعض
وجوہ سے بقیہ کام انتظامی پریس کانپور میں ہوا۔

آخر میں یہ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بندہ ناچیز نے جو کچھ تصحیح اس کتاب میں کی ہے اس
میں اپنی طرف سے کسی لفظ کا رد و بدل نہیں کیا ہے بلکہ جیسے کہ میں نے اُوپر عرض کیا ہے چند نسخے اور مطبوعہ
اقتباسات جوامع الکلم اور دیگر ملفوظات کی مطابقت سے تصحیح کی گئی ہے پھر بھی باوجود اس قدر محنت و مشقت
کے بہت سے مقامات اب بھی اِس کتاب میں قابل تصحیح باقی رہ گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ میری بے بضاعتی
اور کوتاہ علمی اور گلبرگہ شریف میں کسی عمدہ کتب خانہ کے عدم موجودگی کی وجہ سے بہت دقتیں پیش آئیں اور
ہرچند کہ میں نے مقدور بھر سعی کی لیکن اُن چند مقامات کی تصحیح نہ ہو سکی۔

قریب تھا کہ میں ان چند مقامات کی وجہ سے اس گوہر نایاب کی اشاعت سے ہی باز آجاتا مگر اہل
علم اور بزرگان دین کی خطاپوشی و رحمت عامہ پر نظر کر کے نیز یہ خیال پیش نظر رکھکر طبع کی جرأت
ہوئی کہ اگر یہ کتاب ایکبار شایع ہو گئی اور کسی بزرگ نے اس کے غیر حل شدہ مقامات کو ملاحظہ فرماکر اس کی
تصحیح فرمادی تو یہ طبع کرنا سبب تصحیح مزید کا ہو جائے گا۔ ورنہ موجودہ حالت میں تو اس کی کیا بی اور
پردہ خفا میں رہنے سے یہ خدشہ تھا کہ کہیں یہ کتاب سرے سے مفقود ہی نہ ہو جائے۔ نیز یہ خیال ہوا کہ کم از کم
ایک بڑی حد تک تو صحیح ہو گئی اس لئے ان حل شدہ مقامات سے ہی ممکن ہے اہل علم اور صاحب عرفان
کو فائدہ پہونچے جو اس خاکسار ذرہ بے مقدار کی سعادت دارین کا باعث ہو۔

اِس سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں اور جن جن اصحاب نے اس کار خیر میں میری اعانت فرمائی
ان سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور مستدعی ہوں کہ جو صاحب ان نایاب جواہر ریزوں سے استفادہ فرمائیں وہ
اس حقیر خادم کو دعائے مغفرت سے فراموش نہ فرماویں۔

؎ احب الصالحین ولست منهم لعل الله يرزقني صلاحاً۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على
سيد المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين۔

محمد حامد صدیقی
۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ

مقدمہ
در بیانِ تصوف

حامداً و مصلیاً

حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ العزیز اصل تصوف کے بارے میں انیسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "قاعدہ تصوف برینہ است و اعمال انبیاء و صدیقان بودہ است" حضرت کے زمانہ میں تصوف سے لوگ اسی طرح بدعقیدہ تھے جس طرح کہ آج کل نظر آتے ہیں بلکہ آج کل یہ زیادتی ہے کہ تصوف کا ماخذ ہندوؤں کے جوگ اور مصری یونانی فلسفہ کو بتلایا جاتا ہے۔ مخدوم صاحب قدس سرہٗ صوفیوں کو عین اہل حدیث کہتے ہیں جن میں علم و عمل دونوں جمع ہیں۔ اسی بنا پر آپ اہل حدیث کے نام سے ان کی تین قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ ایک صوفی۔ دوسرا متصوف اور تیسرا متشبہ اور صوفی کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ "از خود فانی شدہ و باقی شدہ بحق۔ باقی گشتہ و از قبضہ طبائع رستہ و بحقیقت حقائق پیوستہ"۔ پس تصوف سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ مراد ہے یعنی طبیعت کی عادتوں سے نجات حاصل کرنے اور حقیقت حقائق کے منکشف ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ مخدوم صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ہر کہ در طلب این راہ بود باید کہ سرمایہ از شریعت سازد تا از شریعت در طریقت راہ یابد۔ و چون در طریقت راہ یافت از طریقت بحقیقت قدم تواند نہاد"۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ جس نے ابھی تک شریعت ہی کو نہ جانا۔ وہ طریقت سے کیا آگاہ ہو سکتا ہے اور جسے طریقت سے آگاہی نہ ہوئی وہ حقیقت سے کہاں بہرہ اندوز ہو سکتا ہے گویا جز شریعت ہے۔ اور باطن طریقت اور باطن در باطن حقیقت جسے عمل سے حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ نیت درست ہو اور اخلاص ہو ورنہ اس کی حالت متشبہ کی سی ہوتی ہے جس نے جاہ و حظِ نفس کے لئے اپنے آپ کو صوفیوں کے مانند بنا لیا ہے۔

مخدوم صاحب قدس سرہٗ العزیز فوائد رکنی میں فرماتے ہیں کہ اس عالم میں پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام تھے حق تعالیٰ نے مادہ روح انہیں عطا فرمایا اور ان کے دل میں چراغ عقل روشن فرمایا اور حکمت کا نورِ دل سے زبان پر پہنچایا۔ اور ابتدائے خلافت میں ملائکہ کا سجدہ نصیب ہوا۔

یہ نعمت تصوف اس وقت تک نہیں نصیب ہوتی جب تک کہ کسی صاحب دولت کا دامن تھاما جائے

تاکہ وہ دنیا کی مکاری و غداری اور نفس کے رہزنی پر آگاہ کرے اور آفت سے بچائے۔

اس راہ میں جامہ و تن پاک و لقمہ حلال اور حواس خمسہ کو معصیت و خلاف سے پاک صاف رہنے کی ضرورت ہے۔ دل تمام اوصاف ذمیمہ حرص ہوس بخل حسد غرور و نخوت اور غیظ و غضب وغیرہ سے پاک رہنا چاہیئے اگر مرید کو مجاہدوں کی ضرورت ہوگی تو پیر مجاہدے کرائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب پاکی تن و جامہ حاصل ہوجائے تو مرید نے راہ دین میں ایک قدم آگے بڑھایا۔ اس وقت اس پر توبہ کی حقیقت منکشف ہوئی اس کو گردش کہتے ہیں۔ اسے اسلام کا جمال جہاں آرا نظر آنے لگے گا اور معرفت کا دروازہ اس کے سینے میں کھول دیا جائے گا۔ بلا تشبیہ مرید کو حضرت صدیق اکبرؓ کے مانند اور پیر کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند ہونا چاہیئے تاکہ ماصب اللہ شیئا فی صدری الا وقد صببت فی صدر ابی بکرؓ کا مصداق حال ہو۔ جب یہ حال ہوگا تو مقصود اصلی حاصل ہوگا۔ مقصود اصلی کیا ہے۔ ترک ماسوی اللہ بزرگوں نے کہا ہے کہ

؎ انچہ مقصود تست معبود تست —— اگر تو ہزار بار بزبان گوئی لا الٰہ الا اللہ چہ شود ہے

گر ہمہ عالم ثواب تو بود   تا تو می باشی عذاب تو بود

"یہاں خودی" کو مٹانا ضروری ہے وہ "خودی" نہیں جسے اقبال سراہتا ہے۔ وہ تو غیرت نفس اور عمل صالح کی بنیاد ہے۔ یہاں وہ "خودی" مراد ہے جو انانیت ہے یعنی ہم ہی کچھ ہیں تو ہوں کچھ بھی نہیں۔ یہ نفس کے مرادف ہے جو اس راہ میں بت و زنار ہے۔ اس خودی کو فنا کرنے کی ضرورت ہے۔ اوس "خودی" کا تعلق "بقا باللہ" سے ہے۔ فنا ہونے کی چیز نہیں "اس خودی" کے تائید موئی بوالہوسی سے اور اوس "خودی" کے تائید عشق سے ہوتی ہے۔ حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اے برادر عشق مرکبے ہست کہ بیک تگ از دو عالم بیرون شود و جولان در لا مکان کند۔

بعض قدما نے جن میں ابن جوزی و ابن قیم وغیرہ ہیں تصوف کے صحیح مفہوم پر غور ہی نہیں فرمایا مثلاً ابن جوزی صفۃ الصفوہ میں لکھتے ہیں کہ تصوف کی اضافت بڑے لوگوں مثلاً خلفائے راشدین وغیرہ کی طرف کیجاتی ہے حالانکہ انہیں تو تصوف کی خبر ہی نہ تھی۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تصوف ایک ایسا مذہب ہے جو اہل تصوف کے نزدیک زہد و عبادت پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ اس کی بعض صفتیں ماورائی مذہب بیان کی جاتی ہیں۔ ان صفات کو شریعت کے علاوہ کچھ اور سمجھا گیا ہے۔ یہ غلط فہمی تصوف اور احسان کو نہ سمجھ کر شاید یہ لوگ اشتباہ میں پڑ گئے ہوں در اصل تصوف "احسان" کا مرادف ہے حضرت

شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز "بدور البازغہ" میں لکھتے ہیں کہ عبادت کے دو رخ ہیں۔ اول یہ کہ قلب میں تعظیم امر اللہ جاگزیں ہوجائے اور تعظیم کے ساتھ الفت بھی ملی ہوئی ہو اور ساتھ ہی اپنی نفس کی ذلت بھی ملحوظ خاطر ہے۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کو حاجت روا نہ سمجھے اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے یہی سب "احسان" کی صفتیں ہیں جو بالفاظ دیگر تصوف کی صفتیں ہیں اب مسلمان ان صفتوں کو حاصل کر لیتا ہے تو اس میں بعض خصوصیتیں پیدا ہوجاتی ہیں جو تا وقتیکہ پختگی کے درجہ کو نہ پہونچیں "حال" کہلاتی ہیں اور جب پختہ اور استوار ہوجاتی ہیں تو "مقام" ہوجاتی ہیں در اصل یہ بات "جوگ یا تپیا سوں" میں نہیں۔ روحانی ترقی بعض دوسرے مذاہب والوں نے بھی کی ہے۔ اس لئے کہ ان کے عقیدہ میں روح داخل ہے اور اس کی ترقی کے طریقے بھی ہیں جو کسب اعمال ہیں مگر عالم قدس تک ان کی رسائی ہو سکے یہ محال ہے۔ بغیر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے یہ بات نہیں حاصل ہو سکتی۔ یہ کلمہ جنت کی کنجی ہے اور جنت کیا ہے "وصال حبیب" و رضوان حبیب اور یہ سب عالم قدس کی باتیں ہیں۔ اس مرتبہ تک پہونچنے کے لئے ضروری ہے جیسا کہ حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعتقاد صحیح ہو۔ کتاب و سنت و آثار سلف کا سالک پیرو ہو۔

دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں کہ "شریعت کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت۔ صورت تو وہ ہے کہ جس کا بیان علمائے ظاہر کا کام ہے اور حقیقت وہ ہے کہ جس سے اہل تصوف ممتاز ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "آنچہ برما فقیران لازم است دوام ذل است و افتقار و انکسار و تضرع و ابتہال ادا ء وظائف عبودیت و محافظت حدود شرعیہ متابعت سنت سنیہ" اس سوال کے جواب میں کہ تصوف کیا ہے شیخ ابو نصر سراج رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی یہ آیت پڑھتے ہیں۔ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملٰئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط یعنی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل و متابعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین و اتباع اولیا اور ورثۃ الانبیاء ہمارے لئے لازم ہے جب تک یہ عمل نہ ہوگا تصوف کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی ان امور میں اہل حدیث فقہا اور صوفیہ میں کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا لیکن آگے چل کر شیخ علیہ الرحمہ (کتاب اللمع میں) فرماتے ہیں اس کے بعد اہل تصوف طرح طرح کی عبادات کر کے اور حقائق طاعات کو پہونچ کر اور اخلاق جمیلہ سے آراستہ ہو کر درجات عالیہ پر ترقی کرتے ہیں ترقی کرتے جاتے ہیں اور ایسے احوال شریفہ و منازل رفیعہ انہیں حاصل ہوتے ہیں کہ کسی کو ان احوال شریفہ و منازل منیعہ کے معانی و مراتب تک رسائی نہیں ہوتی۔ وہ فرماتے ہیں کہ صوفیہ کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ

تا لا یعنی کو ترک کر دیتے ہیں اور تمام علائق جو اُن کے مقصود کے مابین حائل ہوتے ہیں۔ انہیں قطع کر دیتے ہیں اور سوائے ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کے ان کا کوئی معبود و مقصود و مطلوب نہیں ہوتا۔ لا مطلوب الا اللہ ولا مقصود الا اللہ اس سے ان کی زندگی پر جو اثر پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ دل کی ملمع سازی و سیمیائی نمود سے ان کی آنکھیں خیرہ نہیں ہوتیں۔ وہ دنیا کو بھی دین کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور مخالفت نفس و ہوا کی وجہ سے ان بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتے جن میں آج کل کے عام مسلمان مبتلا نظر آتے ہیں۔ قرآن پاک میں اہل تصوف کے لئے مختلف الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں مثلاً صادقین و صادقات۔ قانتین و قانتات۔ خاشعین۔ موقنین مخلصین محسنین خائفین۔ عابدین۔ صابرین متوکلین مخبتین۔ ابرار۔ مقربین سارعین الی الخیرات وغیرہ وغیرہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک فرقے کے مطابق صوفی دراصل صفوی تھا۔ کثرت استعمال سے صوفی ہو گیا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ یہ لفظ صفا سے مشتق ہے اور اہل صفا پر اس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی وہ لوگ جو کدورت بشریت سے پاک و صاف کر دئے گئے ہیں۔

بعض لوگ "صوف" سے اس لفظ کو مشتق سمجھتے ہیں اور پشمینہ پوشی صوفیوں کی خصوصیت سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ یہ خصوصیت ان کے زمانہ میں درست ہو بعض یہ کہتے ہیں کہ درویش صفت تاج و کلاہ تبری دار علیٰ ہذا القیاس اس لفظ کے اشتقاق کی متعدد وجہیں بیان کی گئی ہیں۔ جن کی تصحیح کی یہاں ضرورت نہیں مگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو اس طریقہ کے امام تھے وہ صاف کہتے ہیں کہ ہمارا یہ سارا عالم احادیث نبوی سے مستنبط ہے۔ حضرت شیخ علی الہجویری فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جس کا قلب دنیاوی کدورتوں سے خالی ہو اور ایسے لوگ جو اہل تصوف کے نام سے پکارے جاتے ہیں وہی ہیں جن کی شان میں قرآن مجید میں آیا ہے۔ "عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما" اور "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف۔" اور وہ لوگ کہ "تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا۔" یہ صفتیں کبھی پیدا ہی نہیں ہو سکتیں تاوقتیکہ اخلاص و نیت راست کے ساتھ عرصہ تک آدمی نے عمل نہ کیا ہو اور نفس کے دھوکوں سے اس کی حفاظت نہ کی گئی ہو۔ علم جس کے حصول کی یہ بزرگوار تعلیم دیا کرتے ہیں اور جس کے نہ جاننے والے کو جاہل کہتے ہیں اُسے علم من اللہ علم مع اللہ اور علم باللہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں۔ علم من اللہ سے شریعت مراد ہے علم مع اللہ سے طریقت اور علم باللہ سے معرفت حق سبحانہٗ تعالیٰ اور یہ تمام علوم قرآن پاک ہی کے علوم ہیں

ان علوم کا نہ جاننے والا کبھی ولی یا صوفی نہیں ہو سکتا۔ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اہل سنت کے ایک طبقہ خاص نے جو ذکر الٰہی میں مشغول اور غفلتوں سے دور رہتا تھا۔ اپنے لئے اہل تصوف کی اصطلاح قائم کی۔ یہ لوگ اہل سنت والجماعت سے کوئی علٰحدہ جماعت نہیں مگر یہ عوام اہل سنت کے درجہ میں نہیں ہیں بلکہ اس طبقہ کے خواص اکابر میں سے ہیں۔ بڑے پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (م فتوح الغیب) کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے یعنی سخاوت ابراہیم ؑ رضائے اسحاق ؑ صبر ایوب ؑ مناجات زکریا۔ غربت یحییٰ ؑ خرقہ پوشی موسیٰ ؑ سیاحت عیسیٰ ؑ و فقر محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ آپ فرماتے ہیں کہ شرک محض بت پرستی کا نام نہیں ہے بلکہ خواہش نفس کی پیروی کرنا اور خدا کے علاوہ غیر خدا کی طلب کرنا یہ سب شرک ہے۔ ان سے بچنے والا صوفی ہوتا ہے اور جو علم و عمل اس طرف رہنمائی کرتا ہے وہی حقیقی تصوف ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ؒ عوارف المعارف میں احوال صوفیہ کی صفت اور ان کے حالات کی شرح اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ اے فرزند اگر ہو سکے تو ایسے حال میں صبح و شام کر کہ تیرے قلب میں کسی کی طرف سے بالکل میل نہ ہو۔ اے فرزند یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا (یعنی اس پر عمل کیا اور رواج دیا) اس نے گویا مجھے زندہ کیا (یعنی میرا بول بالا کیا) اور جس نے مجھے زندہ کیا (یعنی میرا بول بالا کیا) وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔ اس کے بعد مقامات تصوف کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ تمہارے دین کی اصل اصول ورع ہے اور خوف خدا راس الحکمۃ ہے۔ تصفیہ قلب و تزکیہ نفس تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نتائج ہیں اور علوم تفسیر و حدیث و فقہ و کلام و معانی و بیان و لغت وغیرہ تصوف کے خلاف نہیں بلکہ اس کی مقدمات و مبادی ہیں اور صوفیوں کی شان تو یہ ہے کہ یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولٰئک الذین ھداھم اللہ واولٰئک ھم اولوالالباب

سلطان الاولیاء محبوب الٰہی حضرت نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہے کچھ کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب۔ بعض کا ظاہر و باطن دونوں خراب اور بعض ایسے ہیں جن کا ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں۔ آپ انہیں آخر الذکر کو مشائخ و فقراء کے لفظ سے تعبیر فرماتے ہیں۔

چونکہ اسلام کی تعلیم بہت سیدھی سادی تھی اس لئے جو علوم اس سے مستنبط ہوئے ان کے بارے میں بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان میں فلسفہ و جوگ وغیرہ کی آمیزش ہے یہ خطرہ متقدمین کو بھی تھا اس لئے انہوں نے آمیزش کے شبہ کو دور کرنے اور فلسفہ و مذاہب غیر سے حقیقت حال کو ممیز

کرنے کے لئے تصوف کے میدان میں قلم اٹھایا اور ان احوال کو سپرد قلم کیا اور اس کیفیت کو جو کامل اتباع احکام شرعیہ سے بطور نتیجہ وارد ہوتی ہے عبارات واشارات میں بیان کرنا شروع کیا تاکہ طالب کو التباس واقع نہ ہو اور جب یہ کیفیتیں اس پر بھی وارد ہوں تو وہ دھوکے میں نہ آئے اور ان کی حقیقت کو سمجھ سکے اور اس دھوکہ سے محفوظ رہے کہ فلسفہ اور مذاہب باطلہ میں بھی یہی باتیں ہیں. یعنی چونکہ حق و باطل کا امتیاز واضح کرنا ضروری تھا. اس لئے خدائے عزوجل نے جماعت صوفیہ حقہ کو پیدا کیا جس نے اسلامی عبادات وریاضات کے انوار مثلاً وحدت وجود و وحدت شہود وغیرہ کو عبارت کے لباس میں ظاہر کیا اور سمجھا دیا کہ ان کا اسلامی تصور ومفہوم یہ ہے اور فلسفہ جوگ کا تصور یہ ہے اور دونوں میں جو فرق ہے وہ اس طرح پر واضح ہے اور حب دنیا تمام مفاسد کی جڑ ہے۔

حب دنیا ذوق ایمانت برد	آرزوئش پر توجانت برد
چیست دنیا آشنائی حرص و آز	مانده از فرعون واز نمرود باز
کار دنیا چیست بیکاری ہمہ	چیست بیکاری گرفتاری ہمہ
ہست دنیا آتشے افروختہ	ہر زماں خلقے دگر را سوختہ

دنیا کے اس رخ کو اہل صوفیہ نے نفرت سے دیکھا ہے اور اسے ترک کرنے کی تعلیم دی ہے تاکہ مرید بحال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله کا مصداق ہو جائے اور اذكروا الله ذكرا كثيرا اس کا شعار ہو اور في مقعد صدق عند مليك مقتدر اس کا مقر قرار پائے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو صوفی کہلاتے ہیں اور جن کے بارے میں یہ بشارت آئی ہے الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون لهم البشرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذلك هو الفوز العظيم

خاکسار

محمد حامد صدیقی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ

پیشوائے اہل علم وتحقیق مقتدائے اہل فکر وتدقیق حجت اہل شریعت وطریقت. دلیل اہل حق وحقیقت امام العارفین. قدوۃ السالکین حضرت سید محمد ابن سید یوسف حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے خلیفہ اعظم تھے حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ آپ سیادت وعلم کے جامع تھے. اور علم وولایت میں بڑی شان اور بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ اور مشائخ چشت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں آپکا اک خاص مشرب اور اسرار حقیقت کے بیان میں آپ کا ایک مخصوص طریقہ تھا۔

آپ سادات حسینی سے تھے. آپ کے جد اعلیٰ ابوالحسن جنیدی رحمۃ اللہ علیہ ہرات سے دہلی تشریف لائے یہیں قیام فرمایا جہاد میں شرکت فرمائی شہید ہوئے اور سجد ایاز دہلی میں دفن ہوئے. خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کا شجرہ نسب بائیس واسطوں سے حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے جا ملتا ہے۔ وھو ھذا

نسب سید محمد حسینی بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسین بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابوالحسن جنیدی بن حسین بن ابو عبداللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید مظلوم بن امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین شہید کربلا بن سیدنا علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین[1]

آٹھویں صدی ہجری کے آغاز میں جب سلطان محمد تغلق نے دیوگری کو اپنا دار السلطنت بنانا چاہا اور دولت آباد کے نام سے آباد کیا تو دہلی کے عمائدین فضلاء، علماء، اور مشائخ کو وہاں منتقل ہونے کا حکم دیا۔ اسی سلسلہ میں ایک جماعت کے ساتھ آپ کے والد ماجد سید محمد یوسف المعروف بہ سید راجہ[2] حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے

[1] وفد از سیر محمدی ۱۲ [2] بعد میں سید راجہ کے بجائے راجو قتال مشہور ہوئے. قتال سے مراد قتال نفس ہے۔

دولت آباد کا ارادہ فرمایا اور ۷۲۵ھ میں وہاں پہنچکر غارہائے ایلورہ کے اوپر ایک مکان میں جہاں اب حضرتؒ کا مزار مبارک ہے قیام فرمایا آپ کو حسب صراحت جوامع الکلم و سیر محمدی حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیاؒ سے بیعت تھی۔

تاریخ ولادت و عمر مبارک

میر محمد علی سامانی سیر محمدی میں لکھتے ہیں کہ بن ۸۱۰ھ میں گلبرگہ شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ خواجہ احمد دبیر مولانا ابوالفتح۔ قاضی سیف الدین وغیرہ جو حضرت کے بڑے مرتبہ کے مرید تھے آستانہ مُبارک پر حاضر ہوئے تاکہ سالگرہ مبارک کی تہنیت پیش کریں میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ صاحبؒ کو آج پورے ستانوے سال ہوئے ہیں۔ قاضی علم الدین بہروچی بھی اپنے مرتبہ ملفوظات میں یہی تاریخ لکھتے ہیں کہ سال ۸۱۰ھ صفر کا مہینہ تھا اس وقت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ میری عمر نوے برس ہونے کے لئے اور چار مہینے باقی ہیں پس اس حساب سے آپ کی ولادت رجب سنہ ۷۲۱ھ میں قرار پاتی ہے میر محمد علی سامانی خود بھی لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحبؒ کی ولادت باکرامت دہلی میں چوتھی رجب المرجب سنہ ۷۲۱ھ کو ہوئی۔ اس کی تائید لطائف اشرفی سے بھی ہوتی ہے جو ابتدائے نویں صدی ہجری کی تصنیف ہے اس میں آپ کی عمر ایک سو چار سال اور اُنیس یوم درج ہے اور وفات کی تاریخ ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۸۲۵ھ ہے۔

طفلی

صاحب سیر محمدیؒ[1] لکھتے ہیں کہ دولت آباد میں ایک بزرگ شیخ بابوؒ رہا کرتے تھے خواجہ صاحبؒ کے والد ماجدؒ ان کی ملاقات کو ایک مرتبہ تشریف لائے شیخ بابو کو سماع سے بڑا شوق تھا جب مجلسِ سماع میں بیٹھتے اور سماع شروع ہوتا کہ انہیں بےخبری سی طاری ہوجاتی ہے منہ سے کف نکلنے لگتا اس حالت میں جو کچھ زبان مُبارک سے نکلتا وہی ہوتا خواجہ صاحبؒ اس وقت کم سِن تھے مگر بایں ہمہ آپ کی حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے بہت تعریف کی اور بہت اچھے کلمات فرمائے جو سب خدائے عزوجل کے حکم سے ظاہر ہوئے۔ صاحب سیر محمدی لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آٹھ برس کے ہوئے تو نماز، وضو اور دوسرے دینی کاموں میں بہت اہتمام فرمانے لگے چھوٹے چھوٹے بچے آپ کے پاس جمع ہوجاتے۔ اور بہت ہی ادب قاعدہ سے اُٹھتے اور بیٹھتے۔ آپ کے لئے گھڑے میں پانی بھر دیتے اور خواجہ صاحبؒ انہیں مشائخ کے طریقے کے مطابق کچھ تبرک عطا فرماتے اور کچھ تعلیم بھی فرماتے۔

واقعہ سفر دہلی از دولت آباد

خواجہ صاحبؒ کے ماموں ملک الامراء سید ابراہیم مستوفی بادشاہ کے ایک جلیل القدر مقرب تھے اور دولت آباد ہی میں رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ صاحبہ سے اور اُن سے باہم کچھ ناخوشی

[1] صاحب سیر محمدی کو حضرت خواجہ صاحبؒ کی اور آپ کے خلفاء اور اصحاب کی بہت صحبت نصیب ہوئی تھی کچھ اپنے ذاتی علم اور کچھ ان بزرگوں سے سن کر سنہ ۸۳۱ھ میں بعض احباء کے اصرار سے انہوں نے یہ کتاب تحریر فرمائی جس کا کوئی مکمل نسخہ دستیاب نہیں ہوا بعض نامکمل نسخے ملے جن سے سنہ ۱۳۲۶ھ میں مولوی نذیر احمد صاحب آلہ آبادی نے ایک نسخہ مرتب کرکے بالترجمہ طبع کر دیا ہے۔ [2] از سیر محمدی ۱۲

واقع ہوگئی بہن اس قدر مکدر اور دل برداشتہ ہوئیں کہ بھائی سے خفا ہوکر خواجہ صاحبؒ کو اور ان کے بڑے بھائی سید حسین عرف سید چندن رضی اللہ عنہما کو ہمراہ لیکر دہلی چلی آئیں۔ اس وقت خواجہ صاحب کی عمرؒ پندرہ سال کی تھی۔ اور حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کے سلسلہ میں مرید ہونیکی بڑی خواہش تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اس سلسلۂ مبارک کے پیر دستگیر حضرت خواجہ نصیر الدین اودھی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ مبارک طالبان حق کے لئے ملجا و ماوا و بنا ہوا تھا۔ اور دہلی آپ کے رشد و ارشاد کا مرکز تھا۔

واقعہ بیعت و تعلیم علوم ظاہری و باطنی

خواجہ صاحبؒ سولھویں سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بھائی سید چندن کے ساتھ شرف بیعت حاصل کیا یہ استفتاح کا دن تھا۔ صاحب سیر محمدیؒ لکھتے ہیں کہ سولھویں رجب روز استفتاح حضرت خواجہؒ اور آپ کے بڑے بھائی سید چندن رضی اللہ عنہما نے شیخ الاسلام حضرت نصیر الدین محمود اودھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ سید چندن تو دنیاوی مشاغل میں مشغول ہوگئے مگر حضرت خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمودؒ کی خدمت گذاری اختیار کی اور مجاہدہ، ریاضت، ذکر، مراقبہ اور دیگر ارشادات حضرت شیخ کی بجا آوری میں مشغول ہوئے علوم ظاہری کی تعلیم بھی جاری رکھی چند کتابیں سید شرف الدین کیتھلی سے پڑھیں۔ پھر بعض کتابیں مولانا تاج الدین بہادر سے پڑھیں اور کچھ کتب مولانا قاضی عبدالمقتدر صاحبؒ سے پڑھی تھیں اور کم سنی میں ہی قرآن پاک بھی حفظ فرما لیا تھا"

تربیت پیر دستگیر و فضائل حضرت خواجہؒ

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حال پر شیخ الاسلام نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کو جو شفقت تھی اس کا حال حضرت کے ملفوظات جوامع الکلم میں حضرت کے بڑے صاحبزادے آپ ہی کی زبانی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"پہلے میں نے چاہا کہ جلد جلد قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کروں لیکن میرے پاس ندرانہ نہ تھا اور اپنے ہمراہ اپنے بھائی کو بھی لیجاتا تھا اور وہ بہت دیر کر دیتے تھے ایک مرتبہ حضرت بندگی مخدومؒ نے ارشاد فرمایا کہ تم جب میرے پاس آتے ہو تو بے وقت آتے ہو۔ میں اس وقت ملول رہا کرتا ہوں میری جی چاہتا ہے کہ میں تم سے بات چیت کیا کروں۔ اس زمانہ میں میری عمر پندرہ سولہ برس کی تھی میں نے تعجبانہ اپنے دل میں کہا سبحان اللہ حضرت خواجہؒ مجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ زہے دولت"۔

جوامع الکلم ہی میں ہے کہ بندگی شیخ نے شروع شروع میں آپ سے اس طرح ریاضتیں بتدریج کرائیں کہ طبع مبارک پر گرانی نہو۔ ایک مرتبہ کا ذکر حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے مجھ سے پوچھا صبح کی نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو وہ بعد طلوع آفتاب باقی رہتا ہے میں نے عرض کیا مخدوم خواجہؒ باقی رہتا ہے فرمایا اچھا ہو جو اسی وضو سے دوگانۂ اشراق بھی پڑھ لیا کرو میں نے عرض کی جی بہت خوب پھر فرمایا کہ دوگانۂ

ضحوۃ النہار و استخارہ و استعاذہ بھی پڑھ لیا کرو۔ جب چند روز اِس کی پابندی رہی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس میں نماز چاشت کی چار رکعتیں ملا دیا کرو تو نماز چاشت بھی ہو جایا کرے گی۔ میں نہیں کہتا کہ دوسرے کسی وقت پڑھو بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ لیا کرو تو چاشت بھی ہو جایا کرے گی۔ میں ہمیشہ رجب میں روزے رکھا کرتا تھا آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ تم رجب میں روزے رکھا کرتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں! استفسار فرمایا کہ شعبان میں بھی؟ میں نے گذارش کی کہ شعبان میں نو روزے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اکیس دن اور رکھ لیا کرو تو تمہارے پورے تین ماہ کے روزے ہو جایا کریں گے۔ میں رمضان کے بعد شش عید کے روزے بھی رکھا کرتا تھا۔ انہی ایام میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ہمارے خواجگان صوم داؤدی نہیں رکھا کرتے تھے بلکہ صوم دوام رکھا کرتے تھے۔ تم بھی صوم دوام رکھا کرو۔

غرضکہ اس شفقت و محبت سے حضرت پیر دستگیرؒ نے آپ کی تعلیم فرمائی[1] جوامع الکلم میں شنبہ ۳۰ رجب ۸۰۲ھ کے ملفوظ میں آپ بیان کرتے ہیں کہ رجب کے پہلے شنبہ کی رات کو اول وقت حضرت بندگی خواجہ نصیر الدین محمود قدس سرہٗ دستر خوان پر تشریف لائے اور ہر شخص اپنی اپنی مقررہ جگہ بیٹھا تھا کہ کمال رحمت و نوازش سے مجھے اپنے پاس دوسرے جگہ بیٹھنے کی عزت بخشی۔ میرے اور شیخ علیہ الرحمہ کے درمیان صرف مولانا برہان الدین بجنوری تھے جو ایک دانشمند مرد صالح اور حضرت کے قدیم یاروں میں سے تھے۔ دستر خوان پر دوسرا طباق میرے ہی سامنے تھا یہی دستور تھا۔ شیخؒ کے سامنے تین طباق رکھے جاتے تھے ایک مجھے عطا فرماتے تھے دوسرا قاضی مقتدرؒ کو اور تیسرا نوکروں کے ہاتھ کہیں بھجوایا کرتے تھے۔

خلوت و ریاضت حضرت پیر دستگیرؒ نے آپ کو مجاہدہ کی نہایت شفقت و آسانی سے تکمیل کرائی تھی چنانچہ جب حضرت نے طے کے روزے رکھائے تو برکت کی یہ حالت تھی کہ باوجود پے در پے روزہ ہائے طے کے آپ میں اس قدر قوت رہتی تھی کہ دہلی کے راستوں پر دھوپ میں برابر آتے جاتے تھے۔ سید محمد سامانی لکھتے ہیں کہ جب حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ پر مشغولیت کی لذت زیادہ ہوئی اور گھر میں تنہائی و فراغت حاصل نہیں ہوتی تھی تو آپ نے خطیرہ شیر خاں جہاں پناہ میں ایک جگہ مقرر کرلی۔ وہاں ایک حجرہ تھا دس برس تک حضرت مخدومؒ وہاں مشغول رہے۔ مولانا علاؤ الدین بھی وہاں حضرت مخدوم کے ساتھ برابر رہتے تھے۔ حضرت وہیں سے مولانا قاضی عبد المقتدرؒ کی خدمت میں حضرت شیخ الاسلام کے حکم سے تعلیم حاصل کرنے جایا کرتے تھے پھر وہاں سے ہر روز پا بوسی کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے اور ارشاد و تربیت و تعلیم سلوک حاصل کیا کرتے تھے۔ کبھی عرض کرتے کہ اگر حکم ہو تو علوم ظاہری کی تعلیم اب چھوڑ دوں۔ اتنی مقدار حاصل ہو چکی

---

[1] ۳۰ رجب المرجب ۸۰۲ھ جوامع الکلم۔ [2] سید محمدی صہ ۳۶

ہے کہ کافی ہے اور ہمہ تن علم باطنی کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤں حضرت شیخ الاسلام ارشاد فرماتے تھے کہ ابھی ہدایہ، بزدوی، رسالۂ شمسیہ، کشاف، مفتاح، ان کتابوں کو پڑھ لو اور جھکانے سے پڑھو تم سے ایک کام اور بھی لینا ہے[1]۔ حضرت خواجہؒ نے ان کتابوں کو بالترتیب پڑھ کر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں گذارش کی۔ حضرت شیخ الاسلامؒ بیحد خوش ہوئے اِس کے بعد حضرت خواجہؒ نے بالکل یکسو ہو کر علم باطن کی طرف توجہ کرنی شروع کی مجاہدہ، ریاضت۔ طے کے روزے پنجگانہ۔ دوگانہ۔ پانزدہ گانہ رکھے۔ اور مکاشفات و تجلیات پر فائز المرام ہوئے۔ اپنے واقعات و واردات حضرت شیخؒ کی خدمت میں پیش کرتے تھے تو حضرت شیخ ارشاد فرماتے کہ ستر برس کے بعد ایک لڑکے نے پھر مجھ میں شوریدگی پیدا کر دی اور پہلے زمانے کے واقعات یاد دلا دیے ہیں۔ حضرت شیخؒ بڑی مہربانی آپ پر فرمایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کے معتقدوں میں سے ایک بزرگ کی وفات پر جب حضرت شیخؒ ان کی زیارت کے لئے گھر سے باہر تشریف لے گئے تو زیارت کے بعد فرمایا کہ سید محمد (ابقاہ اللہ تعالیٰ) کہاں مشغول رہا کرتے ہیں آؤ انہیں چل کر دیکھیں وہاں سے قصد فرمایا اور حظیرہ شیر خاں میں حضرت خواجہؒ کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے نیز تھوڑے روپے ساتھ لائے تھے اور اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ میری نذر ہے سید محمدؒ کے لئے لایا ہوں۔ اس دن سے حضرت خواجہؒ کا نام بہت مشہور ہوا اور طائفہ مشائخ میں یہاں تک شہرت ہوئی کہ باکمال حضرات صوفیہ یک زبان ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کو جوانی ہی میں پیران واصل اور مقتدایان کامل کا درجہ حاصل ہے جب حضرت خواجہؒ کی کچھ اوپر تیس سال کی عمر ہوئی تو آپ صحرا و خلوت میں زیادہ وقت گذارنے لگے اور مخلوق خدا سے بالکل ہی منقطع ہو گئے اور سلوک کی سیر تمام و کمال فرمانے لگے اور انتہائی مقامات پر پہنچ گئے کہ اس سے زیادہ سیر کی جگہ نہیں[2]۔

آپ کی والدہ ماجدہ اصلاً اس پر راضی نہ تھیں کہ آپ اتنی ریاضتوں اور مشقتوں کی صعوبت برداشت کریں۔ خود آپ جوامع الکلم میں فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا گلا خود حضرت شیخ الاسلام کے سامنے کیا۔ شیخؒ نے مولانا فخر الدین رازی کا واقعہ بیان کیا کہ ان پر بھی ایسا ہی ایک واقعہ گذرا تھا اور ان کی والدہ صاحبہ بھی مجاہدہ اور ریاضت سے بالکل راضی نہ تھیں اور ان کے پیر نے یہ کل واقعات سن کر ان کی ماں کو سلام کہلا بھیجا تھا اور ایک جائے نماز اپنی طرف سے ان کی خدمت میں پیش کی تھی اور پیام کہلا بھیجا تھا کہ جس طرح آپ ان کی نسبتی ماں ہیں اسی طرح میں دینی باپ ہوں جس طرح آپ کا حکم ماننا واجب ہے اسی طرح میرا حکم ماننا بھی واجب ہے۔ فخر الدین کی والدہ یہ سن کر خاموش ہو گئیں اور پھر کچھ نہ بولیں

---

[1] یعنی تصنیف و تالیف کا کام لینا ہے۔ [2] از سیر محمدی۔

حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہٗ نے یہ حکایت بیان کر کے خود بھی ایک جانماز میرے ہاتھ میری والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھجوائی جب میں نے اُن کو یہ جانماز دی تو ہائے ہائے کر کے رونے لگیں اور کہنے لگیں میں جانتی ہوں کہ شیخ نے جانماز اس لئے بھیجی ہے کہ میں تجھے ترک کر بیٹھوں۔ اچھا اب میں تمہیں کوئی زحمت نہ دوں گی۔ جو کچھ حضرت شیخ فرمائیں اُس کی تعمیل کیا کرو۔[1]

سرفرازی خلافت و واقعہ علالت

صاحب سیر محمدی تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف ۳۰ برس کو پہنچی تو اسی سال دہلی میں وبا پھیلی حضرت خواجہؒ کو اُس وقت خلہ[2] کی بیماری لاحق ہوئی اور منہ سے خون آنے لگا اور کھانسی بھی شدید ہوگئی اور اُس کے ساتھ ہچکی بھی شروع ہوگئی تمام خانقاہ میں شور برپا ہوگیا کہ سید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان خطرہ میں ہے۔ حضرت شیخؒ نے مولانا صدر الدین طبیب و مولانا علاؤ الدین کو حضرت خواجہؒ کی تیمارداری کے لئے بھیجا۔ مولانا صدر الدین نے نبض دیکھی جس سے معلوم ہوا کہ اضطراری کیفیت ہے اور حالت متغیر ہو چکی ہے۔ یہ لوگ وہاں انتظار تک ٹھیرے رہے۔ اتنے میں حضرت شیخؒ نے روغن خشت بھیجا اور اس کو درد کی جگہ ملا گیا جس سے مرض میں تخفیف ہوگئی۔ مولانا صدر الدین کی واپسی پر جب حضرت شیخؒ نے دریافت فرمایا کہ سید محمد طال عمرہٗ کیسے ہیں تو مولانا نے کہا کہ اچھے ہیں اور روغن خشت سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ زین الدین تھوڑا روغن خشت اور بھیجدو۔ غرضکہ ہر روز ایک آدمی بندگی شیخ الاسلامؒ کا فرستادہ حضرت خواجہؒ کی کیفیت مزاج دریافت کرنے آتا تھا حتی کہ حضرت خواجہؒ کو بفضلہ تعالیٰ صحت کامل ہوگئی اور آپ بندگی شیخؒ کی قدمبوسی کے لئے [illegible] ہجری میں چہارشنبہ کے دن اشراق کے وقت خانقاہ شریف تشریف لے گئے۔ مولانا زین الدین اور خانقاہ کے دیگر اصحاب مکان جا چکے تھے۔ البتہ خواجہ بشیر موجود تھے۔ اُنہوں نے حضرت شیخؒ سے اطلاع کی۔ حضرت شیخؒ بہت خوش ہوئے اُسی وقت بلوا لیا جیسے ہی حضرت شیخؒ کی نظر بااثر حضرت خواجہ پر پڑی باواز بلند فرمایا۔ الحمد للہ۔

حضرت خواجہ مودبانہ قریب گئے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ سید تم کو کیا مرض ہوگیا تھا۔ حضرت خواجہؒ نے عرض کیا خلہ میں مبتلا تھا خون تھوکتا تھا ہچکی آتی تھی۔ فرمایا بڑی سخت بیماری تھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ تمہیں صحت ہوگئی۔ حضرت خواجہ نے عالم واقعہ میں جو کچھ ملاحظہ فرمایا تھا اُسے عرض کرنے کے واسطے کھڑے ہوگئے تو حضرت شیخؒ نے ارشاد فرمایا کہ آفتاب بلند ہوگیا ہے۔ مجھے اشراق پڑھنی ہے۔ تم بھی جاؤ اشراق پڑھ لو اُس کے بعد آؤ اور بیان کرو۔ حضرت خواجہ باہر گئے اور حضرت شیخ اشراق میں مشغول ہوگئے

[1] جوامع الکلم غرہ رمضان [illegible] ہجری [2] خلہ ایک بیماری کا نام ہے جس میں اتنا شدید درد ہوتا ہے جیسے کوئی سوئیاں چبھو رہا ہے

اسی اثناء میں قاضی عبد المقتدرؒ و شیخ محمودؒ درویش اور چند دیگر حضرات قدمبوسی کے واسطے حاضر ہوئے جن کی اطلاع خواجہ بشیر نے دی حضرت شیخ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو آنے دو اور سید محمد سے کہدو کہ جہاں ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ یہ حضرات حاضر ہوئے آپ نے اور سب کو جلد ہی رخصت کر دیا۔ قاضی صاحبؒ اور شیخ صاحب بیٹھے رہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ سید محمدؒ کو خلہ کی بیماری ہوگئی تھی اور منہ سے خون آتا تھا اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا کہ سید محمد طال عمرہٗ کو صحت ہوئی۔ تھوڑی دیر تک یہ حضرات حاضر رہے پھر ارشاد ہوا کہ آپ لوگ جاتے ہوئے سید محمد کو میرے یہاں بھیجتے جائیں۔ یہ حضرات باہر تشریف لائے اور قاضی صاحب نے فرمایا کہ سید تم کو اندر طلب فرماتے ہیں ہم لوگوں کو باہر جانے کا حکم ہوا ہے تم جاؤ حضرت خواجہؒ حاضر خدمت ہوئے اور اپنی کیفیت عرض کرنے لگے۔ کہ میں نے اس بیماری میں یہ دیکھا کہ مجھے ایک جامہ پہنایا گیا اور کہا گیا کہ اسے پہنو یہ جامۂ ولایت ہے۔ پھر کہا کہ اتار دو میں نے اتار دیا تو دوسرا جامہ لائے اور کہا کہ یہ جامۂ نبوت ہے اسے پہنو میں نے پہن لیا پھر اتار نے کو کہا میں نے اتار دیا۔ پھر تیسرا جامۂ رسالت لائے پہنایا اور پھر اتروا دیا پھر جامہ اتحاد لائے اُسے پہنایا اور پھر اتروا دیا۔ پھر ربوبیت، الوہیت، ھوئیت، کے لباس لائے اور میں نے ہر ایک کو پہن لیا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا اور حضرت شیخؒ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور فرماتے جاتے تھے کہ ہاں، ہاں پھر میں نے عرض کیا کہ بعد ازاں میں نے تمام مختلف چیزوں کو ان کی مختلف صورتوں کے ساتھ ہی ایک ہی حقیقت کی طرف لوٹتے ہوئے دیکھا اس پر حضرت شیخ بہت خوش ہوئے۔ دست مبارک اپنے چہرہ پر پھیرا اور فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین۔ اور پھر چند کلمات اس قسم کے فرمائے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت شیخؒ کی عمر اب آخر ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے پھر اپنا کمبل سامنے سے اٹھا کر حضرت خواجہؒ کے دونوں ہاتھوں پر رکھدیا اور آپ کا ہاتھ مضبوط پکڑ کر فرمایا کہ "جو کوئی کسی کے واسطے محنت کرتا ہے تو کسی چیز کے ہی لئے کرتا ہے" سید محمد! اس کام کو میری جانب سے قبول کرو۔ یعنی لوگوں سے بیعت لیا کرو۔ حضرت خواجہؒ نے سر جھکا لیا اور خاموش بیٹھے رہے آپ نے ارشاد فرمایا فرمایا کہ تم نے قبول کر لیا حضرت خواجہؒ نے عرض کیا کہ میں نے قبول کیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ قبول کیا حضرت خواجہؒ نے عرض کیا جی ہاں قبول کیا۔ اس کے بعد آپ نے دو وصیتیں فرمائیں ایک تو یہ کہ اپنے ظاہری اوراد ترک نہ کرنا اور دوسرے میرے متعلقین کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھنا۔ اس کے بعد مولانا زین الدین آئے تو ان سے فرمایا حلوا تیار کر کے دسترخوان بڑھانے کیلئے کہدو جب مولانا چلے گئے تو حضرت شیخؒ نے اپنا نہالچہ نکال کر حضرت خواجہؒ کی طرف پھینکا اور ارشاد فرمایا کہ سید اس نہالچہ کا غلاف لے لو اور آستین میں رکھکر چلے جاؤ۔

واقعہ وفات حضرت پیر دستگیر شیخ الاسلام مولانا نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

پندرہویں رمضان ۷۵۷ھ شب شنبہ کو حضرت شیخ الاسلام کو بیماری شروع ہوئی اسی بیماری میں چند اصحاب نے عرض کیا کہ ہر شیخ نے اپنی رحلت وصال کے وقت چند لوگوں کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ اور ان میں سے ایک کو ممتاز بنا کر اپنی جگہ مقرر فرمایا ہے۔ اگر یہ عمل کیا جائے تو خواجگان کے طریقے سے بعید نہ ہوگا۔ حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا ان لوگوں کے نام لکھ کر لاؤ آپس کے مشورہ کے بعد مولانا زین الدین نے اک فہرست پیش کی اوس فہرست میں حضرت خواجہ کا نام نہ تھا جب شیخ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ڈھیلے پتھر باندھ کے لائے ہو ان سب سے کہدو کہ اپنے ایمان کی فکر کریں پھر مولانا زین الدین نے اسی فہرست کو مختصر کر کے پیش کیا تو ارشاد ہوا کہ پڑھو جب اُس میں حضرت خواجہ کا نام نہ آیا تو ارشاد فرمایا کہ سید محمد کا نام تم نے نہیں لکھا؟ سب تھرتھرانے لگے اور فہرست لیکر واپس ہوئے اور حضرت خواجہ کا نام لکھکر لائے حضرت شیخ الاسلام نے اپنے قلم سے صاد فرمایا اٹھارویں رمضان ۷۵۷ھ شب جمعہ کو حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمود نے دار فانی سے رحلت فرمائی اُس وقت حضرت شیخ کی عمر بیاسی برس کی تھی جامع الکلم میں ہے کہ جو نعمت حضرت شیخ قدس سرہ کے پاس تھی وہ چار شخصوں کو ملی۔ ان میں سے ایک حضرت خواجہ تھے دوسرے ایک عورت تیسرے ایک صندوق ساز چوتھے ایک کلال (کمہار) تھے بقیہ تین شخصوں کا جب انتقال ہوگیا تو وہ نعمت بھی آپ ہی کے پاس لوٹ آئی۔

حضرت شیخ کی زیارت سوم کے بعد حضرت خواجہ سجادۂ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے دیا اور طالبان حق کو تلقین و ارشاد فرمانے لگے۔[۲]

شادی | جب حضرت خواجہ کی عمر مبارک چالیس سال سے تجاوز ہوئی تو آپ کی والدہ صاحبہ نے جنھیں بی بی رانی[۳] کہا کرتے تھے۔ آپ کی شادی کے لئے اصرار فرمایا چنانچہ آپ نے تعمیل حکم فرمائی اور آپ کا نکاح سید احمد پسر مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی رضا خاتون سے ہوا خود مولانا جمال الدین کا مزار حضرت خواجہ صاحب کی درگاہ شریف کے احاطہ میں ہے آپ کے فیض یافتوں میں سے تھے گو عمر کا بہت فرق تھا مگر مولانا آپ کی نہایت تعظیم و تکریم فرمایا کرتے تھے اون سے بھی حضرت خواجہ صاحب کا سلسلہ جاری ہوا جس میں سلسلہ چشت کے مشائخین بیجاپور حضرت میران جی شمس العشاق اور ان کے سلسلہ کے بزرگوار ہیں۔

[۱] سیر محمدی و جوامع الکلم۔ [۲] سیر محمدی۔ [۳] رانی کا لقب بعض صحیح النسب سلمانوں کے خاندانوں میں بھی اس زمانہ میں رائج تھا۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جنہیں رانی کہا جاتا ہے وہ کوئی نو مسلم بی بی تھیں بلکہ یہ تو ایک صحیح النسب سیدانی تھیں۔ جن کے جد مولانا جمال الدین طرابلس الغرب سے ہندوستان آئے تھے۔

مسلک | آپ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے پیرو تھے چنانچہ جوامع الکلم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ میں متعدد مرتبہ نہایت وثوق اور تاکید کے ساتھ بیان کر چکا ہوں اور میرا عقیدۂ راسخ یہ ہے کہ افضل صحابہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں[۱] آپ عشق حقیقی اور محبت کی شان رکھتے ہوئے۔ شریعت بیضا کے پورے پورے پابند تھے[۲]۔ اور آپ نے کتاب خاتم آداب المدین میں صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ میں حنفی ہوں فقہ حنفی کی پابندی کرتا ہوں نیز آپ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خوبیاں اور بہت تعریف بھی بیان فرمائی ہے[۳]۔

سفر دکن | حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں ۸۰۱ھ تک مسند رشد و ارشاد پر متمکن رہے جب آپ کی عمر شریف اسی سال کی ہوئی تو اسی سال ساتویں ربیع الاول ۸۰۱ھ کو دہلی سے بقصد دکن باہر تشریف لائے۔ یہ وہ وقت تھا کہ امیر تیمور دہلی میں داخل ہو رہا تھا آپ تمام اہل خانہ کو ہمراہ لے ہوئے پہلے دروازۂ شہر پناہ سے باہر تشریف لائے۔ مصنف سیر محمدی بھی آپ کے ہمراہ رکاب تھے وہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ بہادر پور پہونچے تو حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں مرید ملک محمد علی افغان اور مولانا بہاؤالدین خواجہ کے استقبال کے لئے نکلے اور آپ کے لئے قصبہ کے اندر مکانات خالی کروائے اور آپ کو وہاں ٹھیرایا ان میں سے مولانا بہاؤالدین کو حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنا وکیل مقرر فرمایا تاکہ جو کوئی حضرت خواجہ کا مرید ہو مولانا بہاؤالدین حضرت کی طرف سے ٹوپیاں دے دیا کریں۔ وہاں سے اٹھارویں ربیع الثانی سنہ مذکور کو آپ نے مولانا علاؤالدین گوالیری کے نام جو آپ کے مرید صادق مشغول حق تارک الدنیا عالم باعمل تھے اور تقریباً دس برس تک مغلوں کے ہنگامہ سے پہلے دہلی میں حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر رہ کر ارشاد و تلقین حاصل کر چکے تھے گوالیر فرمان بھیجا اور یہ تحریر فرمایا فرزند دینی مولانا علاؤالدین گوالیری محمد حسینی الحسنی کی دعا کے بعد مطالعہ کرو کہ تقدیر سے اتفاق ایسا پیش آیا کہ ہم شہر دہلی سے حادثہ کی وجہ سے باہر نکلے ہیں وہ حادثہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ ہمارا قصد گوالیر آنے کا ہے میرے فرزند تم ایسا کرو کہ مرید خان کو ساتھ لیکر۔۔۔ مقام کی حد تک۔۔۔ جگہ ہمارے لینے کو آجاؤ شرف الملک سے بھی میری آنے کا حال کہدینا۔ اگر ان کو موقع ملے تو وہ بھی آنے کا ارادہ کریں سبحان اللہ العظیم عجب زمانہ ہے کہ میں لوگوں سے احسان چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آتا ہوں میری امداد کرو۔

[۱] جامع الکلم مجلس ماہ رجب ۸۰۲ھ۔ [۲] جوامع الکلم مجلس جمعہ ۸ شعبان ۸۰۲ھ۔ [۳] جوامع الکلم مجلس روز یکشنبہ غرہ ذوالحجہ

يَفعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ عُرپیٹھ کو پیٹ کی طرف اور پیٹ کو پیٹھ کی طرف وہی اُلٹتا پلٹتا رہتا ہے۔ اس کے بعد پھر اہتمام کیا جائے گا اب موقع دیر کرنے اور سوچنے کا نہیں ہے عَلَیکَ بِالعَجَلِ العَجَل تم عجلت لازمی ہے۔

بہادر پورسے بیسویں ماہ مذکور کو گوالیر کی طرف روانگی فرمائی۔ تقریباً بیس ہی کوس باقی رہ گیا ہوگا کہ گوالیر کے ایک سپاٹ میدان جنگل میں پہونچے جہاں مفسدین بہت سے جمع ہوگئے تھے اور قریب تھا کہ لوٹ مار شروع کردیں ساتھیوں کے ہاتھ پیر پھول گئے اور تسبیح و تہلیل تکبیر و تحمید میں صرف ہوگئے ناگاہ ایک فوج گوالیر سے آتی ہوئی دکھائی دی ساتھیوں میں عجیب کھلبلی و اضطراب پڑگیا اور خیال ہوا کہ کچھ فوج مفسدوں کی کمک کے لئے آرہی ہے جیسے ہی آنے والی فوج کی نظر حضرت خواجہؒ پر پڑی سب کے سب گھوڑوں سے اتر پڑے اور حضرت خواجہؒ کی تعظیم و تکریم کی۔ مخدوم زادوں نے اور ساتھیوں میں سے مولانا ابوالمعالی مولانا محمد اور مولانا محمد مسلم۔ مولانا شیخو۔ سید تاج الدین اور مولانا محمد سنگ تراش نے پہچانا کہ مولانا علاؤالدین گوالیری استقبال کو آئے ہیں۔ سب کے سب باغ باغ ہوگئے اور غیر مسلم گروہ جو لوٹنے کے لئے جمع ہوئے تھے وہ سب مقہور و مردود ہوکر بھاگ گئے۔ بائیسویں ماہ مذکور کو آپ گوالیار پہونچے۔ مولانا علاؤالدین نے اپنا مکان خالی کر رکھا تھا جہاں آپ جلوہ افروز ہوئے مولانا علاؤالدین نے خاتحہ کندوری ملازمت و قدمبوسی حاصل ہونے کی خوشی میں کی۔ دوسرے دن فہرست بنائی جس میں اپنا نام اپنے فرزندوں کا نام اپنے اہل خانہ کا نام لکھکر پیش کیا کہ ہم سب غلام ہیں آپ فروخت فرمائیں اور اس کے علاوہ تمام لونڈی غلام گھوڑے گائے بیل جس قدر گھر میں غلہ تھا وہ سب اور نقد روپیہ اور کتابیں سب پیش کردیں منجملہ ان اشیاء پیش کردہ شدہ کے نقد و غلہ و گھوڑے اور کچھ کتابیں آپ نے قبول فرمائیں اور مولانا علاؤالدین پر بہت توجہ فرمائی بغلگیر ہوئے سینہ سے سینہ لگایا اور اپنا سینہ ان کے سینہ سے ملا۔ اور ارشاد فرمایا تمہاری اولاد میری اولاد ہے مولانا علاؤالدین کے صاحبزادہ مولانا ابوالفتح جو مغلوں کے ہنگامہ کے پہلے مرید ہوچکے تھے انہوں نے پھر دوبارہ گوالیر میں تجدید بیعت کی۔

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ جمادی الآخر کی سترہویں سنہ مذکور کو بھاندیر کی طرف روانہ ہوئے۔ اسی دن مولانا علاؤالدین کو جامہ خلافت پہنایا۔ اور مولانا حمید الدین مفتی دہلی سے جو حضرت مخدوم کے مریدوں میں سے تھے اور ساتھ ہمرکاب تھے خلافت نامہ لکھوایا۔ مولانا حمید نے گذارش کی کہ اس وقت تک آپ نے کسی کو خلافت عطا نہیں فرمائی ہے حتیٰ کہ مخدوم زادوں کو بھی خلافت عطا نہیں فرمائی ہے۔ سب سے پہلے مولانا علاؤالدینؒ کو کیوں خلافت عطا ہو رہی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ مولانا حمید کیا میں

خود خلافت دیتا ہوں مجھ سے کہا گیا ہے کہ مولانا علاؤالدین کو خلافت دو اس لئے میں خلافت دے رہا ہوں۔ اگر میں دل کی خواہش سے خلافت دیتا تو پہلے میں اپنے لڑکوں کو دیتا اس کے بعد مولانا حمید نے خلافت نامہ لکھا۔ حضرت خواجہؒ بولتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ گوالیر سے بھاندیر جلوہ افروز ہوئے پھر بھاندیر سے ایرچہ تشریف ارزانی فرمائی۔

جب آپ بھاندیر میں جلوہ افروز تھے مولانا ذوالقرنین نامی ایک دانشمند بزرگ جو شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے اُن کے لڑکوں اور بہت سے افغانوں نیز اس مقام کے لوگوں نے اور وہاں کے فیلداروں نے آپ سے بیعت کی اور اس مقام کا حاکم جس کو ضابطہ کہتے تھے مظہر خاں نام حاضر خدمت ہوا اور جب حضرت ایرچہ تشریف لائے۔ تو بہت مخلوق خواتین شاہزادے علماء مشائخ نے آپ کا استقبال کیا اور سب قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے مثلاً سید اکرام سید نبہان مولانا امیر الدین۔ قاضی برہان الدین۔ سید احسن شیخ خوند میر ایرچہ کے شیخ الاسلام کے صاحبزادے اپنے سب بھائیوں کے ساتھ مرید ہوئے۔ وہاں سے پھر حضرت نے چھترہ کو شرف اندوز فرمایا۔ وہاں بھی بہت سی خلق خدا مرید ہوئی مثلاً قاضی اسحاق۔ محمد رکن الدین مفتی چھترہ ان کے سب بھائی قاضی سلیمان اور دوسرے بھائیوں نے بیعت کی۔ قاضی القضاۃ قاضی منہاج مدرس وہاں کے حاکم کے لڑکوں نے بھی بیعت کی اور بہت سے قصباتیوں نے جو وہاں تھے اور جن میں سے بعض بڑے بزرگ تھے سب نے بیعت کی۔ پھر وہاں سے حضرت چندیری تشریف لے گئے شیخ نصیر الدین نے جو کہ خواجہ یعقوب چندیری کے صاحبزادے تھے استقبال کیا اور اپنے گھر لاکر ٹھیرایا۔

وہاں پر مفتی چندیری کے صاحبزادے جو دانشمند ذی علم بزرگ تھے جن کو لوگ قاضی خواجگی کہتے تھے اور دوسرے لوگوں نے بیعت کی شیخ نصیر الدین چندیری نے ذکر کے تلقین کی خواہش کی حضرت مخدومؒ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کے تلقین میں میری ایک خاص روش ہے اور وہ یہ ہے کہ طالب ذکر اپنے سر پر جنگل سے لکڑی لائے اس وقت میں ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔ تم خود شیخ اور شیخ زادہ ہو۔ یہاں کے صدر ہو۔ لکڑی جنگل سے نہ لاسکو گے جس شغل میں مشغول ہو اسی شغل میں رہو پھر آپ چندیری سے روانگی اختیار کی اور میان دہار ہوتے ہوئے بڑودہ آئے۔ بڑودہ آپ عید فطر کے رات کو پہونچے بالائے حوض قیام فرمایا۔ آدم خاں اور اُن کے لڑکے اور دوسرے لوگوں نے بہت زیادہ خاطر تواضع کی چند روز کے بعد نثار خاں نے صرف زادراہ پیش کیا پس ذیقعدہ کو آپ نے کنبہایت کو شرف فرمایا۔ ظفر خاں نے تقریباً چھ کوس آگے آکر استقبال کیا۔ بہت زائد فتوح و سامان کندوری دعوت لایا تھا۔ ظفر خاں کو فرمان ہوا کہ اس وقت

کوئی ایسا ہے جو تمہارے منہ پر تمہارا حال بیان کرے اور تم کو اس سے اطلاع دے۔ قاضی سلیمان اس کے مقربوں میں ایک شخص تھا اس نے کہا کہ خوندخاں کا کیا کہنا ہے وہ کسی خلاف شرع بات کے پاس بھی نہیں پھٹکتے ہیں۔ حضرت مخدومؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ یہ سب تیری خاطر و رضاجوئی کرنے والے ہیں؟ ظفرخاں اور اس کے سب ساتھیوں نے سر نیچا کرلیا۔

پھر تھوڑے دنوں تک آپ نے گجرات میں قیام فرمایا۔ کھنبایت اور دوسرے مقامات پر مولانا نظام الدین تھانیسری نے جو پہلے سے بیعت تھے اور وہاں کے دوسرے لوگ حاضر خدمت ہوئے شیخ عمر شیخ سعید کھنبایتی کے صاحبزادے جو شیخ علاؤالدین اندریؒ کے مرید تھے وہ بھی برابر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے اور ان کا ایک لڑکا تھا اُسے بھی برابر ساتھ لایا کرتے تھے۔ وہاں سے پھر آپ نے دوبارہ بڑودہ تشریف لیجانیکا قصد فرمایا اور سلطان پور سے گذرتے ہوئے دولت آباد کی طرف ارادہ فرمایا دولت آباد میں آپ نے اپنے والد ماجد حضرت سید یوسفؒ کی زیارت فرمائی جب آپ فتح آباد عرف دیوگری پہونچے تو عضد الملک جو اس جگہ کا حاکم تھا فیروزشاہ سلطان گلبرگہ کی طرف سے نذر لیکر حاضر ہوا سلطان فیروز نے سنا تھا کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ اس طرف تشریف لارہے ہیں اس نے حاکم کو پہلے سے لکھدیا تھا کہ میری طرف سے نذر لیکر حاضر ہونا۔

دیوگری سے آپ نے دارالسلطنت احسن آباد گلبرگہ کا قصد فرمایا سلطان فیروزشاہ لشکر کے ساتھ استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا۔ راستہ میں قدمبوس ہوا حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ سے اُس نے اصرار کیا کہ آپ گلبرگہ ہی میں قیام فرمائیں[1]۔ حضرت خواجہؒ نے بہت سی گفتگو کے بعد اس کی درخواست قبول فرمائی اور یہاں گلبرگہ میں سکونت اختیار فرمائی اولاً آپ کا قیام خانقاہ میں رہا جو قلعہ کے پس پشت ہے ایک روز فیروزشاہ بہمنی نے اپنے فرزند اکبر حسن شاہ کو ولیعہد کرکے حضرت خواجہؒ سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے فرزند کو ولیعہد بنا دینے کے بعد اب میری دعا کا کیا محل ہے جب بادشاہ نے بار بار اصرار و الحاح اور کئی مرتبہ دعا کی درخواست کی تو حضرت خواجہؒ نے اس راز کا انکشاف فرمایا کہ کارخانہ قضا و قدر نے تاج شاہی کا حقدار تمہارے بھائی احمد شاہ بہمنی کو قرار دیا ہے۔ اس پر فیروزشاہ بہمنی بے لطف ہوا اور اس نے اپنی جانب سے حضرت کو یہ کہلوا بھیجا کہ آپ کے پاس مریدین و متوسلین وقت بے وقت آتے ہیں لہذا آپ اپنے قیام کے لئے کسی دوسری جگہ کو منتخب فرمالیں تو اچھا ہے چنانچہ آپ وہاں سے اٹھ گئے اور اس مقام کو جہاں حضرت کا اب مزارِ مبارک واقع ہے اختیار فرماکر وہیں سکونت التزام فرمایا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بادشاہ کو نوشتہ تقدیر پیش آیا اور دونوں بھائیوں میں چند بداندیش مصاحبوں کی وجہ

[1] سیر محمدی

سے مخالفت کی نوبت آگئی لیکن چونکہ عامۃ الخلق اور فوج نے احمد شاہ کا ساتھ دیا تو فیروزشاہ نے بھی اپنے فرزند کو منازعت سے منع کرکے بشاشت کے ساتھ احمد شاہ کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ احمد شاہ بھی نہایت تواضع و انکساری سے اپنے بھائی کے ساتھ پیش آیا اور اپنے بھائی فیروزشاہ کے زندگی میں ہی اوس کے انتقال سے دس روز قبل ۳ شوال ۸۲۵ھ کو سریرآرائے سلطنت ہوا اور اس طرح حضرت خواجہ صاحب کی پیشین گوئی صحیح ہوئی[1]۔

آپ کا قیام تقریباً بائیس سال گلبرگہ شریف میں رہا اور اس عرصہ میں علم و فنون ارشاد و تلقین تصنیف و تالیف کے ذریعہ عظیم الشان فیوض و برکات جاری رہے۔ اور جب آپ کی عمر مبارک ایک سو چار سال چار ماہ بارہ یوم کی ہوئی تو دوشنبہ کے روز نماز اشراق و چاشت کے درمیان ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ ہجری کو اس جہان فانی سے دارالبقاء کی طرف سفر آخرت فرمایا اور جسد عنصری کی قید سے آزاد ہوکر اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوگئے۔

حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کے خادم خاص قاضی سراج الدین حضرت خواجہؒ کے خلیفہ حضرت شیخ ابوالفتح کو اس سانحہ روح افزا کی اطلاع اپنی خط کے ذریعہ اس طرح دیتے ہیں۔

واقعہ صعبی زاد شانزدہم ماہ ذیقعدہ اول وقت چاشت روز دوشنبہ سنہ خمس و عشرین و ثمانمایہ حضرت قطبی حضرت اعلیٰ رجعت فرمودند چہ صبر چہ چارہ و اویلا مصیبتا۔ این مصیبت دیں است۔ اینجانب مخدوم زادہ خرد میان سید اللہ و میان ید اللہ و جملہ اعزہ دیگر بصحت و سلامت اند حضرت قطبی قدس اللہ سرہ ایشان را فرزند کلاں را در مقام خویش بجائے خود نصب کردند ایشان ہم در خانقاہ بجائے مخدوم میباشند و دست بیعت می دہند و میان سید اللہ مجاورت حضرت قطبی میکنند ہم در حظیرہ متبرکہ سکونت کردند باقی اصحاب کہ در میان حرمی با

اللّٰھم احشرنا فی زمرتہٖ و زمرۃ جدّہٖ بکرمک یا اکرم الاکرمین۔

اوقات و مشاغل مبارک

حضرت خواجہ کی روش یہ تھی کہ آپ شریعت کے حد درجہ پابند تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر پورے پورے گامزن تھے۔ چنانچہ سیر محمدی میں ہے کہ آپ پنچوں وقت کی نماز برابر باجماعت ادا فرماتے تھے۔ کسی وقت تنہا یا صرف ایک آدمی کے ساتھ آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ جامع الکلم میں ہے کہ حضرت اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی کی خدمت میں کامل ستو برس تک حاضر باش رہے۔ اور جبتک کہ حضرت خواجہ بندگی مخدوم کی خدمت میں رہے۔ تو آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ نصف شب کو بیدار ہوتے پہلے خود وضو کرتے پھر حضرت شیخ کو وضو کراتے اور جب حضرت شیخ حجرہ میں داخل ہوکر مشغول بحق ہوتے تو آپ بھی نماز تہجد ادا کرکے حجرہ کے

[1] تاریخ مختار الاخبار

ذکر وشغل میں مصروف ہو جاتے۔ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کرتے۔ اور جب تک حضرت شیخ اوراد میں مشغول رہتے آپ
طالبوں کو راہِ سلوک کی تعلیم دیتے رہتے۔ اور جب حضرت شیخؒ کی مجلس منعقد ہوتی تو آپ بھی حاضر ہو جاتے۔ پھر بعد نماز
چاشت قدرے قیلولہ فرماتے۔ بعد میں تلاوتِ قرآن کے واسطے بیدار ہوتے اور نماز ظہر با جماعت ادا کرنے کے
بعد اپنے حجرہ میں مشغول وظائف ہو جاتے تھے۔ اور سہ پہر کے وقت حضرت شیخؒ کی مجلس میں حاضر رہتے اور نماز عصر کے
بعد سے مغرب تک پھر تسبیح و تہلیل میں مصروف ہوتے اور بعد نماز مغرب نوافل اور سنن سے فراغت کے بعد طالبان
راہ کی تعلیم میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بعد نماز عشاء کسی قدر طعام نوش جان فرمانے کے بعد استراحت فرماتے تھے اور
ہر نماز کے وقت حضرت شیخؒ کو وضو کراتے تھے۔ اس کام کے لئے آفتابہ اور سلفچی آپ کے پاس موجود رہتی تھی۔

جب آپ گلبرگہ میں فروکش ہوئے تو مولانا بہاؤ الدین امامت کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نماز فرض مسجد کے اندر
اور سنتیں وغیرہ باہر ادا فرماتے تھے آپ ہر روز حضرت شیخؒ کے اوراد پڑھتے تھے نماز اشراق۔ چاشت۔ زوال
اوابین۔ تہجد ہمیشہ پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ جب بوجہ ضعف و پیرانہ سالی کھڑے ہو کر ادا کی بھی طاقت
نہ رہی تو بیٹھکر ادا فرماتے تھے۔ اپنے مریدین کو بھی علاوہ دیگر اوراد شیخ کے نماز اشراق کی چھ رکعتیں خود بتلاتے تھے
بعد نماز اشراق حضرت اپنے صاحبزادوں کے ساتھ کھانا تناول فرما کر علوم تفسیر و حدیث و فنون کے سبق پڑھانے
میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی علم کلام اور علم فقہ کا بھی سبق پڑھاتے تھے۔ دوپہر میں قیلولہ فرماتے تھے
اور بعد نماز ظہر تلاوت قرآن پاک فرماتے تھے۔ آخر عمر میں آپکے سامنے حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی اور بعد
میں مولانا بہاؤ الدین صاحب امام تلاوت کرتے تھے اور حضرت سماعت فرماتے تھے۔

بعد نماز ظہر تلاوت کے بعد درس بھی ہوتا تھا اور اکثر اسوقت معتقدین کو کلماتِ طیبات بھی ارشاد فرماتے
تھے۔ بعد نماز عصر دعائے استفتاح پڑھتے تھے آخر عمر میں حضرت سید شاہ ید اللہ پڑھکر سنایا کرتے تھے۔ نماز مغرب
اور صلوٰۃ اوابین و نوافل کے بعد بھی طالبانِ راہ کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے بعد نماز عشاء صوفیائے
کرام و معتقدین جمع رہتے تھے اور اس وقت دسترخوان (کنہ دری) بچھایا جاتا تھا جس پر تقریباً چالیس
آدمی ہوتے تھے۔ ہر شخص کے سامنے چار چار روٹیاں اور ایک ایک پیالہ آش کا رکھا جاتا تھا اور ایک گہری
رکابی میں سالن رکھا جاتا تھا جس کو دو دو آدمی شریک ہو کر کھاتے تھے۔ حضرت کے سامنے جو پیالہ ہوتا تھا
اس میں سے تھوڑا تناول فرمانے کے بعد مریدین میں سے جس پر زیادہ عنایت ہوتی تھی عطا فرما دیتے تھے
اور اسی طرح بوٹیاں اور حلوہ بھی تقسیم کر دیتے تھے۔

بعد فراغت طعام تھوڑی دیر مریدین سے گفتگو فرما کر استراحت فرماتے اور نصف شب کو بیدار ہو جاتے تھے

۱؎ ان کا مزار درگاہ شریف کے بائیں حصہ میں ہے۔

اور بعد نماز تہجد ذکر وشغل اور مراقبہ میں مشغول ہوتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ جس شخص
کو فتح باب ہوا۔ ذکر و مراقبہ کی ہی بدولت ہوا۔

جوانی کے زمانہ میں صوم دوام اور طے کے روزے بھی رکھتے تھے۔ آخر عمر میں صرف ایام بیض اور مخصوص
دنوں میں روزہ رکھتے تھے اور نماز با جماعت کی پابندی ہمیشہ تھی اور اسکی تاکید مریدین کو بھی فرماتے تھے نیز شریعت کی پابندی
کا اتنا اہتمام تھا کہ آپ نے سلطان احمد شاہ بہمنی کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے لوگوں میں جو شریعت کا پابند ہو اس کی رعایت
کرنا اور مخالف شریعت کی مخالفت کرنا۔ حضرت خواجہؒ جب مسجد میں فروکش ہوتے تھے تو نیچا چبوترہ پر بیٹھتے تھے اور
سوائے بادشاہ کے کسی کی تعظیم کو کھڑے نہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے چونکہ وہ اولی الامر ہے اس لئے اس کی تعظیم کو اٹھتا ہوں۔
بادشاہ جب آتے تو پہلے ایک روز قبل اطلاع دیتے تھے۔ اور حضرت کے فرمانے کے بموجب معینہ وقت پر آتے
دسترخوان بچھایا جاتا تو بادشاہ کھانا کھاتے تھے اور تبرک اپنے ساتھ لیجاتے تھے۱؎

طریق بیعت و ارشاد

حضرت خواجہؒ بیعت کرتے وقت اپنا سیدھا ہاتھ مرید کے ہاتھ پر رکھکر ارشاد فرماتے تھے کہ تم نے اس
ضعیف اور اس ضعیف کے خواجہ اور خواجہ کے خواجہ اور تمام مشائخ طبقات سے عہد کیا ہے کہ ہمیشہ نگاہ کی اور زبان
کی حفاظت کرو گے اور طریقہ شریعت پر قائم رہو گے۔ تم نے اس کو قبول کیا۔ مرید عرض کرتا جی ہاں میں نے
قبول کیا۔ آپ فرماتے الحمد للہ رب العالمین پھر قینچی دست مبارک میں لیتے۔ تکبیر پڑھتے ہوئے
تھوڑے سے بال داہنی جانب سے کان کے قریب کے کاٹ دیتے اور کچھ بال بائیں جانب کے بھی پھر تکبیر فرماتے
اور چار گوشہ والی ٹوپی مرید کے سر پر رکھدیتے تھے جب اس طرح مرید کر کے کلاہ چوگوشی پہنا چکتے تو کہتے
جاؤ دوگانہ پڑھو جب واپس آتا تو سب سے پہلے ہدایت یہ ہوتی کہ پنجوقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا اور نماز
جمعہ و غسل جمعہ کو سوائے شرعی عذر کے کبھی قضا نہ کرنا۔ نیز ارشاد فرماتے کہ ہر روز بعد مغرب چھ رکعتیں تین سلام سے
اوابین کی پڑھا کرو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص (قل ہو اللہ احد) تین مرتبہ پڑھنا چاہئے
اور اس کے بعد ایک دوگانہ حفظ ایمان کا پڑھنا چاہئے جس کی رکعتوں میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ اخلاص سات
سات بار اور قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھی جائے اور سلام کے بعد سجدہ میں جا کر
تین مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ پڑھو اور ہر روز عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے ایک دوگانہ
پڑھو جس میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا کرو اور سلام کے بعد ستر بار یَا وَھَّابُ یَا
وَھَّابُ پڑھا کرو۔ نیز ہر مہینہ میں ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ تاریخوں کو روزے رکھا کرو۲؎ اس کے بعد حضرت شیخ کے اوراد

۱؎ سیر محمدی باب دوم ۲؎ جوامع الکلم مجلس بست و نہم رجب ۸۰۰ ہجری

وظائف اور نماز چاشت کی چار رکعتیں و اشراق کی چھ رکعتیں اور تہجد و ذکر اور مراقبہ کی تلقین فرماتے تھے۔[1]

عورتوں کو مرید کرتے وقت چادر درمیان میں ڈالی جاتی تھی اور ایک بڑے پیالے میں پانی لایا جاتا تھا حضرت خواجہ اُس پیالہ میں شہادت کی انگلی کا صرف ایک درہم کے برابر حصہ ڈبو دیتے تھے (اور اوپر تھوڑا سا کپڑا بھی لپیٹے تھے) اسی طرح مرید ہونے والی عورت بھی صرف ایک درہم کے برابر انگلی اس پیالے میں ڈبو دیتی تھی اور باقی تمام ہاتھ اور انگلیاں آستین سے چھپائے رکھتی تھی اور اس کے بعد مندرجہ بالا کلمات ارشاد فرماتے تھے اور آخر میں مکرر یہ کلمات دُہراتے تھے کہ زبان کو فحش کلامی اور بدگوئی سے محفوظ رکھنا اور زیادہ تر یَا وَهَّابُ یَا وَهَّابُ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰه پڑھا کرنا

سماع

سماع میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کا مشرب کیا تھا خود اُن کے ملفوظات اور تصنیفات سے واضح ہے۔ جوامع الکلم اور سیر محمدی دونوں میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہؒ و مولانا صدرالدین و مولانا علاؤالدینؒ نے آپس میں اتفاق کیا کہ ایک مرتبہ ایسا سماع سنیں کہ جس کے ساتھ تمام قسم کے مزامیر بجائے جائیں چنانچہ اس کام کے لئے مولانا صدرالدین کا مکان اختیار کیا گیا۔ تمام مزامیر جمع کئے گئے اور دروازہ بند کر کے کامل سماع ہوتا رہا۔ اس کی خبر حضرت شیخ مولانا نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ہوگئی۔ جب حضرت خواجہ قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ اس طرح سماع مت سنا کرو۔ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ وہ دن ہے اور آج کا دن میں نے پھر مزامیر کے ساتھ سماع نہیں سنا۔[2]

جوامع الکلم میں اسی بیان کے ذیل میں درج ہے کہ حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی ہرگز مزامیر نہیں سنتے تھے اور اگر کوئی آکر گانے لگتا تو خاموش رہتے اور بہت جلدی کچھ دے کر رخصت فرما دیتے تھے۔ اور ایک جگہ سماع میں چنگ سنگک نامی مزمار بجایا جا رہا تھا تو آپ اس کی آواز سن کر واپس چلے آئے نیز کبھی آپ دف زن کا گانا بھی سوائے کسی شادی اور مہمانی کے مجبوری کے نہ سنتے تھے۔ اور فرمایا کہ خود حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ کے اصحاب بھی سوائے مولانا برہان الدین غریب کے کوئی مزامیر نہیں سنتے تھے اور میں نے بھی صرف ابتداء حال میں سنا تھا لیکن جب معلوم ہوا کہ حضرت شیخؒ منع فرماتے ہیں تو میں نے اُس وقت سے مزامیر نہیں سنے[3]

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی کبھی کبھی سماع ہوتا تھا۔ اور خصوصاً ایصالِ ثواب کے مواقع پر جس کی تفصیل آگے آتی ہے اکثر سماع ہوتا تھا۔ مگر آپ نے اپنے پیر و مرشد کے ارشاد کے بعد پھر کبھی مزامیر کے ساتھ نہیں سماعت فرمایا۔[4] آپ نے سماع کے لئے بہت سے آداب و شرائط ارشاد فرمائے ہیں

[1] سیر محمدی باب سوم۔ [2] جوامع الکلم مجلس روز پنجشنبہ ۱۸ محرم ۸۰۳ھ [3] سیر محمدی باب سوم [4] جوامع الکلم روز پنجشنبہ ۱۲ ذیقعدہ ۸۰۳ھ
[5] سیر محمدی باب سوم

اور درگاہ شریف میں اب بھی مخفی طور پر خاص اوقات میں مخصوص اصحاب کی اور حضرت فضیلت مآب سجادہ نشین صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے کے موافق سماع ہوتا ہے۔ جس میں نہایت ادب کے ساتھ دو تین فارسی دان خدام فارسی کے ابیات پڑھتے ہیں اور بعض اشعار کے ساتھ چھوٹے چھوٹے دفوں کی آواز شامل کی جاتی ہے۔ اور تمام حاضرین متوسلین درگاہ شریف اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب کے زمانہ میں جو سماع ہوتا تھا وہ اسی انداز سے ہوتا تھا اور یہ بات اسی وقت سے سینہ بسینہ چلی آتی ہے۔ میں نے خود اس قسم کے سماع میں تبرکاً کئی مرتبہ شرکت حاصل کی ہے۔ حاضرانِ مجلس دست بستہ موجود رہتے ہیں۔ اس قسم کے سماع میں سوائے دف کے اور کوئی مزامیر استعمال نہیں کئے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز نے سماع کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر سماع مخلوق کی توجہ اور اُن کی پیروی کی خبر بن جائے اور لوگوں کی عادت اور مروت کی قید میں داخل نہ ہو جائے تو اس سے بھی مرد صوفی کو کچھ بہرہ ور ہونا چاہیے[1] اور فرمایا کہ حالت سماع میں از خود رفتہ نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ اس وقت جو کچھ کرے دیکھ کر اور سمجھ بوجھ کر اور جان کر کرے۔ البتہ اس پر کوئی حالت طاری ہو ہی جائے کہ وہ اس حالت میں از خود رفتہ نہ ہو جائے تا نہ شیخ جو قابلِ عظمت ہے اُس کی عزت و عظمت میں وہ حائل و مانع نہ ہو اور ان سب باتوں کے ساتھ ہوش ایسا قائم رہے کہ جو کچھ کرے اسے سمجھ کر کرے۔[2] سماع سے مقصود خیالات کا یکسو کرنا اور دل کو ایک ذات کی طرف متوجہ کرنا ہے اور اس قسم کا سماع محبوبِ حقیقی تک پہونچانے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ صوفی کا ذوق دو تاروں کے ضربات کے ادا کرنے پر منحصر نہیں ہے اس کی نظر اس پر نہیں ہوتی بلکہ اس کو اپنے خدا کے ساتھ معاملہ کی تکمیل کی فکر رہتی ہے اور ایک لفظ ہو یا ایک سُر جو اس کے حال کے موافق ہو ذوق و خوشی حاصل کرتا ہے

ایک مرتبہ حضرت مولانا علاؤالدین اور مولانا جمال الدین مغربی[3] سماع کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے مولانا مغربی کا قول تھا کہ صوفیائے کرام کا ہاتھ پیر ہلانا ہذیان کی صورت رکھتا ہے نیز انہوں نے صوفیوں کا حال بھی بیان فرمایا جا رہا تھا کہ وہ لوگ بالکل حرکت نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ اللہ کہتے ہیں اور آنسو آنکھوں سے جاری رہتے ہیں۔ اس گفتگو پر حضرت خواجہ بندہ نواز نے ارشاد فرمایا کہ رقص کا بیان مجھ سے سنئے میں سماع میں صرف آہ سرد بھرتا ہوں اور میری آواز آہ سے ہوتی ہے هُوَ اللّٰهُ مُغْلِق یعنی اللہ ہی مخزن ملاحت و جمال ہے۔ اور دونوں ہاتھوں کو کھول کر اپنے سر پر رکھتا ہوں اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں سوائے ایک شئے واحد کے دوسری شئے کا وجود ہی نہیں ہے۔ دونوں ہاتھوں کے اشاروں سے دونوں جہان کو لپیٹ کر ایک گوشہ میں رکھتا ہوں اور سب کو ترک کر کے اپنے مطلوب یعنی حضرات حق کی طرف رجوع کرتا ہوں[4] آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے معاملات کی کشاد زیادہ تر تلاوت کلام اللہ اور سماع کی وجہ سے ہوئی ہے۔

[1] جوامع الکلم مجلس ۲۱ رجب ۸۰۲ھ۔ [2] جوامع الکلم مجلس چہارشنبہ ۹ رمضان ۸۰۲ھ [3] جوامع الکلم ۱۰ رمضان ۸۰۲ھ
[4] یہ ہر دو حضرات خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ [5] جوامع الکلم ۸ شعبان ۸۰۳ھ

اولاد امجاد حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ایک ہی زوجہ محترمہ حضرت بی بی رضا خاتون صاحبہ تھیں جو حضرت مولانا سید احمد ابن مولانا جمال الدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں ان کے بطن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں متولد ہوئیں۔

(۱) بڑے صاحبزادے حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی بڑے فاضل اور عالم متبحر تھے اور علم تصوف کے زبردست ماہر تھے۔ چنانچہ جوامع الکلم کے ملفوظات آپ کے ہی تحریر کیے ہوئے ہیں جن کو دیکھ کر حضرت خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا لکھا ہے کہ گویا میں نے ہی لکھا ہے جس کا ایک ایک حرف صحیح ہے۔[1] نیز حضرت خواجہ ان کی بزرگی اور ولایت کا اکثر ذکر فرماتے تھے۔ نیز بعد وفات چہارشنبہ کو مثل بزرگوں کی زیارت کے ان کی زیارت فرماتے تھے۔ آپ کے علوم ظاہری کے استاد بھی حضرت خواجہ بندہ نواز تھے کو شروع میں دہلی کتابیں دہلی میں مولانا نصیر الدین قاسم عمرانی مولانا خواجگی نحوی مولانا عبد المقتدر صاحب سے بھی آپ نے پڑھی تھیں جو مشہور زمانہ ... سے آپ نے سلوک کے تمام مراتب حضرت خواجہ کے پاس طے کیے تھے آپ کو حضرت خواجہ صاحب نے ۸۰۱ھ میں خلافت عطا فرمائی تھی اور اپنے ... پر بٹھایا مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفا نہ کی اور حضرت خواجہ صاحب کی سامنے ہی آپ نے بتاریخ پندرہ ماہ ربیع الثانی ۸۱۲ھ یوم چہارشنبہ وفات پائی حضرت خواجہ صاحب نے خود ان کو غسل دیا حضرت خواجہ صاحب بہر حال آپ کا عرف فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ بھی ان عظیم الشان بزرگوں میں سے تھے کہ جو مجھ سے برتر ہو گئے تھے۔ اگر میرے فرزند ہوتے تو میں ان کی خدمت کرتا اور یہ بلحاظ بزرگی درحقیقت اسی کے مستحق تھے آپ بھی حنفی عقائد و فقہ کے پابند تھے اور اسی موضوع پر ایک کتاب بھی تحریر فرمائی ہے جس کا نام عقیدہ ہے علاوہ ازیں بھی رسالے ہیں گیارہ تصنیفات آپ نے فرمائی ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک حضرت خواجہ صاحب کے روضہ اقدس کے بالکل سامنے ہے جو حضرت کے سامنے ہی تیار کیا گیا تھا۔ اور ۱۰۵۵ھ میں یہ کلس جو گنبد حضرت خواجہ کے گنبد سے اتار کر چڑھایا گیا۔ آپ کی شادی حاتم خان برادر سلطان علاؤ الدین خلجی کی نواسے ملک چھجو کی دختر نیک اختر سے ہوئی تھی آپ کے ایک صاحبزادے میاں سید صفیر اللہ حسینی اور دو صاحبزادی بی بی رقیہ صاحبہ تھیں (جن کا عقد سید شاہ کلمۃ اللہ سے ہوا تھا جو حضرت خواجہ صاحب کے نواسے اور حضرت کی دختر سوم بی بی بتول کے فرزند تھے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت سید یوسف عرف سید محمد اصغر حسینی بھی بڑے عالم فاضل و ذی شان اور منتظم تھے حضرت خواجہ صاحب کے ہی شاگرد و خلیفہ تھے۔ تصوف میں ان کا بھی درجہ بہت بلند تھا۔ اور اکثر و بیشتر تنہائی میں مشغول بحق رہتے تھے اور آپ کی شان زیادہ تر استغراق کی تھی حضرت خواجہ صاحب کی وفات کے بعد حسب الحکم آپ ہی صاحب سجادہ ہوئے۔ صاحب سیر محمدی خود بھی اس مسند نشینی کے جلسہ میں موجود تھے۔ آپ کی شادی سید علاؤ الدین کی دختر سے ہوئی جو دہلی کے جلیل القدر سادات میں سے تھے۔ آپ کے سات فرزند اور ایک صاحبزادی رضا خاتون صاحبہ تھیں (جن کا عقد حضرت کے بڑے پوتے میاں سید صفیر اللہ صاحب سے ہوا تھا وہ لاولد رحلت فرما گئی تھیں) ساتوں فرزندوں کے نام علی الترتیب یہ ہیں۔ فرزند اول میاں سید شاہ ید اللہ حسینی

۱ مقدمہ جوامع الکلم۔ ۲ سیر محمدی باب سوم۔ ۳ تاریخ محمدیہ۔

عرف قبول اللہ حسینی (۲) میاں عبد الرحمان (۳) میاں یمین اللہ (۴) میاں عبد الصمد (۵) میاں باسط اللہ (۶) میاں ... (۷) میاں صبغۃ اللہ حضرت کا مزار مبارک حضرت خواجہ کے روضہ مبارک کی جانب شرق واقع ہے آپ کی وفات ۲۴ محرم کو واقع ہوئی۔

(۳) پہلی صاحبزادی بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی میاں ابن رسول یعنی حضرت کے برادر بزرگ حضرت سید چندن کے منجھلے صاحبزادے سے منسوب تھیں ان کے ایک صاحبزادے میاں شاہ ال اللہ تھے جن کی شادی نصیر خان کی دختر سے ہوئی تھی اون کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی البتہ چار لڑکیاں تھیں آپ کا انتقال گلبرگہ میں ہوا اور آپ کا مزار چھوٹے روضہ کے احاطہ میں سید شاہ ید اللہ حسینی کے قبہ مبارک کے سامنے گنبد میں ہے۔

(۴) دوسری صاحبزادی بی بی بتول تھیں جن کی کتخدائی سید سالار لاہوری سے ہوئی تھی آپ کے دو فرزند اور تین لڑکیاں تھیں فرزند اول سید شاہ کلیم اللہ دوم سید شاہ روح اللہ ۔ دختر ۱ خوبجہ بجت اللہ ۲ بی بی علام القدر ۳ اہلیہ سید شمس الدین آپ کی وفات کا سن کتب معتبرہ سے معلوم نہ ہو سکا۔

(۵) تیسری صاحبزادی بی بی ام الدین کی شادی مولانا العفیف رسول کے پسر چہارم سید چندن سے ہوئی تھی جن کی صرف ایک دختر تھی۔

خلفاء حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز

(۱) حضرت شیخ علاؤ الدین گوالیری جن کا مزار مبارک کالپی میں ہے سنہ وفات آخر محرم ۸۴۲ھ ہے (۲) قاضی نور الدین اجودہی (۳) مولانا معین الدین توہانی (۴) شیخ صدر الدین خوندمیر ساکن ایرچہ (۵) قاضی اسحاق محمد ساکن قصبہ چھترہ (۶) قاضی سلیمان محمد برادر قاضی اسحاق محمد (۷) قاضی علیم الدین بن شرف الدین جن کا مزار مبارک پٹن شریف میں ہے (۸) مخدوم زادہ بزرگ حضرت سید حسین عرف سید محمد اکبر حسینی جن کا قبہ مبارک حضرت خواجہ بندہ نواز کے گنبد مبارک کے سامنے ہے۔ (۹) حضرت سید ابو المعالی بن سید احمد بن سید جمال الدین مغربی قدس سرہ العزیز جن کا مزار مبارک حظیرہ خواجہ بندہ نواز میں ہے (۱۰) خواجہ احمد جو کہ سلطان فیروز بادشاہ گلبرگہ کے دبیر تھے۔ (۱۱) شیخ ابو الفتح ابن مولانا علاؤ الدین گوالیاری خلیفہ اول (۱۲) حضرت سید شاہ کلمۃ اللہ عرف مکتوب بن سید سالار لاہوری (۱۳) مخدوم زادہ خرد سید یوسف المعروف محمد اصغر حسینی جن کا مزار مبارک حضرت کے گنبد میں بجانب مشرق واقع ہے۔ (۱۴) مخدوم زادہ میاں ید اللہ عرف قبول اللہ حسینی صاحب نبیرہ خرد (۱۵) مخدوم زادہ میاں

۱ سیر محمدی باب ششم۔ ۲ تاریخ محمدیہ۔ ۳ ان کا نام کسی کتاب سے معلوم نہ ہو سکا نبیرہ؟

سید سیف اللہ حسینی جو کہ بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد اکبر حسینیؒ کے فرزند تھے جن کا مزار مبارک گنبد حضرت خواجہؒ میں بجانب مغرب واقع ہے۔ (۱۶) میاں عبد اللہ پسر سید ابو المعالیؒ (۱۷) قاضی راجا گلبرگوی (۱۸) شیخ شہاب الدین فرزند شیخ سلیمان گلبرگوی (۱۹) مولانا بہاؤ الدین دہلوی۔ (۲۰) قاضی سراج الدین (۲۱) قاضی سیف الدین لکھنوی (۲۲) ملک زادہ عزیز الدین۔ (۲۳) ملک زادہ شہاب الدین ہر دو فرزندان ملک قطب الدین (۲۴) صوفی شیخ حمید الدین اجودہنی (۲۵) ملک زادہ عثمان بن جعفرؒ [1]

[1] ماخوذ از سیر محمدی باب ہشتم۔

دیگر خلفاء جن کی خلافت تبصرۃ الخوارق سے ثابت ہے

(۱) مولانا علاء الدین الندی قدس سرہٗ (۲) مولانا جمال الدین مغربی (۳) مولانا قطب الدین دولت آبادی (۴) سید روح اللہ حسینی نبیرہ حضرت بندگی مخدومؒ (۵) سید اصغر بن سید احمد (۶) مولانا نصیر الدین قاسم دہلوی (۷) مولانا حسن دہلوی (۸) مولانا حسن بدراش (۹) قاضی بہاؤ الدین (۱۰) مولانا کمال الدین خواہر زادہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۱۱) سید شاد (۱۲) مولانا محمود مینائی (۱۳) مولانا اسعد الدین (۱۴) مولانا کبیر سارنگ پوری (۱۵) مولانا حسن سارنگ پوری۔

سیر محمدی سے اخذ کرکے حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ العزیز کے خاندان کا شجرہ مسلک ہذا ہے۔ الحمد للہ والمنہ کہ مختصر و مفید و ضروری حالات حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اولاد و احفاد کے اختتام کو پہونچے۔ اس تالیف کے جمع کرنے میں سیر محمدی۔ جوامع الکلم۔ تبصرۃ الخوارق۔ تاریخ محمدیہ۔ سیرت بندہ نواز۔ اور دیگر کتب تواریخ وسیر سے امداد لی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ کے مسلک حسنہ پر جو کہ اسوۂ حسنۂ آنحضرت سردار دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد حامد صدیقی

شجرہ مبارک اولاد و احفاد حضرت خواجہ بندہ نواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خصص عامۃ نوع الانسان بخاصۃ حسن الملفوظ ۝ واعطاہ افضل الالحاظ فی کل ما یمکن فیہ الملحوظ ۝ ثم حطہ حطاء اللظی کیلا یکون جواظا فی شناظ معرفتہ فرعظ وعظعظ وھو عنہ مبھوظ ۝ فسبحان من الظ العجز الملظ فی معرفتہ وھو غایۃ القصوی ومدی امد العلماء وحظھم الکامل المحظوظ ۝ وذلک ھو فوز من ھو المصطنع لنفسہ المجد لاجلہ بعد ان تفحح احفیظاظ جیفۃ نفسہ بالکاظۃ الشدیدۃ وبکل مکروہ مشظوظ ۝ الا الاجعیظاظ الغلیظ الغظ الجیاظ الملفوظ ۝ ولذلک نصب الادلۃ

ترجمہ حمد وثنا کے لائق وہی ذات گرامی صفات ہے جس نے بنی نوع انسان کو زیور حسن گفتار سے آراستہ فرما کر قابل فہم امور کے ملاحظہ کے لئے جوہر عقل عطا فرمایا پھر ہمہ دانی کے غرور سے بچانے کے لئے نخوت جبین اور عیب جو طبیعت عطا فرما کر ادعائے معارف الٰہی کا دلفریب جادو اس کی نظر سے ہٹایا جس سے خود بینی کے ہتیار ٹوٹ گئے اور دریائے معرفت کی شناوری میں اس کے حواس عجز و انحصار کا اعتراف کرنے لگے بیشک وہ ذات جملہ عیوب سے منزہ ہے جس کی انتہائے معرفت اعتراف عجز اور جس کی شناخت کی غایت اقرار قصور ہے اور یہی علم کی آخری حد اور علماء کا کمال مقصد ہے۔ اور در حقیقت یہی غایت درجہ کی کامیابی ہے جس کو انسان اپنے نفس کی اصلاح اور تکمیل کے لئے اس وقت بھی عمل میں لا سکتا ہے جبکہ فربہ اور مردار نفس پراگندہ خیالات اور ناپسندیدہ افعال کی شدت و کثرت سے خراب و خستہ ہو چکا ہو بشرطیکہ وہ فربہی نفس متکبر و مردود بنا کر ہلاک نہ کر چکی ہو اور اسی لئے ہر عاقل و نادان کے سامنے

حاشیہ ۱ عیب خود نمود اور ۲ غیب ۳ حرارت شدید و شعلہ ۴ متکبر و بے صبر ۵ کثیر اللحم ۶ او کثرت ۷ سخت ۸ بازگشت یعنی از تکبر بازگشت و اقرار عجز کردہ ۹ متعجب در ماندہ یعنی عاجز ۱۰ دائم ہست ۱۱ لازم ۱۲ غایت ۱۳ انتہا ۱۴ مقرم ۱۵ فربہی جسم و آماس ۱۶ طول شدن مراد و دشواری ۱۷ متفرق ۱۸ ... قریب بہلاک رسیدہ ۱۹ مردود و مطرود

وَاَوضَحَ البَرَاهِينَ عِندَ كُلِّ سَائِلٍ وَمَسئُولٍ ٥ وبعث الانبياء والمرسلين والعلماء الله اعين ليهدوا الى هذا العزيز الشان المحفوظ ٥ فيهدى كل من هو فى طلبه مدلوظ ٥ وفى ظهره مفروظ وفى شدائده مكظوظ ٥ كيلا يسلبه القنوط ٥ وهو عن مطلبه ومهواه مدلوظ ٥ ويشفى به قيظ الكبد الحرى المغنوظ واتمهم سلام الله عليهم اصابوا فى دعوتهم الكظ الملظوظ ٥ وقد فرض به حق الله تعالى محمد سيد كل معصوم ومراد محفوظ بقوله لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك وانت حكيم الصنائع حتى تدانى طرق الطرف والجحوظ ٥ فصلوة الله عليه وعليهم وعلى اله المتبتل عن غير الله وفيه اللغموظ المتعظ بهم هذه الدعوة فى الاكناف الى كل مصنوع وموعوظ وصحابته المفصح عنه افضلهم بقوله العجز عن درك الادراك

ترجمہ سامنے اس کی استعداد کے موافق دلائل و براہین قائم کئے اور انبیاء و رسل اور علماء ربانیین کو مبعوث فرمایا کہ اس کی بارگاہ عالیشان اور حظیرہ قدس تک رہنمائی کریں اور جو لوگ اس کی طلب میں سرگردان و پریشان اور شدت مصائب سے دوچار ہیں ان کی ہدایت فرمائیں تاکہ گرمی طلب ان کی عقلوں کو سلب نہ کردے اور وہ اپنے مطلوب و مقصود سے دور نہ جا پڑیں اور ان کے سوختہ جگر کی حرارت کو وعدہ وصل سے ٹھنڈا کریں چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے دعوت توحید و معرفت میں سخت ترین مصائب برداشت کئے اور سردار انبیاء محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک وانت حکیم الصنائع (میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا فرمائی ہے اور تو حکمت کے ساتھ کل کائنات کا موجد ہے) کہہ کر اس کی بزرگی کے حق کو اپنے اقرار عجز کے ساتھ ادا فرما کر معرفت کی بعید راہ دور بین آنکھوں کے لئے قریب کردی حق تعالی قیامت تک آپ پر اور کل انبیاء پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور آپ کی آل پر بھی جنہوں نے دنیا سے ترک تعلق کرکے خداوند تعالی سے رشتہ قائم کیا اور انبیاء علیہم السلام کے طریقوں پر کاربند ہو کر ان کی تعلیم کو چار دانگ عالم میں ہر مخلوق تک پہونچایا اور آپ کے اصحاب پر جن کے افضل ترین شخص (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ) اس کی معرفت سے عجز کا اعتراف کرتے ہیں اور

ادراك فياحسرتى على من اختلط فى هاوية الضلال وقضى عليه القنوط ٥ وقال اسبقهم من عرف نفسه فقد عرف ربه وهو اسد الله الكاظم الغيوظ ٥ ما ادنى مدناه وكيف الموكوظ ٥

اما بعد این کلمات مخزن اسرار الہی واین الفاظ معدن علوم لامتناہی واین حروف مجمع لطائف ربانی واین کلام مجمع حقائق حقانی واین جمل که العلم نقطة اشارت بدوست و این کلم که اوتیت جوامع الکلم حکایت ازوست این گنج معارف صفات اللہ واین کان غوامض ذات اللہ این قامع بیخ کفر و بدعت این بانی مبانی دین و سنت این پیشوائے اہل علم و تحقیق این مقتدائے اہل فکر و تدقیق این حجت اہل شریعت و طریقت این محجۂ اہل حق و حقیقت واین حافظ حال رجال این مقصد قصوی ابطال این منہج مناہج مسالک این معلم معالم سالک این مشہد شاہد خدا این مظہر مظاہر الہی دریائے علوم لدنی مستغنی از برہان لمی و انی این محرم راز اہل توحید این مونس جان اہل تفرید این ہادی طالبان صادق این قدوہ عارفان حاذق این کارکشائی اسیران بند بلا که نالہ شان بگوش فلک گوشوار است این چارہ بیچارگان مبتلا که از آہ شان چرخ فلک نہ برقرار است این داروئی دردمندان که از نہیب آہ صبحگاہ شان جرم آفتاب لرزان است این مرہم ریش مجروحان که از دود سینہ شان کلیجہ بر دی آہ تابان ست این مذہب حزان جان مغموم که از آب دیدہ او عالم

ترجمہ - اور ادراک اور علم سے عاجز ہو جانا ہی علم اور ادراک کا بڑا مرتبہ ہے اس کے مقولہ سے اپنے قلب کو اطمینان دلا دیتے ہیں اور جن میں کے سابق ترین شخص (اسلام لانے میں) یعنے شیر خدا کاظم الغیظ حضرت علی مرتضی من عرف نفسه فقد عرف ربه (جس نے اپنے نفس کو پہچانا گویا کہ اس نے خدا کو پہچان لیا) کے قول سے اس کی معرفت میں اپنی کوتاہ نظری کا اقرار کرتے ہیں اب زیادہ تر تعجب و افسوس ان لوگوں پر ہے جو اس کے برعکس کمال و معرفت کا دعوی کرکے گمراہی کے بھنور میں پھنس گئے ہیں اور غرور و گھمنڈ کی آگ میں جل کر ہلاک ہو رہے ہیں۔

حاشیہ [illegible]

همه حزینا است این آسائش دل خراب و مهموم که از تیرگی حال او روے شب سیاه و تیره است
و این قرعه عصا[1] گوش جهان بانی کردن است رباعی

بر موجب روزگار زندگانی کردن
باید کردن و گرنه دانی کردن

استاد تو روزگار چابکدست است
چندان بسیرت زند که دانی کردن

تعلیم که در کنیش خلق همه زرق و فریب است و هوش تنبیه[2] که کار درگاه خداوند جهان
دار و بس از زبان در سه بار و گهر نثار که لوح مقادیری تعلم آمد و وجود صدف صدق را علم آمد آن
خداوندے که لم یسمع[3] مثله الادوار ما ام فلک الدوار اعنی سلطان
العاشقین رحمة للعالمین ملجاء الطالبین السالکین منجاء العرفاء
الواصلین سید محمد حسینی ابقاه الله تعالی متمکنا علی اعینی
و راسی و رؤس الاناسی مادامة الشمس طالعة والارض ثابتة و
الطلع طالعة والجبال ناصبة والنجم ظاهرة - او صورت است
معنی اش حق - او معنی است بصورت مطلق - او صورت معنی نبی او معنی صورت علی است او شاهد است
او شهود او واجد است او موجود - او طالب است او مطلوب او راغب است او مرغوب
او حاصل است او محصول او واصل ست او موصول - غزل

آن کس که خطاب او معتبر
هم صادق و هم ولی اکبر

آن راحت جان پاک حیدر
آن گلشن سینهٔ پیمبر

آن مرشد حق و پیر پیران
پیری نبود چنان به کشور

نطق شکر نیش راحت جان
خاک در اوست تاج افسر

[1] اور وہ زبان ایسے آقا کی تھی کہ جبتک گردش کرنے والا آسمان گردش کرتا رہے گا ان کی نظیر سننے میں نہیں
آئیگی یعنی سلطان عاشقان رحمت عالمیان - طالبان سالک کے ماوٰی اور عارفان واصل کے ملجا حضرت سید
محمد حسینی جبتک سورج طلوع ہوتا رہے اور زمین ثابت رہے پہاڑ برقرار اور ستارے روشن رہیں حق تعالیٰ ہمارے سر و چشم پر
انکو سلامت رکھے [2] یعنی یہ کلمات گوش جہانیانی کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والے ہیں [3] یعنی اس کتاب میں وہ تعلیم ہے
جس سے پردہ حقیقت میں خلق سرتا سر مکر و فریب نظر آتی ہے [4] ان کلمات میں اس آگاہی کی معرفت ہے جو خداوند عالم
کی درگاہ سے تعلق رکھتی ہے - ۱۲

آن عالی همت و قوی دل
کونین به پیش او محقر

آن قرة دیدهٔ محمد
مسعود جهان و صاحب امر

بر عارض او دمی نظر کن
ماهی نبود چنان منور

اے دشمن او به خاک پامال
ای مخلص او به دهر سرور

خوش باد و را حیات خوش
با اهل و ولد غلام و چاکر

شنیده شد همیت دین و اضائت[1] عقل و لطافت طبع روا نداشت که مهمل فرو گذاشته
شود روز بروز وقت بوقت مه بماه سال بسال جمع آورده شود فصلی و نوعے و جنسی و صنفی درین باب کرده شد
تا صادقی که نظرے در یک مجلسے کند از هر جنس معارف و حقائق و لطائف و اسرار ظاهر و پیدا بیند
تحمل[2] و مخرابی بمطالعه این حروف عشق امیز آبادان گردد و جان شکسته بخواندن این الفاظ شوق انگیز
بمقصود خویش پیوندد که طالبی بنکبختی الهم این کلمات ربانی مطلوبی رسد عاشقی صاحب دولتی بدریافت این
رموز حقانی رهبد دست تواند برد و سوخته راساختگی کار او باشد و دردمندی را دوائی در دارد شود -
بیقراری را صورت قرار روی نماید - مدبرے[3] را جمال اقبال استقبال کند - شاید که بجال این ضعیف
که وابسته ترین تلامذ[4] آن حضرت مخدوم جهانیان است و کمترین خدمتگاران آن جناب عالی مآب
است و سوانت آن جواهر ثمین[5] و در خوش آب شده نبدگان حضرت علیا محمد محمد اکبر حسینی
بلغه[6] الله تعالی باعلے مناه واحیاه ما دام احیاه علی رضاء شیخه و
مولاه[7] نظرے افتد که نظرة[8] منك یکفینی چشم دل مشوش[9] بدان مستفیض و مستنیر گردد و عین
مقصود تحمل که روشن تر دیده شود و لوح دل منکدر تجلی و مصفا شود نقش صورت معشوق شاید که
کالنقش علی الحجر منقش شود بکرم عمیم و لطف عظیم خویش مخدوم جهانیان حرفا
بعد حرف کلمة بعد کلمة جزءا بعد جزء ترتیبا و ترکیبا - سباقا

[1] اضائت عقل یعنی تنویر و روشنی ۱۲ [2] یعنی احتمال ہے اور بہت ممکن ہے [3] مدبر ادبار سے مشتق ہے جس کے لغوی
لغوی معنی پیٹھ پھیرنا اور اصطلاح میں بداقبالی نحوست بدنصیبی کے معنی آتے ہیں ۱۲ [4] یعنی شاگردان [5] بہت قیمتی بے بہا ۱۲ [6] ترجمہ
اللہ تعالیٰ اس کے اعلیٰ مقاصد پر اس کو پہونچائے اور جبتک بھی اس کو زندہ رکھے اس کے شیخ اور مولیٰ کی
رضامندی و خوشنودی کے ساتھ زندہ رکھے ۱۲ [7] یعنی تمہاری ایک نظر میرے واسطے بہت کافی ہے ۱۲ [8] [9] پراگندہ خاطر حیران کردہ شدہ کیا

سیاقتا بہ نظر مبارک مشرف کردہ اگر موضعی بحکم طبیعت بشری در یکے از جہات مذکورہ سہوے افتادہ از القلم مبارک خود اصلاح آوردہ و بتوقیع صحیح الخبر[لہ] را آخر ہر جزوی ثبت و موکد گردانیدہ کرات مرات بدین ضعیف مرحمت فرمودہ۔ گفتہ کہ کار این ملفوظ بجائے است از جہت تحقیق و تدقیق گویا کہ گفتار خود را خود می نویسم و ملفوظ خود را خود جمع می کنم۔ ہر چند کہ بیان محامد[لہ] آن ذات عالی صفات شریف الخصال ذی العز[عہ] و الجلال در طاقت حد بشریت نیست مرغ عقل را پر و بال گستہ سمند ہمت را مجال جولانی نیست و شہسوار طبع را اینجا میدان نیست۔ زبان تقریر اینجا گنگ است و قلم تحریر اینجا گنگ است باہمہ اقرار عجز و قصور فہم ابیاتی چند عربی و فارسی بر مقتضائے حال انشا افتادہ گل بر بے ادبی نہ افتد و العذر[عہ] عند کرام الناس مقبول ابیات این است۔[۳]

او مظہر نور مصطفٰے ہست — او نور دو چشم مرتضٰی ہست
او نسخۂ صورت خدا ہست — او شہد و مظہر خدا ہست
او گنج معارف الٰہی است — او وارث علم انبیا ہست
او زبدۂ آل جد خویش است — او سرور دین مصطفٰے ہست
آن خواجۂ خواجگان محمد — او مرشد خلق و رہنما ہست
آن سرور سروران ابو الفتح — او راحت جان و دلکشا ہست
مخدوم جہان و صدر دین است — او قدوۂ اہل اقتدا ہست
از غور و بزرگ جملہ عالم — در ہر نفسے در دین دعا ہست
دارد بہ جہان خدائے او را — تا ذرہ ریگ و مہر و ماہ ہست

عربی

وھو[عہ] الذی جاد المحاسن والعلٰے ۱ — وھو المجانب عن شقاق والدنٰی
شہد العقول شہادۃ مقبولۃ ۲ — بمکارم فی خلقہ ساد الوریٰ

[لہ] یہ بالکل صحیح ہے [۲] مناقب و خوبیاں ۱۲ [۳] صاحب عزت و بزرگی ۱۲
[۴] عذر بزرگوں کے یہاں مقبول ہوتا ہے۔ ۱۲ ترجمہ[عہ] (۱) وہ ایسے شخص ہیں جو اعلیٰ مراتب اور محاسن کی بے نہایت صفات سے متصف ہیں اور اخلاق ذمیمہ اور اختلافات سے بہت دور رہنے والے ہیں (۲) تمام عقلیں اس بات کی صحیح شہادت دیتی ہیں کہ مکارم اخلاق میں وہ اپنے عہد کے سردار ہیں۔

وھو[عہ] المورث کابرا عن کابر[۳] — علماً و حلماً بالتورع والتقٰی
ھو[عہ] نور قدس طاھر متطھر — وھو ابن آدم صورۃ فی ما یریٰ
ھو[عہ] سید ھو جید ھو راشد — ھو مرشد ھو نور عین المصطفٰی
متمثل[عہ] بمثالہ متخلق بخصالہ — نادِ علی علم الھدیٰ
فمن[عہ] استفاد بہ یکون المھتدیٰ — کسفینۃ نوح نیھلک من عدیٰ
ھو[عہ] مرشد للعالمین معلما — و مکمل و مشفع لاولی الھویٰ
اللہ[عہ] یعلم والبریۃ کلھا — ھو خیر من ابنائہم قد اعتریٰ
کالراس[لہ] للانسان فی اعضائہ — کالبدر من بین الکواکب فی الدجٰی
ابقٰی[لہ] و من ھو عاقل متدینٌ — یدعو لہ رب الارض والسما
اللہ[لہ] یبقاہ و یبقی نسلہ — ما دامۃ الدنیا و ما فیہا البقٰی

و چون این کلمات مختصر و الفاظ موجز[لہ] کہ متضمن معانی بسیار و اسرار بیشمار است ظاہری باطنی دارد و ہر باطنی را باطنی دیگر است و ضیا دراز زجاجہ[لہ] مشکاۃ[عہ] نبی است و ظاہر از مخزن اسرار علی است و میوۂ درخت بتول است ہم بر وصف کلام رسول است نام این ملفوظ جوامع الکلم آنکہ قال علیہ السلام اوتیت[عہ] جوامع الکلم نام اسمی بر بار الیستہ حق تعالیٰ سایہ این دولت بر سرہا و بر سر عالمیان باقی و پایندہ دارد و کمترین بندگان را سعادت خدمتگاری

ترجمہ[عہ] جو نسلاً بعد نسل اپنے بزرگوں سے علم و حلم تقویٰ اور پرہیزگاری کے وارث ہوتے آئے ہیں (۴) جو فی الحقیقت ایک پاکیزہ اور مظہر نور لطیف ہیں اگرچہ صورتاً سرسری نظر میں انسان دکھلائی دیتے ہیں (۵) وہ سردار کامل اور ایسے ہدایت مآب مرشد ہیں کہ نور چشم مصطفٰے ہونے کا فخر حاصل ہے (۶) جو آپ کی صورت کا مجسم اور آپ کے اخلاق کا نمونہ ہیں اور کرہ ہدایت کے جیتی مخلوق کو بلانے والے ہیں (۷) وہ مثل سفینۂ نوح کے ہیں کہ جس نے استفادہ کیا ہدایت پا گیا اور جس نے علیحدگی اختیار کیا وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر گیا (۸) وہ سارے جہان کیلئے مرشد کامل و کامل اور پہنچانے والے معلم ہیں اور گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں (۹) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمام مخلوق بھی کہ وہ سارے اعلیٰ اپنی تیاری شان رکھتے ہیں (۱۰) جیسے کہ انسان کے اعضا رئیس شب تاریک کے ستاروں میں چاند فوقیت رکھتا ہے (۱۱) میں کہ عقلمند دین دار زمین و آسمان کے مالک سے یہ دعا کرتے ہیں کہ (۱۲) اللہ تعالیٰ انھیں اور ان کی نسل کو تا قیامت سلامت اور برقرار رکھے۔ آمین

حاشیہ۔

[لہ] موجز ایجاز سے مشتق ہے جس کے معنی اختصار کے ہیں یعنی مختصر ۱۲ [لہ] قندیل ۱۲ [عہ] مشکات اس طاق کو کہتے ہیں جس میں قندیل یا چراغ رکھا جاتا ہے یا قندیل ۱۲ [عہ] مجھے جامع کلمات عطا فرمائے گئے ہیں

وشرف ملازمت و بندگی ارزانی بخشد توفیق جمیع این ملفوظ رفیق این ضعیف دارد استمداد و بدریافت این دولت ابدی و استعانت بحصول این سعادت سرمدی ہمیدان جناب عالی مآب است نحسب العبد المضطر یدعوا و یستعطف والرب الرؤف یجیب و یلطف۔ رباعی

حسینی خستہ و مسکین ضعیفی ۔ ندارد جز درت دیگر پناہی
ہمیشہ سر نہادہ بر درت ست ۔ بکن لطفی بحالش گاہ گاہی

اللّٰھم وفقنا لاتمامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روز دوشنبہ بتاریخ ہژدہم ماہ رجب رجب قدرہ سنہ اثنی و ثمانمائۃ

این ضعیف و برادر این ضعیف و اصحاب سبق تلہ بخدمت حاضر بودند درمیان این آیہ۔ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ بندگی مخدوم فرمودند سَلَّمَهُمُ اللهُ مُتَمَكِّنًا عَلٰى رَاسِنَا وَعَيْنِنَا مَا دَامَتْ

یعنی بارگاہ خداوند تعالیٰ میں ۱۲ منہ ترجمہ بندہ مضطر کا یہی کام ہے کہ وہ لطف و کرم کی درخواست کرتا رہے اور خداوند کریم کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے بندہ کی دعا کو درجہ قبولیت بخشتا ہے اور اس پر نوازش فرماتا ہے ۱۲ منہ یا الٰہی اس کے اتمام کی توفیق رحمت فرما ۱۲ وہ ماہ رجب جس کا مرتبہ بلند ہے سن آٹھ سو دو ہجری ۱۲ یہ آیہ کریمہ سورہ احزاب پارہ ومن یقنت (۲۲) کے دوسرے رکوع کی ابتدائی آیت ہے اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرہ نے حضور سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قرآن شریف میں مردوں کا تو تذکرہ موجود ہے عورتوں کا کہیں ذکر نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے (ترجمہ) بیشک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے ۱۲ منہ ۔ حق تعالیٰ ان کو ہمارے سر اور آنکھوں پر اس وقت تک قائم و سلامت رکھے۔

الْاَرْضُ ثَابِتَةٌ وَّالطَّلْعُ طَالِعَةٌ وَالسَّمَاءُ مُشْرِقَةٌ وَّالشَّمْسُ سَاطِعَةٌ کہ رئیس الطائفہ جنید می فرماید اَلْمُؤْمِنُ مَنْ یُّحِبُّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ مومن چون از قید نفس و دل خلاص یابد و عارف بخدای خود گردد و مطلع بر رابطہ جنسیت و یگانگی شود ہمہ یک نفس و یک ذات بیند بضرورت یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ مَا یُحِبُّ لِغَیْرِهٖ باشد و کمال آن بحدی بود تا بجایکہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ متالم شد اگر بچہ شبانی بر پشت گاو دوالی زد شبلی فریاد برآورد شبانی گفت چنان فریاد می کنی گوئی بر پشت تو زخم رسیدہ است شبلی جامہ برداشت اثر آن تازیانہ بر اندام خویش پیدا بود عاشقی بود معشوق را کژدم گزید پای او ہمیدان موضع بدرد شد فریاد میکرد کہ مرا کژدم گزید و ہیچ از حال معشوق آگہی نداشت و ہیچ دردی بوی نرسید چون تحقیق شد کہ معشوق او را کژدم گزیدہ بود عاشق را ہمین محل درد می کرد و درمیان حدیث لیلۃ المعراج کہ انس ابن مالک این موقعہ روایت میکند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ فِی الْحَطِیْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِی الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِیْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَیْنَ هٰذِهٖ اِلٰی هٰذِهٖ یعنی مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰی شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوٍّ اِیْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ اُعِیْدَ الْحَدِیْث فرمودند چہ معنی است کہ مملو ایماناً ایمان عرض است بطشت چہ پر کنند علما تشابہ گویند این راہ بیانست زیرا چہ جز و بجمل ملازمہ حال انسانست۔ اما باید دانست ہر چیز کہ موجود است صورتی و معنی دارد چنانکہ نائم در خواب دید کہ عورتی جمیلہ شکری و آبی و طعامی بدو داد و آن عورت صورت دنیا است و آن دادن شکر و جز آن صورت رسیدن چیزی از لذائذ دنیا است بیننده خواب اگر ہمین شکر در خواب بیند تعبیر شود بحصول چیزی از دنیا کذالک صورت ایمان بر مثال شخصی متقی متورعی صالحی بود و دادن او شل حلاوت و تسبیح و آبی رسید آن را بد

ترجمہ جب تک کہ زمین برقرار ستارے روشن آسمان منور اور سورج چمکیلا ہے ۱۲ مومن وہ ہے کہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے وہی کو مسلمان بھائی کے واسطے بھی پسند کرتا ہے اپنی ذات کے واسطے وہی چیز پسند کرتا ہے جو دوسری مخلوق کے لئے ۱۲ ایک مرتبہ میں حطیم کعبہ میں محو خواب تھا اچانک کوئی شخص آیا اور اس نے میرے سینہ کو شروع سے حلق تک چاک کیا پھر میرے سامنے ایک ایمان سے بھرا ہوا سونے کا طشت لایا گیا اور میرے قلب کو دھو کر ایمان سے پُر کر دیا گیا ۱۲ منہ عرض اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے وجود میں دوسرے کے ساتھ قیام کا محتاج ہو اور اپنے آپ مستقل بذات قائم نہ ہو جیسے سفیدی سیاہی وغیرہ ۱۲ منہ

باشد پیغامبر علیه السلام و داشت چیزی دید که صورت او نسبت بصورت رسیدن و رجات ایمان دارد
چنانچه دیدن لشکر تنها عبارت از آن کرد که اوتیت بطشت من ذهب مملو ایمانا
تا روزی بخدمت خواجه خویش عرضه داشتم که دیدم سبزه از ریش خویش بلعاب مبارک تر کرده و در دهانم
داده اند فرمودند که اندکے نصیب تو از عالم ما باشد بحکی سخنی در فضیلت اہل بیت رسول اللہ صلعم
افتاد فرمودند مردم بسیار در باب امیر المومنین علی کرم اللہ وجهه مبالغت کنند نبی گویند خدا گویند
بسیار طوائف اند غرابیه صحابیه نصریه صاحبیه هر یکے را قصه و موجبی است ذکر آن اطالت دارد
اما مذهب حق آنست که امیر المومنین ابوبکرؓ افضل صحابه و بعد او عمرؓ و بعد او عثمانؓ و بعد او علی و کل صحابه
اولیاء خدا برحق اند و مقربان حضرت خداوند تعالی رو و سهات دیگر ضلالت در ضلالت است و
فرمودند اعدای علیؓ را چهار نام نسبت است بنی امیه یزیدیه مروانیه خوارجیه چون حرب صفین فتح قریب
شد معاویه بر عمرو بن عاصؓ بشاورت پیوست گفت ان الرجل قد اشرف علی الفتح
فما الحیلة لنا علی فتح را نزدیک شد حیله چه کنم عمرو عاص گفت تدبیر جز این نباشد مصاحف
را بفرمائید تا بر سر نیزها ببندند چون مصاحف بر سر نیزه بستند پرسیدند مصحف بر سر نیزه بستن چه معنی
دارد گفتند میان ما و شما قرآن حکم باشد سی هزار مرد از لشکر علی گرد علی شدند و گفتند فقد انصف
الرجل عمرو عاص حکم از جانب معاویه شد ابوموسی اشعری از جانب علی امیر المومنین علی وقت
حکم کردن نامه نوشت من امیر المومنین علی بن ابی طالب ایشان گفتند که اگر ترا امیر المومنین دانیم با تو مخالفت
بکنیم رضا دادند همچنین نویسند که من علی بن ابی طالب چنانکه در عام حدیبیه کاتب علی بود جناب اقدس
حضرت رسول اللہ عهدنامه نویسانید من محمد رسول اللہ کفار مکه گفتند اگر ترا رسول اللہ دانیم مخالفت نکنیم
بعد از آن امیر المومنین علی را فرمود همچنین نویسید من محمد بن عبد اللہ او در حکم حکم غدر و مکر رفت علی بر آن
رضا ندادند خوارج کوفیان بودند سی هزار مرد بر علیؓ خروج کردند با ایشان قتال شد همه را بکشت معاویه
فرصت یافت باز قوی شد بعد از آن بندگی مخدوم فرمودند پیغامبر علیه السلام فرموده الحب
یتوارث والبغض یتوارث بیاید اندیشید لشکر معاویه بیشتر بوده - از لشکر علی با

له حضرت علی رضی اللہ کی فتح قریب ہے پس اب ہمارے لئے کیا حیلہ ہے بیشک انہوں نے انصاف کی بات کہی ہے ۱۲۔
له محبت اور دشمنی موروثی ہے یعنی اسلاف میں سے اگر کوئی کسی سے محبت یا دشمنی رکھتا ہے تو اس کی اولاد بھی اسی کے نقش قدم پر چلے گی

و با امیر المومنین حسین جز پنجاه و چند نفر بیرون نبوده اند و بایزید عالمی بود بضرورت دشمنان اہل بیت
نیز از احباب ایشان باشند و فرمودند که امامت در اہل بیت بحنفیه بود خلق بر ایشان ابتر بیعت کردی
و خراج رسانیدی بسری بود جعفر صادق را رضی اللہ عنه اسمٰعیل اعرج نام امامت بعد خویش بدو سپرده بود
هم در حیات او نقل کرده بعد از او امامت بموسی کاظم داد و در روزی که اسمٰعیل مرد کاغذی نوشت که فلان
تاریخ اسمٰعیل مرد و او از اشراف مدینه بود و ضابطه گواهی نویسانید بعد چند روز اسمٰعیل اعرج در بازار کوفه
پیدا آمد همه خلق دید کوری را بینا ساخت زمنی را پا داد و بیمار را شفا بخشید مرده را زنده کرد خلق اسمٰعیل
اسمٰعیل گویان دنبال گرفت ناگاه از چشم ایشان غائب شد قصه بضابطه رسید امام جعفر صادق را
طلبید پرسید گفت شما گواهی بموت او ساخته اید و در موت او شبه ندارید گفت آرے گفت پس این نوع
چه معنی داشت گفت هکذا یکون اولاد رسول اللہ فرمودند که مشهد علی مقتل او
نیست زیرا چه شهر بیرون کوفه است و قتل او درون شهر بود چون برحمت حق پیوست امیر المومنین حسن
حسین غسل دادند و نماز گزاردند و از جهت عداوت دشمنان در خانه پنهان کردند چون شب شد بخفیه از
بیرون شهر شدند دفن کردند و باز زمین را هموار کردند چنانچه اثر پیدا نباشد سالها بود مشهد علی پیدا
نبود امام جعفر صادق شبها از خانه بصحرا شدے در محلے نشستی و آنجا نشسته با کسی حکایت کردی این قصه
بضابطه رسید گفت آنجا دفن امیر المومنین علی است - باد حکایت می کنم آنجا که گفتند تربت بیرون
آمد بسر هر یکے نوشته حضرت آدم صفی حضرت نوح نبی حضرت علیؑ زمین را هموار کرده قبه و گنبد بر آن
بر آوردند از آن روز باز مشهد علی پیدا شد -

وقت نماز دیگر ذکرے از کبار آیت بیا بوس آمد سخن در تذکیر افتاد فرمودند ابوعثمان از ابو
حفص اجازت سخن با خلق طلبید شیخ از نیت پرسید گفت الشفقة علی خلق اللہ اجازت داد روزی در

له یعنی مخفی طور پر ۱۲ ۔ ته حاکم ۱۲ ۔ ته بیمار ۱۲ ۔ که پشت یعنی مخلوق پیچھے ہو گئی ۔ عه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد
ایسی ہی باکرامت ہوتی ہے ۔ شه جائے شہادت یعنی مقام مزار ۱۲ ۔ ته یعنی قتل کا مقام ۱۲ ۔ شه وفات
ہوئی ۱۲ ۔ شه ولفظ ... و وعظ و نصیحت ۔ مله یہ امر قابل غور ہے کہ آیا حضرت آدم و حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے مزار مبارک متصل ہی ہیں ۔ اللہ اعلم بالصواب ۔ عه ترجمہ مخلوق خدا پر شفقت
و مہربانی ۱۲ ۔

تذکری بود. ابو حفص در کوچہ میگذشت ابو عثمان نصحی بیکہ و شیخ بتجسس آن عہد و در دن شد پناہ
ستون مسجد گرفت ایستاد سائلے پیراہن درخواست فی الحال ابو عثمان پیراہن از تن خویش بیرون
انداخت شیخ از پناہ ستون بیرون شد فرمود کہ ای البطال زود فرود آئی فرود آمد گفت شیخ
چہ گناہ کردم گفت عہدہ کردہ بودی کہ شفقت بخلق خدا کنم گفت چہ بی شفقتی کردم گفت
سائلی پیراہن طلبید چرا درنگ نکردی کہ مسلمانی بدین خیر موفق گردد این تعجیلی چہ بود۔
فرمودند شبلی تذکیری میگفت جنید میگذشت و را آمد گفت۔ یا ابی بکر اتسقی ما
تشرب لی چشانی از آنچہ می چشی ہم از آن آب میدہی کہ خود می خوری در ساعت از
منبر فرود آمد ــ و فرمودند کہ از بندگی خواجہ شنیدم مذکری بود خلق در تذکیر او ذوقی تمام و لذتی
بکمال داشت بعضی جامہ پارہ و بعضی بیہوش و بعضی مردہ از مجلس او بیرون شدی او را زیارت خانہ
کعبہ پیش افتاد بعد از چند سال زیارت کعبہ کردہ باز آمد خلق باشتیاق تمام و آرزو دی آمدنت بالتماس
پیوست مذکر گفت نہ آن بود کہ بود پرسیدند گفت ہیچ از معاملت کہ با خدا داشتم تقصیر رفت مگر
یک نماز از جماعت فوت کردم با من گفتند ای فلان در کار ما تقصیری کردی با تو چیزی نہ کنیم جز کہ
حلاوت سخن از تو برگیریم ــ و فرمودند در سفر اگر نشست باطن بیار و مبارک باشد و الا سرمایہ
صوفیان جز فراغ دل و جمع خاطر ہم چیزے دیگر نیست اگر یک ساعت لطیف دل افراغ با خدائے
خویش حاضر شود آن ہشت بہشت ملکہ مشاہد ہزار بہشت فدائے آن ساعت لطیف باید کرد ہنوز
رائیگاں بدست آمدہ باشد اینجا چشم پر آب کردند و این دو بیت فرمودند رباعی۔

ملک طلبش بہر سلیمان ندہند — منشور غمش بہر دل و جان ندہند
درمان طلبان ز درد او محروم اند — کاین درد بطالبان درمان ندہند

فرمودند مذکری بود در روزگار مولنا اختیار الدین نام و در تذکیر او بایام صغر می رفتم

لہ تلاش ۔ ٢ے عہد شکن ۔ ٣ے توفیق یافتہ ۔ ٤ے جلدی ۔ ٥ے اے ابو بکر جس چیز سے تم سیراب ہوتے ہو اسی سے دوسرے کو بھی سیراب کرتے ہو ۔ ٦ے کمی کوتاہی ۔ ٧ے لذت کلام اور مٹھاس ۔ ٨ے اخشار یعنی مفت حاصل ہوئی چیز سمجھنی چاہئے ۔ ٩ے اسی کے ہم مضمون سرمد کی رباعی بھی ہے ۔ سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند ۔ سوز پروانہ مگس را ندہند ۔ عمرے باید کہ یار آید بکنار + این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند۔

از جملہ مجالس او این حکایت یاد ماند گفت کہ خانہ ما نزدیک دروازہ بالم در درون دہلی کہنہ بود
سوداگرے کنیزکان خریدی و فروختی کنیزکی داشت بیرون آمدی۔ جوانی در خلت بود و نظر بر افتاد
چندگاہی با وی بستر خویش بود و قصہ بصاحب کنیزک رسید کنیزک را از بیرون باز داشت جوان چند
روزی گرد خانۂ او طوافی کرد تیر عشق در جگرش کاری برسید و این تیر است کہ در ہر سینہ کہ رسید ہرگز
بر پای تواند ایستاد البتہ بیفتد و انچہ بینند اگر معشوق ہمراہ او باشد و الا بہ اے دیگر مشغول باشد
آن فسق است کہ عشق نام کردہ اند نعوذ باللہ منہ و من اہل الغرض جوان صاحب فراش
شد ہر جا کہ طبیبی فیلسوفی حکیمی و دانائی بود آوردند ہیچ تشخیص مرض او نشد گفتند مادہ مرض
از نبض او تحقیق نمی شود۔ از سبب خارجی تفحص کنند مادرش برسم شفقت و رحمت و محرمیت و لابیا
او چنانچہ رسم مادران باشد مثلاً گفت من ترا پرورده ام و در حال جنگی من شستہ ام ترا از من شرمے
نیست ہرچہ در دلت ہست با من بگو گفت بکنیزک فلان سوداگر خاطر من متعلق است البتہ دل بمراد
می خواہد گفتند سہل باشد مرد سوداگر است از وی بخریم بر وی پیغام بیع کردند و قبول نکرد و بہا بالا گرفت
ہم رہ نگرفت جوان را بلا زیادت شد و درین میان آن کنیزک را نیز دق شد گفتند آن مرد سوداگرے
کنیزک ضائع رود بہتر تا چندین مال بدست آید بطمع مال خویش فروخت و روز بجہ کنیزک را بر جوان می آیند
جملہ خلق خانہ و اقارب جمع شدند برای نظارہ کہ عشقی عاشقی باختہ است امروز او می آید منتظر این جوان
بادی چہ معاملت کند چون بر و گفتند کہ او می آید چشم کشاد و اشارت بہر دو دست کرد خلق را کہ از پیش او
دور شوند روی او دید ہر دو دست فراز کرد بکنار اشارت کرد او شرم کردن گرفت او را بیاوردند
بر سینہ او انداختند ہر دو دست بزور خود کنار گرفت تا دیر ماند خواستند کہ از وی جدا کنند کہ باز برو
نیفتد او نیک ضعیف شدہ است چہ بینند جوان جان بجانان سپردہ است اینجا نیز چشم پر آب کردند
فرمودند چنین دانم عاشقان گویند کہ عاقبت او بخیر شدہ و این بیت خواندند (بیت)۔

این طرفہ نگاہ کہ مرا با ساقی ہست — یاران ہمہ از می و من از ساقی مست

لہ نام دروازہ معروف ۔ ٢ے ٣ے اللہ اسے ایسے عشق سے اور غرض کے بندوں سے خدا اپنی پناہ میں رکھے ۔ ٤ے بحالی خویش بود ۔ ٥ے فرش پر چلنے پھرنے سے معذور ۔ ٦ے شناخت ۔ ٧ے دریافت کرنا معلوم کرنا ۔ ٨ے برتاؤ ۔ ١٢۔

روز چہارشنبہ بستم ماہ رجب ۸۰۲ھ

این ضعیف و اصحاب سبق بخدمت حاضر بودند فرمودند وقیعہ[1] کہ مردمان در باب صوفیان کنند مزید در جات ایشان باشد غلام الخلیل چندگاهی در حلقہ صوفیان درآمد آخر بہ بد اعتقادی بیرون شد تقرب بپادشاہ جست تا آنکہ وزیر گشت دست ایذا بر صوفیان کشاد میگوید مردانی اند خوش خورند و خوش خسپند و کفریات و سخنان بی و بنان بگویند روزی با ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ منازعت کرد شیخ بجواب پیش آمد فرمود تا بزخم موزه کا شیخ تمام کردند در اثنای آن ابن عطا وی گفت روزی باشد کہ ہمدرین مقام دست تو ببرند و پای تو ببرند و چشم تو بکنند و ترا پر کالہ پرکالہ کنند بعد چندگاهی خلیفہ غلام الخلیل را در حرم[2] اتہامی نہاد فرمود تا ہمدران موضع چشم بکندند و جنبی ببرند و پرکالہ پرکالہ کنند صوفیان آن وقت ابن عطار را ملامت کردند کہ یک نفری بود کہ در ما وقیعہ میکرد و ما را سبب او مزیدی بود ابن عطار او را دعائے بد کرد و مزید ما ماند۔

نخبی سخن در حسن خلق[3] بود آن افتاد فرمودند امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ غلام را یکبار آواز داد غلام جواب نگفت تا سوم بار حاضری گفت چہ باشد کہ غلام ترا جواب نمی دہد فرمودند سوءِ خُلُقِ الغلام[4] یَدُلُّ عَلٰی حُسْنِ خُلُقِ السَّیِّد۔ بدخلقی غلام دلیل بر نیک خلق خواجہ کار کند

نخبی سخن در مذمت دنیا و اہل دنیا و عوام مردمان افتاد فرمودند اگر کسی را بپرسند کہ دنیا بہتر یا آخرت بگوید آخرت اما اگر چند درمی از وے فوت شود چندان تاسف کند کہ چشمہاش در مغاک افتد زبانش خشک کہ باہم در چسپیده از غایت اندوه و اما چون نماز با فوت می شود و غایت[5] اعنی الباب اگر مرد دیندار مسلمان است یک دو باری بگوید استغفر اللہ[6] رفت و گذشت بود نبود معصیت در وجود در آید ہیچ از آن تاسفی نمیکند و بدان التفاتی نمی نماید اکنون معلوم شد کہ این سخن از سر زبان[7] بوده نہ از صمیم دل و مردان دین ما البتہ بعبادت و رسم گرفتہ اند خداوند تعالی خمر[8] و خنزیر را حرام کرده چہ باشد اگر خیال خوردن گوشت خوک در خاطر گذرد و شاید سوادی در معده جمع شود چنانچہ بعض ہنود را در گوشت گاؤ۔

و اما از شراب تجنب[9] کردن بر مردمان نیک دشوار باشد پس خوک میان ما بمنزلہ مادہ گاؤ شد میان ہندوان چون رسم و عادت

---

[1] عیب اور ملامت گوئی ۱۲ [2] ٹکڑے ٹکڑے ۱۲ [3] محل سرائے ۱۲ [4] بے ۔ [5] خوش اخلاقی ۱۲ [6] گراں ہے۔ [7] انتہائی طور پر۔ [8] غلام کی بد اخلاقی آقا کی خوش اخلاقی کی دلیل ہے۔ [9] اللہ تعالی میرے گناہ کو معاف فرمائے [10] اندرون قلب [11] شراب [12] خوک سور ۱۲ منہ

بر شراب در رسم عادت ما بر ترک خوک جست نہ یک فسوس[1] کہ ہر دوم ہزار بار فسوس۔ نہ یک دریغ کہ ہر دوم ہزار بار دریغ

روز پنجشنبہ بست و یکم ماہ مذکور

چند نفر سوداگر بخدمت حاضر بودند سخن در حالت سوداگری و سود و زیان آن در دین افتاد فرمودند اگر سوداگرے را شغل دل بمحافظت مال و صرف ہمت بر جمع آن نبودی مبارک بودی خداوند تعالی و تقدس دو چیز در ظاہر انسان داده یکے نیک نازک و لطیف و یکے نیک سخت و کثیف چشم و کف پا در چشم اگر اندک چیزے بیافتد تا بیرون نکنند قرار نباشد اما کف پای ہر چہ در زیر آن آید چندان تاثیرے نباشد تو می اند در زمین و دوست آبا دا ایشان در دید گویند خار را از پای نکشند پای بزار نبود شد بدین صفت و عوض دارند و دو چیز در باطن دارد یکے دل و دوم نفس دل چنان لطیف و نازک کہ جز یک چیز تحمل نکند ہر چہ درو فرود آید جان باشد اما نفس ہر بار بی گروی نیز تحمل کند۔ و حکایت کردند در تاریخ می نویسند سوداگرے از کوفہ بصره یا از مصر بکوفہ غلہ بر دست نقاب[2] بے فرستاد چند روزے داشت غلہ گران شد و جاں[3] زود بشارت بر صاحب مال المثبت ربح[4] مال جواب نوشت کہ اے بے انصاف چرا غلہ مرا حبس کردی تا گران شود من بجگر[5] شدم حال من مغشوش شد بر تو باد ہمانجا تمام صدقہ دہی تا دیگر حال من مغشوش و خراب نشود بعد از آن اشارت بدین ضعیف کردند و فرمودند پیشگوی شہرت شدن بتوکل و درویشی بہتر یا اشتغال کسبی بجہت دفع قوت با فراغ دل با خدا بودن۔ عرضہ داشتم اشتغال بکسب با فراغ دل بہتر۔

حکایت کردند روزے بندگی خواجہ فرمودند بر در نشین خلق مختلف ملاقات کردند وقت قیلولہ شد بوریا گرداوردند بہا چپد یدم پلنگ فراز کردند شیخ بر سر و پا نشستہ بجہت قیلولہ میخواست مولانا زین الدین مراقبضہ بر دو گفت سید می خواہد قدم بوس کند و باز گردد فرمودند من ترا داشتہ بودم اما کسی یاد نداشت فرمود تا بوریا باز فراز کردند و خود برقرار نشست آن روز مخصوص بر حسی کہ نہ لائق حال من باشد کرده بود بر آمدہ خادمان

---

[1] افسوس [2] زیادہ بزرگی اور زیادہ حیا کی [3] یہ قوم گلبرگہ میں بھی ہے جس کو لوگ دوڑ کہتے ہیں اور وہ لوگ پتھر وغیرہ توڑتے ہیں اور بار برداری تیز کا کام انجام دیتے ہیں [4] مضارب اس شخص کو کہتے ہیں کہ دوسرے شخص کے مال سے نفع کی شرکت پر تجارت کرتا ہے۔ [5] وہ غلہ فروش جو گرانی کے خیال سے غلہ کو روک رکھے اور قحط کا سبب بنے تیرا دل کا مالک [6] رو کنا

جا بجا شدند قیلوله بگاه شدن گرفت چند حکایتی مطول فرمودند یکے از ان این حکایت بود بطریقهٔ
غائب بگفت امام معلوم من آن بود که حکایت خویش می فرماید که بزرگی را از بزرگان دین در خاطر
افتاد که از خدای تحقیق کند که دوست او کیست بعد از ان در صحبت او باشد هم برای این معنی نمازی و
دعای که آمده است بجا آورد و دران مشغول شد همدین نیت از خدا خواست و بخفت با وی گفتند در نماز
بامداد در راستای امام نزدیک تو هر که باید راستار تو تحریمه بندد دوست ما هوست آن بزرگ
خوش شد صبح دمید دعا صبح خواند و سنت گذارد و در دیگه میان سنت و فریضه بود بجا آورد مصلای در
کتف کرد مسجد شد در نماز تحریمه بست انتظار کرده راستار امام شخصی آمد تحریمه بست چون سلام نماز
گفت دید در محلت او غل گری هست این شاگرد آن غل گر است سنگ غمگین و متالم شد با خود تشویشی
و تشویری خورد و گفت من خواب پریشان دیدم شب دوم نیز همچنان کرد همان خواب دید و باز
همو آمد و تحریمه بر راستار امام بست و کذالک شب سیوم گفت که در دل من فتوری است که خدا دعا من
قبول نمیکند و خواب پریشان می بینم بدین ملامت از شهر بیرون شد تا زیارت شهدا و صلحا کند همدران
بیابان ناگهان بادی و صاعقه خاست این مرد را چه پیش آید در بادیه انداخت هیچ جاری و هر روی پیدا
نمی نماید و قتی آدمی آنجا گذشته است وقت نماز پیشین شد سبب جماعت بیک متعلق شد ناگاه آواز
بانگ نماز شنید برسمت آن رفت می بیند مسجدی کوچکی است در میان بادیه و مشکی پر آب و شخصی بر بام مسجد
ایستاده بانگ نماز میگوید خوش شد که جماعت فوت نشد در شهر نیز ازین مرد پیدا شود وضوی ساخت
آن مرد صلوٰة گفت و دانست مگر کسی دیگر هم خواهد آمد ناگهان یگان دوگان مردمان درویش و ژنده
پوش و بعضی دستار بند بموازنه دویست تن در آمدند آن بزرگ با خود گفت این دوستان خدا اند که
مرا می نمایند و این اثر قبول دعا من است اینجا زمره که بیشتری دوستان خدای لباس پوش درویش باشند
اما در میان دستار بندان دوستان خدا کم اند بیشتری مردم ناجی و اهل شب باشند الغرض موذن چون
تکبیر گفت صف کشیدند همه باستثنای یکجانب و رسیده بودند ناگاه در جماعت ایشان تپی افتاد هر یکی از دیگری

لہ دراین طرف سے ندامت و شرمندگی سے اسیطرح سے۔ آندھی۔ شہ بجلی چمکنے لگی سے یعنی وہاں نہ تو کسی کا پتہ
تھا اور نہ کسی رہگیر کا نشان ہو شہ اور چمڑے کی مشک پانی سے بھری ہوئی ہے عہ اذان کے بعد درود شریف
وغیرہ پڑھکر دوبارہ بلانے کا نام صلوٰۃ ہے۔ علہ یعنی زیادہ تر لوگ دستار بند نجات یاب اور جنتی ہوتے ہیں ۱۲-

هر یکے از دیگرے جدا شدند ان شاگرد غلگر مصلّے در کتف کرده در آمد
همه خلق سر بر زمین نهادند همدران مسجد کوچک بگنجیدند و او پیش رفت امامت کرد بعد از نماز آن بزرگ
دامن او از عقب بگرفت او بدو انگشت اشارت کرد که دوگانه سنت بگذار بعد از ان گفت قبیل تر بر
و در بر و بالیست هر یکی را دست بوسی و قدم بوسی کن که ایشان ابدال و اوتاد و نجبا و نقبا آمدند باز طلبید گفت
چرا آنگاه در حال من بکردی و مرا بد اعتقادی بودی آن رنگ غل گر ترا بدین بد اعتقادی میداشت گفت
نمیدانستم گفت آری مسکین تو چه دانی راست بگوی نمیدانستی هر یکی را در پای بر در ایستاده همو را دست و
پا گرفت بعد از ان گفت مرا کنار بگیر گرفت گفت چشم بربند بست گفت چشم بکشا کشاد خود را در محلت خویش یافت
قصد کرد که پیش در آن غلگیر رود خود را فدای او سازد و دید جوی بر در او دست پرسید گفتند شاگرد غلگر هم این
زمان از بیرون آمد و دوگانه گذارد و سر بسجده نهاد و جان بخدا سپرد اینجا چشم پر آب کردند و این دو بیت خواندند

سه بیچے کا حصہ۔ عہ زود تر بہت جلدی سے درین جا در نسخه دیگر این شعر نوشته شده است
نثار ان جہان را عقدت منگر توجه دانی که درین گرد سواری باشد سلہ ابدال اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے کہ حق تعالیٰ
عالم کو انکے وجود کی وجہ سے قائم رکھتا ہے انکے عدد میں خلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ستر اشخاص ہیں جن میں
سے چالیس ملک شام میں رہتے ہیں اور تیس دیگر مقامات پر اور اگر کسی کا ان دونوں میں سے انتقال ہو جاتا ہے تو
دوسرا شخص ان کا قائم مقام مقرر ہو جاتا ہے تو چونکہ اس قسم کے اولیاء کا بدل مقرر ہے اس لئے ان کو ابدال کہتے
ہیں یا اس وجہ سے ابدال کہتے ہیں کہ ابدال جمع بدل کی ہے اور بدل کے معنی شریف اور کریم کے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ اولیا
اللہ شریف و کریم ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سات اولیاء ہیں جن سے ہفت اقلیم کی حفاظت مقرر ہے اور یہ لوگ
بسبب لطافت کے جو شکل چاہتے ہیں بدل لیتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور ایک شخص اپنی صورت کا ان
چھوڑ دیتے ہیں جس سے کسی کو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کہیں گئے ہیں یہی ابدال کے معنی ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس
اولیاء اللہ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر متعین ہوتے ہیں اور ان کی برکت سے بلیات خلق سے دور رہتے ہیں۔
عہ اوتاد یہ تمام روئے زمین میں چار اولیاء ہیں جو چار سمتوں میں حفاظت جہت کے واسطے متعین ہیں ان
میں سے ایک کا نام عبدالحی ہے۔ جو سمت مشرق میں مقرر ہیں۔ دوسرے کا نام عبدالعلیم ہے جو
سمت مغرب میں مقرر ہیں تیسرے کا نام عبدالقادر ہے جو سمت جنوب میں مقرر ہیں چوتھے کا نام عبدالمجید
ہے جو سمت شمال میں مقرر ہیں اور یہ لوگ خاصتاً حفاظت عالم کے لئے حق تعالیٰ کے محل نظر ہیں۔
عہ نجبا جمع نجیب یعنی بزرگ اور اصطلاح میں یہ چالیس ولی ہیں جن کو حق تعالیٰ نے خلق کے کاموں کی
اصلاح کے واسطے مقرر فرمایا ہے اور یہ لوگ بحکم خدا مخلوق کے حقوق میں متصرف ہیں۔
عہ نقبا جمع نقیب یعنی سردار اور اصطلاح میں یہ تین سو ولی ہیں جن کو حق تعالیٰ نے انسان کے باطنی
احوال کے ادراک کے واسطے مقرر فرمایا ہے اور یہ لوگ اسم باطن حق کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں۔ لہٰذا
آدمیوں کے باطن پر مطلع ہوتے ہیں۔ اور کسی حکمت سے پوشیدہ باتوں کو ظاہر بھی کرتے ہیں
واللہ اعلم بالصواب

رباعی

ان یک نظر باشد و گفتار نباشد — تا مدعی اندر پس دیوار نباشد
خواهم که به معشوق زمینی و زمانی — من باشم و او باشد و اغیار نباشد

سخن در خراب شدن بیت المقدس افتاد فرمودند در زمانه ارمیا پیغامبر را خدای تعالی خواست
پیغمبری مبعوث کند بسیار تامل بکرد و میگفت من بکنم قبول اگر آنکه خدای با من عهد کند که تا تو نگوئی بیت المقدس را
خراب نکنم فرمان آمد چنانکه تو میخواهی همچنان باشد مگر آنکه تو راضی شوی چون گناهان ایشان بسیار شد فرشته
بصورت آدمی پیش ارمیا آمد گفت ای پیغمبر خدا فلان بر فلانی چنین ظلمی کرد گفت خدای رحیم است خواهد بخشید
و توبه روزی خواهد کرد روزی که پیغمبر یحیی را کشتند بردی فرشته بصورت آدمی آمد گفت یحیی پیغامبر را کشتند
گفت خدا تعالی توبه روزی خواهد کرد تا آنکه شخصی با ذوات محارم ناشایسته کرد بردی باز فرشته آمد و گفت ارمیا
فرمود جزای خود خواهد یافت بخت نصر را گماشتند دست او را فراخ کردند و او را بر بیت المقدس غلبه دادند
ارمیا بر سر خاک می انداخت و فریاد می کرد و عهد کرده بودی که بی رضائی تو خراب نکنم گفتند تو رضا دادی گفت
کی دادم گفتند آنکه گفتی که جزای خود خواهد یافت — درین میان عورات هندیه سرود گفتند سخن در آداب
سرود ایشان افتاد فرمودند که پیغامبر علیه السلام بدختران از قریش گذشت ایشان سرود با شعار جاهلیه
میگفتند و میرقصیدند پیغامبر باد بند گفتند۔ وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال علیه

ل یعنی ہم عورتوں کے ساتھ [illegible] شعر جواز سے ترجمہ اور ہم میں ایسا نبی ہے جو کل کی بات جانتے ہیں
پس حضرت نے فرمایا کہ ان الفاظ کو چھوڑ دو بلکہ وہی کہو جو پہلے کہتی تھیں یہ عبارت بخاری شریف کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ حدیث کتاب النکاح
باب ضرب الدف میں اس طرح مروی ہے قالت الربیع فدخل حین بنی علی فجعلت جویریات یضربن بالدف
ویندبن من قتل من آبائی یوم بدر اذ قالت احداهن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی
هذہ وقولی کنت تقولین انتہی۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ جس وقت میری
شادی ہوئی تو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بدر کے دن جو ہمارے آباو اجداد مارے گئے تھے ان کے توصیفی
گیت گا رہی تھیں کہ اتنے میں حضور سرور کائنات تشریف لائے تو ان میں سے ایک نے یہ گانا شروع کر دیا۔ وفینا نبی یعلم
ما فی غد اس پر حضرت نے حکم فرمایا کہ اسے رہنے دو بلکہ وہی کہو جو پہلے سے کہہ رہی تھیں۔ اس سے پتہ چلتا
ہے کہ چھوٹی چھوٹی بچیوں کا خوشی اور شادی و عید وغیرہ کے موقع پر دف کے ساتھ گانا اور اس گانے کا سننا جائز ہے
لیکن مع القیود دف کے علاوہ اور کسی مزامیر کا ہونا اور لڑکی کے گانے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا اور جو محدثین اور فقہا نے اس حدیث
کے کل حالات بیان کئے ہیں اس کی تصریح کر دی ہے کہ یہاں چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں جو بالکل نابالغ اور غیر مشتہاۃ
تھیں اسی طرح دف کے علاوہ اور کسی باجے کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ بزرگان دین کے واقعات میں جہاں تک غور کیا جاتا ہے
اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بقیہ حاشیہ بر صفحہ (۱۹) ملاحظہ ہو

علیه السلام دعی هذا و قولی کنت تقولین۔ در شرح مشارق می نویسد
وفیه دلیل علی ان صوت النساء غیر محرم۔ پس فرمودند اگر این توجه حق و
اقتدار ایشان و قید مروت و عادت مردم نباشد چیزی ازین عالم برخورده شود۔ بندگی خواجگان دو بیت
می خواند رباعی ؎

بیرون شده ز خویشتن می باید — برخاسته ز جان و تن می باید
در هر گامی هزار افزونست — زین کرم او بند سخن می باید

و آهی زدند فرمودند همه بند اهل است الا بند شیخ نیک شکل و فرمودند شخصی با من وعده کرد که
در فلان مسجد ترا ملاقات کنم بر وعده رفتم وقت گذشت باز گشتم اثنای راه دیدم صورتی صاحب جمال نگذاری یک
باغلق سخنان پریشان گویان میرود با من هم چنین گفت من سر فرود کردم بخانه شدم باز آن شخص آمد خلاف وعده
را پرسیدم گفت آن عورت من بودم۔ اما ترا خبر بود گفتم هم بعزت تو اگر سیدا تم تحقیق که آن عورت تو بی سر از آن
فرود نمیکردم که کرده بودم۔

روز شنبه بست و سوم ماه مذکور سنه ۸۰۲

سخن در اختلاف صحابه رضی الله عنهم بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم
بود فرمودند انس مالک روایت میکند کما سوینا التراب علی قبر رسول الله انکرنا قلوبنا اگرچه
بود هم نایم و در مرض رسول الله فرمودند ائتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۸) اگر ان لوگوں نے مزامیر کے ساتھ سماع کو اچھا نہیں سمجھا ہے۔ چنانچہ قطب الاقطاب حضرت مخدوم
احمد بن یحییٰ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں صاف لکھا ہوا ہے کہ مزامیر کے ساتھ سماع ہو تو بکری چلے
اور آئندہ مجھے اسے متعلق پرہیز کرنا چاہئے اور ظاہر ہے کہ توبہ ایسی ہی چیز سے ہوتی ہے جو ناجائز اور نادرست ہو
اسی طرح حضرت قطب الاقطاب شاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز صاحب ملفوظات ہذا رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری سیرت محمدی میں
واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب نے زمانہ قیام دہلی مکان بند کر کے خوب گانا اور مزامیر سے کوئی باقی
نہیں بچا کہ نہ بجایا گیا ہو کئی روز تک یہ سلسلہ رہا اس کے بعد خواجہ صاحب بندگی مخدوم حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ
رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے تو انہوں نے اس سے منع فرمایا چنانچہ اس وقت سے لے کر آخر عمر تک حضرت خواجہ
صاحب نے کبھی مزامیر کے ساتھ سماع نہیں سماعت فرمایا

امیر المومنین عمرؓ گفت حسبنا کتاب اللہ ان الرجل قد اشتد وجعہ کاغذی نیاوردند
و از رسول اللہ ﷺ چیزی ننویسانیدند حاضری بر ضلالت کردند که بدعت و ضلالت که بعد نبی پیدا آمد هم از اختلاف
صحابه بود فرمودند چون در رسائل کلامیه سخن در فضل صحابه افتد هیچ مباحثه شروع نکنم بنا بر ابهام اشارات
این ضعیف اصحاب بخانه کردند وقتی اگر کرده ام بعد از تاکید بشنوند آن غلاظ و شداد که عقیده من بدل راست
اینست که افضل صحابه ابوبکرؓ ثم عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ اما بحث یعنی هر آنجا باید گفتنی شود با خلق بیگانه این قدر هم
نگفته ام فرمودند که علما اختلاف کردند که مسلمان را موت بهتر یا حیات بعضی حیات گفتند بعضی موت اما رای من اینست
که در ایام حیات رسول اللہ حیات بهتر و بعد از ممات ممات بهتر و حکایت کردند که شب شنبه اول شب از رحمت
بندگی خواجه بر سر گنبد دری خوش نشسته بودند هر یکی بر محل خویش بود محل من دو جهاے از شیخ بود میان شیخ میان
من مولانا برهان الدین غیوری بودی و او یار قدیم و پیر و دانشمند و صالح بود دوم صحنک در گنبد دری جوش ما بود
در ایام پیش شیخ سه صحنک می نهادند یکی مر اسید احمد دوم قاضی عبد المقتدر سیوم اشارت نجا دیان شدی که آنجا بر
معلوم نشد که او از آنجا کیست شب دوم خود نشسته ما فرمایش کرد نهانچه بر صدر داشتند اصحاب بر یکی
بر محل خویش گرد آن نشستند شب سیوم آن ضابطه نماند و وقت کنند دری خلق از فرط دو ویدند هر جا که
کسی را خوش آمد نشست صحنک من خادمان ملک صدر الدین نایب رئیس را دادند بعد از آن میان اصحاب مناقشه
و مخالفت چندان زاد که آنرا نهایتی نیست بس آن مشکل کلہ از شرح مشارق مولانا سراج شهریار ذکر کرده اند ایشان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹

ل یہاں سر جھکایا ہے تیری عزت کے واسطے اور زیادہ سر جھکاتا۔ ک ترجمہ جب ہم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کی مٹی کو درست کر دیا اسی وقت سے ہمارے دلوں نے انکار کرنا شروع کر دیا ۱۲ منہ ۔ ترجمہ میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ میں تمکو گمراہی سے بچانے کے لئے ایک تحریر لکھدوں ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا۔ ہمارے لئے قرآن شریف کافی ہے اس وقت چونکہ حضرت پر مرض اور درد کی شدت ہے (اس وجہ سے ایسے الفاظ ارشاد فرماتے ہیں) ۔ دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کر لینا جو رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں نہیں تھی ۱۲ منہ ۔ گمراہی ۔ یعنی اس خوف سے کہ مبادا کسی صحابی پر کوئی الزام نہ لگ جائے میں ان معاملات میں بحث ہی نہیں کرتا ہوں۔ قسم ۔ غلاظ غلیظ کی جمع معنی گاڑھا اور سخت یہاں پر سخت مراد ہے ۔ شداد جمع شدید یعنی سخت مستحکم مضبوط ۔ دستر خوان ۔ لگن ۔ صحنک صحن کی تصغیر ہے اس کے معنی بڑے طبق کے ہیں اور صحنک کے معنی چھوٹا طباق یا رکابی کے ہیں ۔ وہ باقاعدگی قاعدہ دستور ۔ نفرت و نا اتفاقی ۔ اس لفظ کی تصحیح نہیں ہو سکی ۔ اللہ تعالیٰ ان کو خیریت کے ساتھ سلامت رکھے ۱۲ منہ

این حدیث خواند ما ترکنا صدقة یعنی رسول اللہ پناه درخت خرما گرفته بود که تا از این صبیان و صبیات
که میگویند بشنود مادرش او را خبر کرد پیغامبر فرمود اگر مادرش او را ترک دادی او بیابانی گردی و شیخی
گفتی هم از اینجا سخن در کهانت و علم نجوم افتاد فرمودند روزے سلطان فیروز دهلی بجانب جاجنگر رفت و بعض
منجمان و درویشان شهر اتفاق کردند که باز نیاید بندگی خواجه روزے مرا فرمودند که در باب بادشاه چه
میگویند هیچ تصحیح نمی کنم گفتم فرمودند که مردمان چیزے میگویند گفتم آری دوم هفته آنکس به خانجهان فرستاده
که تعجیل بر بادشاه کس بفرست که هر شبی چهار من نانی زیر سرش را نهند ما بدادند فقیر را بگویند چون بسلامت باز آمد
بر مولانا جمال الدین یعنی فرزند مادری ابن ضعیف که نیک محب و مخلص و مصاحب بندگی مخدوم بود ختم او
هم بگفت که باز نیاید و نیک در کار نجوم مهارتی تمام داشت گفت لا شک بر میر علم نجوم علم ظن و تخمین است
جبیان طائفی که سلطان محمد بیرون آمده بود که باز نیاید این خبر بیرون شده بود که باز آمد و در میان
این حدیث که ما ترکته ما زال له قائماً الی یوم القیٰمة یعنی ام مالک آوندی داشت
که روغن بدان آوند بر رسول اللہ هدیه آوردی مبارکه فرزندان او در روغن بخواستندی از آن آوند
و ادی هیچ وقتی کم نشدی یکبار تمام فشیده بفرزندان داد بار دیگر روغن نیافت رسول اللہ فرمود که
یعنی اگر تو نمی فشیدی و روغن میان آن آوند بگذاشتی تا روز قیامت باقی ماندی۔
فرمودند که درویشی پیش من خرمائی فرستاد که در آوندی شیرینی بود هر گز خالی نشود چند گاه بود و آوند
خالی نشد گفتم چه معنی داره که برای این داده ام که آوند من خالی از شیرینی نباشد لایق حال من اینست
که وقتی خالی باشد و وقتی پر آن خرما کشیدم بیک پسرم ادم غالب اینست که هم بدین وادم اشارت بدین ضعیف
کردند و فرمودند یاری بود او را درویشی کیسه داده بود که اصلا کیسه تو خالی نشود بیماری آنچه در کیسه
او بود دستم گفتم تغشن پیش بگوید پر خواهد شد ناگاه شخصی معتقد آن یار پیدا شد پاپی الحسید [illegible]
زر پیش او نهاد ۔ و فرمودند مولانا مودود و تمام یاری بود از یاران بندگی خواجه از جتیل آمدی او

ل عجیب کی باتیں ۱۲ منہ بالکسر یعنی فال گوئی وغیرہ۔
وضاحت و تفصیل ۔ جد یعنی دادا جد جد یعنی دادا کا باپ پڑدادا نانا کا باپ پڑنانا مراد ہے۔ [illegible]
[illegible] یعنی بر آینده [illegible] اصطلاح تخمین [illegible] یعنی ظرف برتن [illegible] یعنی [illegible]
یعنی اس کی ماں اس کو [illegible] تو وہ ضرور [illegible] ام مالک اس برتن میں [illegible]
ساگھی جمع ہو [illegible] تو وہ قیامت تک اسی طرح باقی رہتا اور استعمال میں آتا رہتا۔

اومیگفت که هر روز بر در من شخصے آمدی وسلام گفتی و در طاقی کنج خانهٔ من که آنجا نماز میکردم هر بار که دست
در می‌آوردم خوردهٔ می‌یافتم یکبار نان رو بر در سلام گفت گفتم خواجه چیست هم از در باز میگردید و بطاق نمی‌آید ما را
شرف نمیکنید بعد ازان نان بر باز آمد و نه در آن طاق خورده یافتم عطری گفت از برکت آن بزرگوار آنچه
ادمی نهد کم نمیشود و فرمودند آن بزرگوار هر ساعتی خود میرزد و برابر میباشد و بدست خویش آنجا می‌نهد۔
نقلی سخن در محبت خدا افتاد فرمودند ذوالنون مصری رحمة الله علیه دلگیر بود مردی خاست از محبت بپرسید
ذوالنون فرمود بنشین تا دریای محبت شور شود جواب تو گویم بعد ازان باز سخن در محبت خدا افتاد وقت شیخ
کشاده آن مرد باستاد و باز سوال چیست فرمود دو محبت است محبت مخلوق با مخلوق و محبت مخلوق با خالق
محبت مخلوق با مخلوق آنچه دیدی و دانستی و محبت مخلوق با خالق دست در گریبان برد و خرقه پاره کرد و دست
بر سینه زد و نعره برآورد و گریست و گفت این محبت مخلوق با خالق است جز این نمی توان گفت اینجا چشم پر آب
کردند و فرمودند رحمة الله علیه که شیخ خوش بیانی فرمود و تمام کرد آری جز این نمی توان گفت۔

روز یکشنبه بست و چهارم ماه مذکور

وقت خوان کشیدن گوری طربی ملازم پیش در آمد و سرود می گفت به آواز عرضه داشت
کرد که این طرب عجائب وقت خاص است همی کرند فرمودند بندگی خواجه می فرمودند خیالی بود در اوده
بیرون شهر بودی هر گاه آنکه طعام در خانه کسی کشیدند خواجه خیالی پیدا شدی خلق آمدن او را استفسار کردی که این
دم او خواهد آمد همدران وقت رسیدی شیخ فرمود مردی مکاشف بود جملی بخدمت شیخ حاضر بود عرضه داشت که
کشفی است این بندگی خواجه بر این سخن هم تبسم کردند۔ وقت نماز خفتن سخن در خرابی ملک بسبب کثرت ظلم ظلمه
وقت افتاد فرمودند میر انبار رحمه ساله ملاقات امیرالمؤمنین علی آمد بحصول ولایت آورد خطبه بر آن یافاضل بر
علی اورد علی فرمود آن مال ولایت شده این ها یا تو از کجا یافتی نه که زیادتی بر خلق کردی چندین مال پیدا آوردی
تو از ولایت معزول باشی میر انبار گفت ای علی جاه را نست که معاویه با تو مقاومت و برابری میتواند کرد وزیراچه حق تعالی

؎ خواب ۱۲ ؎ بندی ہوئی ریزگاری یعنی دوانی چوانی اٹھنی وغیرہ ؎ خرچ کرتے ہیں ؎ وعظ ۱۲ ؎ جوش میں آئے ۱۲
؎ گوری ؎ دسترخوان یعنی دسترخوان بچھنے کے وقت ۱۲ ؎ مطرب۔ قوال گویا ؎ درزی ۱۲ ؎ صوبۂ اودھ
شمالی ہندوستان میں ہے۔۱۲ ؎ صاحب کشف ۱۲ ؎ نماز عشاء ۱۲ ؎ ملک بضم میم یعنی دیس ۱۲
؎ ظلمہ جمع ظالم ۱۲ ؎ بڑا پایہ وہ یعنی تحفہ بوغات ؎ فاضل یعنی زائد، زیادہ ۱۲

جهانرا بر دو پایه داشت یکی پایه حق دوم پایه باطل تو میخواهی همه را بیک پایه حق بداری چگونه ماند امیرالمؤمنین
فرمود سخن حکمت گفتی ولایت بر تو مقرر باشد اما بعد ازین چنین بکنی فرمودند چنانکه امیرالمؤمنین همه را بر پایه
حق خواست داشت این ظلمه عهد میخواهند همه را بر پایه باطل بدارند بضرورت انتظام امور نمیشود و کار
مسلم نمیگردد هم ازینجا سخن در فضل امیرالمؤمنین علی و اصحاب او بود فرمودند که شخصی علی را از اصحاب علی بپرسید
فَقَالَ گفت صِفْ لَنَا اَصْحَابَکَ فَقَالَ عَمَّنْ تَسْاَلُوْنَ قَالُوْا عَمَّارًا فَقَالَ مُؤْمِنٌ مُلِیَ
اِیْمَانًا حَتّٰی مَشَاشِهِ عمار مومنی است که تا بنای کلو با یمان پر است قَالُوْا سَلْمَانَ
قَالَ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ سلمان کسے است که نزدیک او علم مبداء و معاد است
قَالُوْا حُذَیْفَةَ قَالَ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْمُنَافِقِیْنَ
گفت حذیفه محرم سر رسول الله است و نزدیک او علم منافقان است۔ قَالُوْا اَنْتَ
یَا عَلِیُّ قَالَ اِیَّایَ تُرِیْدُوْنَ این همه که می پرسیدند مطلوب همین بود که از من پرسید۔
قَالُوْا نَعَمْ گفتند آری قَالَ گفت اِذَا سَاَلْتُ اُعْطِیْتُ وَاِذَا سَکَتُّ اُبْتُدِیْتُ
هر چه خواهم بیابم و اگر من خاموش شوم او بامن سخن گوید تا نخواهد که چیزی پیش خواهم و در قوت القلوب می‌آرد
وَهٰذَا مَقَامُ الْمَحْبُوْبِ الْمُرَادِ لحظه سخن در میان سرود و صورت خوب بود فرمودند حق تعالی
این دو چیز را در خوارترین روم نهاده و در هر دو چیز سر آشکار و پیدا و ظاهر بود مگر حکمت آنست که همه محروم
ازان مانند سرود در کناس و چندال و ڈهیر انداخت صورت خوب نیز اکثر در پریشانان که هیچ حظ ندیدند
نمی توان کرد پیرزان مانند که نکته زر را در میان غذره در آرند و بگویند بعد ازان کش بستان اکنون
نیکو کسی باید که دمن غذره بر کشد کار اهل عقل و همت و دین و مروت و شرم و عادت نباشد فرمودند
آنچه شیخ امین الدین نبیرهٔ شیخ فرید الدین عطار کرد هم او تواند دیگری را میسر نشود با مقصد مرید بحکم مسافرت گذر
در شهر افتاد۔ دختری ترسا بچه میگذاشت نظر بر او افتاد دنبال او گرفت تدریج هر مقصد مرید بر اگند

؎ درست صحیح ۱۲ ؎ جارا تبار یعنی
دنیا ۱۲ ؎ جاو، رجوع یعنی آخرت۔ ؎ ترجمہ۔ لوگوں نے کہا اپنے اصحاب کے اوصاف مجھسے بیان فرمائیے حضرت علی نے
دریافت فرمایا کہ کس کے متعلق پوچھتے ہو کہنے لگے کہ عمار کے متعلق ہیں ارشاد فرمایا کہ ایسا مومن ہے کہ ایمان۔
اس کے رگ رگ میں بھرا ہوا ہے سب نے پوچھا سلمان فرمایا کہ اس کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا علم ہے سب جلوان لوگوں
نے پوچھا کہ حذیفہ فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رازدار ہے اور منافقین کا علم بھی رکھتا ہے۔ ؎ مصحف پھر ان لوگوں
نے کہا کہ اور آپ یا حضرت علی فرمایا کہ ان ہی کو پوچھنا چاہتے تھے بقیہ بر صفحہ (۲۴)

شد هر روز آن دختر کو کان چرانیدن بیرون می آمد شیخ با او می باشد و بازی می کرد میکند خواجه فرید عطار این قصه شنید و به خدمت پیر آمد و پیر زیبی ترسا بچه بود دانه در سر بر زمین داشت او بر ادب قدیم خویش بود و شیخ در بازی با ترسا بچه مدتی بدین گذشت تا آنکه اتفاق بدین شد که امین الدین زنار بپوشد و دین بگرداند و عیسی را بپرستد و دختر ترسا بچه بدو دهد فرید عطار اینجا نیک متعلق شد که اکنون چه خواهم کرد بامداد آن که این کار خواهد شد شب در خواب دید که رسول الله صلعم در من پیچیده و دوان می آید پرسید که برین قصد کجا آمده اید حضرت رسالت پناه صلعم فرمودند بدستگیری امین الدین آمده ام بدان مستظهر شد که البته عاقبت این کار بخیر باشد با ما وخلق ایشان بدان وعده جمع آمده جامه و هر چیزی که میان ایشان آمده بود تا امین الدین را در دین خویش آرند خواجه فرید الدین پیش شد گفت که آنچه برای شیخ آورده برای من نیز ساخته کنید که این پیر من است هر چه این را هم آن باشد ایشان در سخن او متامل شدند گفتند در وقتیکه این عهد و وفا باشد این را از آن دین بگرداند و دختر را در دین ایشان در آرید و بر ایشان بپارید همچنان کردند اینجا فرمودند چه باشد از دین برگشتن و چندین تامل کردن همه از جهت مزاوجت و مناکحت بود کار هم برین تمام شد مقصود این بود و درویشی در درویش افتاده است این معامله را با فهم نکنیم۔

روز دوشنبه پنجم ماه مذکور

سیے بپابوس آمده سخن در فضل اهل بیت افتاد فرمودند خواجه حسن بصری شبی در حرم متصل در کعبه مشغول بود آوازی در دم از بام کعبه شنید در بام کعبه هر کسی رهائی شود گفت تا کیست در یابم بالای بام شد دید مردی افتاده است متصل بر زمین چنانکه جامه بر زمین افتاده باشد که باران بر آن بارد و جیحو به متصل و ملتصق شده همچنان افتاده است بگریه و میگوید خداوندا مشهد امم که این رو در درگاهان مرا با آتش دوزخ

حاشیہ بر صفحہ ۲۳۔ لوگوں نے کہا بیشک فرمایا کریں جو کچھ لکھتا ہوں وہ مجھے ملتا ہے اور خاموش رہتا ہوں تو وہ خود مجھ کلام فرماتا ہے۔ ۱۲ سلہ خاکروب و مردوم ذلیل ۱۲ شہ یعنی فرمایا ہے ۱۲ شہ جمع فاحشہ بدکار عہ پریشان جمع پریشان یعنی آوارہ شہ یعنے ایسے آوارہ لوگ کہ ایک نظر بھی انکی طرف نہیں کیا جاسکتی یا کچھ بھی لحاظ ان کا نہیں کیا جاتا شہ پلیدی نجاست نصرانی یعنی فرنگن لڑکی سلہ دنبالہ گرفتن محاورہ ہے یعنی پیچھے ہو لینا۔ سلہ رفتہ رفتہ۔
حاشیہ صفحہ ہذا۔ سلہ بہت ہی زیادہ پریشان ہوے سلہ ظاہر ہوا ہو یا ہوا۔ سلہ انجام۔ سلہ طلبگار متکلم تامل کرنے والا۔ سلہ ملاقات شہ نکاح زن وشوئی عہ بالاخانہ حیثیت شہ کوئی شخص نہیں جانتا تھا سلہ جگہ ملا ہوا چھپا ہوا سلہ آنست مراد سعدہ یا شکم

پر خواہی کرد یا نه و این تن مرا با آتش دوزخ خواہی سوخت یا نه و بدین چشم آتش دوزخ خواہی نمود یا نه و بدین کام زقوم دوزخ خواہی چشانید یا نه این و مثل این و مانند این میگوید و میگرید خواجه حسن با خود گفت تا کدام گنهگاری و بدکرداری است بنوعی بر بام فریاد و گریه گرفته بشور شده است در حضرت خدا ینالد بالا رفت ایستاده ماند خواست که وقت او را بالغارت برد چون خود باز خواه آمد خواهم دید تا کیست چون بخود باز آمد حسن بصری پیشتر شد و دید که امیر المومنین حسین است ای وای گریست و در پای او افتاد گفت ای فرزند رسول خدا عظمت و بزرگی تو بحدیست که در تقریر نیاید و اگر آن نشد فاطمه ترا السنه نیست علی السنه نیست محمد رسول الله السنه نیست امیر المومنین حسین چشم پر آب کرده فرمود ای حسن بشنو در روز یکه این ایت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل شد پیغامبر فاطمه را طلبید گفت یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا۔ ای فاطمه دختر محمد رسول الله نفس خویش را از آتش دوزخ باز خر پدری من که محمد رسول الله ام ترا فردای قیامت سود ندارد و فرمودند تصریح بر سول الله میکند تا تنبیه کند که بجا پدر نشاید که مغرور باشی امیر المومنین حسین فرمود ای حسن پدری محمد رسول فاطمه را سود نمیدارد و پدری علی مادری فاطمه مرا کی سود مند باشد حسن بگریست گفت فاطمه را پدری محمد رسول الله و حسین را پدری و مادری علی و فاطمه سود مند نیامد مسکین حسن از کوشی و در میان کیانست و در کدام گمانست و فرمودند این دو چیز اہل بیت علی العموم نقل کردند تیج کسی از اہالی ازین نگشته مگر ترس خدا بسیار و دوام عبادت و بطاعت لبا گسسته تبهار میان ایشان کسے نیست و فرمودند نشاید کے را که این از نفس خویش باشد عجب حکایتی از امیر المومنین عمر نقل کرده اند که روزی پیش در خانه خویش آمد بنشست و هوا سخت گرم بود گفتند چرا درون نمی شوی گفت مادر فرزندان در خانه نیست و دختر تنها در خانه است روا نمیدارم دختر تنها در خانه خالی باشد و من درون در آیم فهم این حکایت نیک مشکل است اما این معلوم است که عمر رضی الله عنه نیک با خدا ر خوف بود — وقت نماز خفتن ذکری در باب شیخ جلال الدین تبریزی افتاد در فرم

سلہ حلق و سلہ زقوم ایک کڑوا زہردار درخت ہے کہ جس سے سفید دودھ سا نکلتا ہے جس کا اردو میں تھوہر کہتے ہیں اور ایک درخت دوزخ کا ہے جس کو دوزخیوں کو کھانے کی جگہ کھلایا جائے گا۔ سلہ فریاد یعنی فریاد وغل مچانا کرے شہ بند یعنی کافی بس ۱۲ عسہ ترجمہ اور ڈراؤ اپنے قریبی رشتہ داروں کو یعنی تبلیغ کرو۔ سلہ اے فاطمہ محمد رسول اللہ کی دختر اپنے نفس کو دوزخ سے خود بچا اس لئے کہ میں اللہ کے معاملہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۶

مردی کامل بود مرید شیخ کامل بود پیر او ابوسعید تبریزی است و با شیخ شهاب الدین سهروردی صحبتی
داشت والله اختیار او خمول و ذبول و خلوت بود و در هر مقامی که رفت البته کرامتی و برهانی از آن
خویش پیدا آوردے. از زبان مولانا شهاب الدین امام شیخ نظام الدین شنیدم که سید علاء الدین جیوری
حکایت میکرد که روزی من بزیارت شیخ الاسلام قطب الدین رفتم نزدیک تربت شیخ نشستم از گور او آواز خاست
ای سید ما مرده نیستیم اگر ما زنده باشیم تو بدین صفت توانی نشست فی الحال دور رفتم نشستم این حکایت
سید شنا رشد که در مجلس مشایخ جا نشست هم نیست. بعد از ان این حکایت گفت که مجلسے بود خدمت
شیخ قطب الدین بختیار و مولانا حمید الدین ناگوری و شیخ فرید و شیخ علاء الدین در ان مجلس حاضر بوده اند
سماع بود شیخ قطب الدین را ذوق بود هر بار از درون صفه در صحن می آمد و مولانا حمید الدین ناگوری
در پای شیخ افتاد اشارت شیخ فرید الدین می شد شیخ فرید الدین سر مولانا را بر میداشت و شیخ علاء الدین را
هم ذوق بود چنانچه از یک دیوار صفه بدوم دیوار میزد مجال در آمدن در میان نبود سخن تا اینجا رسید
گنده قدمی فرا کرد نه یاران همه ترک طعام کرده متوجه بندگی بودند تا گه برین حال اطلاع افتاد فرمودند طعام
بخورید سخن هم ازین جا ماند اگرچه بحکم رحمت با این ضعیف بعد خرج کندوری در خلوت عادت این
حکایت کرد و سوال از باقی نمودم سخن بشیر شد و تکرار سوال را مجال نبود والله غالب علی امره

روز سه شنبه بست و ششم ماه مذکور

وقت نماز پیشین این ضعیف بخدمت حاضر بود فرمود عجب از فرزندان مشایخ می آید چگونه بمجرد
پدر شیخ می شوند شنیده اند که این پدر بکدام گرسنگی و برهنگی و تشنگی اندر جنگل و صحرا تنها بودن فائز و خلافت قرب دوستی
شد و اذن دعوت یافت و اگر آن شیخ بغیر این معنی شیخ بود خود او چگونه شیخ بود و آنچه چند رکعتی نفل که از
تهجد یا اشراق و چاشت از آن چه شود تا یکی در تاریکی باشد اگر نظر شیخ نخست افتد عجایب کارے نظر آید

حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۵ ... ہجرت ۱۲ ... تنبیہ کرد یعنی ہوشیار کردیا ... منسوب بہ لو یعنی ہوتی چونکہ حضرت حسن بصری کے
اس لئے انھیں بصری کہا جاتا ہے ... عام طور پر ... گشت ... یعنی بے لگام نافرمان ۱۲ ... بےخوف ... فارسی میں ... کے
معنی بہت زیادہ کے ہیں ۱۲ ... صاحب احتیاط پرہیزگار ... دربارہ. حاشیہ صفحہ ہذا ... گمنامی عدم شہرت
... یعنی خیر مردگی لاغری عاجزی ... عادت کے خلاف امور ظاہر ہوتے تھے ... دلیل و حجت ۱۲ ... قبر مزار ۱۲ ...
... دسترخوان ۱۲ ... دیوار ۱۲ ... اللہ اپنے حکم پر غالب ...
ہر چیز سے برتر ہے ۱۲ ... مشائخ جمع شیخ یعنی کامل بزرگ ۱۲ ...

مرده بر اعتقاد پدر خویش شیخ شده والله اعلم تا حال پدرش چه بود تا پسر چه رسد و آنچه در بعضی کتب
سلوک است الذی یاکل و یشرب خیر من الذی لا یاکل ولا یشرب و این کار شد
کامل و متصرف سالک است طالبی را طعام های خوش خورانند و شربتهای لطیف دهند و جامه های حسن
پوشانند و خوابهای خوب کنانند و بانواع تمتع تمتع گردانند با این هم با علی مقامات صوفیه و انتهای مقامات
ایشان رسانند اما جاده آنست که با مجاهده و بشره خویش باشد و این قوم هم باشند که یکے را در اول حال دل
روشن و نفسی پاک از کدورت هواهای باشد باندک مجاهده و تلقین ذکر و مراقبه فتح یابی می شود زیرا که مقصود
مجاهده تصفیه دل و تزکیه نفس است چون دل را صفا و نفس تزکی باشد چندان احتیاج مجاهده های بسیار
نباشد و اگر با این استعداد مجاهده نیز باشد زہی کار فرمودند اگرچه نااهل قدم درین راه می نهد اما اکثر
بعاملی فضیحت میشود و این کار را بسر بردن جز صادق نتواند میان این قوم علامتی است که بدان یکدیگر
اهل و نااهل را تمیز میکنند در عهد ابویزید رحمة الله علیه مردی را شهرت زهد و تقوی و آوارگی باطنی شد
ابویزید بدیدن او آمد اتفاقاً آن مرد از خانه بمسجد می شد خیو جانب قبله انداخت ابویزید گفت
من لم یتأدب بجوارحه بآداب رسول الله فکیف یصدق فیما یدعیه
آنکه ظاهرش ادب آداب پیغامبر شد دعوی ولایت و کرامات باطن راست توان دانست بیچاره
بازگشت و ملاقات او نخرد اینک شغل شیخ قطب الدین می استادیم غرق در کار خویش چون آینده گان هجوم
میکردند خادم بہزار دشواری خبر کردی اشارت بدست کردی که خلق هجوم کرده است بعد از ان
اشارت باذن شدی چون خلق پیش ایستادی یک نظر بر همه کردی بسوی خادم کوزه آب فرمودی
کسی خوردی کسی نخوردی اشارت لفاتحه بدست فرمودی اشارت بدست وداع کردی وضع ملاقات
با خلق این بود فرمودند چون آیت افمن شرح الله صدره نازل شد سئل رسول الله

... فرق شناخت ... خوی شیخ اول ... سودت یعنی ... ۱۲ ... اجازت ۱۲ ... رخصت یعنی
جانے کا اشارہ ہاتھ سے فرماتے تھے. ... جس کے اعضا و جوارح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں
اور آداب کے ساتھ ... عادی نہیں ہوتے ہیں وہ اپنے دعوی بزرگی میں کیسے صادق ہو سکتا ہے ... آیت پوری
ہے أفمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه. ترجمہ جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ
نے اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے پروردگار کے عطا کئے ہوئے نور پر ہے ۱۲ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے اس شرح صدر کا حال پوچھا گیا کہ یہ کیا چیز ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے

عَنْ شَرْحِ الصَّدْرِ الْمَذْكُوْرِ فِي الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ فَقَالَ نُوْرٌ يُقْذَفُ فِي
الْقَلْبِ شرح صدر مراد نوریست که در دل انداخته می شود۔ فَقِيْلَ وَمَا اَمَارَةُ
ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ التَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِنَابَةُ
اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ از سرای که پر غرور است
دور شود و بیگانه گردد و باز گشت بسرای جاودانه کند و پیش از آنکه مرگ نیامده است برای مرگ مستعد
باشد و فرمودند که منبع معاملات عارف صادق تجلیات است آنکه در روشنی از ایشان گذران و سینه
کشیده برود و منبع این حالت تجلی دیگر باشد و بنگر مشغول است فرود انداخته رود مختار آن تجلی دیگر امام جعفر
صادق موالی خویش را جمع کرد و از ایشان بعزت پرسید که آنچه عیب نسبت بر روی این بگوید مخی مصغر
کردند و گفتند یک چیز است نمی توانیم گفت فرمود چیست آن گفتند کو در تو اندکی کبر هست گفت آری کبر بود
ولیکن کبر من رفت کبریای حق آمد بجای آن شد اینجا حاضری سوال چه پیوست که حق تعالی میگوید۔
اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ فِيْهِمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ
فرمودند سبحان اللہ امام جعفری گوید ذهب کبری اینجا منازعت را چه نسبت باشد۔ وقت
نماز خفتن هم از این جمله سخن بود فرمودند که ابو سعید ابو الخیر بعبادت ابو محمد جوینی اشعری خواست
که برود حسن مؤدب خادم شیخ عرضه داشت که او با حضرت شیخ اعتقاد ندارد و شاید بحضور از آنجا

ل پوچھا گیا کہ اس نور کی علامت اور نشانی کیا ہے ارشاد فرمایا کہ اس کی نشانی الگ رہنا ہے۔ جہان غرور سے اور ملک آخرت کی طرف رجوع کرنا اور مرنے سے پہلے موت کے واسطے طیار رہنا ۱۲ منہ

ل ہمیشہ باقی رہنے والا مقام ۱۲

ل سرچشمہ خزانہ ۱۲ منہ تجلی کے معنی لغت میں ظاہر ہونے اور روشن ہونے اور جلوہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں هو یظهر للقلوب یعنی پوشیدہ انوار اور روشنیوں کا قلب پر ظاہر ہونا۔ یا تجلی کے معنی یہ ہیں کہ انتہا جمال کے ساتھ جلال اور بزرگی کے تمام پردوں کا آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جانا۔ تجلی کی بہت سی قسمیں ہیں تجلی اول تجلی ذاتی اظہاری ظہوری شہودی۔ روحی۔ احدی وغیرہ تجلی تصوف کی ایک عظیم الشان چیز ہے اسکی تفصیل کو اصطلاحات تصوف میں ضرور ملاحظہ فرمانا چاہئے۔ ل خاکسار عاجز ۱۲ ل گناہ م ۱۲ ل موالی جمع مولیٰ بمعنی غلام یہ لفظ اضداد میں سے ہے یعنی اس کے معنی غلام اور آقا دونوں کے ہیں ۱۲ ل دل نہادگی دلی قصد اہتمام ۱۲ ل منفرد افراد سے مشتق ہے یعنی حد سے زیادہ نورنیف کی ل کبر یعنی غرور ل کبر و بڑائی ل میرا غرور چلا گیا ۱۲ ل بالکہ دیجیری کو ندیدن ۱۲ ل حسن مؤدب نام ہے خادم کا

چیزی پیدا کنند نیکو نباشد البته اختیار شیخ است محمد شیخ آوردند سوار شد حسن مؤدب کسی را مقدم فرستاد
تا خبر کند که شیخ بر سید ن شما می آید او گفت آن محمد را بگو بر من کجا می آیی در کلیسا برو آن سخن
آمد این خبر رسانید حسن مؤدب پیش شیخ گذرانید شیخ فرمود بر آید محمد را بجانب کلیسا یاران همچنان
ماندند در کلیسا آمد نظر بر آن صورت تراشیده کرد گفت ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ
وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ تَعَالٰى شما گفته آید مردمان ما که مرا
بخدای برگزیند جز خدا و اگر نه چنین است سجده کنید خدای را آن صورت از دیوار ریخت بزمین افتاد و جانب قبله
آورد و هفت نفر از سران ایشان پیش شیخ ایمان آوردند ایشان را برگرده و بیرون آورده گفت که دیده بنفس
بزرگی پاس داشتیم چند برکت و خیر دیدیم این ضعیف عرضه داشت که امشب شب معراج است
فرمودند این زمان دوازده رکعت است بیک سلام و این را فرموده بندگی خواجه است
مرا فرموده گفت اگرچه در کنز میگوید وَ يُكْرَهُ الزِّيَادَةُ عَلٰى ثَمَانِيَةِ رَكَعَاتٍ
امّا زیادت بر آن هم آمده است و بندگی مخدوم فرمودند که بعد از آن در مبسوط اننگر مکتوب در حاشیه
تعلیم مولانا ظهیر الدین ننگری دیدم در مبسوط خواهر زاده وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُصَلِّيْ اَنْ يَّزِيْدَ
ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ مَا يَزِيْدُ مستحب است مصلی را که در نفل زیادت
هشت رکعت بیک سلام آن مقدار که خواهد بگذارد و این ضعیف میگوید که در اول شب ماه رجب که
شب جمعه بود۔ نماز لیلة الرغائب گذاردند اگرچه روزه نبود و فرمودند که در ایام بندگی خواجه چنین
اتفاقی افتاده بود خدمت خواجه گذارده و فرموده مقصود احیای اول شب جمعه رجب است
نماز صوم تبع است و در اوراد شیخ شهاب الدین سهروردی نسخه مختلف افتاده است نسخه معتمد صحیح که
پیش بندگی مخدوم است ذکر روزه در آن اصلا نیست و در بیان خواجه التماس کلاه محبت که ده بود

ل محمد یعنی تو جو دیا کھی و ڈو لا گئے ہیں۔ ل گرجا گھر نصرانیوں کا عبادت خانہ ۱۲ ل راه برگشتہ و فاسق بید ین ل سر یعنی آقا بہا ل پرا سب اور پجاری کے سردار مراد ہیں ل کھانا کیا ۱۲ ل نام کتاب ل کیا تم نے لوگوں سے کہا کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا بنا لو سوائے معبود حقیقی کے ۱۲ اور اگر تم نے ایسا نہیں کہا تھا تو خدا کو ہی سجدہ کرو ل ایک سلام سے آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے ل مصلی کے لئے آٹھ رکعتوں سے زیادہ کو ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے جس قدر چاہے زیادہ کرے ۱۲ ل زندہ کرنا قیام شب مراد ہے خدا کی عبادت میں رات کو جاگنا ل روزہ تابع ہے یعنی ضمنی چیز ہے ل جمع ورد یعنی وظیفہ ۱۲ ل قابل اعتماد بھروسے کے لائق ل اصلا۔ بالکل۔

و پیوند بر دیگرے داشت بپا بوس آمد و عرض او را حکایت کردند مولانا احمد عالم و یک یار او دیگر پیوند
بر خواجه کردند خواجه را علم نبود که ایشان مولانا زین الدین دولت آبادی خلیفه مولانا برهان الدین پیوند
داشتند بعد پیوند اگرچه معلوم شد اما این عقد آن عقد نیست که بعد ثبوت قابل فسخ باشد درین میان
خدمت سیدی ابوالمعالی بنا بر تصحیح این روایت گفت که در شرح مشارق تصنیف مولانا شمس الدین
یحیی از آثاری نویسد وَقِيلَ مَا تَثَاءَبَ النَّبِيُّ قَطُّ تثاوب نبی را فاتره نبود فرمودند بشریات دیگر
که اقبح و اشنع ازین ماست روا میدارد چنانچه تبول و تغوط و جز آن این چرا نباشد اما چون روایت باشد
چه میتوان گفت فرمودند بندگی خواجه رفاتره بسیار مزاحمت میدادی از سبب کثرت بیداری شب و یکبار
در خانه سید نصیر الدین خلیفه مولانا برهان الدین غریب خواجه سماع می شنیدند در اثنا شنیدن فاتره آمد
فی الحال شنید الله اعلم۔

روز چهارشنبه بست و هفتم ماه مذکور

در بیان این آیت۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ
فرمودند یکی از ایذا موسی اتهام قتل هارون بود بروی و این قصه این است که لشکری در کرانه کوهی فرود
آمده بود هر دو برادر بالای کوه شدند آنجا بقطعه فراخ صحرای مروح و تختی لطیف دیدند هارون خواست
تغلطه گفت شاید خصم اینجا آید ما را مزاحمت کند موسی گفت من در نگاه میدارم تو بفراغت بغلط هارون
بر آن تخت تغلطید از غایت تروح و خوشی جان بحق سپرد در همان آن تخت وی را ملائکه بر آسمان بردند
موسی بازگشت این حکایت کرد و بنی اسرائیل با هارون بیشتر از موسی دوستی داشتند زیرا چه او مردے
خلیق و متواضع بود گفتند تو او را کشتی خواستند تا بر وی جنگ کنند سه روز مهلت ایشان سیوم روز ملائکه هارون

ا۔ رشتہ تعلق بیعت یعنی دوسرے کے مرید تھے۔ ۲۔ ضمن، درمیان ۱۲ ۳۔ دیگر بیعت دوسرے مرتبہ کسی سے مرید
ہونا ۱۲ ۴۔ عقد یعنی گرہ مراد رشتہ۔ ۵۔ ترک کرنا ۱۲ ۶۔ جمائی ۷۔ انسانی ۸۔ درمیان ۱۲ ۹۔ زیادہ بری
زیادہ قبیح ۱۲ ۱۰۔ زیادہ خراب زیادہ شنیع ۱۱۔ پیشاب کرنا ۱۲۔ پاخانہ کرنا قضائے حاجت کرنا ۱۲ ۱۳۔ تکلیف
زحمت ۱۲ ۱۴۔ اس حال میں بھی سنتے رہے ۱۵۔ اتہام جھوٹا الزام ۱۶۔ کنارہ ۱۷۔ پھیلا ہوا زمین ہموار ۱۸۔ راحت
۱۹۔ لیٹ جانا ۲۰۔ آرام پانا چین راحت ۲۱۔ کسی نبی کو کبھی جمائی نہیں آئی ہے۔ ۲۲۔ اے ایمان والو
مت ہو مثل ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت موسی علیہ السلام کو ایذا دی تھی۔

زنده کرده بر ایشان آوردند تا بر ایشان گفتند که ما را بر آسمان برده اند و مرا موسی نکشته است و در
روایتی همچنان مرده نموده اند و قوم موسی معاینه کردند گفتند بمرگ خویش مرده است مقتول نیست و درمیان
این حدیث که خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى بهترین صدقه آنست که از قوت غنای
دل باشد فرمودند خواجه ابوسعید ابوالخیر را شبی وقفه شده بود مدد گرفتند اگر امشب آن وقفه زائل شود
صبح هرچه فتوح بمن آید صدقه بدهم تقدیر نصیب بر این بود که وقفه زائل شود علی الصباح هزار دینار
مردی فتوح آورد شیخ او را تبرکی وا نفقدرت فرمود حسن مودب خادم خواست بگیرد و در قرض یا در مصارف
دیگر خرج کند شیخ فرمود هم اینجا نگاه دار بعد ساعتی فرمود بیرون پیش در ببین که تا اول ملاقات شود به بیرون
در آمد دید کوری با فرزنی نشسته است بجای آورد و پیش آن کور نهاد و گفت خواجه شیخ برای شما فرستاده اند کور
شکارت بزین کرد که ایشان فرزین ترا برای خدا کاری فرموده بودم تو نیز برای خدا کردی این هم وقت
از غیب آمده است بشان خواجه حسن مودب گفت ای خواجه این هزار دینار زر است آن کور گفت
نذر شبانه مگر فراموش شد فرزین گفت بشنو خواجه روا میداری کاریکه برای خدا کرده باشم بهزار دینار
کار خود منقوش کنم خواجه گفت نیست تو را قسمت بن فضلنا علی الباقی برای فتوح آمده است۔ استاد همان
زمان زمین را که نشسته بوده بها خرید و تمامی کرد و وقف در راه خدای کرد بر خواست و رفت بعد زین
میان مطربان پیش در سرود گفتند فرمودند مشائخ ما صوفیان عاشق بوده اند و اما شیخ شهاب الدین و اتباع
ایشان مردمان بزرگ و اهل عارف بوده اند اما عشق جهانی دیگر است یکباری بخانقاه خواجه شدم بالا رباط
جز خواجه حسن و مولانا شهاب الدین کنتوری و طایفه محمد کار مطرب کسی دیگر نیست خواجه چنان رقص میکنند
که تمام بام در جنبش آمده است چون از سماع بنشست ما را پیش بردند تشنیان و وداع کردند و فرمود بودن
پیش ازین نمی توانیم فرمودند صوفیکه لذت از سماع میگیرد او آنست که حظ از مناجات و خرابات میگیرد و
بر یکی مانده و از دیگری محروم نیست۔

۱۔ بہترین خیرات وہ ہے جو دل کے غنا کی وجہ سے ہو۔ ۲۔ وقفہ اصطلاح تصوف میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان
حالت سلوک میں ۔۔۔ ایک مقام پر ٹھہر جائے اور آگے نہ چل سکے۔ ۳۔ صبح کے وقت ۱۲ ۴۔ ہدیہ تحفہ ۱۲
۵۔ تبرک کی طرح اس کو روک لیا ۱۲ ۶۔ مزین حجام اصلاح بنانے والا ۱۲ ۷۔ راس پر اور زیادہ فوقیت
مرتبہ ہے ۸۔ قبل خانہ عام ۹۔ رخصت فرمایا

روز پنجشنبه بست و هشتم ماه رجب سنه ۸۰۲ه

وقت نماز ضحی این ضعیف بخدمت حاضر بود فرمودند روزی رسول الله صلعم قیلوله کرده
بود سلمان پیش درگاه میداشت عمر رضی الله عنه آمد سلمان گفت که رسول الله در قیلوله است باز
بعد ساعتی باز آمد سلمان همان جواب داد صحابه را یک ساعتی او رسول الله صبر نبود بعد ساعتی باز آمد
سلمان همان جواب گفت عمر گفت چه کنم که بی دیدن رسول الله یک زمانی طاقت صبر ندارم
میان ایشان یک دیگر حکایت میشد رسول الله بیدار شد از قیلوله هم بر جا خویش بود و شنید فرمود سلمان
بر در کیست گفت عمر است گفت درونش بگذار و رسول الله فوته در ته نداشت بر بوریای برگ خرما
قیلوله کرده بود نقش بوریا تمام بر پشت و پهلوی مبارک بر آمده بود و نیم صاع جو در کرانه بود یا انبانه
بود عمر چون آن حالت دید گریه اش فرو گرفت رسول الله فرمود ما یبکیک یا عمر ابن خطاب
چه بگریاند ترا ای پسر خطاب گفت قیصر و کسری که دشمنان خدا اند بدان تنعم باشند تو که بهترین
انبیاء و حبیب خدای حال تو بدین جمله باشد گفت یا ابن الخطاب اما ترضی ان یکون لهم
الدنیا و لنا الآخرة ای عمر راضی نمی شوی که ایشان را دنیا فانی و ما را آخرت ابدی
و باقی باشد عمر گفت رضیت یا رسول الله فرمودند دو چیز در خانه رسول الله نیک بسیار بود
یکی خدا ترسی و دوم خدا پرستی و فرمودند عادت رسول الله صلعم این بود که چون بسفر بیرون آمدی آخر تر
وداع با فاطمه کردی و چون بازگشتی در مسجد شدی دوگانه گذاردی ملاقات با فاطمه کردی
از سفری باز گشته بود و فاطمه خانه را بدیوار گیر با لشادی پیغامبر گرفته بود چون در آمدن دید باز گشت فاطمه
در گریه و زاری شد که چه جرم زاد که بی رحم وار از من گذشت رسول الله بمسجد شد در بود و انگشت
انگشتان دست گرد آورده بر بالا میگردد و بر زمین میزند و میگوید مالی و للدنیا و ما لی و
للدنیا — درین میان رافع ابن خدیج مولا آزاده رسول الله بود بر فاطمه آمد فاطمه را گریان

لہ فوتہ۔ جامہ نادوختہ و تنگ تمام یہاں پر مراد چادر یا بچھانے کی دری ہے (ق) کے معنے نیچے کے ہیں یعنی
دری نیچے نہیں رکھتے تھے۔ ۱۲ سلہ ایک صاع کا وزن ۲۸۸ تولہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی ۸۰ روپیہ کے سیر سے تقریباً
تین سیر دس چھٹانک وزن ہوتا ہے۔ سلہ عیش و راحت ۱۲ سلہ ہمیشگی ۱۲ شہ رخصت۔ عہ اے عمر تم کو کس چیز
نے رلایا ہے سلہ کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ ان کے واسطے دنیا ہے اور ہمارے واسطے آخرت ہے سلہ یا رسول اللہ
میں راضی ہوں ۱۲ شہ مولی یعنی غلام یعنی غلام زادہ

پرسید سبب گریه چیست فاطمه گفت رسول الله در خانه من آمد پای پس بیرون شد گفت این دیوار گیر را
دیده گفت آری دیده وقتی دیگر هم کرده بود و گفت وقتی نبود گفت تو دختر پیغامبر خدا باشی ترا با این تنعم چه نسبت
گفت این را پیش رسول الله ببر و بگو که فاطمه عرضه داشته است که بفروشید و در راه خدا صدقه بدهید رافع
در مسجد آمد و پیش رسول الله داشت رسول الله پرسید گفت فاطمه عرضه داشت کرده است که بفروشید و
در راه خدای بدهید رسول الله خوش شد گفت و قد فعلت فاطمه اینچنین کرد آری او دختر من است
در آن رضای من باشد همان کند فروختند و در راه خدا صدقه دادند و یکبار دیگر همچنین در دست
فاطمه دو دستوانه نقره بود و دید پای پس باز گشت بمسجد شد مالی و للدنیا میگفت و دست بر می آورد
و بر زمین میزد و رافع باز در خانه فاطمه رفت فاطمه را گریان یافت پرسید فاطمه گفت رسول الله از من رنجید
باز گشت گفت این دستوانها دید گفت آری گفت وقتی بود گفت نبود باز کشید بخدمت رسول الله
فرستاد که بفروشند و در راه خدا بدهند و رسول الله همان حال در مسجد بود و رافع پیش نهاد پرسید گفت
فاطمه فرستاده است و گفته که بفروشند و در راه خدا صدقه بدهند گفت و قد فعلت آری دختر من است
هرچه رضای من باشد همان کند بفروخت و در راه خدا صدقه داد عجب ما همه خواهیم که دختران ما
غرق در زر و مروارید و نقره باشند و رسول الله معامله با دختران خویش همکند ما را در پی او چگونه بخشند
رحمة الله علی من انصف آه هیبت گر عشق حق خویش طلب خواهد کرد ❊ پس میان
ما که ادب خواهد کرد. و این در ایام رسول الله بر مثال چراغی افروخته و مردم همه نزد او هرچه
میخواستند کشاده تر میدیدند چون رسول الله را اتفاق سفر از دنیا شد ایام ابوبکر آمد یک قدم دور
تر افتادند در ایام عمر آن از پستر تر و همچنان تا کار با ایام ما رسید بر مثال شد که مردم همه از دور چراغ
افروخته میبینند و در دل کسی نگذرد که بدان نزدیک شود و از ان نوری گیرد و درین همه را پشت داده است
مرد دنیادار امروز زاده است که دنبال این پشت داده بدود با ما درین همه اند افسانه پیش نماند

لہ یعنی دنیا داری کی چیزیں ۱۲ سلہ تحقیق فاطمہ نے ویسا ہی کیا جیسا کہ میں خیال کرتا تھا [illegible]
سلہ زیور ہست کہ زنان در ساعد بندند شاید ہندی جوشن نام دارد: ایک زیور ہے جس کو کلائی پر باندھتے ہیں
ہندی میں اس کو جوشن کہتے ہیں ۱۲ سلہ اللہ کی رحمت اس شخص پر ہو جو انصاف کرے ۱۲ سلہ ہمارے زمانہ میں
سونا موتی اور چاندی میں لدی ہوں ۱۲ سلہ مقابلہ ۱۲

فرمودند اگر کسی را دوست داری همیشه برضای او باشی و در خدمت و بندگی او باشی و هرچه ترا از دور تر دارد از ان بدور شوی بندگی خواجه می فرمودند که امیرالمومنین عمر رضی الله عنه در ایام خلافت خویش پیغام بر حرم ابوبکر رضی الله عنه کرد او بیامد عمر رضی الله عنه سوگند خورد که مرا اقتضائی دیگر مطلوب نیست میخواهم از تو احوال ابوبکر که در خانه داشت پرسم اجابت کرد چون بجا نشستند پرسید که شب در خانه ابوبکر چه کردی گفت موازنه ثلث شب بحضرت رسول الله بودی بعد از ان خانه آمدی چیزی گذاردی و خواندی زمانی با مشغول بودی موازنه نیم شب خاستی وضو کردی و در کنج خانه بنماز مشغول شدی بوی خاستی که در گل و عبیر و مشک و کافور نکی وقتی احساس نشده است چون نزدیک صبح شدی یک آهی زدی چنان بوی گنده خاستی چنانچه برکاله گوشت مرداری سوزند عمر گریست گفت تمام شب بمحبوب خویش مشغول بود و چون وقت صبح در آمد کار با خلق افتاد آه فراق زدی و آن بوی جگر دل سوخته ابوبکر بود و فرمودند حکایت کرده اند سبب توبه خواجه عبدالله مبارک دو قسم نویسند یکی آنست که تمام روز با یاران بشراب و کباب و لوند مشغول بود ناگاه شراب تمام شد برای شراب آوردن میان همه یاران خواجه عبدالله چالاکتر بود همو پیش دستی کرد در میان راه گذر بر کوچه معشوق افتاد و جان آوازیکه میان ایشان معهود بود آواز کرد معشوق بدروازه خانه بر آمد و بحکایت یکدیگر مشغول شدند ناگاه موذن الصلوٰة الصلوٰة والصلوٰة گفت خواجه عبدالله گفت بیگاه افتاد نماز خفتن شد یاران منتظر من خواهند بود معشوقه بخندید گفت ای نادان این صلوٰة صبح است این بانگ نماز خفتن نیست درویش افتاد آه اگر این شغل که در جهان جز او خبر ندارد با خدا تعالی باشد چه عظیم کاری بود هم از ینجا توبه کرد و بخدای مشغول شد و فرمودند که سلوک در زمانه متقدم نیک آسان بود زیرا چه همه محترفه و بازاری مشغول بحق و سالکان راه حق بوده اند خواجه سری سقطی اگرچه سقط فروش بود اما بقالی کردی و گفته اند که خواجه ابوالحسن نوری خواجه سری سقطی یکباری یک مد لوزینه شصت درم خرید شصت و پنج بها نهاد یعنی پنج درم نفع

ف انکار ۱۲ - شه قبول ۱۲ - سه تبعدار تنہائی شب ۱۲ - سه دہراو افتد تو یہ کا سفرہ پر اطلاع ہو ۔ سه جہل و لہو و لعب ۔ شه کارگیران پیشه وران صنعت گران ۱۲ - شه کلیکہ میوہ افتادہ را بود فروشند وان فروشد ۱۲ - شه بضم میم و سکون دال نام پیمانه که نزد اہل عراق و رطل باشد ایک پیمانہ کا نام ہے ۱۲ - شه حلوائی که ازوان مغز بادام انداخته باشند یا دام کا حلوه ۔

دلالی شنید خریدن آمد و بدید گفت بهفتاد درم می ارزد اگر بهفتاد باشد بخرم خواجه گفت من بها شصت و پنج نهاده ام گفت امروز بهفتاد ارزد و شصت و پنج چگونه بخرم یعنی ارزان است نه بهفتاد او فروخت و نه او شصت و پنج خرید همچنان باز گشت بالا خواجه سری گفتنی است پنجاه درم چه چیز است جز آنکه او تو دلالی نگری که چه کرد این حال فرمودند آن زمانه بود و حال چنان شده آن زمان در وقت اقطاب می نویسند که زمانه بود که مردی در بازار آمدی از شحنه و عهده داران بازار پرسیدی که میان دوکانداران با که معامله کنم همه گفتندی با هر که خوش آید معامله بکن که مردمان با دیانت و امانت اند باز زمانه آمد که گویند با همه بکن مگر با فلان و فلان این هم گذشت باز زمانه آمد گفتند با کسی معامله مکنی جز با فلان و فلان آن بزرگوار گفته اند می ترسم زمانه بیاید که بگویند با کسی مکنی فرمودند آه این زمانه ما است پس سلوک درین زمانه مشکل باشد که اجتناب از معاصی نیک دشوار می نماید دین بزوال و کمال خویش هم در عهد رسول الله بود و بعد از ان خلفای راشدین هم بران قدم استوار داشتند تا بعهد تابعین و تبع تابعین هم چیزی بود اما بعد از ان دین انچه بود نماند تا در زمانه ما خود حکایت دین و اهل دین گفتند مردمان طریقه افسانه شنوند آه آه آه بگفتند هیچ کسی را در دل این نباید که مرا هم چه باید کرد و درین نوع چه باید واز این چار رفت و بعد از خروج آمد پیش او شستن دست بکف پای مبارک مالیدند و فرمودند که امیرالمومنین عمر رضی الله عنه گوید کَانَ مَنَادِیْلُنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کُفُّ اَقْدَامِنَا دست مال ما در ایام رسول الله کف پای ما بود۔

روز جمعه بست و نهم ماه مذکور

بعد از نماز این ضعیف بخدمت حاضر بود سخن در قباحت حال دنیا و شناعت تا آن بود فرمودند لاخیر فی شیء من الدنیا الا فی العزوف عنها در هیچ چیزی از دنیا نیکی نیست مگر ترک دنیا که سرمایه هر گناه است و اما هر عملی که کسی در دنیا میکند آنست که آنرا ثواب و جزائی نیست اما امروز نبی صلی الله علیه وسلم نیست که او از ان خبر دهد در وقت امیرالمومنین حسن

له پرہیز ۱۲ - سه مضبوط ۱۲ - سه دستر خوان یعنی دستر خوان ہمارے ۱۲ - سه خرابی ۱۲ - شه انجام کی برائی ۱۲ - شه عزوف برگشتن ترک کردن ۱۲ - سه دنیا میں کوئی خوبی نہیں اس کے ترک کرنے میں خوبی ہے ۱۲ -

مریض شد رسول الله بعیادت آمد و علی و فاطمه را فرمودند نذر کنید که اگر حسن صحت
یابد شما سه روز روزه دارید. هر پنج نفر فاطمه و امیر المومنین علی و حسن و حسین و کنیزک ایشان
فضه نذر کردند که چون صحت شود سه روز روزه بدارند بعد صحت اول روز روزه داشته بودند
در خانه هیچ نبود که افطار کنند امیر المومنین علی نیم صاع جو قرض آورد پنج گرده کردند یگان
یگان پیش هر پنج نفر داشتند و فقر ایشان و بار مهور برایشان هزار بار سیدی و رحمت برائے رضائے خدائے سید اند
و خود بفقر می بودند مقصود خواستند که پرکاله نان بدهن کنند ناگاه سائلے پیش در آمد گفت خدائے
بر آن بنده رحمت کند که مسکین را طعام دهد امیر المومنین علی رضہ نان خویش در میان نهاد
که آن سائل را بدهند هر چهار نفر متابعت کردند روز دوم باز صائم ماندند شب نیم صاع جو قرض آوردند
پنج گرده کردند خواستند خورند سائلے گفت خدائے بر آن بنده رحمت کند که یتیمے را طعام دهد امیر المومنین
علی نان خویش داد هر چهار نفر متابعت نمودند شب سوم همچنان کردند خواستند لقمه بدهن کنند سائلے
گفت خدائے بر آن بنده رحمت کند که اسیرے را طعام دهد هر پنج نفر دادند روز چهارم بامداد
آن برائے خبر کردن پیغامبر صلعم از معامله این کودکان از رحمت خواسته ایشان را علی پیش گرفته
بر رسول الله صلعم می برد راه رفتن طاقت نداشتند پا کشاده کرده در راه می رفتند رسول الله
چون دید پرسید علی تمام عرضه داشت رسول الله فرمود که بشارت مر شما را که همین ساعت
جبرئیل بمن آمده این آیت آورده وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا
وَأَسِيرًا. کنون فضه کنیزک ایشان بمتابعت ایشان ذکر در قرآن یافت پس هر که این کار کند در جزائے
ایشان شریک باشد. اما نبی صلعم نیست که خبر کند. شخصے درین میان التماس پیوند کرد در شرف
اجابت مقرون شد صورت بیعت این بود دست راست بر دست او نهاد و پنجه خویش پنجه او
گرفتند دست بندگی مخدوم بالا بود و دست او فرود بود و گفتند عهدے کردی با این ضعیف و با خواجه

سه۔ آدھا صاع یعنے ایک سیر تیرہ چھٹانک ۱۲ سه روٹیاں چپاتیاں یا نان ۱۲ سه موافقت اتباع
پیروی ۱۲ سه روزہ دار ۱۲ سه اور وہ لوگ خدا کی محبت میں غریب اور یتیم اور
قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ۱۲ سه پیوند یعنے بیعت یدی ۱۲ سه قبولیت ۱۲ سه متصل
نزدیک ہوا یعنی اس کی درخواست قبول ہوگئی۔

این ضعیف و با خواجه خواجه من با مشائخ طبقات رضوان الله علیهم اجمعین چشم نگاه داری
زبان نگاه داری. بر جادهٔ شرع باشی همچنین قبول کردی. او گفت قبول کردم گفتند الحمد
لله رب العالمین مقراض استند بتکبیر گفتند. و چیزے از موئے با گوش راست و چیزے
از چپ فرود آوردند. باز تکبیر گفتند. طاقیه چهار ترکی بر سر او نهادند. فرمودند. برو دوگانه
بگذار او بدوگانه بگزاردن رفت. فرمودند این مرد اگر توبه بصدق دل کرده است خود نام او
در دفتر تائبان عند الله بنویسند فردا با ایشان حشر کنند و جزائے ایشان بدهند. درین میان شیخ
شبه نیست چون دوگانه بگزارد. اول فرمایش این بود پنج وقت نماز بجماعت بگذاری. و تعبیه و غسل
همیشه هیچ فوت نکنی مگر بعذر شرع. و بعد هر نماز شام شش رکعت نماز گزاری بتسلیم. در هر رکعتے
بعد از فاتحه اخلاص سه گان بار بخوانی. و یک دوگانه دیگر بگذاری برائے نگاه داشت ایمان
در هر رکعتے بعد فاتحه هفت بار اخلاص و یک بار قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ و یک بار قُلْ
أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ بخوانی چون سلام نماز داده باشی سر سجده نهی سه بار بگوئی یا حی
یا قیوم ثبتنی علی الایمان و بعد هر نماز خفتن یک دوگانه دیگر بگذاری در هر رکعتے بعد فاتحه
اخلاص بخوانی و بعد سلام هفتاد بار بگوئی یا وهاب یا وهاب یا وهاب و در هر ماه
سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم روزه بداری این اول فرمایش است قدر ضرورت باشد بشنو اگر خواهی
شخصے لشکرے شود او را چاره از کلاه و قباء و کمان و تیغ و سپر و واسپ ورنه نباشد همچنان
متعلم را چاره از دوات و قلم و کاغذ نبود و کذلک اگر مردی خواهد صوفی شود دست بدامن صوفی
زند چیزے از کار ایشان بکند از آنچه بود پشیمان و تارک و متنفر گردد آورده نباشد پوستین او بدیشان
چه فائده دهد. روز شنبه سی ام ماه مذکور ۳۰ رجب سنه ۸۰۲ھ
شرف حضور مجلس عالی این ضعیف را حاصل بود در بیان قوله تعالی وَنَحْنُ

له سلسلے کے مشائخ اور درجے کے تمام پیر ۔ سه طریقه ۱۲ سه قینچی سه چار گوشه دار ٹوپی ۱۲
سه توبہ کرنے والے ۱۲ سه اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور تمام عالم کے سنبھالنے والے
مجھ کو ایمان پر قائم رکھ ۱۲ سه بخشنے سلیمان علیہ السلام کے واسطے ہوا کو تابع کر دیا تھا اس طرح
کہ صبح کو ایک ماہ کے راستے کی مقدار چلتی تھی اور اسی طرح شام کو ایک ماہ کے راستے کی مقدار ۱۲

لِسُلَیْمَانَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ مسخر کردیم سلیمان ع را باد که رفتن
روز او مقدار یکماهه راه باشد و کذلک رفتن شب. فرمودند آنکه روح او پر شوق و دل او
بقوت طلب پرد یکساعتے بعرش رسید چنانکه یکبارگی رسول الله را در اشارۂ وضو معراج شده
آمد و آب طهره هنوز می جنبد. و خدمت حضرت شیخ الاسلام نظام الدین روزے زیاده از ده[1]
بار غنوده اند چنین گویند که سیزده بار بود. امیر خسرو شاعر حاضر بود. فرمود خسرو هر بار که غنوده ام
بالکروبی رفته ام و آمده ام. عرضه داشتم که امیر خسرو بدین صحبت بود که مثل این کلمات بروے
بگویند فرمودند آری با او معاملتے مخصوص بود و او یاری قدیم پیوسته بود. وقت نماز چنین سخن
و شفقت بندگی شیخ الاسلام نصیر الدین در باب خویش بود. حکایت کردند اول حال سیوم
روز دو بملاقات رفتم اما روش نداشتم بی روش پیش پیر نه رفتند بد خود خجسته بودم پدر من یاران حضرت شیخ نظام الدین بود
یاران خدمت شیخ نظام الدین بر پدری آمدند از ایشان دیده و شنیده ام و هم برادر بزرگ متعلق
بیکار خویش بود و او را فراهم می شدم برائے ملاقات می بردم و او بیگاه کردی یکبار فرمود شما هر بار که
بیگاه می آئید و من در آن وقت طول می باشم و البته می خواهم حکایتے با شما بگویم و من در آن ایام
آخر پانزده و اول شانزده ساله ام من متحیر ماندم گفتم با خود سبحان الله خواجه مطلوب دارد که با ما
حکایتے کند زهی دولت یکباری بعد اشراق به پایبوس رفتم فرمودند وضوئے که برائے اداء
می کنی تا برآمدن آفتاب باقی می باشد گفتم آری صدقۂ خواجه می باشد گفت نیکو باشد اگر همدران
وضو بگذاری دوگانه اشراق بگذاری ابتداء کردم گفتم صدقۂ خواجه بگذارم و متصل دوگانه شکر النهار و استخاره
و استخاره هم بگذار چند گاهے بر آن ملازمت کردم یکروزے فرمود دوگانهائے اشراق بگذاری
گفتم بگذارم بی ناغه گفت اگر چار رکعت چاشت هم بران ضم کنی نیکو کنی گفتم وقتی دیگر همین ساعت
چهار رکعت از چاشت هم بگذار و چاشت هم ترا شود و همیشه رجب صائم می بودم پرسید
در رجب صائم می باشی عرضه داشتم آری فرمود شعبان هم گفتم نه روزه گفت
بست و یکروزه و دیگر بداری آخر ترا سه ماهه مرتب شود گفتم صدقۂ خواجه بدارم پیش والده گفتم و سال ایام

۱ روش یعنی نذرانه ۲ هدیه ۱۲ ۳ دن کا شکریه ۴ طلب پناه ۱۲ ۵ طلب خیر اور کسی کام میں خدا سے
خیر کا مشوره لینا ۱۲ ۶ پابندی ۱۲ ۷ ضم کردن ۱۲ ۸ ملانا ۹ روزه دار ۱۲

چون بندۂ شیخ نداشت تفت[1] شد مرا چیزے گفت گفتم هر چه خوش آید بگو فرمود شیخ است من از آن گشتنی
زام بعد رمضان شش روزه عید سید گفتم همدران ایام به پابوس رفتم فرمودند خواجگان ما روزه داودی نما
اند صوم دوام داشتند بعد ازین تو صوم دوام بدار. لمحه سخن در اثر تداوی افتاد فرمودند اره دواء
اثرے ندارد و اگر خدا تعالی تاثیرے که در دوے نهاده است در حق مریض تقدیر کند و موثره دارد
صحت یابد والا از تقدیر باز نمی دارد. موسی صلوٰة الله و سلامه علیه از خدا تعالی پرسید که این دارو
چیزے از تقدیر تو باز می دارد یا نه فرمان شد از تقدیر ما باز نمی دارد و گفت فما حال الاطباء حال اطباء
چیست گفت یاکلون ارزاقهم ویطیبون قلوب عبادی رزق خویش می خورند
و دلهائے بندگان مرا شادی کنند مولانا عمر پسر شیخ سعید کنبهایتی حاضر بود عرضه داشت ترک دارو
بهتر یا دارو رسول الله صلعم میفرماید. یدخل من امتی الجنة سبعون الفا بغیر حساب لا
یتداوون ولا یکتوون وعلی ربهم یتوکلون پس ترک دارو بهتر فرمودند. هر چه رسول
الله کرد و بدان رفت همان بهتر وی نویسد که مات رسول الله وقد رد الدواء لیغلی
اگرچه مرح طایفه می کنند تبرک دارو اما هر چه خود کرد و بدان رفت ما را و شما را همان بهتر. وقت
نماز خفتن غلام خواجه به پابوس آماده مردی متوجه و معتقد با اعتبار بود مناسب حال او فرمودند
که نبوت جز در شریف اصیل نبود اما ولایت موقوف اصیلے و شریفے نیست در هر طایفه و در هر
کروهی یا بی و قربت در ولایت خلاصه نبوت است نبی اول ولی می شود بعد از ان نبی میگردد هیچ نبود
که ولی نبود شخصے را که ملاقات با طایفه ابدال باشد بداند که میان ایشان دانشمندی و دانشمندزاده
نیست و شیخ و شیخ زاده بزرگی و بزرگزاده نیست شاید سید باشد میان ایشان حشیری پاره دوز
جولاهه بنده خراسان و خیاط باشد. و فرمود سبب توبه عبدالله مبارک یکے ازین می نویسند که
غلامے را از بازار بهها خرید در خانه آورد و باوے گفت که اے غلام روز خود بگذاران و مرا هم
به گفت اے خواجه اگر مرا از خدمت خویش معذور داری و مرا حاضر طلبی هر نماز شام بکید نیاز ترتیب نام

۱ تفت بالفتح یعنی گرم و غضبناک ۱۲ ۲ دوا کرنا علاج کرنا ۱۲ ۳ اپنی ذات سے ۱۲ ۴ پس طبیبوں کا کیا حال ہے
۵ رزق اپنا کھاتے ہیں اور میرے بندوں کے دلوں کو خوش کرتے ہیں ۱۲ ۶ رسول الله صلعم نے وفات پائی دراں حالیکہ
دوائی ہانڈی میں جوش کھا رہی تھی ۷ توجه اور خلوص رکھنے والا ۸ شخص تھا ۹ اچھی اصل رکھنے والا ۱۰ اپنے شریف خاندان ۱۱ بزرگی
بزرگ زادگی ۱۲ جمع خراس کی غم ساز یعنی کلال [illegible] گویند ۱۳ تقی حصہ ۱۴ اپنی کمائی کا حصہ [illegible]

خواجه خوش شد او را در حجره بیاز خدمت معذور داشت علی الصباح غائب شد. نماز شام یک دینار
پیش خواجه نهاد چندگاهی بر آمد هر کسے از خلق خانه گفتند که این غلام دزد است تمام روز غائب باشد
شب در خانه بیاید بحجره آنچه خلق خانه بخواب رود خانه بدر شود باز نماز شام دوم بیاید و یک دینار زر
بیارد خواجه امارات[1] صدق دید متامل شد شبے کاین گرفت خود را بخواب نمود و بیدار داشت غلام
بر معهود خود بر خاست جانب در آمد خواجه تعاقب کرد دید که قفل در خود کشاد و در خود بکشاد غلام بیرون
شد خواجه هم بیرون شد و باز در و قفل چنانکه بودند فراهم آمد خواجه با خود گفت که این غلام ساحر هم
دزد هم است عجب رفت تا آنکه غلام آبادانی گذاشت خواجه با خود گفت دیگر هم یاران دارد در بیابان
بیرون غلام در گورستان در آمد و در گوری رفت خواجه با خود گمان برد که تمامی آورده است اینجا
پنهان کرده است ساعتی گذشت خواجه تجسس نزدیک آمد و دید گور موازنه حجره شده است و
قندیلها از نور آویخته اند غلام ایستاده نماز میگذارد و با خدائے خویش چنان غرق است که خبر از خویش
ندارد خواجه آهسته تری باز گشت گفت وقت این چه غارت کنم چون صبح دمد بیایم در پایش افتم
وقت صبح شد خواجه آهسته آهسته آمد خودی بیند که دست در حضرت خدا کشاده میگوید الهی
تو یکے را خواند کار من کرده و هر روز از من یک دینار زر می طلبد من از کجا دهم تو مرا یک دینار زر بده
تا بدو بدهم یک دینار زر از هوا بر دست او افتاد خواجه چون این معامله معاینه کرد و دید پاے افتاد غلام
گفت تو کیستی گفت غلام تو فلان نشناخت که خواجه اوست گفت خواجه دیدی این معامله را گفت آری
نیکو دیدم تمام شب متجسس حال تو بودم گفت از پیش دور شو که سجده شکر خدا بجا آرم سر بسجده نهاد و
جان بحق سپرد اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ خواجه عبدالله مبارک از آن روز باز تو
به کرد و بخدا باز آمد. روز پنجشنبه غره ماه شعبان سنه اثنان و ثمانمائه

سخن در فضل اختیار دین بود فرمودند هر که در اول حال با وجود مخالفت و عداوت
عشائر[2] و اقارب[3] و مادر و پدر و احباب و اعوان[4] و انصار در راه دین می رود بصدق و اعتقاد
می رود تا آنکه در اسلام زاده شده و مادر و پدر مسلمان بودند دین و کار دین بارث[5] آمده است

[1] جمع امارت بمعنی علامت ۱۲ [illegible] گہات ۱۲ [illegible] پیچھے [2] جمع عشیره بمعنی قبیله و رشته دار ۱۲ [illegible] اهل خانه ۱۲
[3] جمع قریب بمعنی قریبی رشته دار ۱۲ [4] یاران و مددگاران ۱۲ [5] ورثه در اثنا اور نسلاً مسلمان ہے ۔

بطریق عادت مستمر[1] رسم مشهور میرود و فرمودند سبب اسلام امیرالمؤمنین عمر رض دو نوع میگویند یکے در
ایام جاهلیت مے شرب[2] و قمار[3] بود روزے بدعا قمار رفت شراب نیافت در موضع قمار آمد یاران قمار نیافت گفت امروز انتقام
بتان و اسلاف از محمد بکشم در حرم کعبه شبهای آید مشغول می باشد و چیزے با خدائے خویش میگوید شب تا یک
ره تا تیغے بر زخم بروم که دانم که بود تیغے دنبل کرد آمد رسول الله در حرم کعبه مشغول بود و ایستاد آواز رسول الله
در گوش او افتاد نیک خوش آمد او از سخت حرف و ملیح و لطیف هر چند که در سمع او میرسید در دل او اثر بیشتر
میکند و آیتے که میخواند کلام نیک فصیح ناگاه در میان برق درخشید نظر عمر بر روے مبارک افتاد جمالی
بر روے رسول الله دید که مبتلای آن جمال شد با خود گفت وﷲ صوته ملیح و کلامه فصیح و
وجهه صبیح ما هٰذا وجه الکذاب نیم شب تنها با خدائے خویش بتضرع و زاری باشد
کار هے بر زه نیست دل با سلام میل کرد خواست که هم در آن وقت بشیر شود و ایمان آرد گفت تحت او
چه غارت کنم منتظر باشم تا خود فارغ شود انگاه ایمان آرم چون رسول الله فارغ شد دنبال گرفت در راه
کنگ پائے در سمع مبارک رسول الله افتاد و از سبب عمر رض و ابوجهل البته تعلقے بود زیرا چه هر دو
مکابر و شوخ و بے التفات بوده اند پرسید کیستی گفت منم عمر یا رسول الله بشنیدن نام عمر اندکے تعلق شد
تا چون رسول الله گفت چنانچه متردد ماند بایستاد عمر رض آمد و گفت یا رسول الله تو برحقی و آنچه تو میگوئی
راست است حق است بدانچه مبعوثی مرا دعوت کن تا در دین تو در آیم رسول الله بایستاد دعوت کرد
عمر ایمان آورد دو نوع دیگر می نویسند که ابوجهل بر عمر رض گفت که اے عمر تو با چندین غرور بیت و حمیت
با باو اسلاف و بتان که داری در باب محمد هیچ کم کردی یکے جوانے از میان با خاسته اسلاف ما را
بدگوید بتان را اهانت کند و دین ما را ابطال کند و با چنین او را نگوئیم ابو طالب آن ماچه خواهد
کرد اگر عداوتے از جهت بتان و اسلاف خواهد شد شود عمر رض گفت امروز آن روز است که این
تیغ من گردن محمد هر چه باشد باشد البته من او را بکشتنی ام رفت و این عزیمت بر خطاب پدر
خویش گفت او گفت آری همین صواب است از وی خلاصی جز بدین طریق نیست برائے یارکردن این
کار بر دامادِ خود آمد او با دختر عمر رض بر رسول الله ایمان آورده بود پنهانی از عمر زید عارف آمده بود چند آیتے که

[1] استمراری و دوامی عادت ۱۲ [2] شراب خوار ۱۲ [3] صاحب قمار یعنی جوا کھیلنے والا ۱۲ [illegible]
کلال ۱۲ [illegible] مثل جادو اور منتر کے موثر تھی [illegible] بیہوده بیکار بے اصل ۱۲ [illegible] دلاوری یعنی بہادری عرب ۱۲
[illegible] باطل اور ناحق کہتا ہے

که از سورهٔ طٰه نازل شده بود ایشان را تعلیم میکرد و در آمدن عمرؓ ایشان کاغذ پنهان کردند و از یکدیگر
جدا شدند عمرؓ دانست که ایشان در کاری بودند با آمدن من متفرق شدند پرسید شما در چه کار بودید با آمدند
جهد بحث کرد چاره از گفتن نبود گفتند که چند آیتے بر رسول الله خدا تعالیٰ فرستاده است زید حارثه ما را
تعلیم میکند پرسید ایمان آورده آید اما د گفت آری ما ایمان آورده ایم گرفت داماد را فرو انداخت چندانکه
طاقت بود بزد تا سر و روی و رخسار زخم گشته شد خون از سر میگذشت بیار رسید بعد ازان پرسید ما ن از دین محمد
گشتی و با زید بن اسلاف آمدی داماد گفت ای عمر این دین آن دین نیست که ازین بگردند تو هر چند میزدی
در خاطر میگذشت که بر من دین ابراهیم زنی کار دین سخن متامل شد که بر من عزیمت که بر مزه نیست با دختر گفت
این کاغذ مرا بده من بخوانم گفت که ای پدر میان ما نیست که این کاغذ بغیر وضو دست بگیرند تو با نجاست
ترا نگوئیم بهم در سخن نیز تامل کرد که چه درشت سخن بر روئے من میگوید گفت ای دختر وضو چه باشد گفت
رو و دست و پا آب بشوید و مسح کنند گفت به شما بخوانید من بشنوم ایشان خواندند شنید آغاز کرد و
الله ما هذا کلام البشر محمد کجاست مرا آنجا ببرید تا بروم ایمان آرم که دین او بر حق است
گفتند در خانهٔ زید ارقم با چندے صحابه نشسته احادیث میفرمایند عمرؓ آن سوئے روان شد در راستا از راه این
خبر برسول الله رسید که عمرؓ تیغ در بغل گرفته می آید حمزهؓ تیغ از نیام کشید و پیش نهاد و گفت والله اگر بصلح می آید فبها
و الا این تیغ من و گردن عمرؓ رسول الله فرمود اے عم تیغ در نیام کن که ترا با عمر کارے نیست من دانم
و عمرؓ چون پیش در رسید رسول الله استقبال کرد رسول الله دست بر سینهٔ عمرؓ زد عمر روئے مصطفےٰ دید گفت و
والله ما هٰذا بوجه الکذّاب عمرؓ ایمان آورد دست بکف او داشت درون آورد دلخواه
برابر بالا جمله صحابه نشاندند همان ساعت جبرئیل آمد و گفت یا رسول الله بگو بعمر که خدائے میگوید اے عمرؓ
از هر که تو خوشنود من از وے خوشنودم و از هر که تو بیزار من از وے بیزار. بعد ازین حکایت فرمودند
روزے از حضرت بندگی خواجه پرسیدم که روا باشد مرید را در ایام حیات شیخ خویش برائے تعلیم
و کارے توجه پیری دیگر کند و بازیارت شیخ دیگر رود و حاجتے از وے خواهد بندگی خواجه فرمودند
بابا بلی این کار اعتقاد است روا باشد اما ای باید که بر شیخ کار نے رسد جمله از پیر خود داند و این را بسبب واسطه و وسیله گرداند از فیض پیر خود بعضی مشایخ گفته اند

سله انکار ۱۲ سله کوشش اصرار ۱۲ سله خدا کی قسم یہ چہرہ کاذب کا
بسیار ہرگز نہیں ہے سله خدا کی قسم یہ انسان کا کلام نہیں ہے ۱۲

سببے و شرطے موقوف است شاید این شرط و این سبب بہیں تعلق بدین پیر و شیخ باشد خواجه فرمودند
خدمت شیخ یعنی شیخ نظام الدین فرمودند در آنچه بندگی خواجه را اشارت بدعوت و بیعت خلق شد در
شهر آمدند. در حظیرهٔ شیخ زین الاولیاء بیرون دروازهٔ حوض رانی چله نشستند برائے محبت خدا شخصے
هر روز آمده درخت نیمی در پایان شیخ نصب کرد شیخ چله تمام کرد تا آن زمان آن درخت را برگے
و شاخے بر آمده آخر این روز بندگی خواجه در پایان شیخ تضرعی و زاری نمود گفت که خواجه در پایان شما درختے
نصب کرده و درین چهل روز آن درخت شاخ پر و بالی گرفت بنده نظام برائے مطلوبی که بخدمت شما آمده بود
هیچ اثر آن ندید باز گشت در اثنای راه با مستی ملاقات شد قصد شیخ کرد شیخ از و منحرف شد دوم بار
قصد کرد باز شیخ منحرف شد سیوم بار قصد کرد شیخ فرمود این بار کنار بگیرم هر چه شود شود کو این مست آمد شیخ
را در کنار گرفت و گفت درین سینه بوئے محبت خدائے می آید هیچ بوئے که در مستان می آید در ان
مست نبود آن زمان هیچ در خود احساس نکردم اما آن نیم شب اثرے از ان پیدا آمد شیخ فرید الدین
نعمتے با شیخ روان کرده بود ولیکن متعلق بشرطے و سببے بود آن زیارت شیخ زین الاولیاء بود همان سبب
شرط است که بدان موقوف بود اینجا فرمودند که هیچ کارے بے اعتقاد پیران بر آمدنی نیست
اول از همه چیز مطالبات و اعتقادی باید شبلی دانشمندی بجهت استرشاد آمد شبلی فرمود کانچه من فرمایم
تو توانی کرد گفت بچشم فرمود درون حجره شو چهل روز نشسته بفریاد بگو لا اله الا الله شبلی
رسول الله آن مرد دانشمند چهل روز همین سخن بفریاد میگفت بعد چهل روز شبلی گفت که من اعتقاد ترا می
آزمودم که هیچ کارے بے اعتقاد بر نیاید رسول خدا محمد بر حق است اما اولیاء رضوان الله علیهم و ایشان عزیزان
خدا و رسل حق باشند بعد ازین بگو لا اله الا الله محمد رسول الله او را تعلیم
و تلقینے کرد مطلوبی که داشت بدان رسید و گفت صوفی در حضرت بندگی خواجه نشسته اگریان آمد و
می گریست شیخ فرمود تا چه چیزی میگریاند او مطلوبی گفت بندگی خواجه را در سخن و خندان ذوق
بود که آن را نهایتے نیست بعد ازان فرمودند تا تو در تعلیمی آن مطلوب تر اندر رسند چون فارغ شدی
از تعلیم آن مطلوب ترا برسد کمترین بندگان کاتب حروف عرضه میدارد که این حکایت بندگی مخدوم است که
بسبب حاضران مجلس بطریق غائب گفته اند و بعضے مشائخ در اکثر اوقات در بیان احوال خویش همین نوع

سله ... ۱۲ سله چله چالیس روز ۱۲ سله طلب رشد یعنی تلاش حق و جستجوے مرادِ مستقیم ۱۲ سله جمع عزیز ۱۲

مستقیم است و فرمودند که مقصود و مطلوب طالبان را نهایتے نیست تا هر کسے چه طلبد شاید که طالبی مطلوب
بیان کند که جگر او ازان خون شود سلطان ابویزید گوید مقصد پیر را خدمت کردم و مطلوبے که داشتم
بر هیچ نیافتم جواب او نداد طیفور تحقیق که تو نگوئی ما فهم نمی کنیم چون بر امام جعفر صادق آمدم مطلوب خویش آنجا
یافتم سید جعفر صادق فرمود این جز در خانواده ما نیابند ۔

روز دوشنبه دوم شعبان المعظم

سخن در قباحت بدے که از حق دیگرے بنا وجه کنند افتاد فرمودند مصرع ۔

چادر مریم مدوز شیشه را مهمان مخوان وقال علیه السلام خیر الصدقة ما
کان عن ظهر غنی بهترین صدقه آنست که در دادن آن ترا قلقے و رنجے نباشد و زر دوے
تزلزلے نبود و ملالتے و رنجے حالاً و مآلاً تو باز نگردد در میان درویشان از ابنا دنیا چندے مخصوص
بیش بوده اند چنانچه سلطان ابراهیم ادهم و خواجه ابوعثمان خیری پسر تاجری بود شبلی پسر خاص حاجب
بحاجب پدر برنده هستی و خواجه عبدالله انصاری آنچه کلمات از وی مشهور است و چندے دیگر و بیشتر
کاسبان و کاسب زادگان و فقیران و فقیر زادگان بوده اند فقیهے و فقیه زاده و دانشمند و دانشمند
زاده میان ایشان کمتر باشد و نوشته اند که تملکس کم باشد شاب تائب جوان صالح فقیر شاکر فقیر بچه بر
فقر خویش شاکر باشد و بدان افتخار کند لولا شرف التواضع لكان من حق الفقير ان
يتبختر فی مشيته اگر شرف تواضع نبودے از حق فقیران بودے که در رفتار گریزان رو
سیوم غنی متواضع غنی که بغنا خویش ننازد و بدان نباشد و متفاخر و متکبر نبود ۔ چهارم فقیه صوفی
اول فقیه باشد پس از ان صوفی شود پنجم سنی شریف باشد و بیلے بسوے آبا و اجداد خویش نکند
دیگران را بر ایشان فاضل گوید کم باشد ۔ ابوسعید ابوالخیر در اول حال برائے تعلم سیرت در اثنائے
راه دید خواجه لقمان سرخسی بر شده نشسته خرقه می دوزد و آفتاب بر او بر آمده از غایت فضل سر بالائی
کند ابوسعید نزدیک شیخ استاد چنانچه آفتاب بر شیخ نیفتد بر شیخ سایه شود شیخ جانب او دید گفت ابوسعید

لے طیفور حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا دوسرا نام ہے ۔ لے خانوادہ یعنی در خاندان سادات ۱۲ لے ماندگی [illegible]
لے دلتنگی و گرفت دل انقباض ۱۲ لے مآلاً یعنی باعتبار انجام کے ۱۲ لے دنیاداروں میں سے ۱۲ لے پیشہ و صنعت
لے برندہ کے معنی تکبر کے ہیں ۔ ۱۲ لے بہترین صدقہ وہ ہے جو غنائے دل سے ہو ۔ لے اگر خاکساری اور فروتنی کو
ترجیح نہ ہوتی تو فقیر کا حق یہ تھا کہ رفتار میں بھی فخر کو ظاہر کرتا ۔ ۱۲ لے آژندہ یعنی خرقہ دوختن و پارہ
کہنہ دھیرے بزرگ درینجا یعنی پارہ کہنہ معلوم میشود ۱۲ ۔

یک بچه بنام تو هم بر نیم گفت زہے دولت و سعادت یک بچه ز دو گفت این بنام تو باشد دستش
گرفت برا بوالفضل آورد و گفت که این کودک از ان ماست تو این را تربیت کن اول روز
باخود داشت هرچه خود کرد او را هم کنانید وقت اشراق گفت بوسعید اشراق می گذارم تو هم بگذار
که نماز وقت چاشت گفت طعام می خورم تو هم بخور چون دوم روز شد بامداد ابوسعید ایستاد گفت
شیخ من تعلم می کردم اگر اشارت شود بروم بخوانم بیایم و من تفسیر و حدیث میخوانم والا روم هم نخند
شیخ با هم شیخ گفت برائے تعلم برو پیش امام محمد جوینی رفت سبق و درین آیت رسید قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ
ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۔ خدا بگو و همه را ترک ده استاد گفت ابوسعید دریغ
باشد از ان که بدین کار آئی و از ان سخنی بدین در آئی از ان خدا ترا اشارت میکند که قُلِ
اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ خواجه ابوسعید ابوالخیر پیش ابوالفضل بدست و پائے دیگر در آمد
ابوالفضل فرمود بوسعید مصرع ۔ مست شده نمی شناسی چپ و راست ۔ ترک تعلم کرده
خدمت شیخ ملازم می بود درین میان خواجه ابوالفضل را اتفاق سفر از جهان شد ابوسعید تمام اندہ تے
بر آن گذشت ناگاه روز جمعه با پدر در مسجد می شد در اثنا راه شیخ الیسین را دید بر پدر گفت مرا در پائے
شیخ بانداز ید پدر بر دو در پائے شیخ انداخت شیخ فرمود ابوالخیر پسر خویش را در خانه بیاری در خانه
برد فرمود در ان طاق چیزے نهاده اند بیار بوسعید دست در ان طاق و گرده گرم آورد پیش آن
نهاد او ابوسعید را بشارت نعمتی تمامی و درستی داد خدمت شیخ می بود ناگاه شیخ را باتفاق سفر از آن جهان افتاد
ابوسعید گفت برابر شیخ بیایم شیخ فرمود تو مادر و پدر داری برابر من نتوانی آمد ابوسعید بر پدر آمد گفت اگر و
پائے شیخ می افتید و مرا تسلیم میکنند که برابر خود ببرد والا من در چہے می افتم و خود را هلاک میکنم پدر بخدمت شیخ شد
عرضه داشت کرد و گفت شیخ برائے خدائے این جوان را برابر خود ببرد والا بهلاک خواهد شد شیخ قبول کرد
باخود برد و بادیه رفت کناره آبے ابوسعید را داشت نه ذا شجرت چنار بود کرد بو رفت و گفت و از حضرت
یکبار من خواهم آمد تیغ جالی تو خواهم کرد ۔ سخن تا این جا رسیده بود که فرمود نه کجا افتاده ام او کجا و کجا
این مقالات چه گم گشتیم خواجه مارا بر و تعلیم کنانید و چون ایشان یعنے این ضعیف و برادر این ضعیف و

لے پرورش تعلیم ۱۲ لے اور اسی طرح ۱۲ لے نان ۔ روٹی لے کنواں ۔ باولی ۱۲ لے جا و کرد برد و نام
درخت ہیں لے تجسس تلاش ۱۲ لے گفتگو در بارت جیت (اس مضمون کا بقیہ صفحہ ۴۷ [illegible])

از تعلم شدند تعریف و تفسیر و حدیث و سلوک در رسالهٔ شمسیه تکرار افتاد فرمودند ما را با بیان و از احادیث
مشارق چه نسبت ما کاریست که خدائے تعالیٰ نصیب کرده بران میرود و دران ایام تصنیف اشارات
مشارق بر لسان قوم میکردند و حکایت گفتند۔ ابویزید بسطامی یکبارگی برائے خواندن بر استاد رفت این
آیت خواند و قضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا۔
گریه کنان بر مادر آمد و گفت ای مادر خدا تعالیٰ می فرماید مرا پرستید و پدر و مادر را احسان کنید من
یک دل دارم دو خداوندگار را خدمت نتوانم کرد و یا شما از خدا رها کنانید یا مرا بخدا بخشید گفتند ما ترا
خدا استدان نتوانیم ما ترا بخدا بگذاشتیم و حق خویش ترا بخشیدیم بعد ازان رخ به بادیه نهاد سی سال در
بادیه عبادت میکرد چه کمال است که بگذاردن چند رکعت نفل و روزه نفل کاری بر آید سلوک شود هرگز نبود
چند آہے زدند و این بیت انشا کردند بیت بودن اندر مشک و عنبر کار هر نازک زن است
مرد باید خویش را در گرد میدان پرورد رباعی اندرین دریا نهنگ می باید بود
بر سر صحرا پلنگ می باید بود مردانه و مرد رنگ میباید بود
ورنه بهزار رنگ می باید بود ایضاً ولا تاکی درین زندان قریب این و آن بینی
یکے زین چاه ظلمانی برون شو تا جهان بینی جهانے کاندرو هر دل که یابی بادشاه یابی
جهانی کاندرین هر جان که بینی شادمان بینی بعد از نماز شام سخن در
رعایت فرزندان شیخ الاسلام فرید الدین افتاد۔ فرمودند اول بار که بزیارت شیخ
رفتم چندان رعایت فرزندان شیخ نکردم هرچه از شیخ خواستم همه برهم زمان انجا ئی سخنے میکردم و دیگر
که رفتم با فرزند شیخ رعایت بسیار کردم هرچه خواستم از شیخ بر حسب مراد ما بود و فرمودند که فردا آمدند صدقنا
از روئے پیغامبر علیه السلام جماعت از صغیر و کبیر و وضیع و شریف شرمنده باشد ز پاچه چیزے رعایت فرزندان شیخ
چنانچه بایستی نکردند که واجب التعظیم اند و آنچه کسے سید را رعایت میکند یا او دشمنانست عیاد و صالح است با فضلے
دیگر و اما بمحض سیادت کسی را رعایت کردن ندیدم حکایت کردند که چون شیخ فرید الدین از مشائخ کعقدم بودند کسے [illegible] آمد

ـه تصریف یعنی گردان ما و علم صرف ۱۲ ـ ـه جمع سر یعنی باریکیاں بھید ـه نام کتاب حدیث ۱۲
ـه لسان یعنی زبان ۱۲ عـه تمہارے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ صرف خدا کی ہی عبادت کرو اور والدین کے
ساتھ احسان اور نیکی کرو ـه خوند کار یعنی آقا مخفف خداوندگار ۱۲ ـه لینا چھینا ۱۲ ـه ایمان نام ہے اور تصدیق کی بھی
روز قیامت کی کہ جس پر ہمارا ایمان ہے ـه کم تو م اکثر رتبہ ۱۲ ۔

و اما والد شیخ خود زمانه آخر است همچو او کی خیزد حکایت کردند که روزے شیخ در مسجد خویش نشسته
بود قلندرے محمود نام آمد التماس کرد که ازین صورت بگردم پیوند بشیخ کنم فرمودند
محمود صورتے را که اختیار کنند ازان نگردند باز این محمود التماس پیوند کرد باز پرسید محمود اچندین
شهرها گشتی کیان مشائخ را دیدی حکایت ایشان گو میگفت فلان را دیدم خانقاه او چنین هجوم خلق
بروے چنین فلان دیگر چنین فلانه دیگر چنین شیخ گفت حکایت ما برو ازین بیوگان پرس اشارت
هم و از آن کرد رفت پرسید ایشان گله تقصیر بسیار کردند گفتند کدام روز بد ما بود که بدست او گرفتار شدیم
باز آمد می بیند شیخ میان مسجد نشسته منتظر مانده که جائے همین است هر محلے که رفته باشد همین جا بیاید
ناگاه چنگک پا مردی درون مسجد شنید برخاست دید شیخ است سر و پا گرد آلود گفت محمود این آئین
شیخان ترا دیدم همه هستانند بندگی مخدوم گفتند سخنے عجائب فرمودند ای شهباز شیخ فرید الدین تو توانی
این سخن گفتن۔ بعد از نماز خفتن حکایت کردند که در افسانه می نویسد آب گیری بود و در ان آب گیر ماهیان
بسیار بودند ماهی گیرے گرد آب گیر گذر کرد دید که ماهیان بالائے آب آمده بازی میکنند و یکدیگر
دری افتند ماهی گیر گفت ماهیان بسیار شدند که روزی بیایم ایشان را بگیرم و آن ماهیان سه قسم بود
اند قسمے حازم قسمے جازم قسمے غافل حازم آنکه پیش از وقوع حادثه تدبیر خلاص ازو تواند کرد
الحزم سوء الظن و جازم آنکه وقت وقوع حادثه تدبیر خلاصی تواند کرد اگرچه پیش قبل غافل
مانده باشد و غافل آنکه نه پیش از وقوع نه وقت وقوع تدبیر خلاصی دست دهد تا عاقبت او جز هلاک
نباشد۔ حازم دید که آن ماهی گیر اطلاع بر ما یافت اینجا آمدن و دیدن او طرف ما صورت صواب نمی
نماید البته روزے بیاید و دام انداز و ما را در صید خود آرد بهتر ازین نباشد که ازین آب گیر بآب
گیرے دیگر روم و بجهید با آب گیرے دیگر رفت بعد چند روز ماهی گیر دام فراز کرد جازم با خود گفت
تدبیر عقلے این بود که پیش از وقوع حادثه تدبیر خلاص کنیم چون آن فوت شد اکنون هرچه در وقت و
فرو داشت کردن مصلحت نباشد خود را مرده ساخت ستان شده بالائے آب برآمده ماهی گیر دید که
مرده ماهی بر روئے آب میرود رفته و آنانکه غافل بوده اند اسیر دام بلا شدند و جمله هلاک شدند رسول الله
ما را بپرسیدند چون این آیت نازل شد فمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی

ـه بیوه عورتیں ۱۲ ـه گرتھے والیوں ۱۲ ـه لاب دور کو کہتے ہیں ۱۲ [illegible]
عـه احتیاط بدگمانی میں ہے ۱۲ ـه پہلے سے ۱۲ ـه الٰہی جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے واسطے
کھول دیا ہے۔ پس وہ نور الٰہی پر چل رہا ہے ۱۲ ۔

نُورٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ۔ کہ شرح صدر عبارت از چیست فرمود نُورٌ یُقْذَفُ فِی الْقَلْبِ
نوریست کہ در دل مومن انداختہ می شود پرسیدند وَمَا اَمَارَةُ ذٰلِکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ نشان
آن دل کہ نور در وے انداختہ شدہ است چیست فرمود اَلتَّجَافِی عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ دور
بودن از سرای غرور وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ باز گشتن بسوے سرائے جاودانہ وَالْاِ
سْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ و ساختہ بودن برائے مرگ پیش از آنکہ نیامدہ است استعداد
قبل نزول حضرت حازم است رسول اللہ صلعم اشارت کرد کہ مَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ
لِلْاِسْلَامِ آنست کہ ۔ در کار دین حازم باشد و غافل نبود ﴿ بعد نماز خفتن ﴾
کمترین بندگان بحکم عبودیت الحمد الاحول تاج سر خویش دارد بعرض رسانیدن تتمہ حکایت ابو سعید و پدر
او ابو الخیر در رفتن او بدیار شیخ آل یسین و بادیہ التماس پیوست برحمت مخصوص فرمودند چون فراق
ابو سعید پدر و مادر او را از حد گذشت پدر دیوانہ شد سر در جہان گرفت از بادیہ ببادیہ ابو سعید را جویان
می گشت و مادر قریب بہلاک رسیدہ بود شیخ آل یسین چون ابو سعید را در بادیہ داشت گفت خورش تو این
برگ چوب کرد و آشامیدن تو این آب ناگاہ پدر ببادیہ رسید کہ متصل بادیہ ابو سعید است شیخ آل یسین
با ابو سعید آمد گفت فردا پدر تو خواہد آمد اگر ترا بداند کہ تو این برگ چوب کہ میخوری نیک اندوہگین شود
فردا برائے تو از غیب یک خوانچہ طعام بیاید دران کاسہ شہد سپید باشد نانہائے سپید و قلیہ و حلوا
و بریان از ہر جنس اطعمہ باشد چون او پرسد کہ اے فرزند درین بادیہ چہ میخوری بگوی کہ این طعام
از غیب میخورم و اگر ترا طلبد او در تو بے تو در معرض ہلاک است تو برابر پدر خویش بروی من کار ترا
تمام کردم با مادر پدر را اتفاق گذر ہم دران بادیہ کرد ناگاہ ابو سعید را دید و دید کنار گرفت ای
فرزند من درین بادیہ تاریک حال تو چیست و طعام و آب تو چیست و کیفیت معاش تو چگونہ است
گفت اے پدر نیکو ام خوش می باشم طعام از غیب می آید میخورم این دم فرود خواہد آمد با شما بہم ہمین جا
طعام می باشد ناگاہ خوانچہ از غیب آمد ہمہ بدان اطعمہ کہ شیخ گفتہ بود پدر و پسر ہر دو خوردند پدر گفت ای جان
مادر تو در معرض تلف است اگر رحم کنی برابر من بیائی نیکو باشد گفت ای پدر مرا شیخ گفتہ است کہ
اگر پدر طلبد بروی برابر پدر روان شد در روزی کہ در شہر خویش خواہد آمد شب آن در تمام شہر ندا دادند کہ فردا
ابو سعید خواہد آمد استقبال کنید ہمہ خلق بامداد آن خبر شدہ استقبال کردند ناگاہ دیدند ابو سعید و ابو الخیر پیدا
شدند از عظمت و بزرگی در شہر در آمد وقت خرج ماندہ سخن در قباحت دنیا و

حاجت مال او بود فرمودند دنیا چیزیست کہ میان برادران و مادر و پدر و فرزند و خویش و اقارب جدائی
و عداوت اندازد و ابیتا نام پسر مہتر داود بود از دختر طالوت ملکہ زادہ بود پس از داود طالوت
بادشاہ بنی اسرائیل بود چون مہتر داود در زلتے بسبب افتاد بتوبہ مشغول شد ملک داہی ماند بنی اسرائیل بر ابیتا
گرد آمدند و بیعت کردند ملک او گرفت اعوان او اتفاق کردند کہ تا پدر را بکشی ملک تو مسلم شود ابیتا ازین سخن
با او در و متردد ماند کہ چہ کنم این شورت بسمع داود رسید مہتر داود گفتہ فرستاد کہ ہیچ شنیدی کہ پسر
پدر را ہم کشتہ است پسر جواب گفت ہیچ شنیدی کہ پیغامبرے از زلت افتادہ و توبہ او قبول شدہ
جواب ناصواب داد مہتر داود متردد و مشوش ماند درین میان توبہ اش قبول شد با اعوان و انصار خود
ملک تو بین قبول شد شما بر من بیائید کہ من باصلاح ملک بیرون می آیم ایشان ہمہ بروی پیوستند باصلاح
ملک بیرون آمد پس با پدر مخالف شدہ با جنگ پیوست ہزیمت افتاد گریخت مہتر داود و کسان متعاقب
فرستاد و گفت البتہ زندہ بیارند گیسوے دراز داشت در اثنا گریز موے بشاخ درخت آویخت بر
کردن شد شخصے رسید تیغ گزارد و کشت پیش مہتر داود آورد مہتر داود گریست و فرمود من گفتم زندہ بیارید
بفرمان گذشتند قصہ باز نمودند بحکم قصاص قاتل را ہم کشت بروایتی چنین گویند خود نگذشت بمصلحت ملکی او
وقت مردن سلیمان را وصیت کرد بحکم قصاص قاتل ابیتا را بکشی ۔

روز چہارشنبہ چہارم ماہ مذکور

وقت نماز دیگر کمترین خدمتگاران و سید السادات سید احمد برادر زادہ بزرگ بندگی مخدوم
خدمت سید ابو المعالی در حضرت بندگی مخدوم حاضر بودہ اند فرمودند معنی این ترکیب چیست ؟ ۔
غَارَ الْغَارَانِ غَارَ ذُو الْغَیْرَانِ ۔ ہمین محل ازہم سید احمد مذکور با التماس بیان پیوست
گفتند ترجمہ اینست غارت کردند شکم و فرج جماعت مردانی کہ غار و کنج بخشی کنج نشینان را این دو غارت
شکم و فرج غارت کردند غار اول اخفی است من الغارة معنا و غارت کردن و الغاران

۱؎ یعنی شکم و جیب ناکی ۔ ۲؎ معہ این زلت در قرآن پاک بود ص پارہ ۲۳۰ ۔ رکوع علاء علیحا با این الفاظ ارشاد شد
ہَلْ اَتٰکَ نَبَؤُا الْخَصْمِ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ الخ ۔ با اختصار این است داود علیہ السلام نود و نہ ازواج بودند ناگاہ نظر
بر زنے جارش افتاد و خواست کہ او را ہم بگیرد آن شوہر داشت شوہرش را در لشکر خویش مقرر نمود برائے گرفتن تابوت سکینہ
بقابلہ حریفان جانفزود و شہید شدہ بعد از آن آن زن را بنکاح خود آورد و اگرچہ کسے را نہ قتل کرد و نہ ناموس ربیت
تا ہم زلت شمار کردہ شد بعد از آن استغفار شاکر و در حضرت آنحضرت ارشاد شد کہ است فَغَفَرْنَا لَہٗ ذٰلِکَ

البطن والظهر، و غار سوم بعضے او جماعت مردان و غیران جمع غار است و معنی آن کوہے که
میان دو کوه بود کذا فی التاج الاسامی۔ این ضعیف عرضه داشت که روزے بندگی مخدوم این لفظ
نیز فرموده انه کَلَّمَتْ: فیهن التخصیص والتعمیم کریمٌ کریمٍ کریمٌ و معنی
آن سه لفظ آنست که در ایشان تخصیص است یعنی که هر یکے معنی مخصوص دارد و تعمیم است در لفظ که
یکسان خط و یک حروف اند و آن سه حرف اینست کریم کریم کریم کاف اول زائده و جاره است و کریم اول
وجه است و ریم فعل مجهول است از روم چنانکه قیل از قول و کریم دوم فعیل است از کرامت و کریم سوم
است بر مفعول ام السیم فاعله و در کریم کاف جاره است و ریم اسم است معناه آهو کریم اول بفتح میم
بغیر تنوین و کریمٌ دوم بفتح میم با تنوین و کریم سوم بجر میم با تنوین ترجمه کلام اینست طلب کرده شد بزرگی
که مانند آهو بره است در لطافت شکل و جمال اگر تخصیص در اعراب و تعمیم در معنی بدارند هم باید۔
فرموده اند آرے این نیز گفته اند است۔

روز پنجشنبه پنجم ماه مذکور

وقت [illegible] مانده طرفی از فضایل بی بی فاطمه علیها السلام ذکری بود فرمودند با شخصی حکایت عـه
شنیدم و عرضه داشتم بعد موت فرموده آری بعد موت که روزی بر عمود خویش در حضرت رب العزة میرفتم
از هول ملکی در گذشتم ناگاه فرشته گفت کیستی تو باسبب چه باشد نیک بی باک و از بگذری من سوگند خورده
و هیچ نشستم که تا خود رب العزة تعالی مرا طلبد پیشتر نشوم ساعتے گذشت بی بی خدیجه و فاطمه زهرا آمدند با
فقادوم گفتند اے فاطمه امروز همچو تو کیست که خدا تعالی بطلب ترا فرستاده است گفتم من کنیزک شما
ام که ام عزت من بالاتر از آن باشد که شما بطلب من آئید اما شما روا میدارید من سوگند خورده ام که
جز بطلب خدا بغیر واسطه پیشتر نشوم از آن سوگند گذرم ایشان هر دو رفتند در حضرت گفتند خداوندا
تو بهتر میدانی که فاطمه میگوید من سوگند خورده ام بے طلب خدا بلا واسطه کسے من نیایم فرمان شد فاطمه
راست میگوید شما از میانه دور شوید ندا رسید اِلَیَّ اِلَیَّ خواست من از جا جنبیدم بحضرت شدم گفتم خداوندا
حضرت تو اینچنین بے ادبان هم باشند که آینده گان حضرت ترا نمی شناسند این سخن گفت و یک آه برزد

عـه یہ واقعہ حضرت بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا کا دوسری کتابوں میں بھی اسی طرح مذکور ہے حضرت
بی بی صاحبہ اپنے عہد کی رابعۂ تھیں رحمہا اللہ تعالی

و در میان گور خویش تکیه نشستے کمترین خدمتگاران عرضه میدارد که چنین گمان دارم این حکایت بندگی
مخدوم است اما بهم قدیم لفظ غیبت فرموده اند و گفتند حضرت شیخ الاسلام فرید الدین گنج شکر که اگر کسے خواهد حریم
را بصورت عورتے ببیند فاطمه سام را ببیند حضرت شیخ الاسلام نظام الدین در هر سه زیارت آمدی و
فرمودند حظیره بی بی بغیر یک نفر ابدال خالی نباشد چنانچه حظیره شیخ الاسلام قطب الدین و در ایام
جلوه خویش بر اعتباری تمام بود و خلق توجهی درست داشت و مشائخ آن وقت گرد بی بی می آمدند
می نشستند چنانچه بی بی رابعه بصری بود و یک باری رابعه در زحمت بود خواجه حسن بصری و سلطان ابراهیم
ادهم و ذو النون مصری به دیدن او آمدند پرسید علامت المحب الصادق خواجه حسن گفت لیس
بصادق فی دعواه من لم یصبر علی ضرب مولاه بی بی گفت که این
سخن چیزے نیست خواجه ذو النون گفت لیس بصادق فی دعواه من لم یشکر علی
ضرب مولاه گفت شکر قریب صبر است سلطان ابراهیم گفت لیس بصادق فی
دعواه من لم یتلذذ بضرب مولاه بی بی گفت نیکو سخنی است اما بوے منی می آید
گفتند بی بی تو بگو فرمود لیس بصادق فی دعواه من لا له شعور عن
ضرب مولاه بر تحسین کردند بر اقوال مختار روا شتند روزے شیخ جمال الدین بهان رادم آمد
مهمان طلبید در خانه او نرفت بنت کسے در خانه او رفت نعلین در پا بود پا لغزید شد کسب پا فرسوده آمد
بی بی فاطمه گفته فرستاد که شیخ جمال الدین چون میدانستی که در خانه آن مرد لا بدی رفته خواهد شد چرا طلب او
نرفتی از شومت آن پای تو فرسوده آمد روزے دیگر شخصے آمد التماس پسر کرد نقش داد پسر شد اما زمین پیر
آن کودک پیش بی بی آمد و بعجز و زاری بنالید گفت بی بی پسرے بخشیدی اما چنین پسرے بی بی پیرش
را فرمود برو در خانه خود مهمانی بکن مرا طلب کن دعا کنم پسر ترا پای شود همچنان کرد و مشائخ آن وقت
طلبید بی بی را هم طلبید آمد در صدر مجلس نشست طعام خورد و اعد از آن پسر زمین را آمد گفت گوی

لہ قبرستان کا احاطہ اور قبر کا گنبد ۔ لہ محب اور دوست صادق کی کیا علامت ہے تہ جو اپنے محبوب کی مار پر
صبر نہ کرے وہ دوست نہیں ہو سکتا ۱۲ لہ جو اپنے محبوب کی مار پر شکر نہ کرے وہ صادق نہیں ہے ہ جو اپنے محبوب کی
مار سے لذت نہ پائے وہ صادق نہیں ہے لہ صادق دوست وہ ہے جس کو محبوب کی مار مارنے کا معلوم ہو اور نگ
محسوس ہی نہ ہو ۱۲ لہ ایا پیچ جا پائی جگہ سے نہ ہل سکے

وچوگان بیاورند آوردند چوگان بدست وا داد وگوی پیش او نهاد بی بی برگرفت آن کودک را
ایستاده کرد بهر دو دست گفت بدین چوگان بزن این گوی را کودک زد گوی دور رفت وگفت بدان آن
گوئی را بچوگان بزن این نوبیار کودک برخاست جانب گوی بیامد و درست دوید گوئی وچوگان همچنو تیخ مردان
برباخت و نیز فرمودند که حکایت میکرد که درایام کودکی برای من شوهری گفتند او در جنگی رفت شهید شد
بجای دیگر گفتن گرفتند گفتم اگر نصیب من آید جهان ازل نعبد این شوهر بکنم و در حظیره بی بی دیوانه بود در آنجا که تمام
ملازم بودی ماری بجائی لنگوته داشت دیگر بجای ستنی مردیکی رجال اختری دیگی بجای بگرنستار زیرستی
ودیگی بجای عصا بدست گرفتی بر زمین تکیه کنان بر آن رفتی روزی نزدیک دروازه غزنین در موضع
خراب دیدم گفتم بجائی تو گفت درین خرابه یاران بسیار اند و خلق گاه بگاه می آید میرود آمده ام تا ایشان را
منع کنم کسی را مزاحمت نه دهند پرسیدم چه کار تست این گفت حکم ما را این داده اند - لفظی سخن در حدود بیان
در شرع بود فرمودند امیر المومنین علی سه نوع روایت کرده اند یکی آنچه بر دوش از بالائی کوه بیرون اندازند
دوم آنکه زنده دفن کنند سیوم آنکه سنگسار کنند و هر حکم از کتاب اخذ گرفته است اما از کوه انداختن برای
حق تعالی زمین قوم لوط را برداشت بالا کرد یک طبق زمین را بر دوم طبق زمین زد درین فعل هم القای
از بلندی آمده و هم زنده دفن شدن برایشان باما دنگ بارید بود سنگسار کردن از آن جهت فرمود

روز جمعه ششم ماه مذکور

بعد نماز وسجده گری در شناعت حال مردان مغرور بلذاید دنیاوی بود گلهائے لطیف گل سیوتی و
چنبیلی پیش انبار بود فرمودند این گل است درین ساعت که تازه است بر عزیزترین اعضائے خویش سر وچشم و
سینه می نهند و بعد ساعتے لطیف چون پژمرده می شود و جاروب می دهند در کناس خانه می اندازند پس برائے
این قدر وقت وضیعنی[۱] نمی توان که ارتکاب معاصی خدا کنند تا گرفتار باید شوند مصرع عاقل ندهد سر الهی
بملاهی[۲] واین حکایت فرمودند که بزرگی بود خواجه فلان مشکی می گفتند او آن که بوی مشک از اندام
او و جامه او تخت بسیار آمدی پرسیدند که خواجه چه قدر مشک روزی بر اندام و جامه میمالی گفت من

لے بکرا کوڑی ہے ۱۲ مطلب یعنی اس تھوڑے سے موہومی اور غیر یقینی وقت کے واسطے گناہوں کا مرتکب ہونا نامناسب ہے
سے۔ لہو ولعب

استطاعت الیدن شک ندارم اما قصه بدین عجب است که روزی در رہے می رفتم تشنه شدم در دهلیز
خانه رفتم آب خواستم کنیزک آب آورد و مرا نزدیک طلبید من بطمع آب پیشتر شدم کنیزک کوزه آب بدست من
داد من بخوردن آب مشغول شدم او در دهلیز را قفل انداخت بی بی خانه نگریستم از زین دیده بود پیش آمد
مرا بهوائے خویش خواند من ابا آوردم کناره کشید گفت پیش تو فضیحت شدم اگر بهوای من آمدی فبها و الا
ترا انگشت نما بکنم و اگر نه بیرون روی مارا فضیحت کنی در ماندم گفتم قدمچا و یا گوشه دیگر بنمائی تا من حاجتی
این کار کنم قدمچا نمودند در درون قدمچا شدم با خود گفتم تن خویش را بدین پلیدی مالی و پلید کنی بهتر به
این نجاست معاصی خدا ملوث و پلید گردانی البته خاطر بدین قرار گرفت که این نجاست بهتر بر نجاست تن
دست در آن نجاست انداختم جامه واندام در رو و سر تمام بمالیدم بیرون آمدم استنکاه ورچه
کردند بسبیل تعجیل مرا برون کردند در کنارهٔ آب آمدم جامه واندام و سر وریش شستم بوے مشک آمدن
گرفت هرچند بشستم زیادت شد تا آنچه سالها است همان بوے با من باقی است

روز شنبه هفتم ماه مذکور

وقت چچ ماندہ اول وقت سخن در فضائل شیخ حکیم سنائی بود قدس الله سره العزیز
فرمودند - در غزنین قاضی بود مستحق قضا نداشت قضا را بارث یافته بود هر کسی بر سنجر شاه گفتند
که کار قضا کار علم است و آن قاضی علمی ندارد و قضا چگونه بود جائز باشد بادشاه از جهت آنکه
کابراً عن کابر[۱] او را قضا بارث رسیده بود و سبب رعایت آبا و اجداد تاملے در باب او میکرد
روزے گفت قاضی را بگویم بیچارگی تذکیرے[۲] فرماید هم خود نخواهد دانست خواهم گفت خواجه چه کنم
شمار علم نیست و قضا بے علم نشاید به تجربه خواهم سپرد به قاضی گفتند بضرورت دفع خجالت قبول
کرد و بخانه آمد متحیر شد که یا رب چه خواهم کرد فضیحتے که ضروری پیش آمد در غزنین کوهی است آنجا چشمه
آب است و زیارت بسیار بزرگان آنجا است و چنین گویند خلیفه عبد العزیز علمدار رسول الله هم آنجا است
آنجا رفت بزاری وخواری در درگاه باری نماز و دعا گیرد و میگفت خداوندا ازین فضیحتے باز خر سجده
نهاده در حضرت خدا زاری میکرد بهمان غنودن ناگاه محمد رسول الله صلعم را دید آمد وگفت دهن فراز کن

لے۔ انجار ۱۲ شے از سلف تا خلف سوره ش ۱۲ سے تذکیر یعنی وعظ وخطبہ ۱۲ -

دهن فراز کرد رسول الله انگشت خود را بلعاب خود تر کرد و بر زبان او نهاد قاضی بیدار شد در سینهٔ خویش
از هر علمی بحری مواج دید روز جمعه جهانی جمع آمد که امروز قاضی شهر فضیحت می شود و شیخ شانی همیشه بیرون
شهر در گورستان بودے قاضی آمد پاے بر سر منبر نهاد خطبه برگرفت بدان فصاحت و بلاغت که همه حیران
ماندند چند آیتے پیش قاضی مقریان خواندند زبان بیان کشاد جهانی حیران ماند از هر جنس علوم بجدی بیان
میکند که از هیچ دانشمندے که عمر درین کار بسر برده باشد هرگز نیاید جهانی در تعجب است و از هر چهار
طرف گریه و نعره و شور بری آید از لطافت سخن او هم درین میان ناگاه شیخ شانی از بیرون در آن مجلس
پیدا آمد و این گفت - بیت - ای کرده نبی در دهنت آب دهن را - او ختم نبی آمد و تو ختم سخن -
قاضی هائی هائی بگریست و بے تاب شد و نعره زد و از منبر افتاد چنین گویند که روح الارواح تصنیف
آن قاضی است بعد نماز شام ذکرے در عماد گروه علیا صوفیان برفت فرمودند روزے
امام شافعی و احمد حنبل در راه گذرے نشسته بودند شیبان راعی می گذشت امام شافعی گفت من مسئله از
شیخ ازین صوفی عامی بپرسم امام احمد حنبل گفت ایشان قومی بوالعجب اند از ایشان سخنے مپرسند ایشان را
بدیشان گذارند گفت البته بپرسم گفت اے صوفی اگر کسے را یک وقت نماز از پنج وقت فوت شود و
نمیداند که کدام نماز بود چه کنم گفت او مردے غافل است برو ما جرا نهیم بگوییم هر پنج باز گرداند
شافعی هائے هائے بگریست و بے تاب شد و افتاد و گفت حال عامی ایشان اینست تا کار علما خواص
ایشان بکجا است و حکایت کردند که غلام الخلیل هیچ اعتقادے ازین طائفه بیرون آمد برائے ایذای
ایشان قربت بخلیفه جست تا آنکه وزیر شد هر بارے ذکر ایشان پیش خلیفه کردی و گفتی که قومے اند سخنان
بوالعجب گویند خوش خورند و خوش باشند و رون سرود آبه[1] شنوند کفریات گویند زندیقان و ملحد اند خلیفه
ناشنیده کردی و هیچ جواب نه گفتی و در خانهٔ سمنون محب و جنید و شبلی و ابو الحسن نوری و رقام
و ابو حمزه خراسانی جمع می شدند و سخن محبت از سمنون محب می شنیدند و اهل محبت را سخن محبت
نیک شیرین باشد و سمنون جوانے نیک طبع و خوب صورت بود و عورتے هم آمدے و در آن مجلس
حاضر شدی روزی جنید و اصحاب مذکور در خانهٔ سمنون نیامده بودند آن عورت آمد سمنون تنها بود
باستاد و تعرض بنکاح کرد سمنون گفت اے عورت گر مقصود آمدن تو همین بود گفت آری همین بود گفت

[1] سرود آبه یعنی نه خانه ۱۲

وا اندا این نوع میان ما خیانت باشد هرگز بکنم عورت گفت ای سمنون اگر تو مرا نکاح بکنی بلائی و تهمتی
انگیزم که بروی جهان یادگار ماند گفت هر چند میدانی بکن ما را خدا کافیست و اما این کار هرگز بکنم
آن عورت بر خواجه جنید رفت و گفت اے جنید سمنون را بگو مرا نکاح کند بر او رفته بودم سخن من نمی شنود
گفت ای عورت این نوع میان ما خیانت باشد سمنون محب هرگز نکند گفت اے جنید بلائے انگیزم
که در جهان یادگار ماند گفت اے عورت هر چه میدانی بکن ما را خدائے کافیست بر شبلی رفت همین
گفت، بر ابو الحسن نوری رفت همین گفت، بر ابو حمزه خراسانی رفت همین گفت و همان جواب شنید
بازگشت پیش غلام الخلیل فریاد کرد که طائفهٔ اند که ایشان خوش خورند و خوش می باشند و سخنان بے دینان
می گویند و من میان ایشان می بودم هر یکے نوبت بر من فراهم می آمدند غلام الخلیل را و گرچه بایست
خود خواست آن عورت را پیش خلیفه برد و خلیفه فرمود که هر چه میدانی بکن ایشان را طلب کرد
سمنون و جنید و شبلی و ابو الحسن نوری و ابو حمزه خراسانی و رقام را در دیوان آوردند آخر الامر
حکم قتل شد در سیاستگاه آوردند اول جنید را گرفتند تا تیغ بر گردنش برانند ابو الحسن نوری پیشتر
شد گفت اے سیاف اول تیغ بر گردن من بران سیاف گفت اے مرد میدانی بهر کدام چیز اقدام
می کنی این را آخر مرگ گویند گفت میدانم اما مذهب ما ایثار است هر چه داشتم هم ایثار یاران
خویش کردم حیات ماند بود اگرچه نزدیک من یک ساعت حیات دنیا بهتر از چهار هزار سال در بهشت
اما چون مذهب ایثار است این نیز ایثار یاران کنم هر یکے اقدام می کرد و گفت که اول مرا بکشید
فانتهی القصه الی الخلیفة قضیه بخلیفه رسید کس دوانید که ایشان را نگاه دارند نگاه
داشتند حواله بقاضی القضاة شد که مردی صاحب قول است در کتب اصول فقه سخن او برائے
حجت می آرند و او در خانه بر شبلی را دید که میان ایشان دیوانه صفت است همین را بپرسم گفت
صوفی بشنو اگر بر مردی بیست درم جمع شود حساب چه دهد گفت بیست درم گفت چه باشد این سخن گفت
در شرع ما همچنین است هر چه باشد نقد وقت خرچ کنند چون ابن بیست گفتم میشت بباید داد گفت در
دگر ما جرا دو دهست بحکم شرع آید فی الحال بایستی که در راه خدا انفاق[1] کند و این مال که تمام سال
داشت ما جرا بر وی نهیم بگوییم ده دیگر کفارت آن ده بدهد زنان از جنید پرسید خواجه جنید از

[1] انفاق - از نفق یعنی خرچ کرده شد، خرا خرنا شد ۱۲

از حقائق و معارف و توحید ذات و صفات باری زبان کشاد قاضی حیران ماند که این چه کلمات
است و این چه توحید ذات و صفات باری است قلم و کاغذ دست گرفت تا حکم با سلام ایشان
کند درین میان خواجه ابوالحسن نوری برخواست و گفت ای قاضی آنچه تو بودی از ما پرسیدی و آنچه
ایم تو از ان نپرسیدی قاضی قلم از کتابت داشت پرسید شما چیستید گفت هرچه ماییم و این همه اگر گم
همه برا حق شناسنا شد و مشاهده ما بر جائے خود نمانیم قاضی هائی هائی گریست و نبشت که ایشان
مسلمانان اند اگر ایشان مسلمان نه اند خود هیچ کس در جهان مسلمان نیست و نبود و نخواهد بود.
بعد ازان خلیفه ایشان را با عزاز و اکرام معذرت فرمود و گفت بخواهید از ما هرچه میخواهید بدهم خواجه
جنید گفت می خواهم بعد ازین نه تو روی ما بینی و نه ما روی تو. وقت خرچ مانده سخنی در باب
آنکه صورت بیند که امروز میان مشائخ است من قبیل بود و بیعت عام برین جمله هم نبود و یک نفر
خدمت جنید پیری کردی و تربیت از هر یکے گرفتی فرمودند ابوعثمان چیزے توبه
بر دست یحیی معاذ کرد چندگاہے در خانقاه شیخ مشغول بود وقتی شاه شجاع بحکم مسافرت در
خانقاه یحیی معاذ رسید چندگاہے بود می ماند بعضے روش و معاملت شاه او را خوش کرد با وے
ابوعثمان رفتن خواست باز عزیمت جائے دیگر کرد یحیی معاذ برائے وداع شاه خواست که قدرے
دور رساند ابوعثمان ساختگی و تنبری(?) کرد چنانکه برائے سفر دراز کنند پرسید ابوعثمان گر سنجواهی(?) با
شاه مسافرت کنی گفت اگر فرمان شیخ باشد گفت مبارکباد برو برابر شاه مسافرت کرد و در صحبت شاه
چندگاہے بود خدمت شاه کرد و تربیت از وے گرفت در میان ابوحفص حداد بحکم مسافرت در
خانقاه شاه رسید چندگاہے آنجا ماند روش و ورزش ابوحفص دید فریفته او شد خواست برابر آورد
روز وداع شاه خواست بجهت وداع رسانیدن رود. ابوعثمان ساختگی سفر دراز می کند گری(?) بحکم
می بندد پالینک(?) استوار می کند شاه پرسید کجا می خواهی با ابوحفص مصاحبت کنی او گفت فرمان
شیخ باشد گفت نیکو باشد برابر ابوحفص حداد ابوعثمان رفت و خدمت او میبود و هربار ابوحفص حداد ابو
عثمان را گفتی چه حکمت تو نخست پرورده رضا شدی و یحیی معاذ رازی در مقام رضا داشت
بیشتر سخن او در رضا گوئی و هم از عثمان منقول است و او از اجله مشائخ است منذ
ثلاثین سنة ما اقامنی الله تعالى فی حال وکرهته مدت سی سال باشد

بر هیچ حالی خدائے مرا نداشته است که من از ان کاره[1] بودم یعنے بر حالتی که داشت بدان راضی
و خوشنود ام همین کلام راحت دادم ساخته از برائے آنکه دوام رضا میسر است رضا علیحده از مقامات
باشد نه از احوال.

روز یکشنبه هشتم ماه مذکور

بندگی مخدوم فرمودند اصل خلاصه انسان با اختلاف است یک ساعتی ممکن نیست
که بر یک حال مستقیم باشد در هر ساعتی و در هر نشست و برخاست البته متردد و مختلف می باشد
باطن مختلف تر از ظاهر است اصلا بر یک چیز قرار نمی گیرد والبته مشوش و پریشان می باشد اگر
کسے را دل بر یک چیز قرار گیرد که دیگرے را مساغ نه باشد خود دگرچه باشد آنکه یکے از احوال باطنی
خبر دهد اگر نیرنجاتے[2] و یا مردم نجوم و ساحر باشد سهل[3] باشد و از قسمت دین و اهل دین خارج
اما یکے از دل خویش براستی خبر دهد آن کار باشد او را ممتی(?) در نسبتی تعینی و یقینی و رغبت اخروی یا
از کون شئے و عدم وجودے خبر دهد آن خود در حساب طائفه نیست سالک در راه سلوک این
خبرها بدان ماند که رونده در ره میرود غارے و نشیبی و فرازی و درختی و آبے و غیر آن که مسافران
را پیش می آید بیند و بجوید و فرمودند چون فاستقم كما امرت بر رسول الله ﷺ
فرمان نازل شد همه محاسن مبارک رسول الله سیاه بود سه موئے سپید شد صحابه پرسیدند فرمود شیبتنی
سورة هود یعنی آیة فاستقم كما امرت که از سورة هود است پیر کرد و مراد
هیبت آن فرمان که فاستقم پیر شدم سر جمله چیزها استقامت است اگر این دولت دست دهد شرط
جمله سعادت ها دست داده باشد قدرے اینجا سکت ماندند باز فرمودند مشکل کاریست که مردان
علی العموم گویند که ما عقیده داریم که خدائے تعالى هرچه ما میکنیم می بیند و میداند و آنچه میگوئیم می شنود
لیکن کار راے که میکنند که هرگز پاسنگی دیگرے و به دیدن همچو خودی نکنند پس آن مجرد علمے است که در گوشه دل
پیچیده نهاده اند اما عمل بمقتضی آن در شخصے کم دیده می شود و این بیت خوانند بیت حاضر و ناظر است
پیوست. تو خفته گهی جنب گهی مست. باز قدرے سر فرود کردند و بمراقبه رفتند

[1] کاره کراہیت کرنے والا۔ [2] اسکے نیرنجات شعبدہ بازی کو کہتے ہیں ۱۲ [3] سہل اصغر ہے سہل یعنی آسان کو ۱۲

رفتند سر برآوردند و گفتند که مرد را باید هر شبی باندیشد که روز چه کردم و هر روزی باندیشد که شب چه کردم
و کار خود را با خود محاسبه کند اگر فزونی در کار دین بود شکر آن گوید بدان استقامت نماید و اگر والعیاذ
باللہ نقصانی و فتوری در کار دین بود توبہ کند و باز در گرد آن کار نگردد و بدانچه تواند تدارک آن کند
هر که این مقدار کار کند فردا در قیامت از حساب ایمن باشد. با وی محاسبه نبود و اگر باشد اندکی آسانی
بود که او حساب خویش هم در دنیا فارغ کرده است با او حسابی دیگر نباشد و مثال این که از وی گناه
آید بدان ماند که مردی استوار با اهتمام تمام در رهی میرود و صد اهتمام دارد که نه لغزد و با این همه ناگاه پای
بلغزد و بافتد بمجرد افتادن خود را گرد آرد و باز استوار ایستد و از قرآن و امثال خجل شود و ده چندان
قصد که داشت برای آنکه نه افتد بکند تا آنکه سلامت رود و آن افتادن او افتادن نباشد و بدان
ملام نبود و در باب او باشد اُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ بدی ایشان
بدل نیکی شود و بدی بدی نباشد هر چه باختیار ایشان نباشد اگر افتند از آن توبه و استغفار
کنند و باز آهستگی بدان سوی نه نماید و اما آنکه در رفتن خویش پای استوار ننهد و چون بلغزد و بمجرد افتادن
خود را گرد نیارد و خجل از آن نشود و باز قصد آن نکند که سلامت رود او کسی است که میخواهد از این زمین
نخشان و خلاش بیرون آید مگر میخواهد بهترین خلاش و مزبله میرود عاقبت او همان باشد که آن
کار در مومن و مسلمان نیست

روز دوشنبه نهم شعبان

وقت نماز پیشین سخنی در باب بذل و ایثار میرفت فرمودند دین شرف مخصوص خواجگان اند
مشائخ در همه حال بر مراد دوست اند اما هر یکی روشی مختلف دارند و خواجه احمد خادم و خلیفه خواجه روز نقل
مولانا زین الدین خادم خواجه را حاضر بود حکایت میکرد که فلان ابن فلان حکایت میکرد که شخصی از ملازمان
و معتقدان و همسایگان شیخ بهاء الدین نقل میکرد وصیت کرد پسر خویش را که جنازه آن مرد پیش در
شیخ بهاء الدین ببرید تا او نماز گزارد و از آن او بر من سی و دو تنکه است بسبب آن نماز نخواهد کرد
پسر را گفت تو پیش شوی سی و دو تنکه قبول کنی تا شیخ نماز گذارد و آن مرد نقل کرد جنازه او را برد شیخ

۱؎ قران یعنی اقران و اصحاب رفقا ۱۲ ۲؎ قصد کرنا ۱۲ ۳؎ نخشان یعنی صاف سپاٹ پھسلنی جگہ ۱۲ ۴؎ کیچڑ ۱۲ ۵؎ تنکہ تھا ایک قسم کا۔

بر و نزد شیخ آمد ایستاد گفت سی و دو تنکه من بر این مرد یافت است پسر پیش شیخ پیش شده گفت
خواجه من قبول کردم شیخ فرمود تو قبول میکنی گفت آری بعد از آن شیخ نماز گذارد و روزی خواجه
اقبال خراسانی را برای هفت صد تنکه که بر وی باقی خانقاه مانده بود بند کرده بود و هیچ کس از
خوف خواجه اقبال نمی توانست که پیش شیخ بگوید و آن خراسانی می طلبید که نوعی خبر بشیخ رسد ناگاه
برای قیلوله اقبال در خانه رفت این خراسانی زور کرد خواست بالا برآید دربانان مانع آمدند
آواز زنجیر در گوش شیخ افتاد فرمود برو در بیست خراسانی بالا رفت شیخ بلرزید و خواست بپرسید
که در پای تو این جولان که کرد گفت خواجه اقبال کرده است برای هفتصد تنکه که باقی بر من از
خانقاه می آید شیخ کس فرستاد اقبال را آوردند گفت بیا لالا چه کار است که تو می کنی مال خدا
ملک خدا بندگان خدا چیزی تو خوردی چیزی من خوردم چیزی این بیچاره خورد چه حق داری بر این
بیچاره که بند کرده آهنگر را طلبید و بحضور خویش بند او بر آیند و او را آزاد کرد و روزی برای
خدمت خواجه شخصی صد تنکه زر آورد و نماز دیگر بود فرمود لالا بدار فردا میان یاران قسمت خواهم
کرد این زمان بیگاه شده است تا بامداد آن فراموش شد آخر وقت بر شیخ نسیان غالب بود
اقبال دانست که بکلی فراموش شد در خانه خویش برد اگر وجهی وقتی آمدی میان یاران
همان قسمت شدی لالا هم میان یاران یافتی آن تنکه نقره و دوگانی و یگانی که بر بالا است جز این
قسمت آمده است شیخ یاد کرد اقبال این سو و آن سو دوید هر چهار طرف و در طاقها تفحص میکرد
شیخ دید و دریافت که خود برده است و دیگر را اینجا سراغ در آمد نیست گفت لالا بیا وقت چاشت
میخواستیم آن مال را نصیبه چند کس کنیم خدای نصیب یک کس کرد چه چندین سیدوی و می اولی
و فرمودند که در خانه شیخ بهاء الدین جهت چند لک من بود و غله تنگ گران شده بود و انبار کشاده
خلق برای خرید هجوم کردند یکی گران آمدند اکیت جیتل پس منی زیادت کردند شیخ فرمود که زیادت
کنند همه بردا این ضعیف عرضه داشت کرد که خرچ ایشان را نبودی فرمودند به قدر حاصل خرچ اندک
اندک بودی و حاصل و بها بسیار خدمت خواجه نظام الدین بیفرماید که یکبار شیخ بر معلم خانه خویش
گفت در من او پر به سیم کرد معلوم است که در من آدمی چه گنجد و یکبار شیخ یکی را انبار غله داد

۱؎ حرکت و جنبش فرمود یا از غضب بلرزید ۱۲ ۲؎ زنجیر ۱۲ ۳؎ تحفه تحائف ۱۲

میان انبار غله یک سبوئی پر بحیه نقره هم بود آن شخص نقره را آورد و شیخ فرمود که من ترا با وجود علم
داده ام وجد خواجه اسمٰعیل خانجهانی محمود مجمع عشق دار خانه شیخ بهاء الدین بود و میگفت که از پدر
شنیده ام و پدر از جد شنیده که نقد در جمع من بود یک کرور و هشتاد لک تنکه بود خواجه اسماعیل گفت
تاج زرینه و نقره و اشیاء دیگر و شیخ رکن الدین را گفتند که حرم شما هشتاد هزار تنکه را نعلین شیده بود
است گفت عورات را مباح است باکی نیست بعد نماز دیگر هم سخن در فضائل خدمت شیخ الاسلام بود
مولانا شمس الدین از شاگردان مولانا ظهیر الدین بهکری. اولاً در خدمت شیخ حاضر شد مولانا ظهیر الدین
شنید و دشوار آمد که مرا ندیده است بعد سیوم روز اجازت زیارت شیخ قطب الدین و ملاقات
بعضی استادان شهر خواست خدمت شیخ اجازت فرمودند بعد زیارت شیخ بملاقات مولانا ظهیر الدین
آمد و مولانا شمس الدین را لباس عرقچینی در بر و میزری بر سر بود مولانا ظهیر الدین چندان التفاتی
نکرد و هم بسبق مشغول ماند بعد ساعتی گفت کیست این در مجلس هیئت منکر کرده آمده است ما را حق
حیا باشد از ورطه جهل ما بدون آریم آدمی باکنیم بروند بر دیگران بنده و مرید شوند ملاقات ما اول
نکنند مثل این کلماتی گفت بعد از آن مولانا شمس الدین یعنی مولانا ظهیر الدین ابرای ملاقات
شیخ ملازم گرفت گفت البته یکباری خدمت شیخ را ببیند تا آنکه چندباری ذکر ملاقات مولانا کرد
بعد از آن آورد و شیخ بسیار حرمت و تعظیم داشت کرد و هرچه دران مجلس از جنس جامه و شیرینی و
نقدی آمد خواجه اقبال می خواست بردارد شیخ فرمود لالا باش گو در مجلس سخنی در حدیث بود البته
سخن تمام نمی شد خدمت شیخ عنایتی کرد و مولانا ظهیر الدین را آن عنایت نیک خوش آمد بعد ساعتی
وداع کرد چهار صد تنکه از نقدیش آوردند و آنچه در مجلس بحضور مولانا آمده آن نیز بجا بر فرستاد که همه
از آن ایشان است بار بر بهبند مولانا زبان بمدح کشاده گفت اینچنین مرد در جهان نباشد مولانا
شمس الدین را گفت حق بدست شماست ما غافلیم و یکباری برادر مولانا ضیاء الدین مولانا زاهد
سنامی آمده باز گشت برادر گفت ای برادر عجب حرمانیکه خدای ما را از این مرد داده است
در باب او گفت و شنید نه بادتی است و مولانا ضیاء الدین ناخوش شدند و یکباری مرید مولانا
ضیاء الدین هم التماس کرد که میخواهم بملاقات شیخ بروم اجازت داد و رفت از اجازت دادن

له آب خوره سله قوطه دار یا خان سامان.

مولانا نیک پشیمان شد در حجره خویش آمد بسیار گریست و سر بر دیوار زد که کدام روز بد بود که از ان
مرد محروم شدم خدمت سید ابو المعالی پرسید که مولانا ظهیر الدین میگویند که آخر پیوند کرد گفتند مولانا پیوند کرده است مولانا وجیه الدین
پائلی پیوند کرده و مولانا وجیه الدین با صحبت مصاحبت با خواجه خضر بود با آنکه حوض سلطان پر میخشید او ملاقات می شد یکباری مولانا
بوعده رفته بود او بیگاه کرد گفت کجا بودید بیگاه کردید گفت من قیل از خواجه خضر بودم او بیگاه کرد او پرسیدم شما کجا بودید خواجه خضر
گفت بر شیخ نظام الدین بودم از وی پرسیدم که شما را ملاقات هست خواجه خضر گفت آری هر روز ملاقات هست
مولانا وجیه الدین را از آن اعتقاد شد بعد از آن پیوند کرد و هم درین میان شخصی بعد نماز دیگر التماس پیوند
کرد فرمودند بعد پیوند و کار نالیست بعد نماز دیگر پیش امام دوگانه نیت ... از صبح صادق تا اسفار
اگر از نوافل شب چیزی بگذارد و در قوت سگوید روا باشد و مکروه نبود بعضی یاران شیخ الاسلام
نظام الدین را سیدیدند که ایشان را اگر سنت نماز دیگر فوت شدی گوشه میرفتند بخفیه بعد نماز
دیگر سنت ادا میکردند و ایشان هم مردمان دانشمند و مردمان عزیز و پیران کهن بوده اند هم اینجا
سخن در اختلافی که علما و فقیهان با صوفیان کنند افتاد و فرمودند عجب اختلاف است میان ایشان
ظاهر قومی اندکه مبنا سخن ایشان بر استدلال و اجتهاد است اگر دلیل و حجت مستقیم برود اصل مسئله
ایشان هم برود اما سخن صوفیان و مسئله ایشان بر دیدن چیزی و شنیدن چیزی است و اگر
دلیل ایشان در نظر درست نشنید مسئله ایشان نرود زیرا چه دلیل ایشان برای اثبات مسئله
نیست بلکه شبیه مسئله ایشان هم نرود زیرا چه دلیل ایشان است برای تفهیم خلق و تقریب
معقول الناس بود اگر مستقیم آید و الا نقصانی باصل باز نیاید ایشان را مخالفت این جنس
با نفه چگونه میسر شود و نیک شیخ و قبیح باشد یکباری خواجه ما را بوا بسیار زحمت داد و دردی
بگیجی پر خمره بزرگ آورده گفت که من بسیار درین خرج کرده ام هیچ از آن جنس که دردی
علی باشد چنین و چنان سوگند خورد که در میان آن نبت نیم کوزه خدمت وقت خفتن نخواهد
نفع بسیار خواهد کرد شیخ گفت نیکو باشد آخر شب است هنوز صبح نشده است که شیخ در تنگ زد
بشیر نام غلامی بود خادمی کردی پیش رفت و گفت برو فلان کس را الطلب بیار در آن وقت
در خانه آمد در رفت او را طلبید آوردند همان زمان پیش طلبید گفت بشیر آن خمره را در دیار

له خمیره - ۱۲

آورد و گفت مولانا را بده بر دست او داد گفت در کنارهٔ تهه زمین را بکاود و این را دفن بکن و
بیا او قدری تامل کرد گفت آنچه بگویم بکن دوان رفت کرد در خانقاه آمد آن بیچاره چگونه در
خانه رود خوف آنکه شاید مزاج گران شده باشد نشسته ماند تا آنکه اشراق شد آیندگان بجهة
پای بوس بالا رفتند او هم رفت وقت بازگشت باینا د سوگند ان خورد بعد ملاقات که در میان
این ثمره آنچه در دلی باشد نبود خدمت شیخ را در باب من مزاج گران نشود فرمود مولانا بشنو طبلا
با تو گویم ما را هر شبی ملاقات با رسول الله صلعم وظیفه است مگر امشب نبود اندیشیدم که من چه کرده
ام جز این شربت دگر چیزی غیر معتاد نبود دانستم ازین شومت است بضرورت دور کردم
و مولانا نصیر الدین سالار پوری که من بر و مصابیح خواندم چند باری و چی و روزی بی ناغه
ملاقات با رسول الله صلعم داشت و حکایت و سخن با رسول الله صلعم کردی و او در سعر من
پیوند بود در باب او در حمت شیخ بسیار بود اما شرف پیوند او را حاصل نشد تو میگه در مظهر خدا
و منظر رسول الله تا باشد مخالفت با ایشان جز جهالت نباشد و فرمودند که خدمت شیخ الاسلام
نظام الدین روزی فرمود که محدثان این حدیث را که من قبل بین عینی کافی وجد
رائحة الجنة حمل بر تغلیط کنند و ما میگوئیم معنی ظاهر است زیرا چه فرو از قبایت
امناد رعرصات بوی از بهشت وزد مشابه آن بوی رسد حساب بر وی آسان
شود در شام هرکه بوی آن نرسد حساب بر و مشکل باشد این سخن گفت وقت بر شیخ غلبه
کرد گفت بحق خرقهٔ شیخ که آن بوی این زمان درین مجلس حاضر است و این بیت خواندند
بیت۔ باد بیچه سحرگه ز سرکوی تو آید، جانهاش فدا باد که زو بوی تو آید۔ غلبهٔ وقت زیادت
کرد باینا دوست بالا کرده هر چهار طرف تغیر شده می گشت و آب از چشم روان می شد و دران
مجلس همه یاران عزیز همچو مولانا وجیه الدین پائلی و مولانا حسام الدین ملتانی و مولانا محی الدین
کاشانی و مولانا رکن الدین جنیم و اصحاب دیگر همه مشائخ و علما بوده اند در اثنا گشتن بعض
اشارت بدواتی و قلمی کردند اقبال دوات و قلم و کاغذ آورد و بر دست داد هم دران گشتن
چیزی نبشت و آن کاغذات را دست گرفته ساعتی گشت چون آن غلبه فرو نشست و شیخ

ملہ محدثین نے اس کو سند کے اعتبار سے موضوع لکھا ہے۔ واللہ اعلم

وقتی نماند بگی زردی و تنی ضعیفی و نزاری شده بخود گشت افتاد و آن کاغذ بر دست اقبال
داد اقبال فی الحال در دهن انداخت خائید فرو برد هیچ معلوم نشد که دران کاغذ چه بود
بعد ساعتی بخود باز آمد فرمود اللابیا امروز هرچه درین خانه است بر من ریختنی بکن آن روز در
حجره جاروب دادند هرچه بود تمامی بر شیخ نثار کردند و فرمودند که از غایت گریه بر رخساره
شیخ ریش افتاده بود و از یاران شیخ شنیدم میگفتند که یک ساعتی چشم شیخ خشک نبودی همیشه
آب گریه تر بودی و بارها آب چشم فواره کردی از چشم بالا رفتی بعیدی فرود افتادی انجا
فرموده تا بود گریان بود گریان بود چون رفت گریان رفت۔ و کان رسول الله صلعم
دائم الحزن والبکاء۔ رسول الله صلعم دائم اندوهگین و در گریه بودے۔ و فرمودند که شیخ
نظام الدین دانشمندی فحلے بود بحیاری در حیات شیخ فرید الدین میان اجودهنیان و ملتانیان
مصاهرت شد پسر شیخ پیش آمد اینا گفت خواجه ایشان متعلمان اند با ایشان کمے متعلم با شیخ فرمود
پدر تو بیار و نظام را الطلب بدر برائے صوفیان بجہت کرامت نفس و نظام برائی متعلمان
بحث بحث و سخن کافی است ایشان زا برابر بیرون رفتند بمجلس نکاح نشستند شیخ زاده بود و میان
ایشان که او را قدرت بر نصرت زن خود دنی شد گرا و بحجر بود و مولانا بدر الدین بجانب او دید
او را طلبید گفت سوزنی و ریسمانی داری گفت آری دارم فرمود بده بیار او در سوزن بیگدت
گرفت و ریسمان بدست دوم گفت می بینی این سوزن است و این ریسمان ریسمان را گرفت
میان سوراخ سوزن در آورد و بدستش داد و گفت بر دهمان شب او را قدرت بر زن شد همه
ملتانیان حیران ماندند و مسله در اصول فقه میان علما ملتانیان نیک مشکل بود چندگاه بر آن
بود حل نمیشد در مجلس نکاح بحث بسیار میرفت خدمت شیخ نظام الدین نشسته می شنیدند هیچ نمی
گفتند بعد ساعت بیاشیخ فرمود اگر شما سکت شوید من بیانے کنم بعد ازان هر سوال کنند
یکنید شیخ زبان تقریر کشاد بر وضعی تقریر کرد که هیچ اشکالی نماند ایشان همه متحیر ماندند که این چه
عبارت است و آنچه علم است همه آن را استحسان کردند همیران رفتند و نیز حکایت کردند

ملہ ریش بکسرہ رائے و یائے مجہول بمعنی زخم ۱۲۔ ملہ مرد خدا مراد جوانمرد و یکتائے روزگار
ملہ ہمہ حیا نہ رشتہ ناگفت۔ ملہ گفتگو۔ بحث۔ ۱۲۔

کیاران خدمت شیخ درخانه با جمع می شدند ومن در آنوقت کودک بوده ام ومیان خویش لب بحکایت می کردند هیچ درخاطر من نگذشتی جز این که ایشان خدا را می بینند وبا او سخن میگویند واز وی می شنوند ومیان خویش یکدیگر همان حکایت میکنند جز این معنی درخاطر نمیگذشت وهیچ وقتی در خاطر من نیامد که صوفی هم درجهان منکر رویت هست تا آنکه بعد نقل شیخ تعرف دیدم متحیر ماندم گفتم پس درجهان صوفی هم بود که این معنی را منکر بود سبحان الله سالها پیش شیخ بودیم حکایت کشاده با او گفتیم وقتی از این معنی انکار ندیدیم۔

روز شنبه و هم ماه مذکور

وقت چاشت سخن هم در مخالفت فقیهان باصوفیان بود فرمودند خلاص صوفیان ازین طایفه جز بدین طریق نیست که خود را یکی از ایشان گردانند ومیان ایشان همچو ایشان باشند چنانچه خدمت خواجه با معاملتی کرد وجز دانشمندی صلاح وهیچ دگر ننمود مولانا برهان الدین بجنوری سالها ملازم شیخ بود هیچجا چیزے بروے گفتم برای تکذیب میگفت اخر ندیده شما میدانید که آن مقدار صحبت وملازمت که با شیخ مراهست کسی را کم باشد گفتم آری همچنین است که شما میگوئید من بر شما راست میگویم که مرا شیخ ذکر نفرموده است وتلقین ذکر نکرده اما مارا قرابتی بود او از بیرون بر شیخ آمدی دیدیم او را ذکر تلقین کرده بود او بر من حکایت کرد من هم بران نسط که او گفته بود بگویم ویک روزی از غایت فتوحات خویش میگفتند که دیدم که مواز ذی پیری دیوار من روشن شده است دانشمندان معتبر پیوند کردند برین نسط ایشان عادت جز نمازی وروزه وصلاحی تعلیم ایشان نکرد وصحبت این طائفه صوفی را نشاید همه وقت در تشویش وتعلق باشد البته ایشان قومی اند ناسوده وهر که با ایشان باشد او هم ناسوده باشد خواجه فضیل عیاض بجباری خانه کرایه میکرد وخادم را فرستاده بود در این جهد میکرد که باید جسا یگی تعلمی ودانشمندی ومتشرعی نباشد ودر بیان کیا اَبَا هُرَیْرَة مَا فَعَلَ الْاَسِیْرُ الْبَارِحَة فرمودند که رسول علیه السلام چیزے غله صدقه بابو هریره را نگاهداشتن داده بود شب مردی آمده از آن چیزی برداشت ابوهریره بیدار شد او را گرفت او گفت من فقیر وعیالمندم وفاقه دارم ومرا رها کن باز نخواهم

ئے قل یعنی انتقال۔ تعرف فن تصوف کی ایک کتاب کا نام ہے جسکا عربی ترجمہ عارف بر شد طریق ۱۲
علمہ کل رات تمہارے قیدی نے کیا کیا۔

نخواہم آمد سا کرد با مداد برسول الله گفت رسول فرمود منتظر او باشی امشب هم خواهد آمد ابوهریره منتظر بود دو شب باز آمد ابوهریره او را گرفت همه آن حیله ها کنانید رسول الله بامداد و پرسید ما فعل اسیرک البارحة باز ابوهریره همان قصه گفت فرمود امشب هم خواهد آمد ابوهریره منتظر ماند او آمد گرفت وگفت این سوم بار است اکنون رها نکنم گفت ترا آیتی از آیات قرآن تعلیم کنم اگر تو وقت خفتن بخوانی در حفظ خدا باشی از جمله شرها ایمن شوی گفت نیکو باشد گفت آیة الکرسی او را کرد بامداد رسول الله باز پرسید ابوهریره قصه گفت رسول الله فرمود۔ صَدَقَ وَهُوَ کَذُوْبٌ راست گفت در تعلیم آیة الکرسی وتعیین اثر او وبسیار دروغ گوست بذات خویش مبالغ در کذب است رسول الله گفت ای ابوهریره معلوم کردی او که بود گفت نه کردم فرمود آن شیطان بود این جا سید احمد برادرزاده بندگی مخدوم پرسید که شیطان را اطلاع بر خواص آیات قرآن از کجا فرمودند آن چه عجب بعین عارفی عاشقی خرابی مطلقی بر اسرار که آنرا نهایتی و اندازه نیست بجباری بر سهیل عبدالله تستری را ملاقات شد با او نشست زبانی در اسرار کشاد سهل عبدالله تستری گشت گفت سبحان الله چه اسرار است که جگر جمله عارفان خون شود یعنی چه میگوید فبعزتک لاغوینهم اجمعین با بار قسم است یعنی بسوگند عزت تو وبا بار سبب است یعنی بسبب عزت تو نخواهم که کسی بتو رسد ودر تفسیر این حدیث ایعجز احدکم اَنْ یَقْرَأَ فِی لَیْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قالوا وکیف یقرأ ثلث القرآن فی لیلة فقال قل هو الله احد یعدل ثلث القرآن رسول الله فرمود عاجز می آید یکے از شما هر شبی ثلث قرآن بخواند صحابه گفتند یا رسول الله ثلث قرآن در هر شبی چگونه خواند گفت قل هو الله احد برابر ثلث قرآن است فرمودند در قرآن سه چیز است توحید واحکام وقصص قل هو الله توحید است ثلث قرآن باشد قول مشایخ است هر که میان ما در آید صوفی شود هزار بار اخلاص اول ودر الفرمانید که بے ناغه بخواند وخدمت شیخ قطب الدین هر شبے چهار هزار بار درود وچهار هزار بار اخلاص خواندی شبی زنی نکاح کرد آن شب بدو مشغول شد چیزی از درود فوت شد شخصی از ملازمان شیخ خواب دید که مقامی بزرگ بنا است

علمہ کل رات تمہارے قیدی نے کیا کیا۔

مرد کوتاه بالا و شکم کشیده سبزه رنگ بود و آن مقام نشسته است و درون می آید و بیرون می رود چنانکه
حاجبی و خادمی باشد گفتند که این مقام رسول الله و آن مرد که پیش استاده است عبد الله
بن مسعود است آن مرد آمد از درون مرا گفت که رسول الله فرمود که قطب بختیار سلام ما برسانی
و بگوئی که آنچه مارا از تو هر شبی تحفهٔ می رسید امشب نرسید آن بخیر باد بامداد خواب پیش شیخ گفتم شیخ
فرمود آری چیزی از ورد وا شب فوت شده فی الحال از جا خاست و مهر زن بدست او داد
و او را اطلاق گفت و معذرت فرمود این حکایت فرمودند که خواجه محمود بقایا از یاران مولانا
برهان الدین غریب بود خانهٔ او درون دهلی در میان راه حظیرهٔ شیخ قطب الدین بود مرا ملازم
گرفت که البته بزیارت شیخ بکنید چون از زیارت شیخ باز بگردید در خانهٔ من بیائید رساله
قشیری مقابله کنیم و چیزی بپرسیم و شما را بگوئید و من دران ایام سخت کودک بوده ام
قبول کردم در خانهٔ او رفتیم تجاری مقابله میکنیم خواجه را حازاق رسید آمد و نشست سخن اینجا
رسید که قول حاتم اصم است تا سه مرگ نخشی بجای نزی مرگ سپید مرگ سرخ مرگ سیاه مرگ سپید
مرگ گرسنگی مرگ سرخ تحمل مرگ سیاه فقر شد خواجه را جا از من برآمده پرسید بطریقه امتحان که بچه
نسبت مرگ سپید و مرگ سرخ و مرگ سیاه شد گفتم جوع نسبت بصفا دارد پس مرگ سپید باشد و تحمل
خون خوردن است زیرا چه غضب عبارت از غلبه دم است از بهر انتقام و حلم فرو خوردن
غضب پس مرگ سرخ باشد و اما فقر را پیغامبر علیه السلام میگوید الفقر[1] سواد الوجه فی الدارین
والبته میان خلق فقیر شرمنده و خجل و منکسر می باشد بضرورت فقر مرگ سیاه باشد شنیدند
هیچ سخن نگفتند سر فرود کردند ماندند۔

روز چهارشنبه یازدهم ماه مذکور

وقت نماز پیشین مولانا عمر شیخ سعید کنبهاتی بخدمت حاضر بود پرسید که افعال
باری متعلق بغرضی و علتی نیست پس داود پیغامبر از خدا پرسید یا رب[2] لماذا خلقت
الخلق فقال رب تعالی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فلذا

[1] فقر در دو جهان سیاه روئی است ۱۲ [2] اے آنکه کارچه الکائنات را پیدا کردی۔
پروردگار گفت که من راز سربسته بودم پس خواستم که آشکارا شوم بدین وجه مخلوق را پیدا کردم۔

خلقت الخلق سوال لم[1] و جواب از وجز بیان علت و غرض نیست فرمودند میباید دانست که
افعال باری تعالی و تقدس متعلق بغرضی و علتی نیست و عبثی و بے فائده هم نیست زیرا چه حق تعالی حکیم است
والحکیم لا یعبث حکیم عبث نکند اما فعل و متعلق بحکمت و مصلحت باشد بے حکمتی و مصلحتی نبود پس آن
حکمت راجع بما باشد و با باری تعالی و تقدس معنی حدیث قدسی این باشد که داود سوال از حکمت
خلقت کرد حق تعالی جواب فرمود که کنزی مخفی بودم یعنی خود با خود بودم و در تو حد بوحدت خویش بودم
خواستم که عزت خویش و عظمت خویش شناسا گردانم لابد دیگرے باید که بروی ظاهر و شیدا شوم تا او شناسد
معرفت خود بجز در موجب باظهار نیست فلذا خلقت الخلق از بهر این حکمت و مصلحت اظهار هر یکی
دران وهم کثرت رو دهد عارفی و معروفی پیدا آید کردم و در روایتی ان اعرف بلفظ معروف هم آمده
است معنی آن باشد خواستم عارف کردم یعنی علیم بودم و خبیر بالقوه خواستم بالفعل شوم علیم و دانا اشیاء پیدا کردم
است باشیاء و وجود اشیاء بعد سائل مذکور سوال کرد که برین نمط تغیر و حدوث در صفات باری مفهوم شود
فرمودند صفات بر سه نوع است صفات ذاتی چنانچه حیات و قدرت صفات فعلی چنانکه خلق و رزق
و صفات اضافی چنانچه علیم خبیر پس وهم تغیر که در صفات فعلی و اضافی بالنسبة الینا باید نه بالنسبة
الیه[2] بیاید نقصی و تغیری در ذات او پیدا نکند حق تعالی در ازل بالفعل خالق نبود رسول الله میفرماید
کان ولم یکن معه شیئاً یعنی بود با هستیا خویش خلق کرد خالق بالفعل شد و بدین
وهم تغیر در صفت فعلی و اضافی بالنسبة الینا باید و تغیری در صفات او و ذات او نباشد او
قادر است بر خلق و بر رزق بالفعل و بالقوة فی ازل الازال مرید است مختار است هرچه خواهد آید
و هر وقتی که خواهد هر صفتی که خواهد بخشد و آنچه نخواهد نبخشد تغیر و تعین راجع بمرادات و مخلوقات باشد
اما او تعالی قادر بر خلق و رزق و بالفعل و بالقوة اما ظهور آن اوصاف بعد اعتبارات و ارادات
بر صفتی معین و وقتی معین بود وهم تغیر ما ئی بود اما او تعالی بذاته و صفاته منزه[3] است از تغیرات
و از حدوث و عیب و زوال و اگر فرض کنیم که او خلقی نکردی و رزقی ندادی هیچ در الوهیت و در
عظمت او و در صفت رزاقیت او نقصی و نقصانی نبودی اما این صفت او ظاهر و پیدا نبودی
و ظهور که متعلق بما است لا محالت او نیز متعلق بوقتی باشد پس هر ما تعلق بوقتی و دون وقتی که

[1] لم یعنی وجه علت ۱۲ [2] الیه ایکی طرف ۱۲ [3] منزه یعنی پاک ۱۲

دربعضی صفات باری با حادث بوقت دون وقت بنمایند آن راجع بماست نه بباری تعالی
وتقدس سائل مذکور سوالی دیگر کرد که مصلحت صفات درباب باری صفات احتیاج تقاضا کند
جواب فرمودند لانسلم مطلق مصلحت از احتیاج باشد و مصلحت درباب باری صفت مرضیات او
یعنی در نقطه چه اشارت میکند فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ای بلا احتیاج محتاج و لا اکراه
مکرَه و لا ایجاب موجب شیئًا علیّ یعنی دوست داشتم بلا احتیاج محتاج بدون
اکراه مکرهی و ایجاب موجبی مطلق اختیار خویش و تصرف ارادات خویش خوش آمد مرا که عارف
گردم این صفت مرضی من آمد اظهار خلقت خلق کردم اینجا چیز وهم احتیاج آید تا موضع سوال بود
او فاعل مختار است واجب الوجود است ممتنع العدم است موجب بذات نیست یعنی او آن
ذات نیست که از وی این افعال آید چنانچه معتزله و فلاسفه میگویند و برین نفی صفات می کنند و میگویند
چون چشمه آب خواهد یا نخواهد آب از وی روان شود و کذلک آتش سوختن و آب غرق کردن
گفته اند مذهب حق آنست که لا علة بصنعته و علة کل شیئ صنعته یعنی هیچ چیز
موجب برای صنع او نیست که او را مضطر در صنع او کند سبب صنع او و باعث بر ایجاد او و فعل
او چیزی را همان اختیار و ارادت است یعنی هرچه می خواهد چنانچه می خواهد باختیار خویش بدون
احتیاجی و ایجابی و اضطراری میکند همان فعل او و ارادت او افعال را علت فعل او میکرد یعنی اگر
علت در فعل او جز اختیار و ارادت او نباشد و اگر او خواهد باختیار خویش هیچ نکند نقصی برو لاحق نشود
و او را احتیاجی بچیزی نباشد یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید یعز و یذل و لا
یسئل عما یفعل و هم یسئلون و در بیان این حدیث که کل مسکر حرام
از روی اشارت این آیت که نشاید مرشد که بیکبار بر مسترشد مواهب و موارد را چون باران
بروی ریزد که نه باندازه حوصله او باشد که او را از دست برد و ضایع شود و او ازان حظی
و برخورداری نگیرد بلکه هلاک شود و ضایع گردد می باید که اندک در خور حوصله او ریزد تا آنکه قوت
گیرد و با علی مقاصد رسد مرد آن کار شود از ابتدا تا انتها لذت جمیع جزئیات گیرد و برخورداری شود
و حظی کامل گیرد اول نوری و ناری پیدا آید چون برین قوی گردد مالک این شود و بدنی [illegible]
بعد ازان نوادر صورتی از سبب آن مراتب دیگر رساند بمقصود اعلی رسد و مرد کار گردد و

مذهب ریختن مسکر بقدر حوصله این است حکایت خویش فرمودند که روزی نیا بابایان نشسته شراب
میخوردند و من هوازنه هفت هشت ساله بوده ام در خانه او رفتم مرا طلبیدند و یک پیاله دادند مجلس ایشان
بود مرا گفت برو در خانه رفتم تا نماز دیگر لوندگی و بی ضبطی یعنی بی هنجاری سخت بسیار شد دراز کشید
در را بسته اند بعضی درون بعضی بیرون مانده شوری بی هنجاری بی طریقی می شد من در خانه خالی
باز رفتم خاله مرا درون طلبید آوند شراب پر بود و گفت ایشان باز خواهند خورد و در لوندی
خواهند شد تو بخور و به من کودک او عورت مرا آن شراب تمام خورانید خوردن من همان
بود و بی هوش شدن من همان مرا کشاله کرده در خانه آوردند و من شوری بود تمام شب جزئی و اضطراب بود
چون بامداد شد من دائم الصلوة بودم برخواستم وضو کردم نماز گذاردم هموار من در اقتدا نور سید و سخت
هجوم بوده اند تمام پازنی شدند با خود گفتم این آن نشانی پیغام براست این چنین حال روا باشد گریستم
شرمنده خویش شدم سری فرود کردم ماندم بعد ازان هیچ وقتی خدای جهان رونه بگرفتار نکرد و مقصود آنکه
نبرانه از حوصله خویش نریختم هیچ ازان شعوری و خللی جز ملالت و زحمت و رنج و قی و بیهوشی چیزی دیگر
نبود و دیگر گفتند که چون عارف بر قدم رسول الله قدم نهد و پیروی او بکند خداوند تعالی او را
بیامرزد و درویشی گفته است دیدم درویشی را که تا سرین ساق پا نبود پرسیدم گفت قدم باتباع پیغامبر
ننهادم خدای بر ما این کرد که پای ما برید و روزی درویشی را بزیارت بزرگی فرستادم و گفتم آنچه از
حال او ببینی بر من بگوئی آن درویش رفت دید که آن بزرگ در غایت بزرگی و عظمت است کباری
سیاهی بزرگی در گور او هست آن درویش گفت که من پرسیدم که خواجه تو بدین بزرگی و عظمت این
مار در گور تو چه کند گفت چکنم مارا خدای خیر عطا از دنیا وی داد و در خرج آن شیب و فراز می شد
جزای آن بابا این مار را مصاحب کرده اند تا باشیم و درین گور این بلا باشد سبحان الله با آن
معارف و حقائق و مراتب و قرب این بلا نصیبم تعالی و تقدس و دیگر فرمودند که در کتب سلوک است
که باید که مرد بجمله خطابات قرآن خود را مخاطب داند این معنی محمول بر تواضع و انکسار و هضم نفس
خویش بود و اگر نه از روی شرع و در سلک کفار چه گونه خود را منسلک گرداند خطاب ایشان مخاطب
باشد بکباری مولانا زین الدین دولتابادی خلیفه مولانا برهان الدین غریب پیش بندگی خواجه عرض
داشت کرد که برای صحت دل مریض این بیچاره را فاتحه بخوانند بندگی خواجه انگشت بدندان

[1] ای ناتی که مال و متاع دنیا ۱۲

مبارک گرفت فرمود مولانا دل را مریض نگوید قرآن مرض دل عبارت از شک و نفاق است
میگوید قوله تعالی عز من قائل ذا الذین فی قلوبهم مرض ای شک و نفاق پیش آن
شخصی کودکان خود را بجهت پابوس آورد فرمودند شاید که کودکان را تا یک غلام و یا کنیزک هم عمر
ایشان دهند زیرا چه ایشان بهوا اند و کودکان را بهوای خویش خوانند کنیزک پیر و غلام پیر را تا یک
ایشان کنند و کودکان را البته افسانه خوش آید با ایشان بجای افسانه قصه مولد و منشاء پیغامبر
و برآمد و بعثت و نبوت او را حکایت کنند و یا قصص انبیاء و دیگر گویند تا در دل ایشان همه نشیند
و همان بمانند و من در ایام کودکی ایشان را اشارت بکمترین خدمتگاران خویش کاتب حروف
این را و باد را این ضعیف کردند شبهای طلبیدم که بنشیند من افسانه گویم شما بشنوید همین حکایت مولد و
منشاء پیغامبر میگفتیم کاتب حروف میگوید تا آن ساعت که از اول احوال پیغامبر تا آخر او اطلاعی هست
هم از برکت لفظ در بار بندگی مخدوم است درین باب اگرچه چندان کلماتی مطالع نه افتاده است
اما این الفاظ چنان در خاطر نشسته است و در دل اثر کرده است که احتمال نسیانی نمانده است
و نیز فرمودند که اگر مرا پرسند که کدام تخم است که در زمین بکاری گندم بر آید و همان در زمین دیگر جو بر آید
و هم از ان سبب شود و هم از ان شکر و حنظله و هم از آن که و هم از آن دوا و توره و توتیا و زهر شود
و در هر محلیکه بکارند بر بیتی خاصه هرچه بخواهند آن شود بگویم آن تخم انسان است همان ایک تخم
است پیغامبر شود هم ولی گرده ابدال دنیا و قطب ثابت هم کافر و فاسق و دزد و چندال
و [illegible] شود و خفی [illegible] در آن افتاد که موجب و سبب تربیت و قابلیت انسان که ایام تربیت
و هنگام تحصیل کدام است فرمودند بهار عمر و خلاصه آن همین جوانی و کودکی است اکثر مشایخ
صالحان مادرزاد و چندین مخصوص اند که در ایام جوانی و پریشانی و اشتغالات دنیا بودی پس
آن تائب شده و بخدا باز گشته اند چنانچه سلطان ابراهیم و خواجه ابوحفص حداد و چند گاه اشتغال
بدنیا داشت خواجه فضیل عیاض و حبیب عجمی و عبدالله مبارک و چندی دیگر و حکایت گفتند که
خواجه جنید دوازده ساله بود و خال او سری سقطی شیخ مشغول بود بوقت خویش ناگاه جنید بازی
کنان عقب سری گذشت گفت ای کودک در چه کاری و چه میکنی بنشین بگو در دل خویش
بدان الله حاضری الله ناظری الله معی. خدای حاضر است خدای ناظر است

خدای با من است جنید این را با خود در دل خویش کرد برابر قبه نشست سری باز مشغول شد
بکار خویش قبل الصبح سر بر کرد ناگاه دید جنید سر فرو کرده نشسته است سری پرسید در چه کاری
ای کودک جنید گفت الله حاضری الله ناظری الله معی جنید را در خانه بردند همین
سخن می گفت و سر بالا نمی کرد طعام و آب آوردند گفت چگونه خورم خدای حاضر است می بیند
خدای با من است و آب خورم بول و غائط باید کرد چگونه بکنم خلق خانه حیران ماند که کودک چگونه
خواهد زیست چون جنید کودک بود بر حسب فهم او این آمده که او درش گفت که وقت قضاء حاجت
بشری میان خویش میان تو پرده فرو هلیم که او در آن وقت ترا نه بیند و در وقت قضاء بشری
پرده پیش جنید آمدی جنید را در دل این خیال بودی که میان خدای و من پرده است مرا نمی بیند
و فرمودند که بندگی خواجه میگفت که من دوازده ساله بوده ام قرآن یاد داشتم و پنج گنج و حریری
خوانده بودم در دل من بود که من مرید شیخ رکن الدین خواهم شد ملتانی بود از ان من او را خواجه
خضر گفتندی او پیوند نجدمت شیخ الاسلام نظام الدین داشت و من پسران او را تعلیم میکردم
یکروزی شاگردی از من پرسید که در نماز در حالت سجده اول زانو بر زمین نهند و یا دست
در آن ایام فقه نخوانده ام که جواب این مسئله بگویم و این هم نمی خواهم که بر ایشان بگویم که
ندانم گفتم کتاب ببینم بر شما بگویم و این معنی از استاد بپرسم بگویم بر خاستم که از استاد پرسم و استاد [illegible] بود
مولانا نصیر الدین سالار پوری گردن او هم در او ده بودی که چنین مسجدی که در فلان کوچه
که هست مولانا نصیر الدین یاد آورد و گفت آری هست در ان مسجد رفتم خواستم که چاشت بگذارم
و در آن ایام چاشت و اشراق و فی زوال و تهجد بوده است دیدم مردی دراز بالای
سبزه رنگی چشمهاش بزرگ و سرخ و دام درش کشیده و دستاری بزرگ بسته با کاوره خوشی مردی
با عظمتی تمام در مسجد در آمد و شروع در نماز کرد اندکی قیام کرد و تعجیل تری در رکوع رفت اول
زانو بر زمین نهاد و بعد از ان هر دو دست بر زمین داشت این مقدار کرده همانجا غائب شد
در دل من افتاد که این شیخ نظام الدین بود و من باز گشتم نیا بر خویش با یاران نشسته بود گفتم من پیش شما
یاد بهم ایشان خنده کردند گفتند چگونه دیدی گفتم در فلان مسجد چاشت می گذاردم مردی دیدم

؎ برار پاخانه ۱۲ ؎ نیا بفتح النون و یای تحتانی یعنی جد مادری بزرگ ۱۲

دانستم که شیخ نظام الدین است گفتند حلیه چه بود تمام گفتم چشم پر آب کرد و گفت آری همین حلیه
شیخ است چندین محبت پیوند در شهر آمدم عین همان حلیه که دیده بودم دیدم و بندگی خواجه میفرمودند
که من کودک بوده ام در مسجد پیش معلم قرآن میخواندم و در آن مسجد درخت آزاد بود و زاغی آمده بر آن
نشست بر چنان زاغ او خوش میگفت من نظم کردم که چه میگفت فرمودند که خدمت شیخ نظام الدین رحمت الله علیه
بدین عمر نگاه داشت جز در اشارات یا در شیخ فرید الدین دیگر هیچ درسی نداشتی و جز بندگی خدا کاری دیگر
نیاموخته بود و هوای دیگر نداشت و خدمت شیخ فرید الدین قدس سره العزیز پسر قاضی سلیمان که پیوسته ملی
بود و شیخ را در آن قصبه قاضی بچه دیوانه میگفتند از پس اکثر شغل با خدا داشت و با کسی سخنی نگفتی و
بیشتری در مسجد محله بیست متوجه بخدای خویش نشسته بودی و آنچه پدر شیخ نقل شد شیخ را چهار برادران
بودند و زمین کهوتوال آن ایشان بود خواستند برادران قسمت زمین کهوتوال بکنند و شیخ با
ایشان جمع نشد تا قسمت بکنند دیگر وزیر شیخ را محکم گرفتند یا حصه خویش بستان یا خط ترک بده قسمت
بکنیم بستانیم خط ترک داد و فرمودند امروز یکی از آن دیهها که بر حظیرهٔ شیخ وقف است کهوتوال
است که شیخ حصه زمین او ترک کرده بود و بندگی مخدوم میفرمودند که خواجه ما میفرمودند خدمت
شیخ الاسلام قطب الدین چهار ساله و چهار ماهه شده بود مادر شیخ اتابک را با برداده با چیزی شیرینی
و سیم فرستاد بر معلم محلت که تعلیم کند در اثنای راه مردی ملاقات شد او اتابک کنیزک زال را پرسید
این کودک را کجا می بری گفت پیش معلم محلت ببرم تا در مسجد بخواند گفت ای عورت در محلت دوم
نیکو معلمی است اگر این کودک بمن بدهی بیائی من پیش شوم ببرم کنیزک گفت هر جا که بدانید
همانجا ببرید پیش معلم محلت دوم برد چون آنجا معلم بود دید فی الحال دوید پیش در آمد و دست بسته ایستاد گفت ای مولانا
با این کودک مرا کارها است این را نیکو تعلیم کنی گفت باز گشت معلم و دل کجا رفت از شیخ پرسید که این کودک را
تو از کجا یافتی گفت میان راه بر معلم محلت خویش میبرفتیم ما را بر شما آورد و بشما سپرد و باز رفت
گفت شما می شناسید آن مرد که بود گفت نمی شناسیم گفت او خواجه خضر بود و نیز بندگی شیخ می گفتند
که خدمت شیخ قطب الدین از اوش بوده اند از آنجهت خواجه قطب الدین بختیار اوشی گویند و
اوش نام دیهی است از آن مرغینان و مرغینان قصبه است و شیخ هم در مرغینان می بود مرغینانی
بود نیک بزرگ تر مولانا منارهٔ دهلی تا این چنین لطیف و مروج نبود سخت غلیظ و جای بیگاری

مهیب بود هر کسی نمی توانست رفت آنجا می گفتند مقام خواجه خضر بود خدمت خواجه شانزده ساله
بوده اند در شب جمعه آنجا رفته مشغول شدند برای ملاقات خواجه خضر تمام شب آنجا مشغول بودند
از هیچ کسی ملاقاتی نشد باز گشته می آمدند در اثنای راه مردی ملاقات شد گفت ای کودک کجا بودی
خدمت شیخ گفت در زیر آن مناره گفت آنجا مقام مهیب و خراب برای چه رفته بودی گفت
شنیده ام هر که شب جمعه مشغول آنجا می شود خواجه خضر با او ملاقات میشود گفت که ملاقات شد
گفت اگر ملاقات شدی چه کردی گفت محبت خدا از و میخواستم گفت بیا بر من بیا هم در آبادی
آورد و در خانه حاجی برد در ایستاد او را طلبید بیرون آمد گفت ای خواجه این کودک شب
مقام ما بود و چیزی عظیمی می خواهد این چنین کسی را محروم نکنند گفت چه میخواهد گفت محبت
خدا می خواهد آن حاجی هم شنیدن طلب محبت خدا چشم پر آب کرد و گفت این را میانه کنیم تقسیم
محبت خدا برای این میخواهیم شیخ را میانه کردند نمایستادند محبت خدا برای شیخ خواستند۔

روز پنجشنبه دوازدهم ماه مذکور

وقت نماز شب ذکری در باب مرید دیگری بود فرمودند مشایخ البته مرید دیگر را دست
نداده اند و در بر نگرفته اند و در بیعت خویش نیاورده اند با خود گفتم چه معنی دارد و هرچه برای خدای
است چه از آن دیگری هر کرا قابل بینی تربیتی بکن و اگر مرید شیخی دیگر را تربیتی بخشی مرید بندگی
خواجه را بجز که ایشان هم خرقه توانند آن توانند کس را از مریدان شیخ تربیتی کردم یکی مولانا
علاء الدین اودهی مولانا نصیر الدین سالارپوری گفت که فلان کس کودکی از قرابتان ملک حاجی است
نیک قابل است اگر در صحبت تو باشد ازین کار حظی گیرد و آدمی شود تا آنکه البته ملاقات شد
دیدم کودکی خامی است اما قابل است چند روزی بطریقه یاران بود آخر طریقه آنکه عاشقی شتافی
یکی عتبی من فرا نداشته است همچنین بودی که من بعد بجا آوردن دوری غلطیدم و
او در غلطیده بودی سالکان آمدی هر دو چشم خویش برکف پائی من نهادی غلطیدی طول صحبت
البته آنچنان شد که مردمان گویند همچون او دیگری نبود و از خدمت شیخ مجال پرسیدن سخن
ازین کار نداشت بیکباری نیست من سخنی پرسید خدمت شیخ هیچ نفرمودند ساکت ماندند

مولنا علاء الدین باخو گفت المشکوة فی موضع العیان بیان و سخنی که من پرسیدم همچنان است
زیرا چه شیخ ساکت ماند هیچ نگفت و یکباری دیگر بحضور من طریقه من پرسید شیخ جانب او دید و فرمود
مصراع اینجا رسد زورق هر سودائی ـ آخر الامر برمن ترود کرد که تو کیستی که من نه ام و دم خضر
خیاط مردی عامی فقیر مولانا زاده امیر خسرو شاعر بود از من التماس تلقین کرد گفتم مسکین است
فقیر است خیاط است غنیمت چه کنم دامن او گرفت رو نهب از آن دیوان در پایان بود برآورد بزرگ
نشسته بود گفتم اگر بحضور و تلقین خواهم کرد خواجه گفت که این کار را بدین خواری کردی که این چنین
آوارگان را تلقین میکنی و من از خدمت خواجه آموخته بودم آن روزی که مرا تلقین مراقبه کرده
میخواست از مولنا زین الدین پنهان کند او را در کاری فرستاد و فرمود بگو زین الدین امروز
حلوا کند از جهت فرائش حلوا رفت این کار خود کرد یکباری با من این معامله بود همچنان کردم
گفتم ای برادر بغرا کنیزک را تا حلوا کند بجهت فرایش حلوا رفت من بخفیه خضر را تلقین کردم
بمجرد آنچه اندکی شهرتی و عزتی و نامی درمیان شهر شد از من بکلی گشت سیوم مادر خوانده هوتی
زال و صالح بود پیوند بر شیخ داشت او را نیز تلقین کردم او خود شفقتی با من آغاز کرده شکل چنین و شکل چنین
مشایخ منع کرده اند که کودک نابالغ را تلقین نکنند و عورت را تلقین نکنند و زن خود با مرید نکنند
پسر برادر را تلقین کردم او بجای رسید که آنچه او گفتی از واقعات خویش من آنها میزدم و نعره بر
می آوردم و می گفتم کجائی ای جنید کجائی ای شبلی بیائید بشنوید این کودک از عالم شما چه نشان
میدهد ناگاهی اندکی پریشانی از و آمد چنان از و سلب کردند گویا که وقتی نبود عجب نیست که
حکایتی هم یاد نماند اگر آن حکایت او را یاد ماندی درویشی دردمندی سوخته بودی حکایت
عورت و تلقین بالا رفت اما پیوند زن زیرا چه زن هرچند که رعایت شوهر کند اما آن نسبتی
که مرید را با پیر باید هرگز زن را با شوهر دست دادنی نیست آن نیز کردم پشیمان شدم مثل آن
دانستم که پیران هرچه منع کرده اند بی سری و حکمتی نیست هر آئینه هر که خلاف ایشان کند
پشیمان شود ملحه سخن در صدر احوال بعثت نبی و سبب هجرت بسوی مدینه بود فرمودند رسول الله
صلعم هیچ کاره او از خود نبود هرچه خدای میفرمود او همان می کرد فرمان شد دعوت کن دعوت کرد تا
فرمان شد که بودن در مکه بود چون فرمان شد بگذار بگریزد و در مدینه برو گریخت در مدینه رفت

حاضری گفت پیغامبر را قوت آن بود که تنها همه کفار مکه را بحشد فرمودند هیچ کاره او از خود نبود
هرچه خدای او را میفرمود او همان می نمود همان میکرد او خود بذات هیچ قوت نداشت ابو طالب
رئیس مکه بود جمله خلق مکه بدست او بود در حکم او و بقوت او نمی توانست که کسی بجانب رسول الله
دست ایذا دراز کند چون ابو طالب مُرد دست ایذار کفار دراز شد با خود گفتند که اگر کشیم بنی هاشم
عداوت کنند ایشان قوی اند عداوت ایشان بسر بردن نتوانیم و اگر ساکت شویم خود هر روز
ازین فتنه زیادت میشود بهتر این باشد که بگوئیم از مقام ما برو نخستین ملک و تستریح منّا
ما از تو خلاص یابیم و تو از ما خلاص یابی ابلیس لعین بر صورت آدمی شد در جمع ایشان آمد پرسیدند
کیستی تو گفت منم مردی از تهامه و تهامه از قبائل رسول الله است در صفت رسول الله می
نویسند مکی و قریشی تهامی هاشمی ـ پرسید در چه کار بوده اید گفتند در فروشاندن شر
محمد بودیم گفت بر چه اتفاق کردید درین کار گفتند برین اتفاق کردیم که از مقام خویش بیرون
کنیم گفت این رای شما بر صواب نیست زیرا چه در هر مقامیکه برود همین فتنه و شر انگیزد و هر جند
روزی قوت گیرد بیاید شما را هم در مقام شما بگیرد بحشد صواب این است که البته او را بکشید ترس از
عداوت بنی هاشم مکنید گفتند آری گفت از هر قبیله از قبائل عرب یک نفری با خود یار کنید بنی هاشم
با چندین جهان عداوت چگونه بسر برند همبرین اتفاق شد و زنجه خواستند که شب آن کار کنند
جبرئیل آمد که برای تو چنین اتفاقی شده است گفت حکم گفت بگریز در مدینه برو پیغامبر علیه السلام
و امیر المؤمنین ابوبکر و علی رضی الله عنهما به مشورت نشستند پیغامبر فرمود اگر مقام خالی گذاشته
بگریزیم خود ایشان تعاقب کنند ما را فرصت رفتن نباشد علی اختیار کرد که من در مقام تو
بر تخت تو بغلطم آنجا بجای تو بخسپم همین تخت چنان باشد ایشان شب تاریک بیایند مرا بخسپند[1]
ترا انگشتیم چون روز شود بدانند محمد نبود علی بود تا آن زمان شما خود رفته باشید ابوبکر برابر موافقت
کرد از مکه بیرون شدند و امیر المؤمنین علی بجای رسول الله علیه خدا تعالی همان شب میان جبرئیل
و میکائیل برادری داد و گفت شما را از یک نور آفریده ام میان شما نسبت برادری است
گفت یکی را الاعلی التعیین عمر درازی داده ام دیگر را عمر کوتاه میان شما هر دو یکی عمر کوتاه اختیار

[1] بغیر مقرر کئے ہوئے ۔ ۱۲

کند دوم عمر دراز هیچ یکی عمر کوتاه اختیار نکند باز بحضرت شدند و گفتند یارب تو بهتر میدانی
که هیچ یکی میان ما عمر کوتاه اختیار نکند فرمان آمد که من میان محمد و علی برادری داده ام علی
عمر خویش فدا عمر محمد کرد اکنون تفضل علی بر خویش دیدید امشب پاسبانی او کنید خصمان برای
کشتن آمدند امیر المومنین علی را از چشم ایشان و تشنگان غائب کردند تخت پیغامبر را خالی یافتند گریخت
تعاقب کردند و رسول الله تمام شب رفت چون صبح نزدیک شد و جبل ثور غاری است و همین نیک
تنگچه دارد در آمدند کفار پی گرفتن تا همین غار آمدند و ابو بکر پایهای ایشان می دید و می ترسید
رسول الله فرمود یا ابابکر لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اندوهگین مشو که خدا تعالی با ما هم است
عجب کاری در مکه دور راه بود چه جاے دیگر با رسول الله نبود اما کارهای خدا است جای گفتن نیست
مصرع اینجا رسد زورق هر سودائی ما یکی گفت از میان ایشان که درون غار در آیند
به بینند دیدند عنکبوت در غار تنیده است گفتند اگر کسی درون در آمده باشد تنیده عنکبوت
نماند فرود و بالا و چپ و راست کوه تفحص کردند باز گشتند چون رسول الله و ابو بکر دیدند که کفار باز
گشتند کسی نیست برون در آمدند در راه شتاب گرفتند ناگاه نظر افتاد سراقه نام مردی از کفار بود
نیک تیز رو و سخت دونده بود تعاقب کرد رسول الله صلعم از پیش بگریخت و سراقه از پس میدوید
تا سراقه نزدیک رسید خود دست بگیرد زمین پایهاش گرفت رسول الله فرجه یافت پیشتر شد بود و قدرت
آنکه رسول الله هم در مکه باشد تا بجای رسد که کفار پست و نیست شوند چون تعاقب کنند با اول قدم
زمین با گیرد تعالی و تقدس کارهاے او در قیاس عقل مردم دخل نیست سیزده سال در مکه دعوت
کرد ده سال در مدینه دعوت کرد و دهم سال رسول الله صلعم بقهر و غلبه بعضی گویند با سی هزار سوار
و بعضی گفتند بیست هزار سوار بعضی گویند دو هزار سوار مرد آهن پوش که همه غرق در آهن بوده اند در بعضی
انگشت بعضی را لت جای مقاومت کسی را آن روز نبود و خود رسول الله صلعم زرهی پوشیده و تیغی
برهنه بر دست و چهار گیسو کرده هر یکے در پس و پیش بر دو گوش انداخته بود و دستار بزرگ با
شمله دراز بسته بود با هیبت تمام و خوبی کمال در آمد چهاردهم ماه ذی الحجه از مکه روان شد
بعد از ان هفتاد و چند روز مجموع باتفاق در حیات بود و از غره ربیع الاول تا دوازدهم ماه

له یعنی ہوا رسول الله صلعم کے کسی دوسرے سے یہ واقعات سرزد نہیں ہوتے۔

اختلاف است بعضی نقل در غره گویند و بعضی در سیوم و بعضی پنجم و بعضی نهم و بعضی دوازدهم از دوازدهم
بیشتر کسے نگفت و از غره بیشتر هم نگفت سائلی التماس کرد که معنی این حدیث ما بین قبری و منبری
روضة من ریاض الجنة چیست فرمودند هر که انجا برود و تعظیم آن مقام کند و زیارت
رسول الله موفق گردد او در بهشت رود معنی دوم رسول الله صلعم می فرماید اَلْقَبْرُ اِمَّا رَوْضَةٌ
مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ و میان منبر و قبر رسول الله
نیک قرب است موازنه صد گز بیش نباشد و قبر رسول الله صلعم بی شبه میان ریاض الجنة است
پس جوار قبر او نیز هم روضة من ریاض الجنة باشد از غایت بزرگی و نهایت عظمت رسول الله با جوار خود
تا منبر روضة من ریاض الجنة باشد زیرا چه آن مقام محضر روح مطهر اوست و مدفن تن مقدس اوست لابد
روضة من ریاض الجنة باشد بعد نماز شام شخصی بجهت پیوند آمد با او گفتند که مصاحبان در سفر سه قسم
اند یکی آنست که سر قافله را یاری دهد و معین می باشد و او را از وی نفعی رسد دوم آنست لَا لَهٗ وَلَا
عَلَيْهِ نه یاری می دهد و نه در راه می رنجاند برابر شده زمینی قطع میکند این هم نیکو شخصی که بار
خود بر دیگرے نمی اندازد سیوم آنست که البته می رنجاند در صحبت بیگاه میرسد و در میان راه
پس می ماند بر شده مسافران نیز و میر قافله مقصود دارد که آنچه در صحبت اوست سلامت رود
بجی زبانی و آفتی نرسد سبب اینچنین شخصی البته تعلق میباشد این مثال است مردمانی که بجا می
پیوندند صحبت ما اختیار می کنند بعضی از آن ما می رسند که ما معین و یار می باشند و یاری ما از
ایشان چیست که فردای قیامت چون از ما پرسند که فلان چه آوردی ایشان را در حضرت بیریم و بگوییم
خداوندا من کجا ام و چه ام چه کسم چه عمل من باشد که بحضرت آیم اما این بندگان تو اند که ایشان را
دعوت کردم و راه نمودی بسوی رضا تو کرده ام همین عمل من است دوم این چنین می باشد که
بار ایشان برما نیست زیرا چه عهدی و توبه که برما کردند بر آن مستقیم ماندند ایشان آنانند که فردا
قیامت بار ایشان برما نیست با استقامت و توبه خویش سلامت بمنزل مقصود رسند همان بعضی
که برما کردند بر آن مستقیم مانده اند ایشان را بنده است طایفه دیگر که برما عهدی و بیعتی و
توبه میکنند بعد ازان بجان نمی مانند آنرا پس پشت می اندازند گرفتار مکر و ندو هلاک می شوند

له تعلق خاطر - تشویش - پریشانی ۱۲

تا بخواهیم همه سلامت رسند کسی زبان زده نگردد بار ایشان بر ماست خدای بر آن بنده رحمت کند
که اگر بار ما اعانتی نکند باری هم نه اندازد الا افسوس که درین وقت بیشتر مردم هم برین صفت عهد بجا
می کنند کمتر آن را بسر می برند سلوک درین زمانه نیک مشکل است زیرا چه تائب درین زمانه کمتر
باشد علی الخصوص سالک باز در یاران زمانه پیشین بر صفتی بوده اند انشاء الله تعالی مشایخ این ایام هم بآن
صفت باشند در وقت می نویسد که هر سه دعای و سر بیان و آنچه طعام نهار نیست عورتان و کودکان
خورده سال بخورند و خفتند زیرا چه مردمان که طلبا خانند پیش از صبح که در مسجد رفته اند مشغول بطاعات
و عبادات خدا شده اند چاشت فراغ باید تا از مسجد بیرون آیند پیش آن فرمودند که حکم درین
توبه است حق سبحانه تعالی استثنی اجرا کرد که اگر شخصی ده هزار سال بعبده الکفر ورزیده باشد بمجرد آنکه
ازان باز آید و او کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله بگوید جمله کفر ده
هزار ساله او در یک ساعت محو گردد گویا که مادرش امروز زاده است همچنین اگر فاسقی فسق بها مدت
عمر خویش کرده باشد چون در ساعت لطیف از کارهائے بد توبه کند جمله گناهان او معفو شود دل او چنان
روشن و چنان پاک از تاریکی گناهان گردد چنانچه بصابون جامه ریم گین شسته باشد سرمایه جمله انبیا و اولیا
همین توبه است زیرا چه انسانست از لغزشی[1] و زلتی خالی نباشد دست موزه ایشان همین توبه است
بمجرد آنکه از آن حالت بخدا باز آمد هیچ از کدورت آن بدیشان باز نگردد و اگر توبه نه بودی
هیچ یکے مقرب خدا نگشتی ولی که بمقام ولایت رسید بتوبه رسید نبی که بدرجه نبوت برفت هم بتوبه
برفت و باقی مقامات هم برین قیاس باشد

روز جمعه سیزدهم ماه شعبان

بعد ادای جمعه ذکری هم در باب فضیلت توبه و سرعت اجابت توبه بود فرمودند بندگی
خواجه قدس الله سره العزیز میگفتند در ایام مهتر موسی کافری بود چهار صد سال بت را پرستیده
بود روزی او را تب شد گفت چهار صد سال پرستیده ام و هیچ وقتی از وی حاجتی نخواستم امروز
مرا تب شده است بر بت بگویم تب از من دور کند بشر الطبی که میان ایشان آمده است پیش بت رفت
و بت را پرستید و گفت مدت چهار صد سال ترا پرستیده ام هیچ حاجتی نخواستم امروز مرا تب شده ا

[1] لغزش

ست از تن من دور کن سنگ چه اجابت کند هیچ تب از تن او نرفت برخاست یک لگدی بر
روی آن بت زد و تحقیق معلوم کرد که بتان بر باطل اند در بیت المقدس آمد فریاد کرد و گفت ای
خدای موسی مرا از غیب بر آمد لبیک ای بنده من گفت تب مرا دور کن آواز بر آمد دور کردم
در تن خویش و هیچ تب باری نبود و حرمت موسی تماش شده بود گفت بروم از موسی بپرسم آنکه
او بت را چهار صد سال پرستیده باشد و خواهد که توبه کند بخدا باز آید توبه او قبول باشد یا نباشد
آمد بر موسی و این سخن پرسید موسی صلوة الله علیه پیغامبر غیور بود او را غیرت آمد عصا بدست
و دنبال او دوید که چهار صد سال بت را پرستیدی امروز میخواهی و بهشت بروی آن بیچاره
گریه کنان از پیش مهتر موسی گریخت که ولایت هم نیابی بود و او بدین صفت پیش آمد رحمت تا امیدی [illegible]
جبرئیل بر مهتر موسی آمد فرمان رسانید که خدای تعالی ترا سلام میرساند و میگوید که ای موسی بنده
من بعد از چهار صد سال با من باشتی باز آمده است چرا از من میرانی موسی نعره زنان دنبال کنان
دنبال او دوید و گفت ای مرد باز گرد که خدا توبه ترا قبول کرد اینجا چشم پر آب کرده فرمودند که
خواجه ما را در حکایت گریه کم بودی اما درین حکایت آن مقدار گریست که بعضی سخنان فهم نکردیم
که چه میگفت بعد از نماز شام سخن در فائده توجه پیران و پناهیدن بدیشان بود فرمودند قافله
مسافران در خرقان رسیدند پیش تر ره مخوف بود شنیده گفتند پیش ابوالحسن خرقانی رویم و عرضه
داریم و تعلق[1] خویش بگذرانیم پیش ابوالحسن گذرانیدند شیخ ابوالحسن فرمود که چون شما را در راه مزاحمتی
شود نام من بستانید مردی از ایشان گفتند که ابوالحسن بالاتر از خدا و رسول خدا و کلام خدا نیست
چرا ما نام خدا و رسول خدا بگوئیم و فاتحه و آیت الکرسی را شفیع نیاریم و قومی دیگر گفتند هر چه شیخ
گفته همان بگوئیم و کاری دیگر نکنیم چون آن تعلق پیش آمد کسانیکه نام خدا و رسول خدا بستند و فاتحه
و آیة الکرسی خواندند غارت و کشته گشتند و زیان زده شدند و آنکه نام شیخ گفتند گویا که از
چشم دزدان ایشان را پنهان کردند ایشان را هیچ زیانی و آفتی نرسید بر ایشان این معنی
مشکل شد چون باز گشتند باز بخرقان آمدند از شیخ پرسیدند که شما گفته که نام من بگیرید یعنی از ما
گفتند که نام خدا و رسول خدا بهتر از نام شیخ ابوالحسن است و شفیع آوردن فاتحه و آیت الکرسی بهتر

[1] یعنی فکر خویش را دور کنیم ۱۲

بهتر بعضی از ما هم بر سخن شما مانند نام شیخ گفتند طائفهٔ اول هلاک شدند و آنانکه نام شیخ گرفتند خلاص
یافتند هیچ آفتی و زیانی بدیشان نرسید خدمت شیخ ابو الحسن خرقانی فرمود که من چه کسم گناهگار
ترین بندگان خدا باشم و کمترین امتان محمد رسول الله صلعم اما من خدای و رسول خدای را شناخته
ام و شما نشناخته اید ناشناخته بناشناخته پناه فائده ندهد و اثری نبینید اما شما چون بمن پناه
و من خداوند تعالی را و رسول خدا را شناخته ام من بخدا پناهم هم پناهیدن شناخته بشناخته باشد
هر آئینه فائده و اثری دهد همچنین توجه پیر او خدا را شناخته است و درین راه سلوک کرده است
خیر و شر آن میداند و دیده است و برو گذشته است هر آئینه به وی پناه دهد و او را رهنمونی کند و خیر و
شر آنرا آشنا گرداند و بحضرت حق که شناختهٔ اوست ببرد و بوسیلت خویش این مرید را آشنا سازد اما
اگر مردی از کوچه بکوچه دیگر راه نداند و راست از کژ تمیز نکند و قتی در آن راه رفته نباشد بر
ناشناخته بکار یک خواهد که برود چه بگوئی مقصود رسد و غرض او حصول پیوندد و مردمان گویند
ما نماز میگذاریم و روزه میداریم و مجاهدات و ریاضات میکنیم پیران چه میکنند اگر هر چه هست شما
میکنید اما می باید اندیشید که آدمی و کالا و اسباب میان دریا در کشتی میبرد و این ملاح چه میکنند تا
ملاح نباشد و هم سلامتی در خاطر کسی نیاید کذلک پیر هر چه مرید کند کند اما سلامتی از مهالک شیطان
جز بتعلیم پیر متوقع نیست

روز شنبه چهاردهم ماه شعبان

وقت چاشت ذکری در باب ابدال و اوتاد میرفت فرمودند که ابدال برای تصفیه
دل زعفران با شیر آش کنند بخورانند و آنرا که میان خویش در آرند او را به هند و این را اثری
ظاهر گویند و میان ایشان موازنه چند در هم گ چیزی لطیف طریقه آب میباشد و آنرا چند رنگ
است سپید هم باشد سرخ و زرد و سیاه هم اما سیاهی روشن خوش منظر آن چیزی در بوی اینچنین کیچ
خوش بوئی بدو نرسد و در کام او را حلاوتی که در چیزی کم باشد و دل را آن لذتی که آن لذت را اندازه
نیست از ایشان پرسیدند که این چیست و از کجا است گفتند در تیه بنی اسرائیل درختی منفتی
منشی باشد این بار آن درخت است صفت آن درخت میکنند که بر آن درخت تجلیات چنین
و کشوفات چنین چند بار این مقدار اشارت بانگشت سبابه خویش کردند همچون بس چیزی در

ایشان بود آنرا کشیدند غلبیدند ماندند کی آب برون آمد گفتند باران درخت اینست که این آب
و شیر او دست در حلق تو اشارت بدین ضعیف کمترین خدمتگار کاتب حروف کردند که بعد ولادت
همان آب اول در حلق تو چکانیده ام چون طعام و آب چشانیده اند اول همان آب در حلق تو
کرده ام و وقتیکه در مسجد نشانده ام اول همان آب در دهن تو کرده ام بدین سخنی خلق خانه را گواه گرفته
ام و بهمه را علم داده ام فرمودند و در احادیث جائے تصریح ذکر ابدال و اوتاد ندیدم وصف اخیار
است بسیار است اما و صافیکه مخصوص بدیشان است چنانچه سیر و طیر و جز آن هیچ مذکور نیست
در بعضی احادیث وصف خلاصه است میکنند و میگویند فهم بدلاء هذه الامة و جمع الابدال حکایتی مینویسند که
رسول الله در حربی بود و طائفه ابدال آنجا جنگ میکردند تیغ بخصمان میرسانیدند و چون خصمان بدیشان
حمله میکردند ایشان غائب می شدند رسول الله این معنی احساس کرد و علی را فرستاد که تفحص کند که
ایشان کیانند و ایشان را بر من بیار بر ایشان رفت پرسید که شما کیانند گفتند ما آن طائفه ایم
در شب معراج از خدا خواستی که از امتان من کسانی را پیدا آر که بعد از من اصلاح امت من کنند
که امت مرا تا قیامت بر پا دارند و آفتی ایشان را متاصل بگردانند آنچنان و چند نفریم که خدا تعالی
را برای محافظت امتان تو پیدا آورده است اما ایمان بتو داریم و از امت توایم امروز دیدیم
ترا خصمان قتال است برای یاری دهی تو آمده ایم پیغامبر صلی الله علیه وسلم فرمود علی بگو که شما
از میان دور شوید امروز میان ما کسی باشد که تیغ نخورده و نخوراند آنچه خوراند و خورده او و در میان ما نباشد
این حکایت هم در میان ایشانست آنجای و نچه شنیده نشده و نبشته نیافته و اما اجماع امت سلف و خلف
برانند که ابدال و اوتاد موجود اند و با ایشان بزرگان را مکالمت و ملاقات و حکایت باشد و در وجود
ایشان هیچ شبه و شکی نیست خواجه ابو عثمان هرونی بسیار از احوال ایشان نشان داده و از ایشان
حکایت کرده و خدمت خواجه با حکایت میفرمود که روزی بزیارت شیخ قطب الدین میرفتم و درون
دروازهٔ بداؤن در آمدم مردی پیری با من مصافحه کرد و دست من گرفت و بحضور من در هوا شد
میدیدم که بر هوا میرفت تا آنکه از نظر من غائب شد و قاضی شهر را ملی حکایت میکرد که روزی
ملاقات شیخ رفتم پیش شیخ نشستم خدمت شیخ تبسمی کردند فرمودند که قاضی شهر این زمان خضر بیرون آمده است

عــه یہی امت کے ابدال ہیں۔

تو در آمده و هم درین محل که تو نشسته بودی و مردی خرقه پوشی ملاقات شیخ آمد و دستی گرفت و از
تا در بام رفت خدمت خواجه خواست که او را چیزی بدهاند فرمود حاجی بیا تا حاجی بیاید آن مرد از
پیش غائب شده بود و حکایت کردند که خواجه احمد خادم شیخ الاسلام میگفت که درویشی را استقامتی در
دیوان کردم بر من خوش شد آغاز کرد و ترا چیزی دادی ایزد ترا چیزی بدهم دو خشت کنار رود گفت
این خشت کنار تیه بنی اسرائیل است هر که این را بخورد بی شبه او را پسر شود احمد خادم میگفت که مرا فرزند
نمی شد یک خشت خوردم یک پسر شد و دوم خشت خوردم دوم پسر شد نقل است سخن در حالیکه پیران کهن
سال میشوند بود فرمودند در پیران سال صوفیان را ضابطه نمیرود کار ایشان با خود نمی باشد از آنکه در
مدت عمر خویش کم خورده اند کم آشامیده اند کم خفته اند تا قوت طبع بود کار مستقیم میرفت بعضی از ایشان بعد
بیست روز یا یکماه چیزی خوردی و چندین سال بر آمده باشد که پشت بر زمین نبرده باشند اکنون
در پیران سال همبران حال باقی از سبب این اندک غفلتی و نسیانی در طبیعت ایشان پیدا
می شود و ایشان در مدت عمر هم در تناسی بوده اند تا کار بجائی رسید که تناسی بنسیان کشید نسیان
طبیعت شود شیخ الاسلام نظام الدین را شش ماه بود که ضابطه رفته بود و عمر شیخ هفتاد و پنج سال بود
در شش ماه چیزی خوردی و ندانستی که چیزی خورده ام چیزی گفتی و فراموش کردی اما چون در کار
خویش شدی زبان بیان کشادی و در تعلیم و تلقین آمدی چنان هوشیار و ضابطه
بودی که جمله عالم متحیر ماندی در بعض امور بشری غفلتی در طبیعت طاری بود خدمت خواجه ما تا آخر
عمر ضابطه باقی بود مگر یک شبی در اثنای تراویح بودم و من از شیخ دوم محل می بودم در میان مولانا
برهان الدین بجنوری بودی دیدم در دو سه رکعت یکبارگان سجده کرد و نیک اندوهگین شدم گفتم آه
ضابطه رفت آن شب چهارشنبه بوده است شب پنجشنبه زحمت شیخ آغاز شد شب پنجشنبه دوم نقل
کرد در میان زحمت ضابطه اصلا نبود در همین اشارت بوضو میکرد وی گفت آب بیارید وضو کنم و
تحریمه می بست و بلندی گفت الله اکبر تمام روز تمام شب همین حال بود روز دوشنبه که
آخری مجلس بود بعضی یاران حاضر بوده اند بدان ضابطه و هوشیاری سخن میگفت که هیچ وهم بی ضبطی
کسی را نبود و بعد یکی این حدیث خواند ان الرجل لیعجب ان یکون توبة حسنا و فعله

۵ کنا بعضم اول بیر ... ما قاعدگی ۱۲ ترجمہ انسان کو لازم ہے کہ اس کی توبہ درست اور افعال بہتر ہوں ۱۲ -

حسنة. گفت فعل گرونت سماهی است گفتند آری فرمود میگویم حسنت بتا چه است باز مجلس دیگر
بود چهارم روز آن نقل است. زمانی سخن در وصف درکات دوزخ بود فرمودند که سنت خدای
برین جاریست که سالک را البته درکات دوزخ و عذابها او نمایند و او را فرود آکنند هر محلیکه بیرون برده
نظاره کند اما یک موضع است از جمله تاریکیها تاریکتر آنجا وحشتی است که قابل نباشد که سالک
درون شود چون البته میخواهند که او را بنمایند فرشته که برابر است بپای فرود درکات آمده است
بچه زند و درون اندازد و در آن وحشتی باشد که هرگز طاقت آن نتواند آورد و بمجرد در آمدن بیرون شود
و شاید سالها آن وحشت با او باقی ماند هر باریکه یاد کند ملول و گرفته شود و متوحش گردد و بعد نماز پیشین
سخن در مولد پیغامبر و مبدا احوال او بود فرمودند در تاریخ مینویسد که چهار ماهه در شکم مادر شده بود که
عبدالله پدر پیغامبر نقل کرده بود و در تاریخی دیگر برین جمله است که بست و هشت روز از ولادت
مانده بود که پدر نقل کرده است و پدر بست و پنج ساله نقل کرده است و فرمودند که چون چهار ماه شد
علامت عورات مادر رسول الله نمی بیند و علامات و آن گرانی شکم که در آغاز حمل پیدا شد احساس
نمی کند و علامات دیگر از گرانی سر و ناخوش آمدن طعام و جوشیدن دل چنانچه غالب احوال
عورت است در خود نمی یابد البته در خاطر او متیقن شد که چیزی زحمتی در شکم شده است درین وهم
مغموم ماند و همچنین گوشه گرفته افتاده بودی ناگاه مردی خوش محاوره در پیش او آمد ایستاد و گفت ای عورت
خاطر جمع دار در شکم تو پسر است چنین و چنین پسر است پیغامبر آخر زمانست چون بزاید محمد و احمد
نام کنی تا او بخواهد رسید بدان آن مرد از پیش غائب شد هم بر سخن او ماند تا آنکه هفت ماهه شد باز
همان وهم در خاطر غالب شد که این زحمت است فرزند نیست چیزی می جنبد اما گرانی احساس
نمیشود و آن بر آمدن شکم چنانچه معتاد است نمی نماید باز آن مرد آمد و گفت ای عورت غم مخور
در شکم تو پسر است چنین و چنین پیغامبر آخر زمانست محمد و احمد نام کنی تا آنکه ولادت شد همان نام
نهادند بزرگ شد در کوه حرا مشغول بودی خدیجه بنت خویلد در نکاح رسول الله آمد ناگاه یکباری مشغول
بود مردی خوب صورتی با جمالی عظیمی در میان هوا یک پا بر دوم پا نهاده پیدا شده خطاب کرد محمد سر بالا
کرد و دید گفت کیستی تو گفت منم جبرئیل فرستاده خدای بر تو و تو پیغامبر آخر زمانه القصه بطور را معصوم
رسول الله از دست رفته غمگین شده در خانه آمد خدیجه پرسید ای محمد چرا تو تنگ غمگینی گفت من

تعریف بیان میلاد

دو چیز را همیشه دشمن میداشتم یکی کهانت دوم شاعری می ترسم که کاهن شوم من در کوه حرا مشغول
بودم مردی در هوا آمد گفت ای محمد گفتم کیستی تو گفت من جبرئیل فرستاده خدا بر تو آمده ام تو پیغامبر
آخر زمانه می ترسم که دیوی باشد خدیجه گفت ای محمد بدین صفتی که تو هستی خدا را تو پرستی و ذبحی که پیش
بتان کنند تو نمی خوری صله رحم بجا آری و در باب خلق خدا شفقت کنی همچو توئی را خدا هرگز بدان مبتلا
نکند بی شبه چیزی مبارکی است پیش آمده است که تو آنرا نمیدانی خدیجه اطراف فراهم آورد
و بر ورقه نوفل رفت و او از اخبار رسول الله خبر داشت احبار[1] بهود بود حکایت بر وی گفت او گفت
سبحان الله القدوس جبرئیل ناموس اکبر است که بر موسی آمدی عجب نباشد که عم زاده تو پیغامبر آخر
زمانه شود باز در کوه حرا بر حسب عادت خویش رفت مشغول شد باز همان مرد آمد در هوا نشسته بر ان
صفت همان سخنان گفت گفت اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ تا مَا لَمْ يَعْلَمْ
رسول الله گفت ما انا بقاری جبرئیل آمد پیچید چند بار بعد از ان این کلمات تعلیم کرد پیش آن باز
رسول الله از دست رفته بجانب خانه آمد چنان از دست شده بود که در خانه گم کرده بود قریش
دیدند که در خانه گم کرده است گفتند محمد دیوانه شده است در خانه نمیدانند خدیجه اندرون آمده دست رسول الله گرفت درون
گر گفت چه او گفت باز هوا آمد همان سخنان گفت میترسم که دیو مسخر شود و میترسم که شاعر گردم خدیجه باز اطراف
فراهم آورد و بر ورقه نوفل رفت قصه برو تمام گفت او گفت سبحان الله جبرئیل ناموس اکبر است
که بر موسی آمدی او جز بر پیغامبران نیاید اگر پسر عم تو راست میگوید خود چیزی مبارکی عظیم پیش
آمده است در کتب ما پیغامبر آخر زمانه نبشته اند هم از عرب باشد و نام محمد و احمد باشد و ایام
خروج او آمده است عجب نباشد که همو بود او را بگو که بیرون نرود هم در خانه باشد اگر آمدنی است
خود چه بیرون و چه خانه هم خود خواهد آمد و چون بیاید محمد را بگو که ترا خبر کند تو دامنی از سر و در کن
اگر دیو است بی شرم است غائب نخواهد شد و اگر فرشته است با شرم است فی الحال غائب شود
آمد پیش رسول الله گفت که تو از خانه بیرون مرو اگر چیزی آمدنی است در خانه خواهد آمد هم در
خانه ماند ناگاه یکروزی باز آمد رسول الله ازین گوشه خانه بدان گوشه میگریخت و ازین کنج بدان کنج
و در هر کنجی که میرود جبرئیل می آید پیش می ایستد و می گوید که توئی پیغامبر آخر زمانه و منم جبرئیل

[1] احبار بالفتح و بای موحده یعنی دانایان و علماء ۱۲

فرستاده خدا بر تو خدیجه دید پرسید که باز چه گفت باز همان مرد آمد گفت حاضر است گفت آری
فی الحال دامنی از سر و در کرد و پرسید غائب شد رسول الله گفت آری غائب شد باز دامنی پوشید باز
آمد رسول الله گفت باز آمد فی الحال خدیجه گفت من ایمان آوردم که خدای یکی است و تو محمد رسول خدائی
و این جبرئیل است فرستاده خدای بر تو جبرئیل همان زمان مبارکباد گفت و گفت یا محمد ایشان تو بو پوشیدن
گرفتند مبارکباد و همان ایام دو رکعت نماز فریضه شد رسول الله و خدیجه میگزاردند امیر المؤمنین علی آمد و در ان
ایام ده ساله بود و بروایتی شش ساله و بروایتی شانزده ساله پرسید که ای محمد چه میکنی گفت این کار یست
که اسمٰعیل و اسحاق و ابراهیم کرده اند ما را خدای تعالی فرموده است میکنیم گفت ای محمد این کار ابراهیم
و اسمٰعیل و اسحاق است گفت آری این کار ایشانست و گفت ای فرزند دین و را آئی که نیکو دینی
است و گفت پدر را پرسم گفت اگر در می آئی در آئی و گر نه پدر را نپرسی از خانه بیرون شد و رسول آمد
از پیش در باز گشت و گفت ای محمد من دین ترا اختیار کردم بگو چه گویم حاجت پرسیدن پدر نیست گفت
ای فرزند بگو لا اله الا الله محمد رسول الله کلمه گفت پیغامبر و خدیجه و علی هر سه نماز میکردند
زید بن حارثه مولا زاده رسول الله بود دید که هر سه کاری میکنند پرسید که این چه کار است گفتند
این دین ما است و دین ابراهیم و اسمعیل و اسحاق است گفت من اختیار کردم گفتند بگو لا اله
الا الله محمد رسول الله او نیز مسلمان شد این سخن میان خلق افتاد که محمد سخن میگوید
و دینی پیدا آورده و هر کسی بدو می پیوندد ابوبکر شنید آمد و گفت ای محمد شنیده ام دینی و دعوت میکنی گفت
آری گفت کدام دینی است گفت این دینی است که خدای یکی و بتان همه باطل اند و من محمد پیغامبر
آخر زمانه گفت ایمان آوردم بتو که راست میگوئی بتان باطل اند خدای یکی است و تو پیغامبر خدائی
گفته اند که دو نفر اند که ایشان نخستین اهل ایمان آورده اند یکی ابوبکر و دوم ابو موسی اشعری و در
موسم حج ابو موسی اشعری با دوازده هزار مرد از غطفان در مکه آمده و همیشه از بتان معرض[1] بودی
و گفتی لا اله الا الله میدانستی که خدای یکیست این کثرت باطل است صواب نیست او
رئیس قبیله غطفان بود و کفار عرب خلق را در تجلیه میقات نشانده بودند که خبر کنند که شخصی هم از میان
ما پیدا شده است بتان را باطل میگوید و دین نو پیدا آورده است شاید و معزول[2] شوید او مردی

[1] معرض اعراض کننده انکار کننده ۱۲ - [2] معزول برطرف یافته ۱۲ -

دیوانه است همین سبب شد برای آنکه تخلق علی العموم خبر دعوت نبی و بعثت برسید هر کس شنید و گفت
باری به بینیم چونه کسی است و چه میگوید ابو موسی شنید با دوازده هزار مرد آمد پیش رسول الله بایستاد و
گفت بچه مبعوثی گفت بدین که خدای یکے است . بتان بر باطل اند من محمد پیغامبر خدای ام گفت
راست می گوئی بتان باطل اند خدای یکی است توئی پیغامبر آخر زمانه فی الحال ابو موسی اشعری

ممانعت نمودن پیغمبر علیه السلام از سجده مخلوق

مسلمان شده و آن دوازده هزار مرد بایستادند و گفتند اگر بتان ما و بتان ایشان که نایله و اسکاف
بوده اند ترا قبول کنند و بتو اقرار کنند ما نیز ترا قبول کنیم و بتو ایمان آریم رسول الله بر نایله و اسکاف
آمد گفت ای بتان شما میدانید که خدا بر حق است و من پیغامبر آخر زمانه ام اگر چنین است خدا
سجده کنید بتان همه بر زمین افتادند و جانب قبله سجده کردند و دوازده هزار مرد چون این معنی
معائنه کردند همه رسول الله را سجده کردند رسول الله گفت سجده خدا را ست و من بندهٔ از بندگان
خدایم مرا فرستاده است تا خلق را به دین او دعوت کنم هر دوازده هزار مرد آن روز ایمان
آوردند .

روز یکشنبه پانزدهم ماه شعبان

وقت چاشت ذکری در باب نوافل شب پانزدهم ماه برات بود فرمودند در قوت القلوب
می نویسد که در حرمین یعنی حرم مکه و حرم مدینه پانصدگان چهار صدگان آدمی جمع می شدند صد رکعت
شب برات بگذارده اند نفل بجماعت نزدیک صاحب قوت کروه نیست میگوید لا اکراهُ
النفل با لجماعت ا نزدیک بعضی فقیهان کروه است و درین شب در بعضی روایت
قرأة سورهٔ یسین هم آمده است اما در اوراد شیخ شهاب الدین کتر در نسخه دیده شده است بعد نماز
خفتن در فضائل و محامد سلطان ابراهیم ادهم سخن بود فرمودند که میگوید اعربنا فے الکلام
و لحنا فے الاعمال لیتنا اعربنا فے الاعمال و لحنا فے الکلام در کلام صحیح
شدیم و در اعمال ناقص آمدیم و غلط کردیم ای کاشکی کامل در اعمال شدیم و ناقص در کلام ملاحن
لحن و اعراب بر اعمال باعتبار مشاکلهٔ کلام باشد مراد از آن نقصان و کمال است چنانچه در
کلمه باز دیده شد و سلطان ابراهیم را از اسم اعظم پرسیدند گفت یجیع بطنک و اخوی
جسدک عن الحسد و کل [اسم سمیته وهو الاسم الاعظم ۔

شکم را گرسنه داری و تن را از حسد خالی کنی پس هر نامیکه بخوانی اسم اعظم هم انست و بندگی خواجه فرمودند
که شبی در جماعتی از بندگی خواجه یعنی شیخ نظام الدین بعد نوبت خفتن قدری شب گذشته بود مواز
ثلث شب بود و من سرور کشیده بودم متوجه استم و در مراقبه شوم مردی آمد پرسید مولنا محمود کجا
است من هم در هیبت خویش ماندم از سبب آنکه شاید کسے باشد که مرا مزاحم شود شخصی نشان داد که
فلان محل نشسته است نزدیک من آمد بضرورت سر بالا کردم می بینم مولانا برهان الدین هانسوی مرید
شیخ قطب الدین منور است او مجاز از خدمت شیخ فرید الدین بود برمن آمد نشست من با ادب پیش او نشستم گفت برای
بشارتی بر تو آمده ام این زمان پیش شیخ یعنی بندگی خواجه بوده ام خیلے سخن در باب سلطان الاولیا
ابراهیم ادهم میرفت فرمودند که ما هم ابراهیم داریم من بخت لازم گرفتم که میان یاران کیست که خواجه
او را در مقام سلطان ابراهیم میدارد و بعد از آن گفت محمود او دهی گفتم بردم این بشارت او را هم
دادم و هدی و ممنونتی در کار خود خواهم مسواک از دستار چه خویش کشاد پیش من نهاد و گفت مرا
در خاطر دارید خدمت سیدی ابو المعالی بخدمت حاضر بود عرضه داشت که چه زمانه بود و چه صادقان
بوده اند که هم خرقه شیخ نظام الدین دارد و مجاز از شیخ فرید الدین است بر مرید شیخ نظام الدین آمده
و چندین توجه و اعتقاد میکند فرمودند آری زمانه صادقان بود و اینچنین زمانه نبود که خود خواه باشند
و برای آن بیشتر که ما را کسی نامی گیرد و چیزی در میان خلق باشیم ایشان را این بزرگی در خاطر نبود
دنبال روزگاری و استقامتی در کار دین و قربات حق بوده اند و حکایت گفتند که ورانچه من
ثردوی تمام کردم و صحنک حلوا ابلهٔ پیچ آمده بخدمت شیخ بردم چند نفری مخصوص بخدمت حاضر
بوده اند در میانه نهادند . یاران خوردن گرفتند پرسید بابا سید از آن چیست این حلوه عرضه داشتم
که صدقهٔ خواجه ثردوی تمام شده است خواجه برحمت فرمود کاری بزرگ کردی کتابی بزرگ تمام کردی
و لیکن حلوا اندک آوردی سیدی از اقارب ما بخدمت حاضر بود با ما شه داشت طریقه طعنی کرد یعنی شیخ او را
در مجلس سخنی خندانی گفت و بندگی خواجه هم میدانستند که این سید با ما نازو آغاز کرد و این خرچنگ
تو کرده در بین دو صحنک حلوا ایام سماعی بزرگ خوبی شدی مطربی مطربان راش چنچل بود و حسن هیمندی
که معروف ترین قوال بود از شاز و چنچل مطربی او زیادت شد و آرد ش چنچل سی دستهٔ بکره سیری

له نام کتاب ۱۲ ته یعنی ہمارے ساتھ منافی نہیں رکھتا تھا ۔ ته چنچل ایک چشتی کی بابت کا سکه تھا ۔

روغن وکذالک شخریزی تا وقتیکه کتابی تمام میکردیم متعلمان را جمع میکردیم سماع میکردیم همان سید پرسید که
متعلمان در سماع حاضر می شدند فرمود آری حاضر می شدند و فقهای گرفتند و تعصب میکردند پیر این
پاره شدی باز سید گفت متعلمان این وقت چرا چنین هستند فرمود ایشان نزدیک بعهد شیخ فریدالدین
بوده اند از قرب عهد خویش بدیشان رسید و زمانه زمانه صادقان بود و زمانه خود پرستان و خود
ستایان و جاه جویان نبود

روز دوشنبه شانزدهم ماه شعبان سنه ۸۰۲

وقت چاشت دانشمندی بخدمت حاضر بود گفت این مقام نیک مروج است فرمودند
مولانا بشنو اگر دل بفراغ با خدای مشغول است و زنده بمشاهده حق است خود هر مقامیکه هست
بهشت است و اگر والعیاذ بالله نه چنین است خود اعلی علیین او را دوزخ است هر دلیکه مرده
است او قابل حیاة نیست. و هر دلیکه مرده است او قابل ممات نباشد فردا حشر ارواح و اجساد
باشد اما حشر قلوب نباشد آنچه زنده است هرگز نمیرد حشر او چه معنی دارد و آنچه مرده است هرگز زنده
حشر او چگونه شود آنچه گویند سر باخفته و لها بیدار هم بدین معنی است این سخن در لطائف قشیری
میگوید و هم در لطائف قشیری میگوید در امم پیشین مسخ قلوب و اجساد و صور بود بدعای نبی ما مسخ
اجساد و صور رفت اما مسخ قلوب باقی است بزرگ مصیبتی است این مسخ قلوب. مولانا زند کوه
پرسید که اسباب حیات دل چیست فرمودند دو هم ذکر بتلقین مرشدی و بودن چنانچه او فرماید ترک
بشریات بکلی نخواهد فرمود اما تستی نخواهد که گرد نفیسه[1] برجا ماند و کدورت بدل باز نگردد انبیاء پیشین را بمجرد موت
اهل دین ایشان خاستی مگر اختلاف معتبره آمده اما دین نبی ما بعد موت او اصول دین برجا ماند ایمان
بوحدانیت خدا و نبوت نبی ما اما اختلاف فاحش زاد که شاید نماند مسئله که در آن فرقت و آرای
منشعب نشد تا در اطلاق لفظی هم اختلاف آمد شیعه علی را صلواة الله وسلامه علیه و صلی الله علیه
وسلم گویند و هر دوازده امام را معصوم گویند و بر نام ایشان صلی الله علیه وسلم و صلوات الله
وسلامه علیه هم گویند با ایشان گفتیم صلی الله علیه وسلم و صلواة الله علیه و رحمة الله علیه و قدس الله سره
و رضی الله عنه و رضوان الله علیهم اگرچه مختلف اللفظ اند موحد المعنی اند الصلواة من الله الرحمة

[1] نفیسه معنی جسم و بدن ۱۲

کذا السلامة من الله والتقدیس در رضا را الله وتکریم الله معنی همه رحمت است و هم چنین عصمت وحفظ است
است از روی معنی برای تفاوت لفظی چندی گفت و شنید چه کنند هم ازین جا فرمودند که یک مسئله را
مشکل مانده است کسی این حل کند سنیان بر مسئله ایراد کنند برای اثبات آن منصوصی و معقولی آرند
کذالک معتزلی مسئله خلاف آن دارند ایشان هم منصوصی و معقولی ایراد کنند سنیان منصوص ایشان را
تاویل کنند و معقول ایشان را بمعقولی دیگر جواب گویند ایشان هم منصوص سنیان را تاویلی گویند و
معقول ایشان را بمعقول دیگر جواب گویند مثلاً برای رویت ما آوردیم وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَا
ضِرَةٌ[1] اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[2] معتزلی جواب گفتند ای اِلٰى ثَوَابِ رَبِّهَا[3] و ایشان
برای تقلید فاسق را در آوردند فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا[4]. آوردند شما تاویلی
کردند که ازین طول زمان مراد است. اکنون حقیقت یکی و بطلان دیگری چه معلوم میشود و تو سنی
از کجا شدی و او اهل بدع را ازکجا شد ایشان خود را اهل عدل و توحید نامند و ما را حشویه و مجبره
گویند و ما خود را اهل سنت و جماعت نامیم و ایشان را معتزلی و قدریه گوئیم یکدیگر بزعم خویش هر یکی خود را
حق و دیگری را باطل داند اما دل کسی که فهم باشد و رشید حق و رسول حق بود باذن آورده و دلقران
رود و لقربان او هرچه باشد کند آری بر مذهب حق او باشد و آن بصفت زنده دلانست ایشان ساعة
فساعة بدل خویش بر می آیند تفحص از دل میکنند هرچه در مشاهده حق مزیدی و ترقی می بینند همیران میروند
و هرچه بچشم خویش معاینه می کنند و بگوش خویش می شنوند از صفات و ذات و افعال باری همان
اعتقاد میکنند و اگر اندک کدورتی بدل ایشان باز میگردد و تنبه می شوند از آن کار توبه و استغفار
میکنند و باز گرد آن کار نمی گردند اتباع ایشان کنند که ایشان بر حق اند بدلیلی قاطع و برهانی
یقینی احتمال غلط و وهم خطا در عقیده ایشان و کار ایشان نیست یکی کوری در راه نبوت عصا
میرود و یکی بینائی بچشم خویش می بیند و میرود معلوم است مینها چه مقدار فرق باشد امیرالمومنین
علی کرم الله وجهه روزی در راه میگذشت بند نعلین علی پای مورچه را مجروح کرد ساعتی ایستاده
تاسف کرد تا آنکه مورچه در سوراخ خود رفت شب مصطفی را بخواب دید میگوید یا علی دوش

[1] الهام یافته ۱۲ [2] یعنی چند لوگ اس روز اپنے پروردگار کی طرف دیکھینگے ۱۲ [3] یعنی پروردگار کے
عطا کردہ ثواب کی طرف ۱۲ [4] اوسکی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ۱۲

چه کردی که خدای و تمام ملکوت بر تو در غضب بوده اند گفت چه کردم گفت پای موچه بند نعلین تو
مجروح کرد و او یکی از صدیقان حضرت است که تا او را خدای آفریده است از ذکر زبان او نمانده
است که گر همان ساعت که پای او مجروح شد علی پرسید یا رسول الله حال من چه باشد گفت ای
علی دشوار بودی اگر همان موچه عذر تو نگفتی موچه گفت خداوندا تو نیت و قصد را در اعمال
اثر داده و علی را درین کار قصدی نبود تو بهتر میدانی خدای عذر او قبول کرد قوله عزّ من قال
فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ
حقیقت این کلام این تقاضا کند که بمجرد عمل رویت جزا باشد زیرا چه وجود جزا مرتب بر وجود
شرط است. کما وجد الشرط وجد الجزاء اما ان دخلت الدار
فانت طالق بمجرد دخول طلاق افتد اما فقیهان گویند چون متحقق و متیقن است کالواقع
الکائن باشد و صوفیان هم بر حقیقت مجری دارند گویند که بمجرد عمل رویت اثر است خیر
و شر این صفت زنده دلانست باندک کدورتی که بدل ایشان باز میگردد و درمی یابند از آن
تنبه شوند نسیان در صلوٰة معفو نیست زیرا چه حالت صلوٰة حالة مذاکره است همچنان نسیان
صوفیان در هیچ حالی معفو نیست زیرا چه حالت مذاکره است ایشان همیشه در مشهد حق و در نظر رب
اندیس دایم احوال ایشان را حالت مذاکره است و در نماز غرق مشاهده حق و تجلیات اند
اما کار ایشان در ظاهر بحکم طبیعت و عادت بر نهج صواب مصروف است چنانچه مستی خراب طافح
باشد و در خانه درست رود و در خانه گم نکند که لک ایشان مست در جمال خدا باشد اما ارکان
نماز و آداب او را غلط نکنند و چنانچه مست او ند شراب و پیاله از دست نینداز د دستهای لبریز
وار آوند شراب چون پیاله پر کند محافظتی و اهتمامی کند قطره بر زمین نیفتد صورت حال صوفیان در
نماز هم بدین ماند اما صلوٰة بغیر حضور صلوٰة نیست شابه بصلوٰة است حق تعالی بکرم خویش صورت نماز
را حکم نماز داده و صحیح از عهده گفت لا صلوٰة الا بحضور القلب نزدیک فقیهان نفی
کمال است و نزدیک صوفیان اصل جواز است لحه سخن در حکم بندگی شیخ الاسلام نصیر الدین بود۔

عه کیا ہی بلند ترین ذات ہے جسنے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسکو قیامت کے دن دیکھ لیگا
اور ویسے ہی ذرہ برابر بدی کرنے والا شخص بھی اس کو دیکھیگا ۱۲ عه جب شرط پائی جائے گی تو جزا بھی ضرور پائی
جائیگی۔ اگر تو مکان میں داخل ہوگی تو تجھ پر طلاق ہے صه نماز بغیر حضور دل کے کمل نہیں ہوتی ہے۔

فرمودند ترابی دیوانه بود در خلوتها بر شیخ بودی یکباری هم بر حکم معتاد تنها شیخ با او بود او برخاست
کارد قلمتراش ایشان شیخ را از دون گرفت حکایت شیخ خود دیگر دند در از دست مقصود دانست کیخ کارد
زد تا آنچه او میزد شیخ میگفت ترابی ترا چه شده دست پیش ترا چه شده دست پیش ترابی آورد او میزد
تا آنچه تمام انگشتان شیخ بریده شده بودند گرو نیامندی تا آنچه در کتابت انگشتان کشاده کردی
و در قاعده نماز انگشتان ایستاده ماندی تا آنچه خون از بارگاه شیخ موازنه ده گز صحن بود گذشت
از طرف تا و وان جانب مطبخ محلّه که مولانا زین الدین و خادمان نشسته بودند بیرون افتاد ایشان چون خون
دوان دیدند دویدند اول مولانا زین الدین آمد ترابی دنبال مولانا زین الدین کرد و دو یه کارد و بر داشت او در پیش
پیش آورد و قدری بر دست او هم زخم آمد چرمی بریده شد آخر خواجه شیر او را پس گرفت کارد
از دست او استد خدمت خواجه میگفتند کرم خدا این بود که مرا در آن ساعت بهوش بود که
من سخن گفتم که هرکه این را چیزے گفت من از و ناخشنودم اگر من این سخن گفته نباشیم خود خلق خام
او را پر کاله پر کاله کنند در شهر شور افتاد که بندگی شیخ را کارد زدند کسی گفت مگر کسی چیزی گفت
در بازار و در خانه این حکایت شنیدند سرها برهنه کردند در کوچها گریستن گرفتند کارد قلمتراش
خورد بود کاری نیشست جز یک زخم نزدیک تهیگاه کاری آمده بود جز یک پرده تنگ نمانده
بود طبیبان خلق و قاضی صدر جهان و ملک نتهو خاص حاجب هم بخدمت شیخ آمدند ملک نتهو
گفت از جهت پادشاه مرا عهده ایست ترابی را تسلیم من کنید تسلیم او کردند و بر صدر جهان
گفت که قاضی صدر جهان مجروح منم و اولیا ایشان اند من حق خویش بخشیدم و اولیا برادر
زادگان و خواهر زادگان اند پیش ایستاده بودند ایشان هم می بخشند پرسید شما هم می بخشید گفتند
ما هم بخشیدیم از روی شرع بر وی چیزی نمی آید صدر جهان گفت بر دم پیش والی بگویم تعزیر
او بجویم در ان ایام نائب غیبت ملک کبیر بود رفت صدر جهان پیش ملک کبیر گفت از روی
شرع بر او چیزی نمی آید رها کنید در خانه ملک نتهو خاص حاجب بود در روز بیچه رها می شود
خلق در کوچه و بازار سنگها بر دست گرفته ایستاده است که این زمان برون آید سنگسار کنیم
خدمت شیخ ملک نتهو را طلبید و گفت خلق او را خواهد کشت پنجاه پایک برابر او بده و او را گرد

له یعنی پیاده سپاهی۔

دو تکه او را داد و فرمود گفت او را بیرون شهر رها کنید بیائید چون او را بیرون آوردند
خلق خواست که سنگسار کنند چون پایکان را دیدند که چپ و راست شده میروند کسی را زهره نزدیک
شدن نبود همه خلق بر جای خود ماندند بعد سالی دو تنی ملک کبیر شیخ را ملاقات شد میگوید که سلطان شیخ
است شما قاتل شیخ محمود را چه کردید ما چه جواب بگوییم شیخ فرمود اگر کار بکار خواهد افتاد جواب
سلطان را من خواهم گفت بعد نماز پیشین مخدوم زاده نبیرهٔ خلیفه عباسی به پابوس آمد فرمودند که عباس رضی همیشه در
سر هوس ولایت و امارت داشت و بدین خیال این بود چند باری از رسول الله ولایتی طلبید گفت
ولنی منها و لاک الله رسول الله فرمود علیک بنفسک یا عم ای عم بر تو باد که بخود باشی با خلق
بر خود نگیری و در مرض موت چون مرض حضرت رسول الله زیادت شد عباس بر امیر المؤمنین علی
آمد گفت من مرض نکو نمی بینم از وی بپرس که بعد او که باشد امیر المؤمنین علی گفت ای عم سخن از
است بپرسم تا در خاطر او چه آید دوم بار گفت همین جواب داد و سیوم بار گفت علی فرمود ای
عم اگر جز شما دیگری را تعیین کند آن زمان جای گفتار نماند بدین مصلحت ماند چون رسول الله در پرده
شد امیر المؤمنین علی بیهوش در حجرهٔ تنگ بیدار نشسته بود و کذلک عثمان در سرای سعد عباده سید
الانصار جمعی از صحابه گرد آمده بودند برای بیعت بر سعد عباده عمر شنید با ابوبکر گفت چنین قضیه میشود
ابوبکر گفت بیائید همانجا بردیم عمر در میان راه با خود می اندیشید که با ایشان چه گوئیم ابوبکر همان
گفت رفتن ان پرسید که شما در چه کار اید گفتند در چنین کاریم گفت ای الله و رسول خدا و رسول خدا قبول
نکنند زیرا چه فضل مهاجر بر انصار معلوم است و تقدم اسلام و قربت و صحبت یار رسول الله مشتهر
ایشان را بود نه انصار را ابوعبیدهٔ جراح عمر را گفت دست فراز کن با تو بیعت کنم عمر گفت
ای ابوعبیده تا تو در اسلام آمدی از تو گناهی ندیدم مگر امروز که با وجود ابوبکر مرا می گوئی دست
فراز کن با تو بیعت کنم ابوبکر را گفت ابوبکر دست فراز کرد ابوعبیدهٔ جراح و عمر و چندی دیگر
که آن جا جمع بودند بیعت کردند آمدند در خانه بستند ماندند و رسول الله را بدفنی و کفنی مشغول شده
اند این قصه عباس شنید آمد بر در عمر در بسته یافت فریاد کرد ای عمر هم تو شنیده که رسول الله گفته است
عم الرجل صنو ابیه عم شاخ درخت پدر اوست این کار حق است شما تغلب میگیرید
عمر بدروازه برآمد جواب گفت ای عباس راست میگوئی ترا تا کار آسود جای گفت و شنید

نماند بعد از آن ابوبکر بیرون آمد در مسجد رسول الله در آمد خطبه کرد الا إنَّ مَن کان منکم یعبدُ محمّداً
فَإنَّ محمّداً قد مات ومن کان یَعبُدُ رَبَّ مُحَمَّدٍ فهو حیٌّ لا یموت
اَبَداً ای گروه مسلمانان هر که از شما محمد را می پرستید محمد مرد و آنکه خدای محمد را می پرستید
او زنده است که هرگز نمیرد القصه بطولها خطبه تمام کرد آنجا بیعت عام شد و امیر المؤمنین علی را
از آن بیعت عامه و از این بیعت خاصه خبری نبود بعد از آن بدفن و کفن رسول الله مشغول
شدند بعد دفن علی پرسید از ابوبکر چه باید کرد درین کار ابوبکر گفت کار مستقیم شد گفت چرا
با من مشورت نکردید گفت وقت تنگ بود کار از دست میرفت عباس چندگاهی بیعت نکرد
و فاطمه تا زنده بود هیچ کسی از اهل بیت بیعت نکرده بود عباس وقت بیعت گفت چه کنم من تنها شما
بسیار بالضرورت بیعت میکنیم هم از آن روز و مذاهب و فرق باز شد که بنیاد و خرابی اسلام افتاد
چون نوبت امیر المؤمنین علی رسید معاویه منازع شد عمرو عاص وزیر او شد عبدالله پسر او که یکی از زهاد صحابه بود
آن را با علی از جانب پدر بقتال بیرون آمد آنکه با علی بقتال بیرون آید حالت او چه باشد چرا که علی را با رسول الله اتحاد
و اتصال معنوی و صوری و قرب به نهایت بود و آنچه پدر او عمرو عاص در جان کندن بود و سند وقتی در سر آن
او بود پسر را گفت این را بستان پسر گفت نستانم مرا بکار نیاید گفت انه مملو مالاً این
پر مال است عبدالله گفت لیته یکون مملو فقراً ای کاش که پر بفقر بودی صندوق
از نایسته و لیکن قتال با علی کرده در آداب المریدین حکایت نقل عمرو عاص می نویسد که پسر گفت پدر
که آنچه احوال وقت مرگ من باشد بر تو خواهم گفت پسر در حالت مردن پرسید گفت می بینم که گویی
طبق آسمان را بر سینه من نهاده اند جای کشیدن دم نمانده است و دو میکه از من بیرون می آید چنان
از سوراخ سوزن بیرون می آید این چنین دشوار حالتی است که بر من میگذرد و هم در آداب المریدین
می نویسد که ابو محمد دوم را در وقت نزع گفتند قل لا اِلٰه الا الله گفت لا اُحِسُّ عنه
غیره اورا احساس نیکنیم و در لفظ احساس اشارتی ظاهر سری نهانی که جز اهل فهم فهم نکنند حریری گفت
لا اله الا الله گفت لنسیت فما ذکره فراموش کرده ام که یاد کنم
این معامله متبعانست از امت محمد و پس روان امیر المؤمنین علی مشایخ اکثر تعلق
بعلی دارند.

روز سه شنبه هفدهم ماه شعبان

وقت چاشت در بیان این حدیث فرمودند اَیُّمَا عَبْدٍ ذَکَرَنِی فِی نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِی نَفْسِی وَ اَیُّمَا عَبْدٍ ذَکَرَنِی فِی مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِی مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُ. هر بنده که مرا بخلوت یاد کند یاد کنم او را چنانکه کسی نداند و اگر در ملاء مردمان یاد کند یاد کنم در ملائی که بهتر از ملاء او باشد شارحان می نویسند از ملاء خیر مراد ملائکه است فرمودند ملاء باری منحصر بر ملائکه نیست ارواح انبیا و اولیا درجه دارند که آنجا ملک را مجال گذشتن نیست حصر بر ملائکه کردن نیکو نباشد و سوالیکه بر تقریر شارح وارد می شود که علی هذا الملائکه افضل از خواص بشر باشند که حدیث عام است ایما عبد ذکرنی فی ملاء ای من الخواص و العوام بهاین وارد نشود و تخصیص شارح که ملاء خیر افتند اگر رافع این سوال نباشد و تعقید من عنده نفسه بود خود مقبول نکنند و نیز لفظ ملائکه مشتمل بر انواع کثیر است سالکی را در سلوک بجائی برند که آنجا سراپچه[1] نصب کرده بیند آن سراپچه نه از ابریشم نه از حریر نه از جامه دیگر باشد ولیکن چنین نماید بر در آن سراپچه مردی خوبصورتی قوی چوبی بدست گرفته بر وضع دربان ایستاده نماید نه آن شخص آدمی است و نه فرشته است ولیکن چنین نماید و کذلک نه انجا دست است و نه قبضه و نه ایستادن و نه دربان ولیکن چنین نماید و کذلک آن چوب نه از نحاس[2] و حدید و زر و نقره است ولیکن چنین نماید همبرین وصف طناب و همبرین وصف میخها و جز آن و آن در لامکان است ولیکن مکانی و زمینی و زمانی نماید پیر مرید را تا آنجا برد و درون آن سراپچه انداز و بیشتر خدای داند که با آن مرید چه بود سراپچه با او چیزی گوید دربان چیزی گوید طناب و میخ و زمین و جایگاه جمله با او اسرار گویند اینجمله را اگر خواهند نامی نهند جز فرشته چه نامند نمیدانم که ایشان را از که فاضل و از که مفضول می توان گفت و ایشان چه اند و حقیقت ایشان چیست الله اعلم و کدام کس جای رسید که ایشان آنجا رسیده اند و فرشته دیگر آنست که تقسیم رزق کند و عمر و اجل تعیین کند و از آسمان و زمین بیاید خبری و قصه بر دمحل مخصوص آرد

[1] سراپچه و سراپچه یعنی خانه کوچک و خیمه بزرگ ۱۲ [2] نحاس یعنی تانبا ۱۲

آن جا برد و مناجات بایستد آنچه عهده او باشد بجا آرد و ثم و ثم فاضل و من مفضول در نوع خیر می توان گفت اما آنچه اول گفتیم ایشان از فهم همه بیرون اند نامی ندارند بدرک[1] کسی نیایند بضرورت بنام فرشته خوانند فی ملاء خیر منه با اطلاق خویش درست نشیند و هیچ اشکالی نیاید و در بیان حدیث قوله عز و علا لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ اِلٰی قَوْلِہٖ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِی یَسْمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہُ الَّذِی یُبْصِرُ بِہٖ[2]. این باعی با ذوق تمام خواندند و فرمودند که نزدیک من معنی کنت سمعه الذی یسمع به اینست. رباعی

چشمی دارم همه پر از صورت دوست	با دیده مرا خوش است چون دوست درست
از دیده و دوست فرق کردن نه نکوست	با دوست بجای دیده یا دیده همو است

بعد نماز پیشین سخن در فوائد طول عمر بود فرمودند اگر چه درازی عمر موجب محن و عنا بسیار است اما تجربها بسیار دست میدهد و مرد عارف در معرفت کامل میگردد و امیر المومنین علی کرم الله وجهه میفرماید. وَدِدْتُ اَنْ لَمْ اَمُتْ طِفْلًا حَیْثُ عَرَفْتُ اللّٰہَ دوست داشتم که کودک نمیرم از آنچه بطول عمر خدا را شناختم و در بعضی جزئیات او اطلاع شد و این جز بطول عمر دست ندهد. نفتی سخن در خواست از حق بود فرمودند می شاید که هیچ چیزی از خدای اندک نخواهد که شان وقت قبول دعا همان وقت باشد اندک و بسیار که در قدرت او برابر است مستجاب شود هر چه خواهد فرمودند مطربی خواست که جمله کوهها زر شود در وقت قبول دعا بود همه کوهها زر شد چون دید که کوهها زر شد بزعم[3] خویش دانست که گر چیزی عظیم خواستم بیچاره مطرب در چشم او از کوهها زر چه دیگر عظیم باشد گفت چشمهاے او تر قیده باد که از خدای عز و جل اندک خواهد فی الحال چشم او ترقید کوه زر عجب قدرت باری چه عظمت دارد و اندک خواست چشم گم کرد.

[1] درک. ادراک یعنی عقل و شعور ۱۲ [3] زعم. خیال ۱۲
[2] ترجمہ. بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا اس کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور خدا ہی اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے ۱۲

روز چهارشنبه شردهم ماه شعبان ۸۰۲ھ

وقت چاشت بیان درین آیة وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا
اگر خدای مردمان را بجای آن شان بگیرد جانی بر روی زمین زنده نگذارد و لیکن تا مهلت معلوم جزای مردمان را تاخیر کرده است چون این مهلت برسد خدای به بندگان خویش بینا است. نیکان را نیکی و بدان را بدی دهد فرمودند چون مهتر الیاس چند سال قوم خویش مشقت بسیار دید هیچ سر بر آستی و اطاعت نیاوردند تنگ آمد از خدا تعالی خواست که هفت سال امر باران بدست من بود وقتیکه من بگویم بیارد فرمان آمد بندگان من اند همه هلاک شوند هفت سال ندهم گفت شش ده هم قبول نشد تا از پنج چهار گذشت به سه سال آمد امر باران در سه سال بدست او داد باران از ایشان گرفت یکسال گذشت هیچ جانی بر روی زمین زنده نماند مواشی و حیوانات تا این جا بوده اند همه هلاک گشتند در دوم سال همه گرد الیاس پیغامبر آمدند که تو ایمان می آریم و بعلبک را ترک میدهیم که او بر باطل است ار بابان بر وعهد و بیعت با ایشان کرد ایمان آوردند باران بر ایشان بارید تخم نیست که بکارند باز بر الیاس آمدند که تخم نیست چه کاریم فرمان آمد که بگو شوره بکارند در زمین چون باران شود شوره آورده ند کاشتند قدرے نخود بر آمد میان سه روز آنچنان شد که قابل خوردن باشد و آن شورگی قدرے هنوز در نخود باقی است بمجرد آنکه غله در شکم ایشان رفت . زراعت ایشان و فا کرد باز از الیاس پیغامبر گشتند باز همان بت بعلبک را پیش گرفتند هم بدین قدیم باز گشتند چون مهتر الیاس این معنی معاینه کرد از اصلاح کار ایشان عاجز آمد گفت خداوندا مرا بخویش بر اسپی از غیب آمد بران سوار شد و بهوا گرفت یونس بن متی برابر بود گفت تو میروی کاری بکه می سپاری گفت بتو سپارم گفت نشانی چیزے باشد جامه از هوا بجانب او فرستاد او زنده بسوی آسمان رفت بعد از و یونس شد انکه امروز در بادیها و مقابها خالی بینند و درکار کسی اعانت کنند و از و یاری خواهند همان الیاس پیغامبر است گفتند چه مشتی

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ کمترین بندگان و کمترین خدمتگاران عرضه داشت کرد که بعضی مخصوص باخرت گفته اند یعنی چه بعدل موصوف نیست حق تعالی در دنیا حاضر بود عرضه داشت کرد بعضی کتب می نویسند که چون دوزخ پر با دمیان نشود خلقی دیگر را آفرینند و در دوزخ اندازند و این را چه معنی است گفتند در بیان این حدیث يُنَادِي الْمَجِيدُ رَبَّهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ عَاهَدْتَ إِلَيَّ أَنْ مَلَأْتَنِي مِنَ الْخَلْقِ وَمَا مَلَأْتَنِي بَعْدُ فَهَلْ مِن مَّزِيدٍ ثُمَّ يُدْخِلُ اللَّهُ فِيهِ جَمْعًا مِنَ النَّاسِ فَيَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ثُمَّ يُدْخِلُ أُخَرَ وَأُخَرَ وَهُوَ يَقُولُ مِن مَّزِيدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ قَدَمَهُ فِيهَا فَتَزْوِي إِلَيْهِ فَيَقُولُ قَطْنِي قَطْنِي يَا رَبِّ . روز قیامت دوزخ حضرت رب العالمین را ندا کند و گوید ای رب تو عهد کرده بودی با من که ترا بخلق پر کنم حق تعالی جمعے را از مردمان در وی اندازد باز او گوید هل من مزید تا سه بار مردمان را در وے اندازد و او از گفتار هل من مزید نماند بعد ازان چون حق تعالی در وی وضع قدم خویش کند دوزخ گرد آید و گوید بسنده است مرا اے خداوند بسنده است مرا اے خداوند در تفسیر زاهدی می نویسد که وضع قدم متشابه است بعضی تاویل کرده اند که خلقی جدید را هم دران زمان بیافرینند و در وے اندازند این مقدار که او مالامال شود و گوید قطنی یا رب قطنی یا رب این جا پرسند که ایشان چه گناه کرده اند که در دوزخ جواب گوییم ایشان آنچنان باشند که لایق دوزخ باشند هم از نار بیافرینند ایشان را دوزخ سزاوار باشد چون وضع الشئ فی محله شود ظلم نباید حکایت کردند که امیر المومنین حسین را فاطمه دید که در گوشه خانه گرفته میگریید دوان آمد خسارش ببوسید و کنارش گرفت و از موجب گریه پرسید گفت اے فرزند من مگر گرسنه و یا در خانه ترا کسی چیزے گفت و یا مطلوبی داری که آن بکام تو نیست گفت ازینها چیزے نیست من بر رسول الله بوده ام رسول الله با یکے فرمود اگر خداوند تعالی فردا قیامت آسمان را برادرم عیسی را عذاب کند عدل باشد مارا اعتماد بر اوست که او ما را شفاعت کند بشفاعت او خلاص از دوزخ یابیم و او عذاب خود را عدل گوید حال ما چه باشد و گفتند که خدا ترسی و خدا پرستی در اهل بیت بے اندازه بود از ایشان گناہے صادر نشده است و اگر وقتے صورت خلافی معاذ الله بعهد رفتے اعتقادی خود ازان توبه و استغفار کردندی تا آن توبه قبول نشدی باز نماندندی روزے امیر المومنین علی و حسن کرم الله وجهما با هم یکدیگر طعام میخوردند استخوانے بود حسن مغز او کشید میخورد علی رض گفت اے فرزند من هرچه تو خوردی مرا همان بهتر باشد تو پسری و من پدرم و راحتے در دل و سینه من باشد مغزے که تو خوردی در دل من راحتے اعتقاد اما تو

عـ ترجمہ: یعنی کسے بار دیگرے نہ بردارد ۱۲ ۔ ۵۱ یعنی بعض مفسرین معنی این آیت را مخصوص بآخرت کردہ اند ۱۲
۵۲ گناہ صادر نہ ہونے سے مراد خلاف گناہ ہے چونکہ ائمہ اطہار گناہ سے محفوظ ہیں معصوم نہیں ہیں ۱۲

فرزند رسول الله ہاشمی این قدر نمیدانی که من و تو دریں مغز شریک بودیم تو تنہا چگونه خوردی حسن بعذر ایستاد گفت
اے فرزند من با تو گفتم در سینه من راحت افتاده است که تو خورده ای تو گناه خدا کرده برو عذر بخواه مگر قبول افتد
حسن درون حجره رفت در آمد بتوبه و استغفار مشغول شد چہل روز ہم دراں حجره بود فرمودند بندگی خواجه میگفت که
آئینه در دیوان حسن آمده دید که بوریا در غلاش فرا کرده نشسته است آئینه پرسید که اے فرزند رسول الله غسل و
وضو مگر ہم در حجره میکنی حسن فرمود غسل و وضو در حجره میکنم اما این آب دیده من است شب چہلم رسول الله را در
خواب دید که فرمود اے حسن حال تو نیک مشکل بودی اگر شفقت پدری علی ترا دستگیری نکردی و ترا تنبیه کرد تو توبه
و استغفار کردی بشارت مر ترا خدائے توبه ترا قبول کرد و گناه تو بخشید اینک اندیشه کن این گناه ایشاں بود و این
نوع استغفار۔ بعد نماز پیشین مولانا عمر پسر شیخ سعید بخدمت حاضر بود پرسید خرقه مشائخ که چنیں روایت میکنند
که جبرئیل آورده بود پیغامبر علیه السلام بعلی رض داده صحیح است بندگی مخدوم سلمه الله تعالی فرمودند آرے صحیح است
در کتب سلوک می نویسد که رسول الله در شب معراج در بہشت حجره دید از زر دری از زر قفلی از زر بر و نهاده اند خواست
که در وے رود با جبرئیل گفت بکشای در وے بنیم جبرئیل گفت اگر اجازت شود رسول الله از خدا خواست فرمان آمد که
بکشای کشادند صندوقی دراں بزرگ از زر دید و بر آں قفلی از زر جبرئیل را گفت بکشای میان این چیست جبرئیل
فرمان خواست فرمان شد بکشاد درون آں صندوق دیگر بروں آمد بر آں ہم قفلے از زر طلب کشادن آں کرد فرمان شد
او را ہم کشاد۔ درون آنہم صندوقچے خردے از زر بروں آمد بر آں ہم قفلے از زر بعد طلب آں ہم کشاد درون آنہم صندوقچے خرد تر بروں آمد
بعد اذن او را ہم کشاد دراں خرقه مشائخ دید دلش آرزو کرد گفت اے اخی جبرئیل میخواہم که این خرقه مرا باشد فرمان شد که چندیں ہزار
پیغامبراں بوده اند ہیچ کس را نداده ام امروز ترا امید ہم برائے تو نهاده بودم بپوش پوشید ہمبر عادت قدیم خویش گفت خداوندا بمن
مخصوص باشد یا کسی از امتان من برسد یا نرسد فرمان شد برسد سخنی تلقین شد که ہر که از چہار یار تو این سخن بگوید بوی بدہ چوں بدنیا باز
آمد ہر چہار یار را جمع کرد و ہر ایشاں گفت که این خرقه مرا داده اند و سخنی گفته اند که ہر که این سخن گوید او را بدہی ابوبکر برخاست رسول الله
پرسید که اگر ترا بدہم تو چه کنی گفت صدق ورزم گفت اجلس بمکانک بر جائے خود باش عمر برخاست گفت اگر ترا بدہم چه کنی
گفت عدل ورزم گفت اجلس بمکانک تو ہم بجائے خود باش عثمان برخاست ازو پرسید گفت حیا ورزم و مبالغت
در عبادت خدای کنم گفت اجلس بمکانک علی برخاست گفت اگر ترا دہم چه کنی گفت عیب پوشی بندگان خدا کنم گفت
انت له وهو لك تو بپوش که تو برائے آنی و آں برائے تست خرقه مشائخ ہمیں شجره مشائخ بالجمع از علی به پیغامبر علیه السلام
میرسد سرور اولیا اوست اما من این حدیث و این قصه را در کتب حدیث که صحاح و حسان است ندیده ام و فرمودند
که خلافت بر دو نوع است خلافت کبری و خلافت صغری۔ خلافت کبری خلافت باطنی است و خلافت صغری خلافت

۱؎ یہ واقعہ بطور مثال کے ہے کہ ان حسنات الابرار سیئات المقربین ۱۲

ظاہر لیست خلافت کبری مخصوص بامیر المومنین علی بود باجماع امت و خلافت صغری میان امت مختلف فیه است
سنیاں باجماع گویند ابوبکر راست شیعه و روافض اصناف و بانواع خویش گویند علی راست سپس آں ذکری درباب
سخناں محی الدین ابن عربی بود فرمودند در آنچه از حظیرهٔ شیر خاں درون دہلی آمده ام آخر شب از خانه بمسجد جمعه میرفتم
سوا زنه میانه روز باز می گشتم تا از آیندگان اول وقت خلاص یابم ماه رمضاں بود قاضی آدم و مولانا نصیر الدین
تھانیسری و خواجه احمد خادم عشره اخیر معتکف بودند اتفاقے که زمن آں سو افتاد ملاقات شد ہر یکجا نشستیم قاضی آدم
گفت که رساله محی الدین ابن عربی فتوحات مکی بر من است شما ببینید گفتم ما ہو المقصود بدست من دادند ازو ستدم
کشادم دیدم بدست او باز دادم پرسید خواجه احمد خادم شما در باب کتابہائے شیخ محی الدین ابن عربی چه میگوئید سه
کرت احتراز کردم آخر الامر چوں نیک لازم گرفتند گفتم آنچه اعتقاد من در باب اوست بگویم گفتند بگوئید گفتم سخناں
او منحرف و او منحرف ہیچ کسے را از ایشاں خوش نیامد و جائے دم زدن ہم با من نبود مولانا عمر مذکور عرضه داشت
در فتوحات مکی می نویسد من توکل فقد اثبت الوهیت الاسباب این سخن را چه معنی است فرمودند که توکل
عبارت از قطع تعلق با سباب است و اعتماد بر خدا و از آنچه قطع تعلق کنند و اعراض نمایند او را چیزے تصور کنند و موجود
دانند و الا از معدوم اعراض چه معنی دارد و قطع تعلق از وے چگونه مقصود شود سخن محققانه میگوید درویشانه و صوفیانه و عارفانه
میفرماید و این چند ابیات از اشعار خویش خواندند ابیات۔ آنجا که منم نه آلاست فی جای نغم۔ زیرا چه ہمه کیست نه
افزونست نه کم۔ بیزارم از وصال و از ہجراں ہم۔ بیکارم از وجود چه لذات ظالم۔ فی وقت مانده ذوق فی حال و
نے مقام۔ نے مانده من و نه او ہمه گشت عدم۔ بعد از نماز خفتن سخن در باب سماع آمد حجت سخن گفتن صوفیاں بود
فرمودند صوفیاں را با سخن گفتن چه کار موافق روزگار ایشاں استغراق در مشاہده محبوب است و اعراض از ہر چه ناقص است
این دو بیت خواندند بیت۔ آں به که نظر باشد و گفتار نباشد۔ تا مدعی اندر پس دیوار نباشد۔ میخواہم معشوق حقیقی
در خانی و من باشم و دو باشد و اغیار نباشد۔ و این حکایت کردند درویشی بود سخن نگفتی ازو پرسیدند گفت از نگفتن
گویم یا از گفتن گفتن سخن نمی ارزد و نگفتن در سخن نمی سنجد سخن از که گویم بعد زاں مدت عمر ساکت ماند و سخنی نگفت

روز پنجشنبه نوزدہم ماه شعبان

بعد نماز خفتن فرمودند سلمه الله تعالی بسیار تتبع کردم که دریابم که ہیچ پیغامبری را بآتش سوخته اند و موت او
براں بود تا آنکه دیدم می نویسد که جرجیس پیغامبر علیه السلام را چند بار کشتند باز زنده شد تا آنکه گاوی از آں مس ساختند
و او را درمیان شکم کردند و درمیان آتش انداختند ہماں جا مرد باز زنده نشد سبحان الله در دل ایشاں که انداخت که

۱؎ جس نے توکل کیا اس نے اسباب کو خدا مانا ۱۲ ۲؎ یعنی زشتی و عیب کی ۱۲ ۳؎ گفتن گسترد و صاحب کن نگفتن یعنی خلاق عالم و نگفتن ...

انچنیں بکنند مایرید تعالیٰ وتقدس اینجا مجال سخن نیست جز تحیّر

روز جمعه بستم ماه شعبان

بعد نماز دیگر شخصے انگشتری آورد والتماس پوشیدن کرد التماس او باجابت مقرون شد و انگشتری دیگر که بدست بود فرمودند این انگشتری از آن ملک ابراهیم اسحاق است نیستی آورد و پوشیدم بعد ازاں انگشتری دیگر مقربخاں آورد التماس کرد این را بپوشند قطب خاں گفت برحمت انگشتری که بردست است آں را بکشند این را بپوشند گفتم سکینی نیستی آورد و من بنیتی او پوشیده ام هرگز نکشم بدست دوم بنیت تو بپوشم در انگشت انداختم موافق نیامد هم پیش او کشیدم برزمین انداختم که از آن تو بدست من نمی آید چلتم او نیک نگین شد بعجز پیش آمد از جهت او هماں ساعت پوشیدم چوں بدست نمی آمد کشیدم بکسے سپردم و گفتند که مرداں گویند پیش صوفیاں که مارا در وقت خویش یاد کنند عجب تو کیستی و چیستی که یاد آئی علی الخصوص دراں وقت اما اگر بهوائے آں داری که تو خود را یاد دهانی یکے ازیں دو چیز بکن یا شب و روز خود را دریاد او بدار یا دکردن تو او را هماں اثر خواهد کرد که یاد کردن او ترا و یا کالائے برائے او بیار که هم پیش او باشد وقت وقتے ترا یاد دهاند غرض تو حاصل شود چنانکه انگشتری البته در دست خواهد بود و آرنده را یاد خواهد دهانید و فرمودند مارا انگشتری از آبا و اجداد موروث است بست و یکم از رسول الله نسب من میرسد همه انگشتری می پوشیدند انگشتری رسول الله از روایتے نگینه هم از آن نقره بود بروایتی دیگر از عقیق بوده و انگشترین بدست راست نپوشم از سبب تشبه بروافض و شیعه۔ مگر آنکه بنیت در مانده پوشیده شود دارندهٔ انگشترین را فرمان شد که بامداد بیائی ترا پیرهن خواهم داد کمترین خدمتگاران از دولت آں مرد تعجب کرد و او مردی انگشترین گر و مروارید فروش بود هم از عمل خویش پیش آورده بود ایں بیت خواندم۔ بیت

انجیرفروش را چه بهتر ۔ کانجیر فروشد ای برادر ۔

روئے بجانب این خسته کردند و فرمودند نیکو میگوئی و این حکایت گفتند که درودگر[1] رونے بقصر[2] بادشاه میگذشت ناگاه نظر بر دختر بادشاه افتاد درودگر مبتلای او شد و دختر بادشاه وایں درودگر تدبیر چه باشد که بدوره رسیدنی پیدا آید ورسد دریں خیال متفکر و متحیر شده می گشت بعد ازیں میان مردی نزدیک او شده همیں بیت گویان گذشت درودگر با خود اندیشید که نیکو میگوید هم بعمل خود پناهم رفت پیش در حرم نشست و صورتها از چوب تراشیدن گرفت اسپے و پیلے و جز آں آں صورتها را یک دوئی خوب راست کرد کنیزکان حرم آمدند درون بردند ایں قصه درون حرم رسید که مردے درودگرے پیش در حرم نشسته صورتهائے خوب می تراشد یکبارگی دگر آمدند بها کردند بردند او دیگر تراشید ساکن کار بجائے رسید که فرمودند او را درون حرم

۱ نجار۔ بڑھئی ۲ قصر محل ۱۲

بطلبید نشسته صورتها تراشید او درون حرم رفت ملازم حرم شد بهماں جا ماند بمقصود خویش رسید۔

روز شنبه بست و یکم ماه شعبان

وقت چاشت ذکرے درباب کاذباں و دانایان این زمانه که دین را به پشت داده و خبری از دین و از اهل دین ندارند ایذا و ظلم و اخذ حقوق مسلمانان و مسکینان دین ساخته اند و این را زیرکی و دانائی دانسته اند بود فرمودند سلمه الله تعالیٰ در ایام امیرالمومنین عمر رض مغیره والی دمشق بود از دمشق بر عمر کاغذی فرستاد موازنگف دست بریں مضمون که من میخواهم کیفیت ولایت بر شما نویسم کاغذ ندارم اشارت شود در سالے یک تاو کاغذ از بیت المال و یا نیم پوست آهو بدهند امیرالمومنین عمر نبشت که برائے ترا در بیت المال کاغذ و نیم پوست آهو نیست دقق القلم وقصر الکلام قلم باریک کن و سخن کوتاه کن و مغیره از آینده پرسید هل غیّر امیرالمومنین شیئا من سیرة رسول الله امیرالمومنین هیچ از سیرت مصطفےٰ گردانیده است یا نه آینده گفت آری گردانیده است اکل فی لیلة بالجتنین ونام فی فراشین یک شب دو بیضه خورد یعنی سپیدی بیضه بازردی و در دو فراش خواب کرد گفت استغفرالله مرا ولایت عمر نمی باید باخلق گفت بامداد در طرف مدینه میرویم وداع باشما حاجت نیست بامداد شد اشتر را پالان کرد و سوار شد پیش امیرالمومنین عمر رض آمد عمر دید مغیره متغیر می آید متحیر شد پرسید مالک یا مغیره چه زد ای مغیره که ولایت گذشته متغیر می آئی مغیره گفت غیّرت سیرة رسول الله فقال عمر والله ما غیرت بخدا ای نگردانیده ام گفت اکلت بالجتنین و نمت فراشین دو بیضه خوردی و در دو فراش خواب کردی گفت یک شبی زکام داشتم طبیب فرمود بیضه بخور یک بیضه سپیدی با زردی او خوردم و همدراں شب تپ بود در دو فراش یکے گلیم بالا و دوم گلیم فرود نهاده غلطیده بودم بعد ازاں فرمودند هیچ مصیبتے بر ما بالا تر ازیں نیست که کار دین که لابدی بمانست و از آن چاره نیست و هر یکے را میباید کرد طریق افسانه بگوئیم و کسے را دل بدین نیاید که البته ایں را هیبا کرد و درمیان این حدیث که الشوم[1] فی ثلثة فی الدار والمراة والخیل فرمودند که در فراست می نویسد که اگر بخواهند بدانند که ایں زمین شوم است و یا مبارک یک گزی و دانگی درمیان صحن بکاوند باز همداں گل پُر کنند اگر آں گوک[2] بداں گل پُر شد نه نحوست نه زیاں دارد و اگر نشد زیاں دارد و شوم است و اگر پُر شد و چیزے گل باقی ماند آں زمین مبارک است در آں زمین پی باید ماند والله اعلم۔ وقت نماز دیگر فرمودند محی الدین ابن عربی میگوید روا باشد ولی را علمی باشد که نبی را آں علم نبود استدلال برائے این معنی بمسئله تائید میکند که

۱ ترجمہ نحوست اگر ہو سکتی ہے تو ان تین چیزوں میں مکان۔ عورت۔ گھوڑا ۱۲ ۲ گڑھا ۱۲

رسول الله القا در رخت خرما ماده را بدرخت نر گشتی دادن منع کرد آں سال میوه کم شد صحابه پیش رسول الله
قصه باز نمودند رسول الله فرمود اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ شما از من داناترید بکار دنیا خویش چنانکه میگر دید
بگفته هر کسی درین مسئله سخنی میگفت و درین دلیل نظیری میکرد من احتجاج بدلیلی دیگر کردم که رسول الله می
فرماید مامن نبی اِلَّا وَلَهُ نَظِیْرٌ فِیْ اُمَّتِیْ هیچ نبی نیست مگر که در امت من نظیر او هست پس هر نبی مخصوص
بعلمی باشد که در نبی دیگر نبود چنانکه ابراهیم را بود وکذلک عیسیٰ و موسیٰ وغیرهما و در امت پیغامبر هر یکی نبی را نظیری
هست پس آنکه نظیر ابراهیم است مثلاً در و علمی باشد که در موسیٰ نبود مثلاً ابراهیم مخصوص بعلمی بود که در موسیٰ نبود
در و علمی باشد که در ابراهیم و عیسیٰ نبود و اگر نه هیچ یکے نظیر دیگری نباشد بعده نماز خفتن طرفی در فضائل فضیلت
اهل بیت رسول الله صلعم بود فرمودند هیچ از سیرت رسول الله نگردانیده اند و تا بوده اند همه سیرة رسول الله
بوده اند همه ایشان بعد او برپا داشتند چنانکه شائبه تغیری و وهم تبدیلی کسی بر ایشان نسبت نکرد و اعدا بر ایشان
همیں سیرت غالب شدند و پای ایشان قید و بند شریعت محکم و آنانکه بعداوت پیش آمدند بند دین
از پا گسسته و مهار شرع بکلی بریده هر چه دست داد بهر طریق که دست داد از مکر و خداع و کشتن و زهر
و ایذائے هیچ کم نیامدا اما ایشان جان خویش فدائے شرع کردند و جان خویش برائے رعایت سیرت رسول الله
را برباد دادند تا آنکه از دست دشمناں مستاصل گشتند و معلوم است که بر ایشاں چها گذشته هیچ کسی صغیره
و کبیره از ایشاں در وقت جنگ و خصومت هم تعرض کرد آری جگر گوشگان و نور دیدگان و پرکاله جان محمد رسول الله
سید الاولین و الآخرین اند چگونه خلاف دین از ایشاں متصور باشد. درمیان راه کوفه حر تمیمی نامزد از جانب
یزید بر حسین بود حسین را ملاقات شده و گفته که ما بر تو نامزدیم و او با دو هزار سوار است و حسین با چهار صد مرد
شب یکجا مانده بودند زهیر قین بجانب حسین بوده است گفت این مرد شب هم برما است و بعداوت
ما خود اظهار کرده است اما این را بکشیم اسپ و اسلحه بستانیم و قوی شویم حسین گفت جد من نفرموده است و
پدر من نکرده که تا آنکه مسلمانی بر من دست بر تیغ و تیر نکند هرگز نخواهم کرد زهیر قین گفت اے حسین ایشاں
هر روز جمع می شوند بعد چند روزی آں مقدار جمع شوند که ما را با ایشاں جائے مقاومت نباشد حسین فرمود
رَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللهِ هر چه باشد تقدیر خدا همان شود من آں نخواهم کرد که جد من نفرموده و پدر من نکرده تا آنکه
روز جنگ شد جهانی بر ایشاں جمع آمدند و خلق از حسین رفت جز هفتاد نفر نماند شمرده از آنجمله تفران خانه بوده
اند از برادران و موالی حسین ایشاں هم ابتدا بتیغ و تیر نکردند بعد آنکه ایشاں دست بر تیغ و تیر کردند حسین
هم کردند مخصوص بدیں اوصاف علی و حسن و حسین است هر دوازده امام هم بر یک سیرت و یک خلق و
یک طریق بوده اند آری نور نبی در ایشاں متصلاً متصلاً سرایت کرده است باطن ایشاں بداں نور منور شده بود

سبحان الله زین العابدین چه سرور بود و چه محامد داشت تعالیٰ و تقدس بالاتر ازیں چه می تواں گفت که
فرزند حسین علی مرتضیٰ است و امام جعفر صادق چه عظیم مردے بود و چه بیان اسرار الٰهی کرده است چه معانی
قرآن از و منقول است بحری از بحور علم الٰهی سینهٔ او بود دوم[1] امیر المومنین علی بود و هر یکی از میان ایشاں تجری
و سروری داشت که زبان در بیان مدح ایشاں گنگ و دل در معرفت صفات ایشاں تحیر پس آنکه از فرزندان
ایشاں متصف بصفات ایشاں نبود و سایه سیرت ایشاں نباشد او حسینی و علوی و فاطمی نیست. در قوت
می نویسد آخی رسول الله بین اصحابه بین کل شکل و مثل فآخی بین ابی بکر و عمر و آخی بین عثمان
و عبد الرحمن بن عوف و آخی بینه و بین علی میان صحابه خویش هر یکے را بشکل و مثل او برادری داد
ابوبکر را با عمر داد و عثمان را با عبد الرحمن بن عوف داد و علی را با خود برادری داد و هم در قوت می نویسد
ولهذا من افضل فضائل علی کرم الله وجهه زیرا چه هر یکی را از صحابه مماثل و مشاکل دیگری داشت و علی را مماثل
و مشاکل و مجانس خویش کرد لابد که از افضل فضائل علی باشد

روز یکشنبه بست و دوم ماه شعبان

وقت چاشت سخنے در باب حقا ارواح بود فرمودند اطال الله بقائهم که ارواح تشام دارد زندگی که بر تربت
می نشیند یا عود یکه می سوزند از آں ارواح خطی دارد و بوی میگیرد و در حدیث است تتشام الارواح کما یتشام
الخیل ارواح بوی میگیرد چنانکه اسپ هم کره[2] خود را بوی در می یابد همچناں ارواح امثال و اشکال خود را بوئے
در می یابد و در روایت ابن عباس ارواح را اکل هم آمده است و بعضی احادیث بدیں هم اشارتی دارد بعده
باز دیگر حکایت کردند آں ایام که خواجه جهاں در دهلی است و سلطان فیروز بر دل میان ایشاں مخالفت استقامت
یافته است شش هفت جیتل سیری غله شده بود و شبی برما جات[3] و روغن و شکر موجود کرده بودند مولانا محی الدین برما آمد
نیدانم تا کدام سبب غیر معتاد من او را معذرت کردم بعد ازاں طعام که برما کشیده بود هیچ مزه در آں طعام نبود تا ایں
زمان بداں بی مزگی هیچ طعامی نچشیده ام دانستم که مولانا محی الدین گرسنه بود مولانا بر ما آمدی و طعام هم برما خوردی
بعد ازاں او خود رفته بود آں شرمندگی و پشیمانی معذرت مولانا و بی مزگی طعام هنوز با من باقی است و در هر بار یکه
یاد میکنم تاثیرے در خود می یابم

روز دوشنبه بست و سوم ماه شعبان

[1] دوم سے مراد یہاں یہ ہے کہ مشابہ اور ثانی علوم و معارف میں حضرت علی کے تھے گویا کہ علی ثانی تھے۔ [2] بچھیرا
[3] یعنی چاول جسکو پورب میں اب بھی مجات بولتے ہیں

وقت نماز چنیں صوفی پرسید کہ اگر کسے خواہد طی کند چہ تدبیر سازد فرمودند عمر اللہ تعالیٰ عمراً طویلاً[1] اول مداومت بر صوم دوام کند بعد ازاں از وقت نماز شام بافطار اندکے تاخیر کند مثلاً بعد اوابین افطار کند اندک اندک تا بسحر رسد از سحر تا بقبیل الصبح چوں عادت بریں گیرد یک روز قبل الصبح ہم نخورد دو روز و یکشب بگذرد کہ طعام نخوردہ باشد یک طی شود ہم چنیں آں مقدار کہ خواہد دست دہد ایں نوع را استقامت است کہ گفتہ شد اگر مردی قوی باشد کہ یکبار بر خود گیر داده اند و ما کہ طی میکردیم بیشتر در ایام تابستان بودی زیرا چہ در زمستان چند بار نیم تا حرارتی و خشکی در دل پیدا آید کہ بداں غرض حاصل شود و ہفت و ہشت روز طی ہم بودی کہ بری گرفتیم دریں مدت زیارت شیخ قطب الدین و زیارت شیخ الاسلام نظام الدین و در خانہ استاد و برائے تعلیم بحکم فرمان خواجہ و ہر روز ملاقات بندگی خواجہ میرفتیم و ہیچ کسے در روے ما احساس نکردی کہ ایشان طعام نخوردہ اند و بیشتری کہ طے میخواستیم کردن مطربان را می آوردیم و سماع می شنیدیم و بعد ازاں چند روز آب و طعام بری گرفتیم و فرمودند مولانا بشنو شرط کار جمعیت تقلیل طعام و آب و تقلیل صحبت و کلام علو ہمت کہ بجز مطلوب خویش سر فرو نیارد آنکہ ایں صفت ندارد او طالب نیست حاضری دیگر پرسید کہ در **محبت خدا** ہیچ از طرف بندہ کوشش فائدہ دہد یا نہ فرمودند کوشش از طرف بندہ اینست کہ صحبت دوستان خدا و عاشقان او اختیار کند صحیح با عاشقان نشین و ہمیں عاشقی گزیں ۔ الصحبۃ تاثیر[2] از ایشان سخنان محبت بشنود عجب نباشد کہ رگ محبت خدا در دل وی جنبد بتدریج یکے از عاشقان سوختہ و محباں سر آمدہ گردد والاذن تعشق قبل العین احیانا روا باشد کہ بشنیدن وصف خوب روی بغیر دیدن او عاشق گردد و آں الصحبۃ عاشقان خدا و دوستان حق دست دہد چوں شوقی و طلبی بشنیدن اوصاف او در دل پیدا شود باید کہ خود را بستہ یکے از طالبان صادق و عاشقان راست دارد شب و روز در تدبیر آں باشد کہ بجمال او رسد و متوجہ بوے باشد و بذل مجہود خویش کند اجمعوا علی اللہ ہمکم الکذا بین فان الصدق منقطعۃ ۔ بیت اے دل تکنہ اگر قبولت ، خود را بستہ زلف او بند ، ہم بدیں صفت خود ملازمی و مداومتی نماید عجب نبود کہ دریچہ غیب در دلش کشادہ شود ببیند آنچہ دیدنی باشد بشنود آنچہ شنیدنی باشد ابد یکے از عاشقان صادق و دوستان کامل گردد سائل مذکور بسوال پیوست کہ اگر صحبت را اثر بودی بایستی کہ ابوجہل را اثر کردی فرمودند ابوجہل علیہ اللعنۃ با پیغامبر علیہ السلام صحبت نداشت باز گفت ابوطالب را اثر کردی فرمودند در باب ابوطالب چنداں اثر کرد کہ آں را حدے و اندازہ نبود اقرار بحقیقت مصطفیٰ و بحقیقت دین او کرد و ابیات بدیں معنی بنشست و رسول اللہ را برائے دعوت اعانت کرد ہم بقوت او سیزدہ سال در مکہ دعوت کرد تا او زندہ بود ہیچ کسے از کفار قریش دست ایذا بر رسول اللہ دراز کردن نتوانست فردائے قیامت از کمترین مردمان در عذاب دوزخ او باشد و نعل آتشیں در پاے او کنند کہ بداں دماغ او بجوشد دیگر ہیچ

[1] ترجمہ اللہ تعالیٰ عمر طویل عطا فرمائے ۱۲ [2] بہ کذب در صحبت ۱۲

عذاب بروے نباشد و سخنی غریب در تفسیر ام المعانی می نویسد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در حجۃ الوداع علی را بطلب فرستادہ بود چوں علی از آں مصلحت باز آمد رسول اللہ فرمود کہ اے علی شنیدی کہ خدائے تعالیٰ با من دوش چہ کرامت کرد گفت نشنیدہ ام یا رسول اللہ گفت دوش حلقہ گرفتم و ابوطالب و مادر و پدر خویش را مغفرت خواستم فرمان شد حتم مقتضیٰ[1] است بر من آنکہ بیگانگی من و نبوت تو ایمان نیارد و بتان را باطل نگوید او را بہشت ندہم و اخلاص از دوزخ بکنم برو بر فلاں شعب یعنی بلندی زمین مادر و پدر خویش و ابوطالب ماندا لیکن ایشاں زندہ شوند پیش تو جایند دعوت کن ایمان بتو آرند ایشاں را از عذاب خلاص دہم و ہمچناں کردم بر بلندی بر رفتم فریاد کردم یا اُمّاہ و یا اَباہ یا عمّاہ ہر سہ تن از خاک سر در تن افشاندناں خاستند گفتم شما را آنچہ من مبعوثم حقیقت آں معلوم شد و وحدانیت خدای بر شما محقق و معلوم شد و بطلان بتان پیش شما ثابت گشت گفتند آری ما را محقق و معلوم شد کہ خدائے یکے است و بتان بر باطل اند و تو بحق پیغمبر حق ایشاں را مغفرت کرامت شد خوش و خرم باز بمرقد خویش رفتند ہم در ام المعانی دیدم ایں سخن غریب است و در کتابے دیگر ندیدہ ام و ایں ایمان و مغفرت مخصوص ہم در باب ایشاں باشد کسے را بدیں قیاس نمی تواں کرد و ایں از نتائج علو مرتبت محمد رسول اللہ در حضرت تعالیٰ و تقدس است و فرمودند در قوت القلوب می نویسد کہ عباس و ابولہب ہر دو زادہ یک مادر بودہ اند ہر باری عباس در خاطر کردی کہ یارب ابولہب رسول اللہ را بسیار رنجانیدہ و ہم بر عداوت رسول اللہ و ایذا او مردہ نام تا بروی چہ عذاب خواہد بود شب دوشنبہ بود خواب دید جامہائے سپید پوشیدہ و نیک خوشحال ایستادہ پرسید کہ تو رسول اللہ را مدت عمر آنچہ توانستی ایذا کردی و ہم بر ایذا و عداوت او مردی ترا ایں حال از کجا شد گفت اے عباس تمام ہفتہ بر من چیزی از عذاب خدائے عزوجل میگذرد کہ آں در تقریر نیاید و در تحریر نگنجد و لیکن شب دوشنبہ و روز دوشنبہ مرا خلاص میشود از سبب آنکہ آں شب یا آں روز کہ رسول اللہ تولد شد شب دوشنبہ بود یا روز بعد تولد ثویبہ[2] کنیزک من بود و ما برائے شیر دادن بردند او شیر داد و پیش من گفت کہ در خانہ برادر شما پسر آمد من خوش شدم او را آزاد کردم خدائے تعالیٰ خوشی آں شب را قبول کرد ہر شب دوشنبہ و روز دوشنبہ مرا خلاص باشد و نیک خوش و خرم گردم آنکے سخن در حیوانات و طیور مذکور شد افتاد فرمودند کہ در تفسیر ایں آیت بلدۃ طیبۃ ورب غفور می نویسد کہ زمین بیت المقدس را طیبہ خوانند از آنکہ مگس و پشہ و پیش و کیک[3] و کنہ[4] در آں زمین نباشد و چنیں گویند کہ ماری است در بعضی بوادی او را اصل گویند چشم او کار کند ہیچ جانے زندہ نماند و ہیچ سبزہ نروید و گرد بر گرد او ہیچ حیوانے نباشد و ہمچنیں بوادی نخل گرد بر گرد او ہم میگویند کہ ہیچ جانے زندہ نیست و در کتاب تعریف الحیوانات می نویسد کہ شنیدم موذی جائیست در بوادی نخل

[1] حتم یعنی حکم مقتضیٰ فیصلہ شدہ یعنی حکم ۱۲ [2] ثویبہ نام دایہ و مرضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ [3] ایک قسم رنگ کا گزندہ یعنی بو پچانے والا کیڑا ہے ۱۲ [4] چچڑی ۱۲

موازنہ گوسپندے بود انکار کردم تا آنکہ دیدم پیش مامون خلیفہ یک سروَن[1] مورچہ آوردند وزن کردند صد و چند درم
بود گفتم تا موازنہ گوسپند نباشد یک سروَن او این مقدار نبود در لطائف قشیری می نویسد کہ موازنہ اشترے باشد
بعد خرج مائدہ سید احمد برادر زادہ بزرگ کہ فاتحہ طلبیدن عہدہ ایشانست بر عادت قدیم فاتحہ طلبید و صورت
معتاد اینست کہ کندوری دیگدان خود بر دست گیرد و اگر نفر دوم باشد خود کندوری بدست او دہد تا دیگدان بدست
خویش گیرد سر فرود کند و منحنی[2] گردد بادب تمام بایستد سر انگشت پائی راست بر سر انگشت پائے چپ نہد و گوید
کہ شکر نعمت خدائے را فاتحہ خوانیم موازنہ خواندن فاتحہ بماند بعد ازاں گوید بنیت حاجتمنداں دوبارہ خوانیم بعد
ازاں بندگی مخدوم اگر بروح کسے طعام پختہ باشد فرمایند کہ بروح فلاں یکبار دیگر خوانیم و اگر در مہمانی کسی باشد
بگویند بنیت و یا برائے فرید صاحب جمع و یا صاحب طعام یکبار دگر خوانیم پیش آں گویند بروح مطہر و مقدس
بندگی خواجہ ختم کنیم و اگر طعام بروح کسی و یا بمہمانی کسی نباشد بعدہ بنیت حاجتمنداں بروح شیخ ختم فرمایند بعد
ازاں بدست مبارک اشارت بر روے فرود آوردن کنند خادماں سر فرود[3] کنند پائی پس باز گردند فرمودند پیش
بندگی خواجہ ہمیں طریق بود کہ بر ماست اما پیش بندگی خواجہ خواجہ ما شکر اللہ ہم میگفتند بعد زاں شکر نعمت را فاتحہ می
طلبیدند کمترین خدمتگاران عرضہ داشت کہ بندگی شیخ کہ ترک کردند چہ سبب بود فرمودند دراں جا سلطان محمد تغلق
بعد انیہا ہای بسیار کرد از آں ملالت آمد و فرستادگان تنکہ روزی قبول کنانیدند در ماہی دو ہزار تنکہ شود شیخ فرمودند
کہ بعد ازیں شکر اللہ پیش من نگویند زیرا چہ کندوری من بکند دری مشایخ نماند یک جمل ازاں در کندورے
شیخ خرج نشدی ہم طریقہ امانت بر مولانا زین الدین جمع شدی و یاراں و مولانا برہان الدین در فاتحہ طلبیدن
سخنان بسیار زیادت کردہ بودند اما از آں خواجہ[4] ما ہمانست کہ پیش ماست زمانی ذکر در باب حکیماں بود فرمودند
حکماں را اعتقاد بر کسی کمتری باشد روزے مولانا جمال الدین یعنی فرشتہ در این کاتب حروف را میگفت میرسید
بہ پیر تو میرفتم مرا گفت بیا ملک الاطبا من شوریدہ بودم میخواستم چیزی بگویم باز با خود گفتم عند اللہ طبیب ہستی یا
نہ این مرد خود تعظیم میکند ملک الاطبا میگوید کجا افتادہ بگذر۔ و شیخ روزبہان[5] شیرازی صاحب طواسین سخرہ

[1] سرون شاخ سرہوان یعنی سینگ از غیاث اللغات [2] منحنی کر ادر سر کو جھکانے والا ۱۲ [3] یعنی سر کو زمین کی طرف ذرا خم دیکر جھکاتے ہیں چونکہ حضرت خواجہ صاحب کتاب خاتم ہیں اور خود اس کتاب میں صراحتاً سجدہ کرنے سے اور سر کو زمین پر رکھنے سے منع فرماچکے ہیں ۱۲ [4] یعنی پدر جد پردادا ۱۲ [5] در سفینۃ الاولیا می نویسد شیخ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ کنیت ایشاں ابومحمد بن ابی النصر ست مرید شیخ سراج الدین محمود بن خلیفہ اند و با شیخ ابوالنجیب سہروردی در سماع صحیح بخاری شریک بودند و تصانیف ارجمند و نصائح بسیار اند از انجملہ تفسیر عرائس است و در وجد و ذوق و استغراق حالت تامے داشتند و پنجاہ سال در جامع عتیق شیراز وعظ گفتند و مجلس ساختند گویند در اواخر عمر از وجد و سماع باز ایستادند۔ وفات ایشاں در نصف محرم سال ششصد و شش ہجری (سنہ ۶۰۶ھ) روداد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

گردی کہ او میگفت کہ خدائے با من گفت اے روزبہان طریق ستودہ آواز کردی و خندیدی بعد ازاں گفت
اے روزبہان گفتم لبیک یارب لبیک یارب خدا گفت اَنَا رَاضٍ مِنْكَ فَهَلْ اَنْتَ رَاضٍ مِنِّي من از تو خوشنودم
تو از من خوشنودی یا نہ روزبہان گفتی من گفتم لا یارب لا یارب از تو خوشنودم نام از تو خوشنودہ ام این حکایت
بسیار گفتی و بخندیدی و مہتر عیسی جالینوس را بدعوت خویش تبلیغ کرد جالینوس پرسید کہ چہ معجزہ آوردہ است
گفتند چہ بر مردہ آب میزند زندہ میکند گفت آب گرم یا سرد گفتند آب سرد گفت برو ید بروا ایمان آرید کہ او پیغمبر
نبی خداست و جواب نبشت یا نبی اللہ و یا مکمل النفوس تو مبعوث برائے تکمیل نفوس ناقصہ را ہستی نفوس
کامل را بتو احتیاجے نیست یعنی نفوس کامل است ما را بتو حاجت نیست مذکورے در باب عظمت حروف و الفاظ
قرآن بود فرمودند شیخ علی کمتری خواندن و نبشتن ندانستی مردے خبط[1] بود پیش او چند حرف از ہر جنس می نبشتند
می آوردند چند پارسی و عربی و چند ہیرہ ہندی و در میان آں یک دو آیتے از آن قرآن می نبشتند و نظر وراں
حروف میکردی فی الحال انگشت بر آیت قرآن بنہادی و گفتی کہ این کلام اللہ است پرسیدند کہ شیخ از کجا میدانی
و تو حروف امی شناسی گفت بر حروف قرآن نورے روشن از زمین تا آسمان می بینم میدانم کہ این سخن آدمی نیست
سخن خدا ایست و بر حرفیکہ آں نور نمی بینم میدانم کہ این کلام خدا نیست۔

روز سہ شنبہ بست و چہارم ماہ شعبان

وقت چاشت سخن در زادن بچہ از جواری[2] بود فرمودند کہ نباید کہ مرد عاقل تحفظ را فرزند از کنیزک زاید بہ
عورتیکہ یک ساعت انار بندد او بستہ نماند چہ اعتماد تواں کرد ہر کرا از کنیزک بچہ زاید دراں بچہ ہزار عیب باشد و آں کہ
امیر المومنین عمر میفرماید علیکم بالسراری فانہ فی الولد یجتمع حمیۃ العرب و دھاء العجم بشما باد کہ
بچہ از سریہ بزائید زیرا چہ در فرزند جمع شود حمیۃ عرب و زیرکی عجم کنیزک ایشاں بی بی بیبیاں ما باشد و خود
دریں ولایت آں بیبیاں بکجا اند و اگر جاے یکنفری ازاں عورات باشد سر جملہ بیبیاں ما باشد ماریہ سریہ
رسول اللہ از قبط است و مادر محمد حنفیہ از بنی حنیفہ است کہ در ایام رسول اللہ قبائل عرب نہب[3] شدی دختراں
عرب سبایا می شدند و در ایام عمر فارس و روم و کسری نہب شدی و دختراں ایشاں نہب می شدند سراری و جواری
ایشاں بودہ اند عمر خطاب حکایت کنیزکان ولایت خویش و ایام خویش میگویند تا این جواری ما کہ ایشاں را از
قریات ہندوستاں کہ از جملہ خوا احش پریشان تر و از جملہ خسیساں خسیس تر و از جملہ خواراں خوار تر ہر کجا کہ شرمی باشد
در ایشاں نہ و ہر کجا کہ ہمتی و جمیعتی و زیرکی و دانائی باشد در ذات او شاں نہ[4] نزدیک ایشاں شدن قادح عقل و

[1] خبط مخفف خبطی ۱۲ [2] جواری جمع جاریہ یعنی کنیز باندی ۱۲ [3] نہب یعنی غارت لوٹ ۱۲ [4] نہ امر از نہادن ۱۲

همت است واما اگر ضرورت باشد معذور بود چنانکه در قدمجائے[1] بضرورت رفته میشود اما ازان گردن و بجائے بلی بلی
داشتن و بچه آوردن از و نعوذ بالله این کار عاقلان با همت و مردمان با عظمت و حشمت نباشد هرچه از و بر آید برد
اعتماد نبود خانه هرگز بسامان نشود چنانچه باید و شاید نباشد همیشه مطعون و ملام[2] بود اما خلقت او تعالی در هر جلبے نیکی
و بدی یکساں نیست و لیکن حکم بر غالب است و در سادات حسینے حمیت عرب و هم عجم جمع شده است بنابر آنکه
کنیزک باشد زیرا چه شهربانو که از وزین العابدین است دختر یزدجرد است که او کسری آخرین بود که بعد او کسری
نیست و بادشاه عجم بود. تحقیق سخن در معنی زندیق افتاد فرمودند بعضی گویند زندیق دهری است و بعضے دیگر گویند
ثنوی است و بعضی دیگر گویند اباحتی است ایشان گویند منسوب است بمزدک که حکیمی بود از حکمائے انوشیروان عادل
روزی انوشیروان را پرسید که اگر همه جهان پر از مار گزیده گردد و بر بعضی افسون مار باشد و بر بعضی نباشد تو حکم کنی که هر که
بر او افسون مار باشد او را باید که بر او افسون نباشد بدهد یا نه انوشیروان فرمود حکم کنم که افسون بدو بدهد که او را نباشد
بروں آمد گفت اشارت بادشاه شده است هر که زن دارد او زن خود را از کسی که او را زن نیست منع نکند
این اباحت بنیاد نهاد این قصه فاش شد خبر به بادشاه رسید گفت این بلا که بنیاد کرد گفت مزدک اشارت رسانید
و او نیک مقرب بود کسی بسخن او تامل نتوانست کرد او را انوشیروان طلبید و گفت من کے گفتم گفت من پرسیدم
که اگر همه جهان پر مار گزیده گردد و بر بعضی افسون باشد و بر بعضی نباشد چه کنی فرمان شد بگویم آنکه او افسون دارد به کسی
را که افسون ندارد گفت کدام مار بالاتر از شهوت باشد و کدام افسون دفع بالاتر از زن انوشیروان هیچ نه گفت
آن مذهب باقی بود تا آنکه انوشیروان مرد پسر او قباد بجائے او شد روزی مادر قباد را پیش قباد طلبید قباد را
نیک دشوار آمد و روزی دیگر مزدک پس پشت قباد نشسته بود قباد نمی دید و نمیدانست که او درین مجلس است
قباد گفت چند کارے میبایست کرد هنوز نکرده ام یکے مزدک را می باید کشت مزدک اگرچه حکیم بود اما احمق بود
فی الحال برخاست پیش آمد گفت که مزدک را نتوانی کشت مزدک تنها نیست با مزدک هزارهاست گفت تو این
سخن پیش نمی گفتی آرے می شنیدم گفت تا آنکه هزارها جمع شوند حالا تنها پیش منی فی الحال تیغ کشید
مزدک را کشت بعد ازان قتال با مزدکیاں شد آخر الامر فتح قباد را بود و بعضی گویند زندیق معرب است عربی
نیست ماخوذ از زندقه اگرچه معنی درست نشیند اما لفظاً نیک بعید است والله اعلم بعضی بے دین را گویند چنانکه
جنید رحمة الله علیه می فرماید کل طریقة ردته الشریعة فهو زندقة هر طریقے که آن را شریعت رد کند
و بر وفق آن نباشد آن بے دینی است و در کشف محجوب می نویسد زندی قوم خدائے را گویند و قه عبادت
یعنی زندیق عبادت کننده خدای اصل این بود بعد ازان در استعمال غالب شده هرقومے که عبادت غیر وجه

[1] قدمجائے بیت الخلاء ۱۲ [2] ملامت یافته ۱۲

شرع و نه بر اتباع نبی کنند تحقیق سخن در دقائق و اسرار[1] رقص صوفیان در سماع بود فرمودند مولانا علاء الدین
بار ما بر مولانا جمال الدین مغربی گفت اگر ما سماع کنیم شما را بطلبیم بیائید گفت بیائیم و لیکن آن رقص صوفیان دست و
پا جنبانیدن صورت هذیان است او گفت که این صورت چه معنی دارد و پیش من این را حقیقتے نیست نغمه لابد حزینے
است که البته انکار نتوان کرد و بعضی صوفیان بغداد دیدم خوش سماع می شنوند از جائے نمی جنبند الله الله میگویند
و عبرات[2] از چشم رواں میشود و هیچ این حرکات که صوفیان شما میکنند در ایشان نبود گفتم بیان رقص از ما بشنوید
ما در سماع دم سرد نیز نمیزدیم دم سرد زدم او را نمودم چنانکه نفخ صور کنند گفت الیس هٰذا الحوت[3] گفتم مراد ما نیست
درین صورت خوش میگویم گفت والله علیکم و هر دو دست کشادم بر گردم و گرد آوردم و یکی بر دیگرے زدم گفت
این چه باشد گفتم در جهان جز شے واحد وجودی ندارد و هر دو جهان را بپیچیم در یک گوشه نهاده ترک آن گفتم مطلوب
من جز او نیست. باز هر دو دست را بر سر نهادم و هر یکے را با هم دیگر بر سر گردانیدم باز بپیچیدم یکے را بر دیگرے زدم یعنی جهان
را گرد آوردم در یک گوشه نهادم مطلوب من جز خدائے من نیست مولانا جمال الدین متحیر ماند گفت آرے این سماع تو
باشد این مخصوص تو است گفتم بخدائے عقیده من این است که جمله اصحاب ما از صوفیان بدین معنی فائز و ظافر اند.

روز چهار شنبه بست و پنجم ماه شعبان

وقت چاشت سخن در احوال عشق و آفات او بود فرمودند هر چیزے آفتے دارد عشق را دو آفت است
یکے آفت ابتدا دوم آفت انتها آفت ابتدا اینست که چنداں درد عشق و غم طلب معشوق بروی طاری شود
که او را محیط گردد و مدتی بریں بر آید تا او را داں لذت کامل دست دهد و هیچ ره وصول محبوب بروی نکشاید
بداند که جز از درد و غم نقدی دیگر نیست همیراں ماند بعد مرور[4] ایام این درد و غم طبیعت او شود و عادت گیرد ذوق
درد نماند لذت وصال شود و نه ذوق الم حرقت هم بچنین ضائع شود سرد گردد و هر جا شود ماند هیچ از وے باقے
نماند عاقبت او خسران[5] و حرمان باز آید آفت انتها اینست که چون بوصال معشوق رسد مشغول بلذت وصال گردد
و حرقت فراق الم هجران از وی برود و بعد مرور ایام وصال عادت و طبیعت او گردد ذوق وصال هم برود و مطلوب
از عاشقین جز ذوق و خوشی و راحت بمحبوب نیست چون از عاشقین مقصود فوت شود وصال بے ذوق و فراق
بے لذت و الم او چه کار آید مرد سرد شود هیچ از وے باو نماند عشق برود محروم از ذوق جمال محبوب گردد اگرچه جمال
او باشد ذوق کجا که بداں راحت گیرد و مجرد وصال چه کار آید اما عاشق برخوردار آنست که در حالت ابتدا مشغول به
لذت فراق و ذوق الم و حرقه هجران باشد و در انتها هر چند که وصال او زیادت گردد ذوق او مزید تر شود و طلب

[1] اسرار جمع سر ۱۲ [2] عبرات جمع عبره یعنی اشک ۱۲ [3] ترجمه : مچھلی کی طرح کیا چیز ہے [4] مرور گزرنا ۱۲ [5] خسران حرمان یعنی خساره و محرومی

زیاده تر گردد درد بر درد افزاید ذوق بر ذوق رو نماید این عاشق را گویند عاقبت او بخیر شد و او از عشق خود
برخورد و حظ کامل گرفت و الا والعیاذ بالله محروم و خائب و خاسر ماند. بهترین حالات عشق اینست که زمانی فرق
و روزی وصال عجیب ترین تردد و تزلزل میماند اگرچه عارفان این را نقصان گویند اما ذوق اینجاست بے آنکه نظر
برکمال یا بر نقصان کنی **وقت نماز خفتن** معلمی بپابوس آمد ذکرے هم در باب معلمان بود فرمودند مدت
عمر یکی معلم در مسجد تعلیمی کرد صدی بود و بستی که پیش او خوانند شاید میان ایشان کسی دوستی از دوستان خدا باشد
یا نه البته خالی هم نه بود پس آن معلم را جان کافی است فردای قیامت چون آن ولی را دست گیری در حضرت
حق باشد معلم خویش را دستگیری بکند اولیاء خدا موصوف بمکارم اخلاق اند هرگز از ایشان کسی محروم نماند علی الخصوص
شخصی که از وے بنوعے نفعے وقتی بوده باشد **فرمودند** معلمی در محلت ما بود مولانا محمود می گفتند نیک مردے صالح و
حافظ بود و متعلم و مرید بندگی خواجه ما و مردی جیصل بود هرگز از کسے سه ماهی و پنجشنبگی نطلبیدے سپاره برائے هدیه
موقوف نداشتی و هیچ وقتی کودکی که چیزے آوردی از آنکه نیاوردی تمیزے نکردی در تعلیم هر دو را یکسان داشتی
کودکان خانه ما برائے برکت هم پیش او نهاده اند هم اگرچه خوانده اند جائے دیگر اما برائے برکت اول تخته از وے
می نویسانیدم و اول هم پیش او آغاز میکنانیدم زن مولانا مذکور را پریان بوده اند یکباری دختر زاد و ناگاه از گاهواره
فریاد خواست خلق خانه تفحص کردند اثر دندان بر اطراف و بر بازوے او پیدا آمده است و بر بازوے مادر او نیز پیدا
شده بحضرت خواجه این قصه گذرانیدند بندگی خواجه او را تعویذ داد بر بازوے زن بست بامداد دید تعویذ در بازو
نیست باز بحضرت شیخ آمد گفت خواجه تعویذ را شب بُرُدند فرمودند بله مولانا باز گردید مولانا در خانه آمد چه بیند که آں
پری بار دیگر آمدی گریه و فریاد میکند که آه برو پیر شیخ بگوید که خوران توبه کردم که باز درین خانه نیاید اما اگر خود هم آیم
بر من نباشد کسی پرسید چرا میگوئی گفت ما را پیش بندگی خواجه این قدر مجال نیست که قدرے بدر او شدن
می یابیم امروز فرموده که خوران را خورم را که برادر من است بر درشتن زدند من میروم باز در خانه شما نیایم
شما بروید پیش بندگی خواجه بگذرانید مولانا باز بر شیخ رفت وقت وداع خواست برخیزد و این قصه گفتند شیخ
فرمود بله مولانا باز گردید اصلا گفتن نداد و **فرمودند مولانا** برهان الدین ساوی و من یکروزے از غیاث پور
باز گشته می آمدیم مولانا با من دو حکایت کرد یکے این که جوانی در خیلخانه ما بود نیک تن درست و توانا و لوند کارخیر
او شد چند گاه بر آمد که هیچ با آں زن فراهم شدن نمی تواند خلق خانه همه متحیر که چنین مرد جوان توانا و همیشه لوندی
در پریشانی برو نهاد داشت چیست که البته معاملت زناشوئی نمیکند و جعه کار خیر زنگ روے او زرد شده می نماید
پرسیدند گفت بلای است که بر کسی نمی توانم گفت بر بعضے نزدیکان خود گفت همین که شب می افتد مردے

سلہ نام پری ۱۲ سلہ نام جن برادر حوران ۱۲

می آید بر دو دست مرا پس پشت میکند محکم می بندد و این زن را فرود میگیرد هر چه خوش آید میکند و اگر میخواهم
و تنتے بر این زن در آیم فی الحال از جائے پیدا می شود یکے سیلے محکم مرا میزند چنانکه چند روز سر من درد میکند هر دو
دست من پس پشت میکند محکم می بندد و خود با این زن در کار می شود خیلی تنها بیوند بر شیخ بود این قصه پیش شیخ
آوردیم فرمودند میان شما مردی تواند که بیرون دروازه کشمیر خسپد همان کس که بدین بلا گرفتار بود گفت من بخسپم
بخفته بست او را داد شبی معین کرد شب یکشنبه یا سه شنبه فرمودند تعین شب مرا یاد نمانده است و گفت اول
آوازے مهیب خواهی شنید بعد از آن صورتها مهیب مانند پیل کسے پیدا خواهد شد که صد هم چو پیل شما باشد که از آن لک
بعضی بر صورت بوزنه و بعضی شیر و جز آن هیچ حالا ترسی بعد از آن مردے سپید پوستی جامه سپید پوشیده برائے کار
دیگر او چند پیاده سپید پوست جامه سپید پوشیده بر صورت آدمیان پیدا شوند تو کاغذ بکشا بدست گیر ما بست به فلانی
جوان در شبے که شیخ گفته بود بیرون دروازه کشمیر حدیث طاق بیرونی ماند. قدرے از شب گذشت همچنان آوازے
بلند مهیب بر آمد دانست همانست که شیخ فرموده بود. بعد از آن صورتهائے پیل و بوزنه چنانکه شیخ فرموده بود همچنان
پیدا آمدند افتاده همه را دید بعد از آن آن جوان سپید پوست جامه سپید در بر کرده بر اسپ سوار و پیادگان
سپید پوست و جامه سپید در بر کرده با اسپ سوار و پیادگان سپید پوست و جامه سپید پوشیده پیدا شدند
چون دید از دور کاغذ کشاد بدست گرفت مقابل ایشان ایستاد یکے از میان پیادگان دید که شخصے از آدمی
کاغذ بدست گرفته ایستاده است پیش آں سوار گفت شخصے است سوار بایستاد جوان را طلبید کاغذ از دست
او استد بمجرد خواندن از اسپ فرود آمد جانب غیاثپور روے بر زمین آورد و گفت اے جوان نے شناسی آں که
بر تو این حرکت میکند گفت آرے بهتر شناسم گفت آں مقدار که رفته اند همه را باز گردانند و بر وے عرض کردند جز
یک نفرے دیگر نماند همه را دید و کسے را نشناخت گفتند چرا کسے را نمی شناسی گفت آں شخص باشد شناسم
تفحص کردند کسے مانده است گفتند یکے مانده است گفت هموار بیارند شاید همو باشد آوردند رو بجامه پیچیده
پیدا شد گفت رو بکشا بمجرد آنکه رو کشاد جوان گفت شناختم همین شخص است او را گفت بشنو این خانه بنده
بندگان خدمت شیخ نظام الدین است تو ازین کار باز آئی گفت هرگز باز نیایم من عاشق آں عورتم گفت اگر باز
نیائی ترا گردن زنم گفت جان ام همین است تا جان من در قالب من است هرگز باز نیایم شیانی مسین طلبید گفت
این را گردن بزن او تیغے کشید سر از تن او جدا کرد مرا گفت اے جوان برو در حضرت شیخ سلام ما برسان بگو فرزان
شما رسید کسی بهنجی که در خانه بندگان شما بی ادبی میکرد ما او را گردن زدیم در خانه آمد با زن چنانکه زنان شوی باشد
همچنان شد رفت پیش خواجه تا عرضداشت کند شیخ بمجرد رفتن جواب آغاز کرد و باز گرد اصلا گفتن نداد و فرمود این قوت

سلہ سیانی از سیت یعنی جلاد ۱۲

از چه دست ده هیچ معلوم هست هر که از آنِ خدا شود همه از آنِ او شوند بود هم کسے که او هم از آنِ خدا باشد و او را زیانی رسد این آن سودا نیست که درین وہم زیانی باشد همه سود در سود است آنکه خدائے را برائے خدا پرستد از ترس دوزخ و حرص بهشت پرستد او خدائے را نپرستید در احیا می نویسد که در کلمات قدسی آمده است اَبْغَضُ عِبَادِیْ اِلَیَّ مَنْ عَبَدَنِیْ لِخَوْفِ جَحِیْمٍ وَ لِطَمَعِ جَنَّۃٍ دشمن ترین بندگان من سوے من کسی است که مرا از خوفِ دوزخ و طمع بهشت پرستد که او بندهٔ بهشت و دوزخ است بندهٔ خدا نیست معبود کے مقصود کے وفرمودند در مجلس ابوعلی فارمدی دیدیم می نویسد شیخ ابوعلی سیاح گفتی اگر خلق را بودی رخنه که از خدائے بگریزند لبا ہجوم من سر در آن رخنه بودی مرے از مردمان خدائے و بندگان او نیک اندک اند همه کس به هوائے خویش گرفتار است بندهٔ هوا خویش است نه بندهٔ خدا است .

روز پنجشنبه بست و ششم ماه شعبان

وقت نماز دیگر ذکرے در باب نظافت و لطافت مزاج بندگی شیخ بود فرمودند مقامیکه خدمت نشستی در غایت پاکیزگی و صفا و روشنی بود هیچ وقتی حسنی افتاده ندیدیم و هیچ روزے جامه تن معلوم نشدی پوشیده آو نیز روز است معلوم شدی که همین زمان پوشیده است و اما از چین جامه در دامن و آستین معلوم شدی که گر پوشیده دو روز است روزے همه ال عزت و عظمت و صفا و پاکیزگی و روشنی در روے شیخ بر سجادهٔ کرامت و شیخوخت با هزار بزرگی و حشمت نشسته بود همین وقت نماز دیگر بود گلهائے لطیف از هر جنس راست و چپ انبار بود مرا گرانی و خواب شده و برو افتاده دست و پا گم کرده پیش شیخ بردند جانب من دید گفت بنشو چه طریقهٔ سالکان بهتر آنکه پیش گذشته اشارت بجزویش کرد گفت همچنین نباشے و مارا باآن وقار و سکون هیچ وقتے معیشت ممکن نشد خدائے تعالی مارا هیچ جائے سکونے و آرامی نداد و مضطرب و متحول و پریشان داشت کاریکه بر دست ما نیست چارهٔ آن نیست و فرمودند که سخن بلند بگفتی و باهر کسے هم کلام نشدی و چرخ سخنی بلند با صد تعزز و عظمت آواز از و صادر نشدی و بے وضعی و بے سازی و چیزے غیر قسمت و غیر نسبت را دوست نداشتی یکباری سیبو و سبوچه آوردند اندکے یک سیبو میان جفت جفت نکته سیاه در گوشه داشت نظر بران نکته سیاه افتاد فرمودند زین الدین این سیبو را از پیش من دور کن و با این همه مزاج بودی روزے فرمودند حاجی مارا گرسنگی گرفته است چیزے طعام پخته آید گفت خیر نه پخته اند تبسم کرد فرمود چون طعام نه پخته اید خیر از کجا آمد و روزی مسافرے معتبرے از شهرے رسید نزدیک خود نشاندند از و حکایت هائے سفر و مشائخ ولایت می پرسیدند او گفت از فلان شیخ چنین پیراهن یافته بودم از فلان چنین ورداے از فلان چنین جامه مجموع

لہ روح بالفتح بمعنی آسایش و فرحت و تازگی و بوی خوش ۱۲ سے متحول از تحول بمعنی پریشانی و تغیر ۱۲ سے مزاج بجائے مد بمعنی خوش کلامی ۱۲

آنرا یک جا کرده و خرقه ساخته بودم در میان راه از من دزدان بردند این پیراهن شیخ مرا باشد بجائے همین را نگاه دارم و بدل همه را کافی و بسنده باشد شیخ فرمود زین الدین پیراهن دیگر بیار و پیراهن خویش می کشید وی گفت که هیچ مگو آنچه بر تو دزدان کردند تو هم بر ما از آن کم نکردی خادمان از غایت خنده در پیش ایستادن نتوانستند همه گریختند از پیش رفتند بعد نماز خفتن ذکری در باب تشعب مذاهب بود فرمودند یک مسئله که در دین زیادتی افتاده همین تفاضل صحابه است حقیقةً فضل عند الله معلوم کسے نیست جز به دلیل و دلیل تا هر کسے را چه دست دهد تعلق بدین مسئله کردن چندان فائده ندارد و در قوت القلوب می نویسد قال علیه السلام اصدقکم ابوبکر و اعدلکم فی دین الله عمر بن الخطاب واحلمکم عثمان واقرءکم ابی واعلمکم بالحلال والحرام معاذ بن جبل واقضاکم علی وهذه خصلة جامعة بخصائل اجمع وهذا مقام المحبوب المراد اصدق شما ابوبکر است و اعدل شما عمر و حلیم ترین شما عثمان خوانندہ ترین شما ابی و دانا ترین شما بحلال و حرام معاذ بن جبل و حاکم ترین شما بحق علی است و حاکم بحق نباشد تا اعدل و اصدق و اعلم و اقرا نشود لیس صفت اقضا جامع و صفات مرکوزه است و این مقام محبوب مراد است که هر جا که صفتی حمیده باشد در ذات او بکمال و تمام موجود بود اختلاف مسئله خروج مومن بعصیان از ایمان در ایام مصطفی نبود در ایام حسن بصری زاد مردم همه متحیر ماندند حسن بصری رض بر امیر المومنین حسن بن علی نبشت انتم اهل بیت رسول الله مثلکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها غرق وتردّی شما اہل بیت مصطفائید صفت شما صفت سفینهٔ نوح است هر که بر و سوار شود خلاص یابد و هر که از و تخلف کند غرق شود و هر که تعلق بشما کرد خلاص یافت از غرق شدن در عصیان و ضلالت و هر که از شما تخلف کرد غرق شد و هلاک گشت و در دریائے خیالات شما بفرمائید که درین مسئله حق چیست همه ال ندیم و بحال داریم و جز آن باطل باشد نبشت چنانکه مذهب اهل سنت و جماعت است و کذالک مسئله خلقت قرآن و عدم خلقت او هیچ در عهد نبی نبود و کذالک سایر مذاهب وملل بعد رسول الله زاد و بحال بنیاد خرابی اسلام شد فرمودند اما عهد نبی اهتمام بذنوب و تعاظم شان او چندان بود که آن را اندازه نیست و هیبتے عظیم و تعظیمے تمام در سینهٔ صحابه و اہل بیت رسول الله داشت با اندک گناهے غمے و اندوهے بیش آمدی چنانکه یکے از دین برون آمده باشد امیر المومنین عثمان را چه کردند گفتند کدام کفر کرده بود و کدام گناه کرده بود بجز چند سیرتے که در ایام نبی نبود پیدا آورده بود اما هیبت گناه در دل ایشان سخت بود خوف خدائے بر ایشان غالب صغیره بر ایشان بمنزلهٔ کبیره بود و کبیره در شدت و غلظت بمثابهٔ کفر بود اما مذهب حق همان بود که امیر المومنین حسن بر حسن بصری رض نبشت و فرمود در آنچه انک عائشه شد کنیزکے بود او را طلبید

لہ ملل جمع ملت بمعنی مذهب ۱۲ سے تعاظم بمعنی بزرگ خیال کرنا ۱۲

علی پیش رسول اللہ آورد گفت اے سیاہک ماست بگو درمیان را چہ بود کنیزک گفت واللہ یا نبی اللہ آمدہ ام
از عائشہ ہیچ سگے گناہے احساس نکردہ ام مگر یک گنہ گفت آن گنہ چیست گفت وقتے کہ آرد و خمیر
کند پوست کہ بزرگ است پفت زند دور کند سبحان اللہ درآں وقت ایں گنہ بود آہے زد و ایں بیت خواندند

بیت گر عشق حق خویش طلب خواہد کرد … پس مرعیاں را کہ ادب خواہد کرد

و فرمودند معاویہ در ایام خویش برائے ام المومنین عائشہ را دو ہزار درم فرستاد گفت فقرا را خیر کنید و خود
صایم بود و دانے بر سرمایہ داشت تا نماز شام ہمہ داد کنیزک آمد گفت بی بی اگر یک فلوسی برائے نان خورش
میداشتی ویک درمے برائے دانے چوں بوی گفت اے کنیزک نیکو می گوئی بحکم مرا یاد نہ داد تو چرا یاد نہ دہانیدی و
گفت[1] اے کنیزک بشنو مرا رسول اللہ صلعم فرمود کہ آتریدین ان تلحقنی بی یوم القیامۃ قلت بلی یا
رسول اللہ قال فعلیک بعیش الفقراء اے عائشہ میخواہی کہ روز قیامت بمن برسی گفتم آرے یا رسول اللہ
میخواہم پس گفت بر تو باد احسان فقیراں۔ ہمہ سخن درمیان حکایت پیری افتاد فرمودند قال اللہ تعالٰے
ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق اے فی الخلقت ہیچ پیری نیست کہ در و حسرت نیست کدام عیب پیری
بالاتر ازیں باشد کہ در پیری نسبت بخفت عقل وسبکی مزاج کنند اگر کارے کند کہ در فہم بعض نباید گویند
فلانہ پیر شد عقل بباد داد و ہمیشہ معارف عارفاں در تزاید است الی ان یبلغ المرء الخرف[2] فیختل
عقلہ تا آنکہ بحد خرف رسد عقل او مختل گردد معارف از تزاید باز ماند ہیچ مصیبتے در پیرے بالاتر ازیں نیست
ابناء ثمانین عتقاء اللہ چوں قوتے نماند اعضا مفاصل سست شدہ ست و پا بیکار گشت لابد عتقاء
اللہ باشد و ایں ہم گفتہ اند در ہشتاد سالہ البتہ تفاوت مزاج ہست چوں خرف شد بحکم جنون شد عتیق اللہ شد
بعد ازاں فرمودہ انس رضی اللہ عنہ روایت می کنند کہ کان عمر رسول اللہ صلعم ثلاثا وستین سنۃ ولم یشب
من لحیۃ الا عشرون او ثلث شعرات رسول اللہ شصت و سہ سالہ بود کہ از موئے مبارک محاسن
ہیچ سپید نشدہ بود جز دو موے یا سہ موے باکسے کہ حکایت میکرد او پرسید لم و قد اسن چرا سپید
نشود کہ رسول اللہ عمر دراز شدہ است انس گفت ان اللہ لم یشنہ بالشیب حق تعالٰی او را عیب
پیری نداد مروی علیہ گفت اھو شین پیری عیب است انس گفت لیس کل یکرہہ نہ آنکہ ہر یکے
از پیری را کارہ[3] است و فرمودند ہر چہار یار رسول اللہ را عمر نزدیک بود بعضے را شصت و دو و بعضے را شصت و سہ

[1] یعنی چونکہ مانگے وہ گری ہی ہیں ہیچ احادیث میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ آٹا گوندھنے میں سو جاتی ہیں اور بکری آٹا کھا جاتی ہے ۱۲

[2] الخرف از خرف مشتق است کہ بفتح خا و کسر را بمعنی سخت پیر بہت بڑھاپے کے حواس درست نہ ہوں ۱۲

[3] کارہ بمعنی کردہ و ناگوار ۱۲

و بعضے را شصت و پنج تا ہفتاد سال از ہفتاد سال عمر ہر چہار یار رسول اللہ بیشتر نشدہ است آرے ایام عمرت
و قوت و تجربہ و پختگی و کمالیت عقل و فہم از پنجاہ تا شصت و از شصت تا ہفتاد است چوں از ہفتاد گذاشت
البتہ ذبول[1] و خمولے و سستی و ضعیفی در اندام او پیدا آید کہ از کارہا باز آرد و عاجز کند و فرمودہ اند اول کسے کہ
پیر شد مہتر ابراہیم بود بجرد آنکہ نظر او بر موئے سفید افتاد بترسید و از خدا پرسید کہ ایں چیست فرمان شد
ھذا الوقار ایں موجب عزت و وقار است گفت اللھم زدنی وقارا خدایا زیادت کن وقار مرا الحمد للہ
از وقت ساکت بودند بعد ازاں روئے مبارک بلطف و رحمت بجانب کمترین بندہ گاران خویش کردند
مخصوص نام بندہ خویش بر زبان در بار آوردند کمترین بندگان را ہمتی افزود و راحتے رو نمود و خوشی دست
داد کہ در زمین و آسمان نگنجد و عرش و فرش و کرسی را مقام خویش ندید۔ فرمودند محمد در عوارف می گوید کہ
کامل را ذوق سماع نباشد وابستہ ترین غلامان حضرت معلا عرض داشت کہ ایں کامل است کہ آفت انتہا
عشق بدو رسیدہ او را از و حیرت و باوے چیزے نگذاشت واصل شد عادت بر وصول گرفت بعد اعتیاد[2] و
ذوق رفت سوختہ ماند ہمہ راحت و خوشی از و رفت باوی چیزے نماند بندگی مخدوم فرمودند کہ عشق
را دو آفت است یکے آفت ابتدا دوم آفت انتہا و تمام ایں در مجلس روز چہار شنبہ گذشتہ است فرمودند
آرے نیکو میگوئی اما از خود اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا باشد و ہمہ او ضائع گردد و ہیچ
با او نماند انتہا ممدوح کہ آفت بدو رسیدہ باشد آن ست کہ دریں بیت اشارت کرد **بیت**

عجبے نیست کہ سر گشتہ بود طالب دوست … عجب ایں ست کہ من واصل و سرگردانم

روز جمعہ بست و ہفتم ماہ شعبان

بعد ادائے نماز فرمودند تیسیر الصحابہ کتابے کہ از آں تصنیف صاحب شرح آثار مزین است و اوعن ابن
عمر رضی اللہ عنہ کنا فی زمان النبی علیہ السلام لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم نترک
اصحاب رسول اللہ لا نفاضل بینھم ابن عمر روایت کرد کہ در زمان نبی علیہ السلام مقابل ابوبکر
کسے را نمی داشتیم بعد از و عمر بعد از و عثمان و بعد از و علی و باقی صحابہ یکدیگر را فضل نمی نہادیم وھذا ایدل
علی ان ابابکر افضل ھذہ الامۃ ھو کان اول الرجال الاحرار اسلاما زیرا چہ اول از
مردان و زنان و کودکان و غلامان باتفاق روایت مسلمان اوست قال الخطابی قولہ ثم نترک
بین الصحابۃ لا نفاضل بینھم اراد بہ الشیوخ وذو الاسنان وکان علی فی زمان رسول اللہ

[1] ذبول پژمردن یعنی لاغری و پژمردگی ۱۲ ۔ [2] اعتیاد یعنی عادی ہونا ۱۲

حدث السن ولا ینکر احد فضل علی بعد عثمان وقال بعض السلف هو افضل من عثمان
وللمتاخرین فی هذا مذاهب وبعضهم علی تقدیم ابی بکر من جهة الصحابة وتقدیم
علی من جهة القرابة وقال قوم لا نقدم بعضهم علی بعض وکان بعض المشایخ یقول
ابوبکر خیر وعلی افضل قال باب الخیریة غیر باب الفضیلة وهذا کما یقول ان الحر
الهاشمی افضل وقد یکون العبد الحبشی خیر من حر الهاشمی فی معنی الطاعة
لله تعالی والمنفعة للناس وباب الخیریة متعدیة وباب الفضیلة لازم۔ امام
خطابی گفت معنی قوله لا نفاضل بینهم پیران وخداوندان عمر ومانند از صحابهٔ رسول الله مراد اند وعلی از ایشان
نیست زیرا چه او جوان بود وقت رسول الله بندگی مخدوم فرمودند ودیگر ابن عمر میگوید ثم نترک اصحاب
رسول الله او داخل در اصحاب نیست او داخل اهل بیت است با او متحد است وسخن در فضل یکے از
یاران دین که بشرف صحبت رسول الله مشرف شده وبقرابت دینی برو نسبت یافته بر دیگرے از ایشان است
واو پسر است او داماد است او برادر است او یار است او شرف یاری تنها ندارد او درین قسمت ومعدود داخل
نیست تا او هم از زمرهٔ[1] ایشان بحال او آید چنانکه اگر یکے از امرا بادشاه و اعوان[2] او فضل یکے از متعلقان ویاران او
بر دیگرے گوید اهل بیت بادشاه از پسر و برادر و داماد دران جمله داخل نباشد کذلک مرید پیرے اگر ذکر یاران
ومریدان پیر خویش کند ویکے را افضل بر دیگرے گوید اهل بیت داخل دران نباشد این قدر بعرف معتق و
معلوم است وهم خطابی گوید که هیچ یکے فضل علی را بعد عثمان بر سایر صحابه منکر نیست بلکه بعضے از سلف
صالح او را بر عثمان فاضل کنند ومر متاخران را درین باب مذاهب است بعضے گویند علی بجهت قرابت فاضل
بر همهٔ ابوبکر بجهت صحبت وبعضے گویند ابوبکر خیر الصحابه وعلی افضل الصحابه وخیریت دیگر است وافضلیت دیگر
چنانکه گویند حر هاشمی افضل است از بندهٔ حبشی ولیکن باشد که در طاعت خدا ومنفعت مردمان عبد حبشی اکثر
خیر باشد از حر هاشمی باب فضیلت لازم در ذات مرد است اما خیریت متعدی لازم چه باشد یعنی هر کس
هاشمی شدن نتواند مگر هم از آن اصل بود اما خیریت متعدی ست یعنی هر که هست بجهد وجهد خویش خیر تواند
شد وفرمودند در شیخ الصحابه می نویسد که ابن عباس روزے از مسجد با عمر بازگشته در خانه می آمد عمر
گریست وگفت چنین نمی بینم مگر اجل من نزدیک رسید ابن عباس گفت اطال الله عمر امیر المومنین
ودراز باد عمر امیر المومنین عمر گفت سبب این کار یعنی خلافت نیک متالم گر اسپارم ابن عباس گفت
ما تقول فی عثمان قال انه کلف باقاربه او گرفتار بدوستی قرابتان خود است باز ابن عباس

له زمره یعنی جماعت وگروه ۱۲ ۔ که جمع عون یعنی مددگار ویار ۱۲

گفت ما تقول فی صاحبنا یعنی علیاً چه میگوئی در صاحب ما یعنی علی عمر گفت هو لولا فیه
فکاهة[1] اگر نبودی در روے طیبت[2] ومزاح بود لایق است هم این جا سخن در مزاح صحابه افتاده
فرمودند رسول الله را مزاح بودی ولیکن بغیر حق وصدق نگفتی ومیان صحابه هم بودی روزے ابن مکتوم اعمی
خواط[3] انصاری را گفت مرا حاجت بول است در گوشه ببر که آن جا فارغ شوم در میان چارسوے
بازار نشاند ورفت چون ابن مکتوم برائے بول نشست خلق فریاد کرد حیران ماند چاره نبود ازین فضیحت
چون از بول فارغ شد سوگند خورد که خواط را یک روزے چوب بر پشت اوزنم یکبارے ابن مکتوم در
مسجد بود وعثمان نمازے می گذارد وخواط آمد بر ابن مکتوم اعمی اشارت بعثمان کرد وگفت اینک خواط
نماز می گذارد ابن مکتوم آمد بزد عصائے محکم بر پشت عثمان خواط از پیش رفت عثمان حیران ماند ابن
مکتوم شرمنده شد روزے دیگر رسول الله با ابوبکر جائے در غزوهٔ[4] خواط را فرستاد وابوبکر شخصے را از
صحابه محافظ وامین کرده بود بر طعام اصحاب خواط آمد طلبید او را نداد سوگند خورده گفت آنگه می روم
ترا بفروشم قافلهٔ سوداگران آمد رفت بر ایشان که غلامے دارم فصیح اللسان ملیح الصورت نیک
معروف کسے نداند که غلام است بر دست شما می فروشم ایشان قبول کردند گفت او فصیح اللسان
عربده[5] بسیار خواهد کرد سوگند آن خواهد خورد که من غلام کسے نه ام من از قریشم شما استوار ندارید او را بگیرید
وبند کنید وببرید ایشان قبول کردند بعد دینار فروخت کرد وگفت او عربده ناک است زبان نیک فصیح
وسلسل وروان دارد نخواهم که شما او را استوار دارید فریفتهٔ سخن او شوید ایشان گفتند نخواهیم شد ایشان
را برابر آورد واز دور صحابی را نمود رفت ایشان آمدند یکایک او را گرفتند که تو غلام مائی خواط خوندگار
تو بر دست ما فروخت او هر چند که زبان می کند در غضب می شود ایشان میگویند خوندگار تو بر ما گفته بود که
نیک زبان فصیح دارد طوق در گلو کردند روان داشتند این خبر بابی بکر رسید حیران ماند کسان دوانید ایشان
را باز آوردند مال ایشان داد از ایشان رها کنانید واین خبر پیش رسول الله عم بردند رسول الله تا یک سال هر بار
که خواط آمدی این قصه یاد کردی وخندیدی ودر ایام جاهلیت در میان بادیه عورتے دو مشک بر پیش نهاده
شهد می فروخت خواط آمد گفت مشک بکشا ببینم که شهد چون است کشاد قدرے چشید وگفت دوم بکشا
ببینم دهن مشک را بدست خود گرفت مشک دوم کشاد دهن او از دو گیرانید وبعد از و گفت نترس من رسیده
بارے دهن این مشک هم بگیر تا من او را عقیله کنم هایم شهد تو بجرم او بدو دوم دست مشک دوم هم گرفت

له فکاهت بضم اول یعنی مزاح وخوش طبعی ۱۲ ۔ که خوش طبعی ۱۲ ۔ که خواط نام انصاری ۱۲
که غزوه یعنی جنگ ۱۲ ۔ ه عربده یعنی فریب ۱۲

هر دو دست او را معلق داشت و عورات ایشان را از ارخند نیست فوته برگرفت و با وکارے بد کرد بعد
از انکه فارغ شد عورت گفت لا ینهاك الله ترا این گوارا نه باد بعد اسلام این قصه بر رسول الله رسید
رسول الله خندیدی و گفتی یا خواط ما فعل جملك ذرنحا چه شدلے خواط آن شتر رمیده تو خواط
گفتی عقله الاسلام یا رسول الله اسلام او را عقیله کرد و در قید آورد و از رمیدن بازداشت و روزے
مقداد و اسود پیش رسول الله که در مسجد با جمعے از صحابه نشسته بود خوشه خرمائے بیاکر خصم را پیش در داشت
درون مسجد آورد و هیچ نگفت رسول الله دانستند مگر هدیه آورده است همه سیر خوردند بعد خوردن خصم را آورد
پیش ایستاده کرد که مال این خوشه خرما بدهید رسول الله خندید و فرمود مال بدهند و گفت من احدی بهالك
یا مقداد این حرکت کے از کتابان تو است اے مقداد و رسول الله صلعم چون انس را که خادم بود نسبت
بناوانی کردی گفتی یا ذالاذنین و در واقع دراز گوش بود.

روز شنبه بست و هشتم ماه شعبان

وقت چاشت برهمنے بپائبوس آمده بود و برهمن گفت چهل و هشت سال است که در طلب کسے میگردم
که او نفس خود را شناخته باشد و این معنی تحقیق کرده که خارج از وجودی نیست فرمودند او آن شخص دست
که دل را کسب کرده باشد و برای کسب دل عملی مخصوص است آنکه دل را کسب کرد او نفس خود را شناخت
او دانست که خارج از وے چیزے نیست برهمن گفت بزرگی در میان ما بود چهل گان روز چیزے نخوردے و در
کے ندیدے هم در کسب دل بود فرمودند اگر چهل روز گذاشته چهل سال نخورد و یا بکلی ترک آرد و چشم بجلے بندد این جمله
عمل جوارح باشد ما این را الباب نگوئیم این کسب دل نیست بدین دل بدست نیاید براے کسب دل عملے دیگر
خارج از این جمله اعمال است لمحه بجانب این ضعیف دیدند و فرمودند منتهای سلوک ایشان تا این جا است که گرسنه و
طاعت یکسان شود و فرمودند علمای ایشان چنین گویند که تناسخ است البته هر که میرد و باز خواهد آمد اما تا در شکم که
بیاید و بکدام صفت بیاید سگ شود یوزنه شود مار شود آدمی شود پادشاه شود گدائے شود اگر عمل نیک کرده باشد
در شکم بزرگی فرود آید و الا معیوب فرود آید و جز آدمی شود هندوئے بود پرسیدم که شما چرا گوشت نخورید گفت
آن زمان که این در شکم آدمی فرود آید و من گوشت این را خورده باشم با من عداوت بندد اما سالکان ایشان
بدین آیند که تا هست هست باشد و چون برود آید همه را خالی کند هیچ نماند و باز گشتن و آمدن معنی ندارد و چیزے
و بیخے و قیلتے و حسابے که ما می گوئیم ایشان با جمیع از آن شوبے و خبرے ندارند چندین بار علما و سالکان ایشان
با من بدعوی و بحجت آمدند عهد بدین کردند که سخن هر که مستقیم شود باید که دیگرے اتباع او کند عقده و شفقت همین

قرار گرفت گفتم اول شما بگوئید گفتند تو بگو من کتاب سنسکرت ایشان خوانده ام و افسانهاے ایشان می
دانم من اول از آن ایشان گفتم ایشان هر یک را بدل و جان قبول کردند که آرے از آن ما همین است بعد
از آن شروع در بیان دین خویش کردم و هر یکے را مقابل کردم بعد زان ترجیح دادم متحیر شدند گریستند یکسر بزمین
زدند افتادند چنانچه بت رامی پرستند بهمچنان پیش من کردند گفتم این ضایع است میان ما شرط بود که سخن هر که
مستقیم نشیند دیگرے اتباع او کند ورنه او گیرد وگیرے گفت زن و فرزند و قبیله دارم وگیے گفت چکنم آمد هر چه
آمد بزرگان ما برین رفتند بر پے ایشان ما را ایمان دعوی داری از آن ایشان از سالها مخصوص هم براے مباحثه
برمن آمد نیز با او همین شرط کردم قبول کرد و نشستیم بحجت برو گفتم اقرار کرد آغاز کرد که آنچه تو می گوئی بدلیلے و براهینے
کرد آنچه من بشنیم راست آید پس روے تو کنم در بیان کار متحیر ماندم ما با فضائے و اعمالے مخصوص داوکا ذران اعمال
بدون ایمان میسر نشود ماندم باز گفتم البته یک سخنے بگویم بر آن دل بنهد دل او در قرار باش است مصفا است البته چیزے
بیند که بروعظمت این دین کنایه سخنے تعلیمش کردم با ما در بازآمد مراد در برونی بدون زمین میبایدی آید گفت جائے
عین تو که گفتی من گفتم دیم بران طریق دل نادم و دیدم که من در چهرے استم وآن نیک تاریک و تنگ و موحش
چنانکه دست و پا جنبانیدن نمی توانم وگرد برگرد من مار و کژدم و کرمش و جز ایاچه بسیار و دیدم مقامے وسیع
صفت است مصفا و منور بساطهاے فاخر از هر جنس فراز کرده تو آن جا نشسته و عظمت و عزت ترا و نظافت
و لطافت این مقام را نهایتے نیست من گفتم مرا بر خود برار این تنگیچه بکش شما گفتید آن جهری خود را بکش
برمن بیا گفتم اکنون چه میگوئی مسلمان شو تابع من باش گفت بازدر سامانه[1] بروم زنے نو کرده ام او را
بیارم گفتم تو می گریزی هرگز ایمان نیاری آں که رفت باز نیامد و فرمودند که قدیم الایام میان ایشان نکاحے
نبود دختر که چون بالغ شدی هر جا که خوش آمدی رفتی غرض خود حاصل کردی شیخ برهمن دیو که اصول دین
ایشانند محبت کشتی بکلی بهوتی و از جوتی و ششد یوپا (۱) جود هشتر (۲) نکل (۳) بهیم (۴) ارجن (۵) سهدیو[2] و
پنجلی و سیوراج از یک پدر نبوده اند و پدر هیچ کے معلوم نبود که کیست مادر ایشان کنتا نام داشت ششم
پسر هم زاد و از روے پسران دیگر شرمنده شد که خواهد گفت که این مادر هنوز از این کار باز نیامد آن را
کرن نام نهاده بود پیچیده در جامه بکناره آبے رفت میان آب انداخت آمد آب او را برود در کناره قصر بادشاهی
متصل کرد بادشاه دید گفت این جامه پیچیده چه میرود آوردند دید پسر است بر خود داشت بجائے پسر پرورد
چون بزرگ شد نیک قوی و توانا که هیچ کسے او را بس آمدن نمی توانست گفتند برین قوتے که تو هستی زاده این
پادشاه نه این قوتے که تو داری دلیل میکنند که تو از آن این نه شکم میان دو انگشت گرفتے بربستے

[1] نام مقام است ۱۲ [2] در نسخه دیگر اینجا مختلف نوشته اند بهیم و ارجن و ششدیو و نکل و سوراج

مسی پر آب زدی گذاره کردی از هر کسے پرسید گفتند تو زادهٔ کونتا مستی و برادران تو پنج نفر اند که برگشته
شده است سفر کرده آمد جائے که ایشان می بودند تخت در بت خانه خوردی که ایشان آنرا مہرتی گویند در آمد
در تاریکی نشست ماند یعنی هر کسے بیاید از ایشان پرسم قضارا ماده او کونتا آمد برائے بت پرستی کردن دست
انداخت بر ته بند او چنانچه کسی خواهد که کشاید کونتا جامه از دست او رها کنانید برون آمد رفت بر بهیون گله کرد
بهیون گفت ته بند او به ته بند مادر یست رفت باز کردن دست بر ته بند انداخت بهیون با او در افتاد و او بهیون
را بر زمین زد بهیون گفت من ندانستم که از تو غافل بودم مرا بر زمین زدی این بار گر بر زمین بزنی ترا مرد دانم باز
در افتادند این بار بهیون کرین را زد فرود انداخت حالی بود کناره بر سینه اش زد او فریاد بر آورد گفت نیکو کردی
برادران من این جا اند ترا نخواهند گذاشت پرسید برادران تو کجا اند و نام ایشان چیست بهیون برادر آمد گفت راست
بگو جز از پنج نفر پسرے دیگر هم زادهٔ می هستید چه بسیار کرد گفت آرے بهیون گفت چنیں بلائی زاد. او را سر کرده گشتند
مگر بزید البته در دوزخ رفت این بلا میان ایشان عظیم گشتے است این را کو هیچ می گویند از بر که این ز این باد و
نشینند و در مجلس در نیاید مگر آنکه دوازده روز و شب با حال باید او برهنه ایستاده باران بخورد یا آنکه دوازده
سال در سفر باشند برادر گفتند چه کنیم گفت اگر با مان اختیار خواهید کرد خواهید مرد باری همیں اختیار سفر کنید
همچنان کردند می گشتند از شهرے بشهرے می رفتند در شهرے آمدند بادشاه آن شهر برکت مهمان خانه ساخته بود
و دران خانه چهار پایه نهاده از آهن و تیر و کمانے از آهن بران داشته و خسته بر بسته آویخته بود ارجن آمد این
صورت دید گفت این برائے چه چیزے کرده اند راست نشست کمان گرفت تیر در کمان نهاد گذاشت خسته را بزد
بران بادشاه خبر کردند او دختر خود را با رجن داد و بهیون برادر آمد و گفت که ارجن را کتخدائے نیکوئی خوبی افتاد مادر
حکم کرد گفت بگوئے هر پنج قسمت کنید بستانید و این یک زن میان پنج برادران بود نوبت بر هر یکے
رفتی بعد نماز خفتن کمترین خدمتگاران پرسید که میان صحابه کسے را بعزولی[1] نسبت نه کرده اند فرمودند در تواریخ می
نویسد که چون احزاب گرد مدینه آمدند مردے از ایشان اسپ سوار حصار مدینه در آمد صفیه عمه رسول الله آن جا بود
حسان را گفت این را بکش حسان عزولی کرد نتوانست کشت صفیه از بالا بام نیزه انداخت و بکشت و رسول الله
در حرب احد سعد وقاص را می گوید فداك ابی وامی و حسان را می گوید که اهجهم فان روح القدس
معك اے سعد وقاص تیر انداز فدا تو باد مادر و پدر من و اے حسان قریش را هجو کن جبرئیل با تو است
یاری ده تست کاریکه از کسے می آید او را همان کار می فرمایا آری از مقتضی شاعری همیں آید و در بیان حدیث
کل مسکر حرام فرمودند در تحریم خمر جز نبایت ضابطه والندام عقل چیزے دیگر نیست پس تقیید یک صفتی دون صفت

لے عزول یعنی بزدل بد دل کہ شجاعت کی ضد ہے ذہاب یعنی جانا ۱۲

اخری بر معنی باشد هر چه مذہب[1] عقل بود همه حرام باشد گو کمترین خدمتگاران از سبب تحریم خمر و قصه آن پرسید
فرمودند روزے حمزه[2] شراب خورده ماده شتر فاطمه را پی کرد علی برسول الله گله کرد رسول الله برخاست بر حمزه
رفت دید رنگ سبے بنجار و سخنان پریشان می گوید درین وقت با او مقابله نکرد با علی گفت علی یاد داری که
زخم ماده شتر فاطمه حمزه را روزے بکوزد چون در حرب احد بر حمزه چیزے که گذشت فرمودند اے علی دیدی زخم ماده
شتر فاطمه بر حمزه چه کرد و جمع از صحابهٔ انصار یکجا شراب میخوردند دست شدند هر یکے بر دیگرے تیغ کشید چیزے نمانده بود
که قتلے عظیم بزاید چون این دو حادثه شد آیت تحریم نماز در حالت مستی آمد فرمودند لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى
عقلاء صحابه و مردمان متفکر تکلفے کردند که این دلیل اشارت بتحریم خمر مطلق است زیرا چه نماز روزے پنج بار و شراب
را اثرے مطول چون در نماز پیشیں خورد حال نماز دیگر چه باشد چون وقت چاشت خورد حال نماز پیشیں چه شود
بعضے بکلی ترک آوردند بعد زاں آیت تحریم مطلق و تخمیش[3] یعین نازل شد۔

روز یکشنبه بست و نهم ماه شعبان

بعد نماز پیشیں بحث توفیق میان احادیثے که در باب عدوی[4] و تطیر و تفاؤل وارد است بود بندگی
مخدوم ابقاه الله علی وجه الدهر فرمودند رسول الله صلعم گفته است لا عدوی ولا طیرة فی الاسلام
یعنی زحمتے یکے را شود از وی بدیگرے تجاوز نکند در دین اسلام این نیامده است و هم چنیں فال گرفتن از پرنده
و یا از چهار پایان یا آنکه یکے گوش می زند تا کسے چه گوید و چه پیش آید بر حسب آن حکم کند خواجه ذکره الله بالخیر
فرمودند این معنی کلی نیست حدیثے دیگر هم عدوے هست در بعضے دیگر هم نیست علی هذا معنی لا عدوے
فی الاسلام این باشد لے لا اضاف الحکم الی العدوی یعنی عدوی باشد یا نباشد نسبت بعدوی نکنند
اضافت حکم بخداست۔ عدوی هست و لکن بارادهٔ الله تعالیٰ و آنجا که عدوے نیست این حکم هم
بحکم الله است چنانکه گویند اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ الْبَقْلَ اسناد انبات بربیع اسناد مجازی است اما حقیقت
این است که اَنْبَتَ اللّٰهُ الْبَقْلَ در ربیع الله سبحانه این خاصیت نهاده است که انبات بقل کند اسناد
بسبب کرده است و آن مجاز است[5] و احادیث دیگر چنانکه فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ و
دیگر الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ و دیگر انا بایعناك فارجع هم برین معنی و لا
عدوی گفتم اثبات شد جائے شبه نماند و اضافت دخول در جنت بعمل صالح و صحت باد و به همیں معنی دارد

لے مذہب یعنی لے جانے والا ۱۲ سے مرم خیال کرنا ۱۲ سے نحس شمار کرنا ۱۲ سے شدی ہونا ۔ یعنی ایک سے تجاوز
کرکے دوسرے تک پہنچنا ۱۲ ھے علم بیان میں اسناد کی دو قسمیں کی گئی ہیں، ایک اسناد بوجہ سبب کے ہوتا ہے اس کو اسناد مجازی کہتے ہیں
اور ایک سبب کی وجہ سے اُس کو اسناد حقیقت ۱۲ لے یہ حاشیہ صفحہ (۱۲۲) پر ملاحظہ ہو ۱۲

وسعت و دخول بفضل اللہ تعالیٰ است اضافت بعمل داد و یہ اضافت مجازیست چنانکہ گفتیم در بیان قولہ علیہ السلام الشراب فی ثلاثۃ انفاسٍ أمرأُ وَأشفٰی وَأهنأ وَأبرأُ[1] آب خوردن در سہ دم گوارتر است و شفا دہندہ تر و خوش آئندہ تر فرمودند برمن کوزۂ از شیشہ بود موازنہ یک جرعہ آب گنجد در ایام صوم دوام وقت افطار ہماں آب بودی تا یک ہفتہ تمام شدی و بیشترے[2] در ایام تموز بودی جملہ کارہا می کردیم و چندگان کردہ روزے برائے زیارت شیخ قطب الدین و برائے زیارت شیخ نظام الدینؒ در ہفتہ چندبار ملاقات شیخ و ہر روزی برائے تعلیم می رفتیم و کشتی و جستے و تماشائے دیگر می کردیم و ہیچ وقتے التفات بطعام و آب نمی کردیم و گاہے برائے افطار مضطر نشدہ ایم بسببے خارجی آمدہ است افطار کردہ شدہ است۔

روز دوشنبہ سی ام ماہ شعبان

وقت چاشت طرفے از فتوحات خدمت شیخ نظام الدین قدس اللہ سرہٗ و خرچ و بذل شیخ و شفقتے کہ در باب عوام بندگان خدا و خواص ایشاں داشتہ بود بندگی مخدوم فتح اللہ المسلمین بطول بقائہ فرمودند خسرو خاں را دانچہ تعلق سلطان تغلق شد در خانقاہ شیخ یک لک تنکہ برائے شیخ فرستاد و پنجاہ ہزار برائے سید حسین و برائے خادمے دیگر سی ہزار و برائے خادمے دیگر بست ہزار کمترین بر اعلام بندگی شیخ زادہ ہزار تنکہ بود روزے خانہ خواجہ اقبال پسر آمدہ بود سماعیکہ بحبس بندگی شیخ کردہ بود پنجاہ ہزار تنکہ دراں سماع خرچ بود و یک سماع دیگر در خانہ کرد و دراں ہم پنجاہ ہزار تنکہ خرچ بود و در وقت علائے آن قدر مال خرچ سماع نمود آں مقدار کہ خرچ کنندہ توان کرد و اگر شیخ کسے را چیزے دادے و دادنیدے فرمودی اقبال بدہ دست بکیسہ بردی تا از نصیب او ہرچہ بیاید از تنکہ زر و نقرہ دہ و پنج و دو و چہار دادے شخصے را شیخ برائے بعضے یاران دو بست خرما تعین کرد خواجہ اقبال در حجرۂ میوہ فرستاد و گفت آنکہ توانی بستاں دو بست آنجا ہم باقی از آن تو باشد رفت درون حجرہ دید انبار خرما از یک سر حجرہ تا سرے دیگر پُر کردہ اند خرمنے بزرگ زدہ اند آں مقدار کہ توانست استد دو بست آنجا داد باقی خود استد و خدمت شیخ ہر بارے کہ بزیارت شیخ الاسلام قطب الدین آمدی میان راہ فواحش کہ خیمہ زدہ نشستہ بودند و جہی

ضمیمہ ۱ یہ حدیث شریف اُن مرتبضِ رئیس حضرات کے متعلق ہے جو حضور کے پاس بیعت کے واسطے آئے تھے حضور نے اُن سے زبانی بیعت لی اور ارشاد فرمایا کہ انا قد بایعناک فارجع یعنی ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی ہے اب اپنے گھر جاؤ ۱۲

۲ تموز رومی زبان میں اُس مدت کو کہتے ہیں جس میں آفتاب برج سرطان میں رہتا ہے اور چونکہ اس زمانہ میں بہت شدت کی گرمی ہوتی ہے لہذا فارسی میں تموز کے معنی مجازاً شدت گرمی کے لئے جاتے ہیں۔ ۱۲ (غیاث اللغات)

فرمودی کسے برا ایشاں فرستادی و گفتی کہ بگویند کہ شیخ می فرماید کہ قدرے بروید و در سایہ بنشینید تا آنکہ جملہ فواحش آں روز بروں می آمدند شیخ را انتظار داشتہ می بودند و ہر بار سلام می کردند و در میان راہ پیشتری ایستادند شیخ وجہی معین فرمودی تا آنکہ آں مقدار برائے ایشاں وظیفہ متکفل شدہ بود و دو عُرسہا البتہ برائے ایشاں زلہ و چیزے وجہ فرستادی برائے بعضے دو زلہ و دو تنکہ نقرہ و برائے بعضے یک خواجہ ابو شخصے بود کہ از پیشوایان خواجہ اقبال بودی گفت کہ روزے مرا خواجہ اقبال یک زلہ و یک تنکہ نقرہ داد کہ فلاں فاحشہ را کہ فلاں محل پردہ زدہ نشستہ است بدہ بہ رفتم او را رسانیدم دامن گرفت ایستاد کہ وظیفہ من دو زلہ و دو تنکہ نقرہ است یکے از میانہ تو بردہ من سوگند می خورم کہ خواجہ اقبال یکے داد استوار[1] نمی دارد آخر الامر بہزار دشواری خلاص جستم بر خواجہ اقبال آمدم قصہ باز نمودم تا کہ شیخ از بالا شنید گفت لالا ابو چہ می گوید خواجہ اقبال گفت می گوید فلاں فاحشہ چنیں می گوید کہ وظیفہ من دو زلہ و دو تنکہ نقرہ است یکے از میانہ بردی شیخ فرمود بیچارہ راست می گوید از آن او دو زلہ و دو تنکہ نقرہ وظیفہ است یکے دیگر برائے او ببرند و فرمودند کہ روزے بندگی شیخ در کنارہ جمنی[2] چاہے بود عورتے را دید آب می کشید رفت بر سر او ایستاد گفت اے عورت در کنارہ جون تو مشقت کشیدن آب از چاہ چرا می بینی آں عورت گفت چکنم شوہرے فقیرے دارم برائے خوردن طعام بر ما نیست و آب جون گرسنگی آرد برائے آنکہ گرسنگی زود نگیرد آب چاہ می بریم آب جون نمی خوریم شیخ ایں سخن شنید ایستاد و چشم پر آب کرد گفت لالا در غیاث پور ما خانہ عورتے بدیں فقر باشد کہ آب جون نمی خورد خوف گرسنگی زود باشد ایں را بپرس کہ در خانہ تو ہر روزہ چہ بس می کند آں مقدارے ناغہ مرتبے[3] برسانند از روے پرسیدند برآورد گرد و در خانہ آمدند خود فرستادند و شیخ فرمود بگوئے آں قدر روزینہ از مالبستاں و آب جون بخور و فرمودند روزے در غیاث پور آتش گرفت ایام تموز[4] شیخ بالا بام میان آفتاب ایستادہ پاپے برہنہ طاقیہ بر سر تا آں زمان بود کہ آتش فرود اشت خواجہ اقبال طلبید فرمود برو خانہا را بشمر بس ہر خانہ دو گان تنکہ نقرہ و دو گان زلہ طعام و یگان سبوئے آب سرد ببر خانہ آتش سوختہ و خلق خانہ بیچارہ و مضطر حیران ہمدیں میان ناگاہ خوانچہ طعام و سبوئے آب سرد فرستادہ شیخ رسیدہ و تنکہ نقرہ دراں ایام از جہیز[5] نیم می گشتند بلکہ چیزے فاضل ماندی دو زلہ برائے طعام تمام روز با جمیع خلق خانہ کفایت کند و آب سبوئے سرد دراں چناں وقت نیک عزیز باشد فرمودند شیخ می گفت وقتی ملے ہے نیک عزیز مقدار لسیر

۱ استوار نمی دارد یعنی یقین نہیں کرتی ہے ۱۲ ۲ دریائے جمنا کا قدیم نام ہے ۳ مخفف ماہ بہ ماہ ۱۲ ۴ ایام شدید موسم گرما ۱۲

۵ یعنی دو تنکہ میں تمام ضروری سامان سے بیفکر ہو جاتے تھے ۱۲

در غایت جمال و لطافت بر سر من طالع شده و خطاب می کند وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
من شرمنده می شوم و سر فرو می کنم و می گویم که این خطاب مخصوص پیغامبر علیه السلام است بنده
نظام کدام کس باشد که بدین خطاب مخاطب گردد هر بار که سر فرو می کنم و متحیر می شوم باز بر سر من
بری آید و خطاب می کند وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

در مذمت دنیا و اہل دنیا

زمانی سخن در مذمت دنیا و اہل دنیا بود فرمودند حاتم اصم بیشتر مسافر بودی در بغداد تاجرے
بود مسافران را فرود آوردے و خدمت ایشان کردے ہم در جماعت خانہ او فرود آمدے روزے دید
تاجر ساختہ شدہ از خانہ بیرون می آید حاتم پرسید تا کجا است این ساختگی گفت قاضی محمد مقاتل الترمذی
فعلی است و متدین عادل است و صاحب فتوت است زحمت دارد بعیادت اوی روم گفت
چنین کسے را کہ تو می گوئی مارا ہم باید کہ او را ببینیم تا در قاضی آمدند در قاضی دید طاقے بلندے و سنگ
خشت و چوبہا آوردہ درون و بیرز شد و در آن دکانچہا بوریائے لطیف و دلیچہائے طریف فرازید مردمان
از ہر جنس آن جا نشستہ بیشتر رفت در دیگر صحنے دگر دید آن جا ہم جامخانہا و بوریاہا فرازیدہ و مردمان ہجوم
آن جا نشستہ اند بیشتر شد صفہ کشادہ دید کلفے و لباطہائے لطیف فراز کردہ و مردمان بزرگ گرد بر گرد تخت
قاضی نشستہ و قاضی غلطیدہ است تاجر بیشتر شد دست قاضی گرفت قاضی را پرسش کرد قاضی محلے
نشستن فرمودہ حاتم اصم بیشتر شد دست قاضی گرفت پرسید او را ہم محلے نشستن فرمود حاتم نہ نشست
ایستادہ ماند باز قاضی گفت بنشین گفت مسئلہ سوال دارم گفت بپرس گفت برخیز بنشین مسئلہ
شرع است قاضی بتکلف بہ تکیہ خاست و نشست حاتم پرسید از مصطفیٰ بشما رسیدہ است کہ خانہ از
سنگ و خشت و گچ بر آوردہ است و صفہ چنین و چنین و لباطہا و زلیچہا گفت استغفر اللہ وقتی رسول اللہ
را این نوع نبود حاتم گفت أَيُّ عُلَمَاءِ سَوءٍ عن اقتدیتم بفرعون وقارون أم بمحمد و اصحابه
اے علماء بد سیرت بہ عمل اقتدا کردہ اید بفرعون و قارون یا بمحمد و اصحاب او شما رہ نمایان دین محمد اید
شما رہزنان دین محمد اید عوام خلق امرا و سلاطین بر آنند کہ ایشان علما اند ہر چہ ایشان کنند رسول اللہ
و اصحاب رسول ہمان کردہ اند ایشان ہم ہمان کنند گمراہ کردید و شما ضلق و اضلق باشید فازداد
القاضی مرضاً رحمت بر قاضی از این زیادت شد این حکایت در بغداد فاش شد ہر کسے بر حاتم گفت
چنین کسے را کہ تو قبول کنی رقاشی باشد او در رے است میان بغداد و ری مسافت بعید است سفر کرد

در جماعت خانہ رقاشی[1] رفت نشست رقاشی درون طلبید گفت آمدہ ام مسئلہ از شرع پرسم باز گردم درون
برائے چہ آیم رقاشی بیرون آمد میان ایشان ملاقاتے و مصافحہ شد گفت شیخ آمدہ ام تا وضو کردن از تو
بیاموزم آوندی آبے آوردند حاتم دست شست سہ بار مضمضہ کرد خوے آب دگر خواست تا چہارم بار مضمضہ
کند رقاشی گفت این چہارم خوے مستان گفت چرا گفت زیرا چہ این اسراف ست گفت ایہا الشیخ خوے
آب را اسراف گفتی این فرچینی داوصدی کہ برنشست این لباطہا و این جامخانہا و چندین چیز اسراف نیست
این یک خوے آب اسراف ست رقاشی شرمندہ شد درون رفت در البست ماند تا چہل روز ایک بار
ے کسی نشود آخر الامر تارک شد و تجرید گشت.

در بیان ادعیہ و تاثیرات آن

نکتہ سخنے در ادعیہ و تاثیرات آن بود فرمودند آثار دعا این چنین است کہ شبہہ دارد اما خوانندہ باید
کہ بشرط خواندن بخواند امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ وقت نماز خفتن از مسجد بخانہ می رفت مردے دست
بریدہ پیش ایستادہ نالید امیر المومنین علی را شفقت آمد دست بریدہ او را گرفتہ بر محل او داشت و چیزے
خواند دست چنانکہ بود ہمچنان شد آن مرد نیک خوش شد از انچہ خواند بتضرع و زاری و جہد بسیار پرسید کہ
چیست امیر المومنین علی فرمود فاتحہ خواندم خوشتر شد و گفت کہ ہر بار فاتحہ خوانم دست من نیکو شود بار دیگر دزدی
کرد گرفتار شد دست بریدند فاتحہ خواندہ دست بر محل داشت ہیچ اثرے نشد بار دیگر خواندم ہیچ فائدہ نداشت
گریان بر علی آمد کہ اے علی دست باز بریدند فاتحہ می خوانم ہیچ دست باز نمی گردد برائے خدا مرا بگو با فاتحہ
دیگر چہ خواندی علی فرمود جز فاتحہ چیزے دیگر نخواندہ ام تو اگرچہ خوانی اما خواندن نمی دانی گر این بار دست نیکو
شود از دزدی کردن توبہ کنی گفت توبہ کنم باز ہمان فاتحہ خواندہ دست بر محل بریدہ نہاد ہمچنان شد کہ بود
اما بخواندن دعا بعد ثبوت اخلاص رجاء ثواب و امید قبول متحقق و متیقن است و لیکن ظہور تاثیر جز بشرائط
خوانندہ نباشد. بعد نماز پیشین ذکرے در باب امراضی بود کہ بغیر مادہ باطنے ظاہری شود فرمودند البتہ تفحص
در سبب خارجی می باید کرد یا دل دادن کسی یا سحر و افسون کسی در مجالس ابو علی فارمدی می نویسد کہ بول خواجہ
ابو سفیان ثوری بر حکیمے نصرانی بردند دید گفت کہ این بول کسی است کہ جگر او در محبت خدا سوختہ شدہ
است و ایمان آورد خواجہ ابو علی می نویسد الحق بانصاف می توان گفت بول ایشان بہ از قول ماست
لمحہ سخن در لباس مشائخ بود فرمودند پیش از این مشائخ را صورتے ممتاز و لباس جداگانہ از عوام نبود اما
امام اعظم را کہ در بنگار بردند ہم از این سبب از آن روز مشائخ لباسے ممتاز و جداگانہ کردند و حکایت کرد کہ

[1] رقاشی ایک بزرگ کا نام ہے ۱۲

حکایت خواجه ابوتراب نخشبی

خواجه ابوتراب نخشبی روزے در راہے می گذشت شخصے گاؤمیش خود را گم کرده بود تنها میان راه شیخ را یافت گفت گاؤمیش مرا تو بردی و مردم صوفی را اعتباری و تاملی و نظری در حوادث بر غلاے قعاے و تماشار تمتع باشد هیچ جوابش نمی دهد درویش می بیند و تامل می کند که چوں آں مرد شیخ را متامل دید دانست همیں دزد است دوال کشید بر پشت مبارک زدن گرفت و شیخ می خندید هیچ جوابے نمی گفت او زیاده تر در گمان می افتاد که اگر دزد نیست متحیر و متامل چرا می نماید تا آنکه هفتاد دوال بر پشت مبارک زد همدریں میان مردے در راه می گذشت دید خواجه ابوتراب است دوال آمد بر آں مرد گفت اے بدبخت اے احمق ایں خواجه ابوتراب نخشبی است چه میکنی چوں آں مرد نام شیخ شنید پشیمان شد لعذر پیش آمد شیخ فرمود آنچه تو کردی از تو ندانستیم از خدا دانستیم از تو خوشنودم تو هیچ از آں من نکردی آں مرد گفت اگر شیخ در خانه من بیاید و طعام من بخورد من بدانم که شیخ از من خوشنود است قبول کرد بخانه اش رفت نان سپید و بیضه پیش آورد و نفس خدمت خواجه ابوتراب نخشبی دوازده سال و یا چه مقدار آرزو نان سپید و بیضه داشت با نفس خود گفت اے نفس نان سپید و بیضه را آرزو کردی تا هفتاد دوال پشت بخوردی بتو ندادند باز اندیش هر بار که آرزوے دیگر کنی ایں مقدار بلا کشی آں گاه ترا از روے تو بدهند

حکایت خواجه سلطان ابراهیم بن ادهم

خواجه فرمود که سلطان ابراهیم ادهم با قافله در شهرے می آمد امیر قافله با ضابط[2] شهر گفت که با ما سلطان ابراهیم ادهم است او هر طرفے کساں را فرستاد تفحص سلطان نکرد میخواهد پاے بوس کند سلطان ابراهیم ژنده در بر کرده و سرے گرد آلوده وا فراشته موے گرد آلوده می آمد ترک بچه هم از کساں او که بطلب او بروں آمده است از شیخ پرسید که سلطان ابراهیم را دیدی کجاست سلطان الاولیا فرمود چه خواهی کرد آں گناهگار ترین بندگان خدا را و دولت ترین انسان محمد را ایں مرد غضب کرد گفت همچو توئی سلطان ابراهیم را که او ایں چنیں و چنیں می گوئی چابک بر آورد آں قدر که توانست بر پشتش می زد شخصے آشنا آمد و گفت اے ظالم ایں سلطان ابراهیم است مرد با عتذار[3] و استغفار استاد سلطان فرمود مرا چابک ہائے زدی مزید ہا[4] شد اکنوں بو اسطائے که ایں مزید و ترقی شود او را دعا بدهیم وا زو نرنجیم و فرمودند سبحان الله چه ایام بود خواجه ابویزید بسطامی را جرمے بر دوش و جرمے در برو سبوے بر کتف هر روز

لے صنع خلق، صنعت، دکاں گری ۔ ۲ے ضابطه، حاکم، منتظم ۔ ۳ے اعتذار بمعنی عذر خواہنا ۔
۴ے مزید ہا بمعنی زیادتی و ترقی ۔

می رود و در دجله و آب می آرد اینک ایام سلوک آنا در زمانه ما هیچ وقتے میسر نشود روزے در خطیره شیرخاں خواستم که سودا کنم چند چیتل بر دست گرفتم رفتم در دکانه هیزم فروشے گفتم هیزم بده او حیراں ماند و روے من می بیند که ایں مرد چه می کند بعد جهد بسیار هیزم داد آں را در بغل کردم و رفتم در طباخ دو چیتل دادم و گفتم شوربا بده خلقے گرد آمد من بطریق تماشائے در پیش شدم خلق در عقب سبحان الله ایں چه پیش آمد مقصود هجوم و بازی گری نیست باز گرد آں کار نگشتم دیگر فرمودند جمعه هم در مسجد بودیم باران بارید من تا قریب نماز دیگر هم در مسجد بودم بیگاهان بروں آمدم دیدم که ... بست درویشے شبینان نام لنگوته در ته و طاقیه بر سر پیراهنے باریک کهنه در بر در سمت آفتاب نشسته است جوانے چندیں از و گذشته اند ایں نشسته می خندد مرا گفت ایشاں که می روند همچنیں می گویند که اینک چیزے نیست چیزے است اکنوں تو چه میگوئی من گفتم کجا من و کجا حدیث عشق ... زمان می آمدم و ایں بیت با خود گفتم بیت

بے صبح شبے خواهم کو را غم خود گویم
من گریم و او خندد تنها من و تنها او

... گفتار من او را خوش آمد گفت بیا بنشیں با او زمانے بنشستم آں اسرار که قاضی عین القضات ... خواجه محمد غزالی بعبارت ہا گفته اند و بدال می گذارند می انداز ند همه آں عبارت اینک می گفت ... فرمودند استدن خواهر در بیانه رفته بودم از بیانه می آمدیم سلطان فیروز در تلهیه بشکار رفته است خلق از هر جنس اختلاط می کند از دور دیدم جوانے چندے اند سوار و همان شبینان زیر درختے ایستاده ایں جوانان شبینان را بچابک سخت می زدند من نزدیک شدم شناختم همان شبینان است آں سواران مرا دیدند آشنا بودند همه از اسپ فرود آمدند با ما ملاقات کردند پرسیدم که ایں درویش را چرا می زنند گفتند مخدوم اگر شما بشنوید آں چه او می گوید شما شکم او را بدرید خواستم تا از آں باز دارم طرف من تیز دید یعنے اگر تو مرا تعریفے کردی من ندانم تو دانی من هم با خود گفتم بگذار تا بزنند رفتم و در ایستادم نظاره می کردم ایشاں می زدند تا آنکه دیدم مرا بیگاه می شود من گذشتم نمی دانم تا چه قدر دگر زدند والله اعلم۔

بعد نماز خفتن ذکرے در باب رعایت کساں و ملازماں و متعلقان پیر افتاد فرمودند رعایت ایشاں دولتے عظیم و اثری تمام دارد کسے را که ایں دولت دست داد البته ازیں کار برخوردار و در قدمی ثابت گردد

وعلم دولت او برآید و میان یاران شیخ نظام الدین رعایت کہ خواجۂ ما از آن متعلقان شیخ میکرد یاری دیگر نمیکرد و جفا و قضا ریاران آنچہ او کشید دیگری نتوانست ومیان ہمہ یاران جز علم دولت خواجۂ ما بر نیامد جز قدم او ثابت نگشت ومیان خلق جز قول و فعل او حجت نشد روزے خود حکایت میفرمود روزی در اودھ حسن میمندی مطرب شیخ نظام الدین در ہوا کودکی میگشت و مشوق او بزنگی را از اودھ لباچہ[1] پوشیدہ دید آرزوی لباچہ او کرد حسن گفت این لباچہ جز مولانا محمود اودھی نیاید دست نہ خواجہ میگوید برمن آمد و گفت کہ لباچہ فلان برائے من بہ حال من حیران ماندم کہ لباچہ مردی چگونہ بہ ہاتم برمن کتابی بود ہر بار آں مردی طلبید نمیدادم ہماں کتاب بدست کردم درخانہ او رفتم پیش وماند نشستم آں مرد شنید کہ مولانا محمود آمدہ است حیران و تحیر ماند پیش درمن او چگونہ آمدہ است و دواں آمد ملاقات کرد آں کتاب بدست او دادم حیران تر شد گفت بچندیں آرزو طلبیدم ندادند امروز چیست خود بدست خویش آوردند گفتم لباچہ کہ تو پوشیدہ بودی بیروں رفتہ بودی مرا بدہ وایں کتاب بستان فی الحال لباچہ آرانید مرا داد درخانہ آوردم حسن میمندی آمد از من برد فرمودند والله اعلم درعصر جنیدکیان کیاں بودہ اند ہمچو جنید بلکہ بالاتر از و واما علم دولت کسی بر نیاید نیز از آن جنید و حکایت کرد کہ روزی نفس خواجہ ابو یزید مقدار وقت گفتن کلمہ سبحان الله وقت خاست برائے تہجد کاہلی کرد خواجہ بجود باز آمد ایشاں عجیب قومی اند شب و روز در گرد کار خوش باشند ہر چہ ایشاں را پیش آید تامل در قول و فعل خویش کنند ہم از خود دانند در تامل و تشارب خویش تفحص کردہم از خود دریافت کہ یک قدح آب بر معہود زیادت خوردہ شدہ است سوگند خورد کہ شش ماہ و در بعضے کتب سلوک می نویسد یک سال نفس خود را آب ندہم آں روز رسید کہ نفس را آب دہد رفت در گورستان بسطام نشستہ بود در خاطرش آمد ز ہے کار کہ خدا مرا توفیق داد برائے یک قدح آب کہ بسبب آں وقت خاستن مقدار کلمہ سبحان الله کاہلی کرد چندیں گاہ آب ترک آوردم اعرابی اعوری شتر سوار پیدا شد بایزید بنور باطن دانست کہ ایں مرد یکے مقربان حق است بزمین اشارت کرد پایہائے شتر او بگیر زمین پایہائے شتر بگرفت آں مرد اعرابی بایزید را گفت اے طیفور تو مرا کرامت خود مینمائی یک چشمے کہ بستہ ام بخواہم کشاد تا بسطام فرود خواہم برد ایں گفت و شتر از و رواں و گفت ایں دم بر مقصد کردہ بودم مرا خدائے گفت بایزید را نظر بر خود افتادہ است او را دریاب فرمودند خواجہ ابو سعید ابو الخیر در شہرے در آمد بر دروازہ آں شہر دیوانہ را دید بنور باطن شناخت کہ ایں شہر در ولایت ایں دیوانہ است پیش او

[1] لباچہ، اسکو لغت میں قبا پر لکھا ہو بالا پوشی اور قبا کے معنی میں آتا ہے اسی کو اردو میں لبادہ کہتے ہیں یہ جگہ کا نام ہے حضرت بلند پیر کا وطن ہے ۱۲

او آمد وگفت خواجہ اگر اشارت شود در شہر شما در آیم دیوانہ گفت یا ابو سعید در آئی بشرط آنکہ خیانت نکنی شیخ درون رفت ناگاہ ظالمے مسکینے ظلمی میکرد خواجہ ابو سعید خاطر داشت تا ظلم از و دفع شود بعد آن یاد آورد کہ من گفتہ بودم کہ خیانت نکنم و در ولایت او خیانت افتاد بروم ہم از و عذر خواہم باز بر دیوانہ آمد دیوانہ گفت بو سعید ادایم در ولایت ما خیانت کردی گفت آرے بخشندہ باشید گفت بخشم اختیار بدست تست بر خیانت زخم یا بر امانت ابو سعید بلرزید گفت بر امان زنہار و جائز اگر توانی گفت سہ روز مہلت یابم گفت مہلت دادم آمد سہ روز مراقبہ بود سیوم روز جان بحق سپرد۔

روز سہ شنبہ غرہ ماہ مبارک رمضان

ذکری در بیان ایں حدیث بود چوں رسول الله در سفر رفتی ایں دعا خواندی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَھْلِ وَالْوَکِیْلِ تو یاری در سفر یعنی رفیق و خلیفہ در اہل و در ولد یعنی باقی بعد مائی مارا شہودی فانی است ترا شہود بر دوام است ہم با مائی در سفر و ہم با اہل بیتی بعد ما ہر کہ بعد کسی باقی ماند اطلاق لفظ خلیفہ بروی درست آید فرمودند مرا بعضی مردان رسیدہ بودند کہ در اجازت نامۂ شیخ الاسلام نظام الدین کہ برائ مولانا محی الدین کاشانے نبشتہ بودند دراں شرائط ذکری بود وان تصدقت ھذا فانت خلیفتی والا فالله خلیفتی علی المسلمین خدا را خلیفہ گفتن چہ معنی دارد یعنی کہ در حدیث است کہ تو دائمی و باقی بعد مائی باعانت و ہدایت خلق اگر تو بر شرائطے کہ نبشتہ ام باشی از جہت من بجائے من باشی برائے دعوت و ہدایت خلق خلق والا خود ثابت و محقق است کہ خدائے باقی بعد من برائ ہدایت و دعوت ایشاں سوی خویش است بعد یک چندیں باری عہد نوشتہ از شہر نہروالہ نبشت کہ مادر و پدر مانع است و اگر نہ پابوس آمدہ شدی کمترین بندگان عرضداشت - در ہر گامی ہزار بند افزرفت زیں گرم روی بند شکن میباید بندگی مخدوم گفت آری ولیکن ایں در تعلیم کسی نیست امروز نا و در الظلم ونہ راضی باآمدن او باشم واما اگر مردی دل جازمہ دادہ میباشد ہر چند کہ او راہ بندید ہیچ کسی از وی راضی نمی باشد او چکند باز در دل خویش ہماں بلائی باید فرمودند در ابتدا کہ والدہ بودند بر شیخ نگردہ بود اصلا صیوم دوام دلی من رہیدار شدن من یک ساعت راضی نبود تا آنکہ پیش خواجہ کردم فرمودند والدہ مولانا فخر الدین رازی برای مولانا دختر برادر خود گفتہ بودند بعد ازاں کہ مولانا آمیوند کرد مولانا بوقتی و کاری مشغول شیخ از طرف دختر جہد کردن گرفت نبشتہ آمد کہ ایں کار کنید یا مارا اجازت باشد بجائی دیگر دہیم والدہ مولانا گفت اگر ایں کار نکنی من از تو راضی نباشم مولانا در ماندہ شد مرا گفت پیش خدمت شیخ بردیم تو از جہت من عرضہ دار شیخ نگی

[1] یوستہ یعنی نامہ یعنی خط یا کاغذ وغیرہ ۱۲ [2] اگر ان شرطوں پر تم قائم رہو گے تو تم میرے خلیفہ ورنہ خداوند تعالیٰ میرا خلیفہ ہو مسلمانوں پر ۱۲

خواجه ما رفتیم هم بدین نیت که آنرا بگیرد رانیم تا خواجه فرمان چه دهد پیش شیخ رفتیم چنان بذوق حکایت مشغول شده بود
که ما را فراموش شد چون خاستیم مولانا فخر الدین را یاد آمد طرف من دید مرا یاد آمد پیش شدم قصه تمام عرضه داشتم
گفتم مولانا مشغول بفرمان خواجه است پروائے جز و کر ندارد خواجه مصلائی داوند گفتند برای والده مولانا است بیا
بدست او بده و سلام من بگوئید و بگوئید تو مادر نسبی منی و من پدر دینی ام چنانچه فرمان شما باید کرد و فرمان من هم
می باید بجا آورد بمجرد که مصلای شیخ بدست او دادند این سخن گفتند چشم پر آب کرد و گفت بابا فخر الدین من از
حق خویش باز آمدم تو دانی و فرمان شیخ چون این حکایت خواجه تمام کرد مصلائی بدست من داد بر والده گفتم و مصلا
بدستش دادم های های گریست و گفت میدانم شیخ مصلا برای آن فرستاده است تا من ترک تو بگیرم اکنون
ترا از جانم هر چه شیخ فرماید تو دانی لیکن با اینهمه از مزاحمت خالی نبود تا آنکه صحبت مولانا علاء الدین و مولانا
صدر الدین طبیب و مولانا جمال الدین مغربے شد در خوردن و حکایت و سخن گفتن والده از آن ما لکین افتاد
کاری براد خود دید ماند تا آنکه شیخ در پرده شد سالها متجسس احوال من بوده و مرا معتقد نبود یعنی اوقات گفتی که مرا [illegible]
از دی یعنی از والده والد مرید شیخ الاسلام نظام الدین بود و از صوفیان دیگر که یاران در خانه می آمدند
می گفتند که درویشان این چنین باشند که در دکان بنگ فروش بروند جو این بخورند تا خلق دانند بنگ خورند کسی را
نیاید ایشان با خدای خویش بفراغ دل مشغول باشند و بعد چند روز یک مشت نخود بجوزند آری درویشی عظیم کاریست
هر کسی را دست ندهد آخر وفا یابی که از خانه زاد بعضی از انجا خبر کردم مرا دیوانه گفت چون همان پیش آمد اعتقاد کرد گفت
هر [illegible] و اندر چنین حال زال هفت هشت خانه بجز ده تو زاده منی از اول حال تا هشتاد سال تجربه
معاینه کردم آنچه از شیخ فرید الدین و شیخ نظام الدین و شیخ نصیر الدین شنیده ام از تو همان دیده شد هر که ترا دید
ایشان را دید بعد از آن بر نیالچه خود نشستی و در سرای کهات بعد آمدن من نماندی سرای گذاشته نیالچه خویش
بیش من فراز کردی خود گوشه گرفتی [illegible] فرمودند کی از علامات صدق نبوة ایمان اهل بیت است زیرا چه ایشان
در جمله افعال و احوال و ظاهر و باطن مطلع اند پس اگر خلاف در وی شدی ایشان مطلع شوند ایمان نیارند اول کسیکه با ابراهیم ایمان
آورده ساره زن او بود و اول کسیکه بمحمد ایمان آورد خدیجه زن رسول الله بود و رسول الله بست و پنجساله بود و او چهل ساله
که در نکاح رسول الله آمده بود و از بست و پنجسالگی تا چهل ساله جمله احوال ظاهر و باطن او مطلع بود بعد و اول بهو ایمان آورد
و رفع شبه رسول الله که دلها است فرشته نیست [illegible] کمترین خدمتگاران عرضه میدارد و این قصه تمام در بیان مولد
و بعثت نبی در مجلس چهاردهم ماه شعبان روز شنبه گذشته است بسبب تکرار نوشته نشد و فرمودند رسول الله صلعم را از زنی
دیگر فرزند نبود جز یک پسر که از ماریه قبطیه ابراهیم نام بود و اول دختر که در بعثت زاد فاطمه است و پسری دیگر زاده بود
عبد مناف نام داشته بود هم در ایام فترت[1] نقل کرده بود و یک پسر که از ماریه قبطیه بود و ابراهیم نام او نیز در حیاة نقل شده است

[1] فترت۔ یعنی زمانہ کہ گئے ہیں جو دو پیغمبروں کے درمیان میں واقع ہوا ۱۲

عائشه نه ساله بود که زفاف شده بود و هژده ساله بود که رسول الله نقل کرد یعنی سخن در بیان بستن صوت و قول هندوی
و بسیط افتاد فرمودند باید که صوت بسیط و قول و غزل و هر چه بندد بر مناسب بیت بندد و جمال پرده گویند اگر جهت
نسبت بیزاری و تضرع و عجز و انکسار میکنند و جمال نوع بندند و همراه جاه صوت انگیزند و جمال را ادا کنند و کذلک اگر
تمنع[1] و استغنا و تعاظم در بیت حکایت میکنند همان نوع در سرود اشارت کنند و کذلک ناز و کرشمه و غمزه و کذلک
وصف خد و خال و جز آن فرمودند درویشی بود برهمن آمدی او در کار سرود ممتازی بود و در ره حوض سلطان کنیزکی
میگذشت سبو بر سر کرده در غایت ناز و کرشمه و صورت خوب خود را ساخته در راه پای نهاده سرودی خوشی گویان
میرفت برآن درویش گفتم توانی که بر بندے همین وضع رفتار و منع ناز و کرشمه و خوشی که درین کنیزک هست و صورت
تمام همین صورت بر بندی او فی الحال تمام آورد صورت بربست و فی الحال گفت سبحان الله از طوق بشری خارج است
هیچ نگذاشت بیک نظر همه در بیان صورت آورد و فرمودند بسیطے که از آن این دو بیت بر بسته اند نیک مناسب افتاده
بیت ما طبل شادمان و کوس چه بیباک زدیم ٭ عالی علمش بر سر افلاک زدیم ٭ از مهر کی غنچه[2] می خواره به صد بار کلاه تو بر خاک
زدیم ٭ والد در خانه شیخ بابوی ستاری این بسیط بولا آن میگفتند میان ایشان میر قصیدند ایشان عمل آتش [illegible]
[illegible] آورده بودند و موازنه هفت گان سیری حجره آتش[3] در میان می انداختند و والد را التفاتی نبود و هم در زیر پای میکرد و پامال
میکرد و التفات نبود چون در خانه آمد پایش دیدیم هیچ اثری سیاهی هم در پای والد نبود گویا که بر دیباه حریر رقصیده است
و شیخ بابو در سماع چشم بسته رفتی تا آن زمان که دست و پا گشتی کلی کر شدی چنانکه کی زده باد صرع باشد و آب
بینی و آب دهن درویش او چکیدی هر خط بیرون می آوردند آب برو میریختند قدری وقت میگذشت آخر هم
بر آن طریق باز رقص کنان در سماع رفتی باز همان صفت بیرون می آوردند اما والد را هیچ تغیری نبود اول آخر
با مولانان و طوایف دیگر شنیدی و هیچ التفات نداشتی و با شیخ بابو چیزی بود از نعمت حق و لیکن آخر از وی
رفته بود و بادی نمانده بود هم از اینجا ذکری در باب خلوص عقیده یاران شیخ الاسلام نظام الدین که بر شیخ بود
فرمودند والد میگفت یاری از آن شیخ در میان لب آب نزیده کلاه شیخ [illegible] بوده بود غرق شد و از آن من هم غرق شد
من گذشتم بسبب عیال و اطفال والا او همانجا نشست یا من اینجا بمیرم نه طعام خورم و نه آب دریا شیخ همان کلاه من
بدهند و او را غنودگی آمد ناگاه شیخ خود آمد همان کلاه داد و غایب شد حاضری پرسید یعنی خدمت شیخ خود بوده اند
فرمودند چه ایشان مرده اند ایشان از چشم ما غایب شده اند صورت ایشان نیست حکایت میکردند که مولانا شهاب الدین

[1] تمنع ۔ بلندی ۔ علو ۱۲ [2] غنچہ [illegible] ساقی شراب پلانے والا لڑکا ۱۲ [3] حجرہ آتش [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نام دریائے معروف در ہند ۱۲

میگفت سگی یعنی شیخ نظام الدین می فرمودند که بزرگی نقل بکرد وصیت کرد که بر جنازه من هفت روز سرود سماع گویند
بعد ازاں دفن کنید همچناں کردند هفتم روز آن بزرگ خاست رقصی کرد باز آمد بر جنازه خود غلطید من میگویم سه روز
بر جنازه من سرود بگویند بعد ازاں دفن کنید فرمودند مولانا شهاب الدین تو برخود گیر که این کار بکنی چه دانم غلاماں بکنند
یا نکنند بر جنازه شیخ امامت شیخ رکن الدین کرد بعد آوار نماز ختم مطربان را آوردم پیش شیخ رکن الدین گفتم که وصیت
بر خیله بود گفت این مرد همیں ساعت خواهد خاست و خواهد رقصید فتنه در جهان قایم خواهد شد برای خدا مکنید من گفتم
وصیت کرده بود گفت فردا قیامت خصم این وصیت منم سلطان محمد نایب غیبت بود بعد دفن او شنید بسیار افسوس کرد
که چرا مرا خبر نکردید من وصیت بجای آوردم شیخ را دفن کردن نمی دادم و او اگرچه حاضر بود و جنازه شیخ بر سر کرده بیرون آورده
بود و لیکن دران هجوم کجا می آید و که مید انست که او کجا است بعد ازان دیگر ذکری در باب بیوفائی طایفه قوالان بود
فرمودند ایام ابوسعید ابوالخیر قوالی بود تنبور زن پیر شد اهل خانه اش بیرون کردند که گدایی بکن و روزگار بگذران بیرون
قصبه مهنه[1] گورستانی بود تنبور را ستد انجا رفت نشست تنبور کشید و رو بحضرت حق آورد و گفت خداوندا سالها
تنبور پیش بندگان تو زدم امروز من پیر شدم مرا خریدار کسی نمانده است امروز مرا خریداری کن تنبور بر در تو میزنم تنبور
میزد و این رباعی میخواند هست رباعی مقبول تو غیر مقبل جاوید نشد ؛ وز لطف تو هیچ بنده نومید نشد ؛ مرحمت
بکدام ذره پیوست وی چگان ذره به از هزار خورشید نشد ؛ همین صفت شب گذشت روز شد تنبور را زیر سر نهاد و
خفت هما نجا افتاد ماند بامدادان فرمودند ابوسعید هزار دینار زر آورد و خواجه حسن مودب خواست بردارد و رود بعضی معاران
خانقاه خرج کند شیخ فرمود هم پیش من بگذار بعد ساعتی فرمود که برو در فلان گورستان تنبور زنی هست تنبور زیر سر نهاده
خفته است بر دیده و بگو خدای تنبور زدن تو قبول کرده است ترا اسلام رسانیده است و گفته که این مال بستان
و آنچه دیگر حاجت شود از من بطلبی و بنده ابوسعید را اشارت شده که آنچه او طلبد برسان ـ

روز چهار شنبه دوم ماه رمضان سنه ۸۰۲ه

وقت چاشت بحث سخن در عذاب دوزخ بود فرمودند بعضی صوفیان گویند که دوزخیان را دوزخ عذاب نباشد
زیرا چه ایشان ناری اند از معین قهر اند و نار نیز از معین قهر است و ناری را از نار عذاب نباشد بلکه راحت چنانکه
سمندر در نار و مومنان ماهی اند یعنی از معین لطف اند و جمال اند و این بهشت نیز از معین جمال است چنانکه
ماهی در آب لذت گیرد مومنان در بهشت که از معین لطف و جمال است لذت بگیرند همچنان کافران در دوزخ لذت
از نار گیرند و عذاب را در قرآن مشتق از عذوبه الماء وارند یعنی شیرینی و خوشگوارگی آب ها شد بعض صوفیان

[1] مهنه بکسر میم و سکون ها و بعده نون موضعی است در خراسان که مولد انوری شاعر است ۱۲ چشمه ۱۲

وتابعان او همیران می روند و آن مخالف قرآن و سایر کتب سماوی و جمله انبیا و اولیا است سخن فرخرف نعوذ بالله
جواب اینست سخن شما نیکو آید اگر تن کافر بسیط باشد چنانکه تن سمندر و چون تن انسان مرکب از چهار چیز اضداد است
که از عناصر اربعه خوانند هر یکی مضاد دیگری باشد مثلا آب غیر مضاد نار است و کذلک باد و خاک در نار نیز
نار است لذت گیرد اگر با او ضد او چنانکه آب که معین لطف است مرکب نباشد تمثیل بحوت و سمندر غلط فاحش بود
و چند راحت ایشان بر اعتدال است تا جمیع اضداد او ملایم خویش باید آنکه هر یکی راحت خویش گیرد چنانکه اهل بهشت
را در بهشت باشد و دوزخ منحصر بر ایصال ملایم یک ضد است و احتمال دوم یا بگرم گرم شود و یا بسرد سرد که آن زمهریر است
عذاب همیں است جز درین نمط عذاب کفار را نیست کمترین خدمتگاران عرضه داشت که بعضی مشائخ چنانکه شبلی میگوید
املأها من الشبلی واعف عن عبيدك لتروح الشبلی بتعذیبك كما يتروح جميع عبادك
بالعفو یعنی خداوندا پر کن دوزخ را از شبلی و از بندگان عفو کن تا راحت گیرد شبلی در دوزخ چنانکه راحت گیرند بندگان
بر جانفت از دوزخ و ابو یزید میگوید من هو النار کیف یحترق کسیکه عین آتش شده باشد چگونه بسوزد فرمودند
این سخن از جای دیگر است یعنی ما سوخته آتش عشقیم و ما را عادت بر سوختن بر آتش عشق است تا قوت ما جان
شده است و غذا ما جان آمده و آتش دوزخ یک شراره از آتش محبت باشد بضرورت آتش دوزخ ایشان را نسوزد
کر ایشان همین آتش عشق گشته است و ایشان را راحت با آتش دوزخ باشد که غذا ایشان آتش عشق شده و این
یک شراره اوست و حالت عوام کفار که از ان در قرآن حکایت میکند مخالف این سخن میگوید در باب همه کافران
این سخن ایشان تعلق ندارد برادرم سید ابن الرسول سلمه الله تعالی عرضه داشت ابلیس لعین نار است عذاب
او بدوزخ بکدام طریق باشد فرمودند عذاب عبارت از ایصال غیر ملایم است و خداوند تعالی قادر است که ایصال
غیر ملایم تعیین کنند که بدان مولم و موذی باشد فرمودند در مجلس ابو علی محمد فضل فارمدی می نویسد که فردا قیامت
فرمان شود هفتاد هزار فرشته را که زنجیرها آتشین در گلوی ابلیس کنند در دوزخ بزند هر هفتاد هزار فرشته زنجیرهای
آتشین در گلو آن لعین کنند و یکبار جانب دوزخ کشاده کنند نتوانند جنبانید عاجز شوند تا آنکه بدل مجهود خویش
کنند که لعین را از جا خویش نتوانند جنبانید عاجز شوند و حضرت بنالند خداوندا تو بهتر میدانی که ابلیس را از جا
جنبانیدن نمی توانیم هفتاد هزار فرشته دیگر یاری ده ایشان تعیین شوند با آن لعین را یکبارگی کشاده کنند
نتوانند جنبانید ایشان نیز عاجز آیند بحضرت خداوند تعالی ناله کنند هفتاد هزار دیگر مظاهر[1] ایشان تعیین شوند
ایشان نیز عاجز آیند آخر فرمان شود شما از میان دور شوید حق تعالی بلا واسطه داغ لعنت که بر پیشانی او نهاده است
برگیرد سگی از قعر دوزخ بیرون آید ابلیس را لقمه کند در قعر دوزخ برود برای دوزخ عذاب شود تا ساعتی همین باشد

[1] مظاهر یعنی مددگار معاون ۱۲ منه به اصل ظهیر ۱۲ منه

خداوندا چه بودی اگر آن داغ نهفته که بر پیشانی من بود ابدی بودی فرمودند بر نقش داغ لطفی عبارت از انقطاع تفرقه
است در باطن آن یعنی نوع ابتهال و عذاب تفرقه بعد ثبوت بالاتر از همه عذابها است شهود دوام حضور میطلبد
و فرمودند روزی بایزید بسطامی رضی الله عنه همیشان محمد را از عذاب تیغ خلاص طلبید قبول شد باز مغفرت ابلیس
خواست فرمان آمد او آتشی است تاب آتش تواند آورد و تو خاکی غم خود بخور و زبان این حدیث من قال فی سوقٍ
یُباعُ فیه لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد یحیی و یمیت وهو حیٌّ لا یموت بیده الخیر
وهو علی کل شیئٍ قدیرٌ کتب الله له الف الف حسنةٍ ومحی عنه الف الف سیئةٍ ورفع له الف الف درجةٍ
وبنی له بیتاً فی الجنة فرمودند شیخ بهاء الدین زکریا و شیخ جلال الدین تبریزی بحکم مسافرة می گشتند شیخ بهاء الدین
در شهری که در آمدی گوشه گرفتی مشغول شدی و شیخ جلال الدین تبریزی البته یک گشتی در بازار کردی پرسیدند
که در بازار چه میکردی گفت مرا رسیده است که پیغامبر علیه السلام گفته است که هر که در بازار این دعا بخواند
خدای تعالی در نامهٔ اعمال او هزار هزار حسنه و محو کند از نامه اعمال او هزار هزار گناهان و برآرد هزار درجات بعزت خویش
و بنا کند برای او خانه در بهشت برین نیت در بازار میروم و چند بار کلمه سبحان الله میگویم تو سخن در اعاجیب[1] هفت اقالیم
ربع مسکون بود فرمودند مولانا جمال الدین مغربی گفتی ماهی آن مقدار که گویند مستور مانده که شاید باشد زنان ماهی
را من گز گزدم[3] هفت گز دراز بود و فرمودند در تواریخ می نویسد که در زمین حبشه جبلی باشد ده گز دراز و درختی است که
فروی آن درخت سی هزار مرد بایستد و درختی دیگر که قصر پادشاه بدان درخت است چهار هزار مرد بالائی آن درخت
بیاشد ذکری در باب ملفوظ مشایخ افتاده بود بعد نماز خفتن فرمودند بیشتر نه بر وجه صواب می نویسند هر کسی برای
خویش چیزی می نویسد ملفوظ شیخ نظام الدین که امیر حسن شاعر جمع کرده است آن معتبر است ملفوظهای دیگر
که از آن شیخ نسبت کنند همه باد هواست و ملفوظی از آن شیخ فرید الدین در اجودهن دیدم که آن را نسبت
بمولانا بدر الدین اسحاق میکنند سر بسر همه افترا است میگویند جمع کرده مولانا بدر الدین اسحاق نیست و فرمودند
مولانا محمد نام یارے بود از آن خواجه چند گاهی امامت پیش خواجه میکرد و چیزی تعلم داشت ملفوظی از آن خواجه ما
جمع کرده بود و در آنچه شیخ جانب ... رفته میان یاران خواجه مشهور شد مولانا ... جلدی بزرگی شده بود چون از ... باز آمد
آن نسخه پیش شیخ بردند دید مولانا زین الدین را طلبید گفت تغار بیار آب پر کن این را پاره کن بشو پیش خود بشوید
و ملفوظی که حمید قلندر جمع کرده است مولانا کمال الدین خواهرزاده شیخ مولانا دو چیزی پیش شیخ بر خدمت شیخ دید
گفت من چیزی دیگر گفته ام مولانا حمید الدین چیزی دیگر نوشته است برگرفت بیرون انداخت مولانا کمال الدین
گفت از خدمت شیخ نظام الدین ملفوظی یادگار مانده است از خواجه هم باشد فرمودند چه کنیم فرصت نداریم که این

۱ اعاجیب جمع عجیبه ۱۲ ۲ اقالیم جمع اقلیم یعنی ولایت یا ملک ۱۲ ۳ یعنی من شمار از گز دو لاکه گزدم ۱۲

صحیح کنیم و خدمت مخدوم فرمودند مجلس مولانا حمید الدین یاری چند مخصوص بود چنانکه مولانا آدم و خواجه لدهو شاه و مولانا
شرف الدین و چندی دیگر که ایشان یکجا می آمدند و من هیچ وقتی با ایشان نبودم اگر ایشان بالای بام می بودند میماندم
تا آن زمان که ایشان فرود آیند زیرا چه میدیدم با ایشان هیچ از آن جنسی سخنی که با اهل تصوف و اهل عشق و محبت
نسبتی باشد نخواهد بود و من با یاران مولانا برهان الدین غریب می بودم و با ایشان خبر من و یاران خانقاه کسی دیگر
بودی و با ایشان بیشتر سخن از محبت و عشق و از اعتقاد بر پیر بودی روزی مولانا لدهو شه شرف الدین سخنی
در رضا و بندگی که مرید را باید که در حالت ذکر ربط قلب بر پیر کند ایشان نمیدانند که ربط قلب بپیر چه معنی دارد گفتند
معنی آدم را بگوییم او از شیخ پرسد مولانا آدم پرسید خدمت شیخ گفت سری است میان پیر و مرید چون آنجا
برسند بدانند اکنون مرا با ایشان چه سود کنند چرا در خلوت نروم و یک سخنی از زبان او بشنوم مرا امروز ...
و البته مرید را باید که در خلوة هم بر پیر نشیند هم بر هجوم خلق انحصار نکند وقتی در هجوم بود و وقتی در خلوة باشد از هر درجات
از فوائد شیخ نصیبه بگیرد و فرمودند روزی سید نصیر الدین پیش خواجه خوابی گفت دیده ام که حقه بر دست من است
من سرپوش او را گشاده ام خدمت شیخ الاسلام تعبیر فرمودند که حقه موضع نهانی چیزی است و آن سرپوش باشد گشادن
سرپوش او دلیل بدین کند که ترا از سر نصیبه شود و کشفی از اسرار این قوم نصیبه تو گردد تحقیق سخن در این بود که شاید
مرید را علمی جزوی باشد که پیر را نباشد و بدان فضل او بر او نیاید چنانکه راه بری جماعتی را رهبر بود و راه ناشناسد راه خلاء یعنی
چپ و راست دیا درخت باشد که ره بر آن بگذرد و این شایع را در نظری افتاده باشد از هیئت او و صفت
او و طول و عرض آن بیانی کند که آن ره برنکند باز این همه رهبر رهبر است و بس روبین روبدین آواز رهبری
فرو نیفتاد و این از پس روی برنبر و بدان مانند که گفته اند روا باشد که ولی را علمی باشد که آن نبی را نبوده باشد
و چنین هم گویند که روا باشد مرید از پیر قدم بیشتر کند گویند چنانکه جنید از سری و شیخ قطب الدین از شیخ
معین الدین اکنون این اعتقاد است و در واقع ما چه دانیم که خانقاه شیخ معین الدین چها است که مرتبه شیخ
قطب الدین پیش او چه حد است الله اعلم هم از اینجا فرمودند که هر یکی بر اعتقاد خویش پیر خویش را قطب گوید و قطب
بر چند نوع است قطب ابدال و قطب اوتاد و قطب اولیا و قطب اقطاب و قطب اقطاب را علم کسی در باید
غیر تری او پنهان می باشد سبب پنهانی او این است که در میان مردمان هیچ آحاد[1] باشد بهیئت ستر زل[2] چنانکه گفته
نقیبی خوارے زارے باشد و یا بر زنه بازی کنانده بندگی خواجه گفته که چنین گویند قطب اقطاب در کوه لبنان غاری است آنجا باشد
و اعتقاد او بر این است که گویند خواجه ابو الحسن نوری در کوه لبنان رفته بود و در میان غار قطب اقطاب را یافته بود

۱ آحاد جمع واحد یعنی یک و یگانه ۱۲

۲ ستر زل یعنی فرومایه یعنی بهیئت و شکل مردم کم پایه باشد والله اعلم بالصواب ۱۲

روز پنجشنبه سوم ماه رمضان مبارک

روز پنجشنبه سوم ماه مذکور وقت چاشت ذکری در بیان مراتب حدیث طباع کودکان بود فرمودند در آنچه ابو علی سینا چهار ساله و چهار ماه شد پدر او سینا بر معلم آورد کودکی که اول روز در مسجد آید معلم نزدیک کند بنشاند در آن مسجد چهار صد تخته بوده است نشسته پیش استاد هر چهار صد تخته شنید دوم روز آمد هر که از میان چهار صد نفر در سبق خطائی انداختی او انگشتی معلم دید حیران ماند گفت تو کی خواندی درکی یاد کردی گفت دینه روز بخدمت شما بوده ام ایشان را خواندن شنیدم تمام تختها را یاد شد معلم بجا است در ضابطه رفت که ایچنین فقنه زاد است ضابطه گفت که او را در شهر من تعلمی کسی نکند حکما نیز همین گفتند ابو علی با پدر گفت حکما بر من حسد میکنند مرا در یونان بر حکما یونان بر ایشان ایچنین کسی را دوست دارند بجهد تعلیم خواهند کرد سینا چون این معنی شنید بو علی را بر حکما یونان میبرد نزدیک شهر ایشان رسیدند پدر او بملالت راه زیر درختی غلطید بخواب رفت و بو علی زیر آن درخت نشسته بود دو شخصی از شهر بیرون آمدند یکی سیمیا میدانست دوم کیمیا میان خویش خواستند که دیگر شخصی در علم خویش گویند یکی گفت ایشان نشسته اند دومی گفت یکی در خواب و دومی کودک است از که پنهان میکنی با خود نشسته علم سیمیا و کیمیا بیان کردند ابو علی یاد گرفت چون پدر بیدار شد گفت ای پدر باز گرد که مطلوب خویش یافتم گفت ای پسر از که یافتی گفت دو نفری اینجا حکایت میکردند از کیمیا و سیمیا من هم بدان دریافتم گفت بدین سرعت چگونه باشد گفت اگر استوار نمیداری آستین من بگیر او آستین پیراهن گرفت ابو علی غائب شد باز آمد گفت این سیمیا است گفت کیمیا چیست گفت پیشتر شو گیاهی بچینم ترا کیمیا هم می نمایم تحت سخن در رعایت مریدان یک پیر در میان خویش افتاده بود فرمودند سلطان علاء الدین روزی بر ملک کمال الدین گرگ که متعلع جانور بود و از جهت او متصرف کار دیگر فرمود اینجا آیم چشمهای متصرف جانور بکشیم گفت ای رای پادشاه است هر چه فرمود کسی را بطلب تا بفرستم شخصی را طلبید فرمانی بدستش داد چند سطری توقیع هم نبشت که چشم فلان بکشند آن مرد و جانور آمد متصرف بردن آمد قطعی که فرمان پادشاه را آمده است که طعام و آب و بجز آن خورد و کارها که در آن فرمان مسطور بود و بنفاذ رسانید این مرد خواست که بر آنچه بر راه است بکند ناگاه نظر بر سر او افتاد که طاقیه پوشیده است رسم قدیم اهل دهلی را عادت بودی که طاقیه تا آنکه مرید کسی نشوند بر سر ننهند آخر کار خراسانیان این سیرت را از شهر ابرفند طاقیها بر سر و سر مخلوق در پریشانی های خویش روز و شب باشند خلق بر طاقیه دلیر شد چون این طاقیه دید متامل شد که این طاقیه از آن گست نماید که از آن شیخ نظام الدین باشد خادم پیوند بر شیخ داشت که من آن را که طاقیه شیخ بر سر او باشد بغلطم و این کار بکنم بکنم متصرف

له این لفظ در نسخه دیگر بجهت است نیز در متن حدیث اینکار خطی دیگر هم پرورد است و معنی واحد دارد ۱۲ که نام مقام است ۱۲

آن مرد را در خانه خویش آورد مهمانی بسیار علاحده برای او کرد هر چه برای او میکند آن مرد تنگ متامل می نماید متصرف پرسید که توچرا متامل گفت بر سر تو طاقیه تبرکست گفت از آن شیخ است توقیع کشید بر وی نمود که صورت حال بر جمله است آن شخص متعجب حیران ماند گفت بیرون آی که جای سیاست آنچه فرمانست کنم باز گفت اگر بر سر تو طاقیه شیخ است من این کار کردنی نه ام گفت جای رعایت نیست بر خیز بر آنچه فرمان پادشاه است بکن با همانجا بسر پیچیده در دیوان پادشاه فرمان علائی نه آنچنان بود که یک لحظه تامل باشد زیرا چه خان و مان و اقارب واصل بنیاد آن مرد خراب شود گفت هر چه شود گو شود من بر تو اینچنین نکنم یا تر اهم در حضرت ببرم یعنی دهلی از آنجا روان شدند در میان سلطان علاء الدین روزی بر ملک کمال الدین گفت که در خاطر من می آید چه عجب کاری باشد که اگر چشم آن بیچاره نکشیده باشد زیرا چه آن بیچاره بیگنه هیچ خطائی نکرده است چه آن کار شده باشد ملک کمال الدین گفت احتمال دارد که در فرمان پادشاه تا اطلاع رود آن کار بی شبهه شده باشد و آن مرد امروز یا فردا بی شبهه بیاید آن مرد و آن متصرف اول بر شیخ آمدند کیفیت پیش شیخ گفتند شیخ این معاملت شنید خوش شد فرمود بنیت شما فاتحه بخوانند شیخ فاتحه خواند در کار ایشان ایشان بر ملک کمال از پیش پادشاه بیرون آمد منتظر برای آمدن آن مرد نشسته است ناگاه دید هر دو پیدا شدند ملک کمال الدین هر دو را بر پادشاه رفت گفت کرامت پادشاه ظاهر شد آن مرد او را بسلامت آورد پادشاه طلبید کیفیت تمام گفتند پادشاه خوش شد متصرف را جامه داد هم بدنبال آن کار فرستاد و نان آن لشکری زیادت کرد لمحه ذکری در باب تلقین و تعلیم پیر بود فرمودند شاید مرید را آنچه شیخ تلقین و تعلیم کند اندک داند و بدان التفات نکند زیرا چه شاید چیزی عظیم باشد و در فهم او بخبر نماید بدان جهالت نکند آن از وی برود و زیانی عظیم شود و خسرانی تمام پیدا شود روزی بنده مخدوم مراقبه خویش تلقین کرده بود من کودک بوده ام من فهم نکردم و هیچ التفاتی نکردم از پابوس شیخ بازگشته در خانه خود آمدم ناگاه خواجه محمود بقالیا از یاران مولانا برهان الدین غریب بود مرا ملاقات شد بر من گفت خوند مولانا محمود (یاران مولانا برهان الدین غریب بندگی خواجه را خوند مولانا محمود میگفتند) در باب لطیفه عجائبی و حاصلی عظیم کرده است گفتم چیست گفت آنچه بر من گفته بود چیزی این است من متنبه شدم گفتم سبحان الله مرا این و با چندین چیز تعلیم کرده و مرا از آن خبری نیست رفتم در خانه آمدم آن را در عمل آوردم سبحان الله چه بیان کنم عظمت مراقبه او را هر چه دیدم و دانستم تا امروز هم بدولت مراقبه شیخ بود تحت سخن در بیان اهل خلفاء عباسی افتاد فرمودند ابو عبد الله علی سجاد پسر عبد الله بن عباس بود او در برابر امیر المومنین علی آورده امیر المومنین علی او را ابو الاملاک کنیت کرد و او را صفت پسر بوده اند خلق را بجنبه بیعت بر یک پسر خویش کنانیدی سه پسر او همدرین حادثه تلف شدند و ابراهیم نام پسری بود خلق در کنه بر او بیعت کرده بودند چون بیعت او فاش شد او را گرفتند به ابو العباس سفاح و جعفر را دو اخی آورده عبد الله

له مبالاة یعنی پروا و التفات کردن

کس بعد فرستاد و ندید بین عبارت پرسیدند کہ اگر مردی بمیرد میراث او برادر یکہ زادہ پدر ہست بدہد و ہند یا به برادر یکہ
زادہ مادر او بود گفت به برادر یکہ زادہ مادر او دست او راہ بدہند بر سفاح بیعت شد و علی سجاد را با علیؓ بود ہزار درخت
نخل داشت بر شبے زیر ہر درختی یک دو گانہ گذاردی سجاد او را از آن گویند و او را معلوم بود کہ غلامے باشد بغراسفے
معین و حلیہ شخص ملک ما از وی باز گردد و کار ما از وی بر آید خلق در موسم کعبہ آمد صفت ابو مسلم بسیار شنید و خوندکار او از
شیعہ ایشان بود و بعضی گویند زادہ آن خوندکار است و بعضی گویند کنیزک باشکم بہا خریدہ بود و گفت این غلام مرا بود
چون از خلیفہ ایشان بود ابو مسلم را بعلی سجاد بخشید چون علی سجاد او را دید بفراست معلوم کرد کہ ہمان مرد است کہ از و کار
بر آید او را و دنبال آن کار فرستاد او بجائی با ہم خود رجالے با ہم دیگر میگشت خفیہ بیعت برابراہیم میکنانید چون بیعت
ابراہیم فاش شد ابراہیم را کشتند شنید و بیعت بر سفاح شد برادری کہ از مادر زادہ ابراہیم مقتول بود و از مصیبت ابراہیم
ابو مسلم جامہ سیاہ پوشید و مروانیان خواستند آن کسانی را کہ بیعت برابراہیم کردہ بودند بگیرند بکشند در نیکار شروع
کنند جانی از ہر قبیلہ و ہر دیہی بیا بیدی از آن ابو مسلم بیرون آمد کار از ضبط گذشت مروانیان ہمہ کشتہ شدند خلافت
بسفاح باز آمد قرار گرفت سفاح را کہ سفاح گویند از آن است کثرت سفح دماے بنی امیہ چنین گویند کہ دوازدہ ہزار
سران بنی امیہ زیر تیغ او آمدہ این جامہ خلیفتی سیاہ از آن روز شد ایشان جامہ مصیبت پوشیدند و آن بر ایشان مبارک
آمد جامہ خلافت ہمین رنگ سیاہ کردند بعد نماز پیشین ذکری در تاثیر سحر بود فرمودند رسول اللہ ﷺ میگوید السحر حق ای
اثرہ ثابت کاہن برای برادران خانہ یعنی در دہلی کہنہ نزدیک دروازہ بداؤن یکبار کردند دیدم کودک سیاہ چرہ نقش
بیشتر از زیر دیوار من کشیدہ بود بعد از آن از بیقراری دل ضبطے باز ماندم یکبارے در خطیرہ شیرخان کردہ بودند
برای خدمت شیخ نظام الدین ہم کردہ بودند از خدمت شیخ خواب و خور بکلی رفتہ بود تا آنکہ روزی خواندند این کار
آمد و روی شیخ دید شناخت کہ شیخ را سحر کردہ اند بیرون آمد بر خواجہ اقبال گفت کہ سخنی است نمی توانم گفت گفت
بگو بید گفت شیخ را سحر کردہ اند گفت اگر کردہ اند بکشید گفت نیکو باشد رفت گرد خانقاہ گشت محلے استاد و زمین را
بوی کرد گفت اینجا بکاوید کاویدند گرہ بروں آمد یعنی از چرم چشم و بر پہلو و بر دست و بر پا و تمام مفاصل او سوزن خلانیدہ
بودند خدمت خواجہ را بردند در میان چون ایستادہ کردند آنجا سر شو بایند ند و بہر سوزنی کہ از محل جدا میکنند چیزی
می خواندند و آن گرہ را کشادہ سوزن را بیرون آوردند بعد از آن شیخ بمزاج خویش باز آمد آن مرد گفت اگر فرمان شود

له بستانے بود ۱۲ ۵ یعنی اثر او حق است ۱۲ ۵ یعنی رنگ کہ سیاہ باشد ۱۲ ۵ گرہ یعنی خاک نقاشان و آن زغال سودہ کہ در
پارچہ بستہ باشد در کاغذی کہ دران نقشہ گلہا و تصویرات سوزن زدہ باشند مالند تا از ان سوراخہا طرح نقش بر کاغذ دیگر نشینہ
و آن کاغذ سوزن زدہ را نیز گرہ گویند - از غیاث اللغات
و نیز احتمال دارد کہ این لفظ مثل لفظ آخر گرہ باشد کہ بمعنی (دیبو) است یا بمعنی عقدہ است ۱۲

او را ہم پیدا کنم کہ این کار کردست شیخ گفت این حاجت نیست ہر کہ کردہ بود او دانم فرمود برای خدمت شیخ فرید الدین
را ہم کردہ بودند شیخ را خواب و قرار و آب بکلے رفتہ بود و در مفاصل او اعضا می شد ضابطہ بکلے رفتہ بود تا آنکہ
فرمودند یاران را بگوید کہ مشغول شوند برای من کہ چہ زحمت است ہمہ یاران بحکم فرمان برای دانستن مرض جلب
مشغول شوند پسر شیخ مولانا بدر الدین سلیمان و دیگر آمدہ کہ شخصے میگوید شیخ را پسر شہاب ساحر سحر کردہ است
پرسیدم کہ چگونہ پیدا شود گفت مردے در خطیرہ شہاب برود و شب بماند و بگوید وائی فی بستہ اند بر گور شہاب ساحر
بروند و بگوید یا ایہا المقبور المبتلی ان ابنک سحرنی وقل لہ کیف سحرت عنا والا یعیب بہ دامہاب
با خطیرہ او بیرون شہر بود محلے مخوف بود خدمت شیخ نظام الدین را اختیار کردند خدمت شیخ رفتند شب
آنجا بودند بر گور او فی میزدند و آن کلمات میگفتند ناگاہ مردے از غیب پیدا شد بر چبوترہ آن شہاب ساحر کہ
تمام گچی بود یک محلے گچ بود اشارت کرد کہ اینجا بکاوند شیخ ہمدان نی آنجا کاویدند می بینند کو کئی بیرون آمد
موازی یک گز و لنگے کافت پوتلہ بیرون آمد شیخ را ہمہ در لب آب آنجائی کہ زیر دال میگویند بردند شیخ استاد
غسل کردہ ہر سوزنے کہ از ان پوتلہ از ہر محلے کہ بیرون می آرند در اندام شیخ راحتی می افتاد و پسر را ہم کردہ بودند
اثر کردہ بود آخر ہم از مجرد بیرون آوردند بحق سخن در قبول کتب بود فرمودند مصنفات بسیار است از ہر علمی
اما قبول چندی بیش نیست مشارق الانوار و احادیث قبول عجب او آنست کہ در وے جز احادیث صحاح نیست
اما تصرفی کہ او در احادیث کردہ است انشاء اللہ تعالی مقبول پیغمبر گردد و در فوائد می نویسد کہ شیخ الاسلام
میگفت کہ تصرف او برصواب بود بعد از نماز نفقش ذکری در باب قبول خلق بود فرمودند لا عبرۃ بقبول الخلق
فانہم یقبلون بلا شیئ و یردون بلا شیئ قبول خلق را اعتباری نیست زیرا چہ بلا شیئے قبول کنند
و بلا شیئے رد کنند یعنی قبول خلق علامت کلے نیست این چنین نیست کہ جملہ جزئیات منطبق بدین کلی شود چنین
گوئید کہ مقبول ہم از رد ایمن نیست و مردود ہم از قبول ناامید نیست - چہار بادشاہ بودہ اند کہ جملہ جہان را
گرفتہ بودند دو مسلم سلیمان نبی اللہ بود و ذرقم و اسکندر کہ در نبوت او اختلاف است و دو غدلے شہیر بودہ و کافر
نمرود و بخت نصر ابراہیم مردود ہمہ بود چو مخالف نمرود بود کہ او جہان را گرفتہ بود آخر او مقبول شد و نمرود کہ مقبول
ہمہ بود آخر او مردود شد و فرمودند کہ بر نوح پیغامبر جز ہفت نفر ایمان نیاوردہ اند سہ پسر سہ ضعیفہ یکی زن سام
و حام و یافث سام ابو العرب حام ابو الفارس والروم یافث ابو الحبشہ والترک والاغفال چنین گویند بخاری
بر نیاید در قیامت کہ جز یک نفر شایع از بودہ باشد زیرا چہ ہیچ صادقی در کار قدم ننہد مگر آنکہ دیگری متابعت او کند

ے صاحب فرہنگ ابتلا کردہ شدہ ہست بدان کہ پسر تو مستور کردہ است ... [illegible]
۵ آماز بلند ۱۲ ۵ منطبق یعنی موافق ۱۲ ۵ مخفف علیہ السلام

و عجب سخنی در قوت القلوب می نویسد که پیغامبری باید که هیچ کسے او را تابع نباشد فرمودند پس فائده بعثت چه بود
معنے این سخن اینست که چنانکه بعضے رسل رسولان خویش را که ایشان هم انبیا بودند چنانکه شمعون که تابع حضرت عیسی
بود در اطراف فرستاده اند برای دعوت خلق ایشان را گرفته اند و کشته اند و هیچ یکے ایمان به ایشان نیاورده شمعون
را و نبی چند دیگر را حضرت عیسی گرد مریم گذاشته بود شمعون را مریم بجانب انطاکیه فرستاد و آنجا کشته شد و هیچ کسے بر وی ایمان
نیاورد و رسولان دیگر فرستاد ایشان کشته شدند آخر خود قصد کرد شنیدند آن عورت خود می آید تعاقب و گرد آمدند نزدیک
رسید که بگیرند مریم از پیش ایشان غائب شد چنانکه پسر غائب شده است او هم غائب شد ضابطه ایشان آمده
آنجا استاد چند گزی زمین کاواند نشانی نیافت بعد ازان پرسید که ایشان چه طائفه اند و چه قوم اند و چه کار میکرده
میگویند هر کسی گفت که این چنین و این چنین مردمان اند معاملت ایشان چنین و چنین و بای ایشان چنین چنین
گویند همانجا ایستاده شد ایمان بعیسی آورد و مسلمان شد و فرمودند عجب تر ازین سخنی دیگر و دعا ایس می نویسد که
کان بلعم باعورا نبیا فرمودند مشهور میان خلق بلعام باعور بغیر الف ولیکن بعد الف است بعد ازان فرمود
که انبیا از معاصی معصوم اند ردت از ایمان بر ایشان چه گونه باشد مشکل سخنے است الله اعلم بحقیقته هم ازین
طرفے از قصه ردت بلعم بن باعور را فرمودند حضرت موسی علیه السلام گرد حصار شهری که در ان بلعم باعور فرود آمد خلق گرد او
آمدند که موسی را دعای بد بکن او گفت نبی الله است من دعای بد کردن نتوانم تا آنکه بمال و زن او را فریفته کردند
هر آئینه هر که فریفته مال و زن گردد و نفس هوا گذارد و ایمان را بباد دهد زن مزاحم او شده ره او زد و او را برین آورده که
دعا بد کند بر خری سوار شده برای دعا بد بر موسی جانب کوهے که برون معبد او بود بیرون آمد در اثنای راه خر زمین
گرفت و بنشست و گفت نبی الله است هرگز برای دعا بد در حق او ترا بر پشت خود نبرم متحیر ماند و بازگشت و باز
آمد خلق او باز مزاحمت کرد این تدبیر آموخت قوم خود را گفت اگر شما خواهید دعائے بد بر موسی افتد شما عورات
خوبروی و جوان را در لشکر او بفرستید باشد کسی که پریشان هوا خود راند از شومت فسق او دعا بد من قبول شود
همچنان کردند چندی را با ایشان افتاد دعا بلعم باعور قبول شد سی سال موسی در جنگل بیگشت و باز همانجا می آمد
می ایستاد چنین گویند بلعم بن باعور زاهدی مستجاب الدعوة بود و اسم اعظم داشت تا آنکه موسی وارد ان همانجا
نقل شدند از شومت دعائے بد ایمان او سلب شد و او زن را دعا بد کرد زن او بشبیه او ماده سگ شد هم بدین
او سنگان بر او نشستند آخر بعد موسی یوشع بن نون پیغامبر شد بخلافت موسی او را فرمان شد که در آنجا با عادیان
جنگ کند یوشع بن نون آن شهر را فتح کرد

روز جمعه چهارم رمضان شریف سنه ۸۰۲ھ

روز جمعه بعد اولے نماز فرمودند چنین گویند من تزهد بغیر علم جن في آخر عمره او مات كافرا هر که بے علم
زهد کند دیوانه شود در آخر عمر یا کافر میرد ازین علم علم بالله و علم صوفیان مراد است زیرا چه ما دیدیم که هر دانشمندی
بجز و علم ظاهر تزهدی کرد البته وسواس بد دره یافت یا در نیت مبالغه کند بجدیکه سخن در فوت وقت فرائض
شود که آواز نیت که بزبان گفتن سنت است هنوز فارغ نگردد و بعضی را در روح چنان خلل واقع میشود که هرگز
پاکی بیگر دو نماز بر نماز قضا میکند و چندگان روز جنب بمانند و درین باب هیچ شبهتی نیست آن مقدار مردم دانشمند
صالحان را که من دیده ام که بدین بلا گرفتار شده اند حکایت هر یکی اندازه و حدی ندارد و این معنے شاید که کسی را
باشد که سابقه نکرده باشد چون این معنے محقق شد بضرورت ازین علم علم بالله و علم تصوف که مبنی او بر دفع
وسواس و خطرات است مراد باشد و همین جهان شود زمانی ذکری در باب کیمیا بود فرمودند استفتاح بود جوگی
جوان نماز سی ساله آمد شش روز استفتاح البته بحجت تجدید بیعت و ملاقات خلق هجوم بسیار بوده است گفت
من از دور بخدمت شما آمده ام سخنی دارم اگر خلوت شود عرضه دارم مولانا خضر خادم را گفتم آنکه تجدید بیعت کرده اند
بجهت دوگانه بیرون رفته اند هم ایشان را بیاره و باقی خلق را بدار ایشان آمدند سخنی با هر کسی گفتم ایشان را اعتذرت
کردم خلوت شد آغاز کرد که من مخصوص برشما از زمین دور آمده ام گفتم چه مقصود است بگو گفت مرا چیزی پیر داده
بود و گفته که مرد را بدهی پرسیدم مرد که را میگویند گفت آنکه ازین خط بگیرد نسخه کردم مرد جز شما را نیافتم آمده ام
تا فرمان بجا آرم آنچه با خود دارم شما را بدهم گفتم باری بدانم چیست گفت رسالے یعنی کیمیا [illegible] نیست که پیش
تو از شما چیزی عظیم رسیدم در دست کنم چیزی موجود در زنبیل [illegible] اشارت شود بگشم پیش شما نهاده ام و
پیش من از هر جنس خورده افتاده است نیم تنکه و دوگانی و تنکه نقره دیگر آن گفتم کیمیای من همین است مرا دیگر
حاجت نیست گفت میدانم شما را چه کار آمد ما فقیری مدیونی ابو الباقی را بدهی او را بکار آید گفتم آن را که خدا داده اند
بدهم و یا هر جا که خوش آید بغیر اذن او بدهیم گفت آنرا که خدا بدهد اند گفتم ایشان بندگان خدا اند خدا و من بر ایشان
رحیم است می تواند که بغیر من ایشان را رساند و هم ایشان کفایت کند من درین میان چه فضولی کنم گفت به
عسل چرا دهید گفتم نیکو میگوی میان ما رفتست که هر که ازین جهان فقیر و تهی دست رود و او فردا قیامت عند الله
جاهے و جلالتے و منزلتے عظیم باشد و آنرا که این علم باشد هرگز دست او خالی نبود و دل او مالا مال بمال باشد
و او فقیر نشود و دل او تاریک گردد و در دنیا او منشوش و مکدر باشد که هیچ وقتے بکار نیاید خود را از آنچنان دولت محروم
کنم و هیچ ازین بر نخورم فائده چیست یکے دیگری با او گفت نمی گفتم که این مرد است هیچ قبول نخواهد کرد باز گفت
چیزی دیگر دارم آن بستان گفتم آن چیست گفت درین شهر قال خواهد شد و بلا عظیم خواهد افتاد ترا چیزی گویم

له خفت نشست ۱۲

کہ بداں تو رہ نمای دشمن ترا نیابد کہ تو نکبتی رساند گفتم آمدہ را دفع کند یا نہ آمدہ را گفت نہ آمدہ را گفتم نہ آمدہ را نہ
آمدہ است برای این چیزہا بخود گیرم مرا چہ نفع کند آں روز کہ اجل رسد بمیرم دو یا شکم ورد میرم پس فائدہ
من ازیں چیست گفت من آمدہ شرمندہ میشوم از من چیزی بستاں گفت سرمہ دارم آں را در چشم کشی و از نظر غائب
شوی ترا اعتقاداں بسیار اند اگر آں سرمہ در چشم کشی میان ایشان برای ایشان ترا نہ بینند و تو جملہ حکایات ایشان
بشنوی و بد نشاں بگوی ایشان ترا سخت معتقد شوند کار تو بیشتر شود در سلوک گردد گفتم نیکو میگوئی ما این چنیں کسی را
بادر دنا بسیم اما میان ما قانونی است کہ اگر بخواہیم بر حکایت کسی اطلاع یابیم بدل خویش باز آئیم ہر چہ دل ما گوید
ہماں کنیم و ہماں باشد کہ دل گفتہ باشد گفت بہ ازیں قبول کن و اگر نہ من خجل باز میروم بر شما جاری دعوی باشند
اگر چیزی برای اسباب بستانی ایشاں را خلی باشد گفتم آنکہ چندیں سال تن خویش کسب کردہ و او را صاف کردہ ز کیمیا
داد انیقدر دست کہ او را بر اندام خود رسند آنچہ خواہد بار دہد و آنچہ خواہد بگذرد و در سخن ماند دوم بار او باز آغاز کرد
نی گفتم کہ و راست ازیں ہیچ قبول نخواہد کرد و باز گفت شما شب تنہامی باشید و گشت خود درون می برید و از درون
بیروں می آری و از بیروں درون می برید انیقدر باشد کہ گشت خود بیابد خود قرار شود و خود درون رود گفتم مر
ورزش و منقطع داہل دل را بہجوم زباں کار است یا سود مند گفت زیانکار گفتم دیدی ہجوی کہ بر در است گفت
دیدم بسیار خلق پیش در نشستہ اند گفتم ایشان این ندیدہ اند کہ گشت خود می آید و خود میرود با این ہمہ این ہجوم است
و اگر بدانند این سخنے را مر النفس زدن دشوار شود آنکہ چرا آں کنم کہ آنچہ زباں کار من باشد زیادت شود شکستہ
دل شدہ آغاز کرد بشنو از دور آمدہ ام خجل شدہ میروم از آں با ہیچ قبول نکردی گفتم چرا خجل میشوی ہر چہ گوئی ہمہ
نیکو گفتی اما آنچہ کار نیاید برای آں دست فراز چہ کنم وزیادتی چہ کار آید بر دست او چیزی خوردہ دادم گفت ما را
بدیں چیزی احتیاج نیست گفتم میدانم اما از آں ما است بستاں استد و ایں در گرہ بست بعد ازاں یک انار بہ بت
او دادم بہ تبرک استد و گفت ایں را من تمام خواہم خورد بہ سرمہ چشم در دخت و آں را در بغل محکم گرفت پیشانی بر آستان
در نہاد و آں کجی شکستہ بود بہ ہامو گریست وداع کرد قدری دور رفت باز گشت استاد در من آمد گفت من میروم خجل
شدہ میروم از آں با قبول نکردی از دور آمدہ بودم بخصوص بر تو آمدہ ام گفتم سلامت برو آنچہ مرا بداں احتیاج نباشد بخود
نگیرم رفت باز آمد گفت یکبارے ہم بر تو خواہم آمد گفتم بیائی بار دیگرے رفت باز آمد گفت نام ما یاد دارے گفتم نام چیست
گفت بار کند ای اگر از کسی نام من بشنوی بدانی آں منم آں زماں وقت باز نیامد حاضرے بر گفت آری میان جوگیاں
نام بار کند ای ہست نیک او را اعتبارے می کنند و میان ایشان معظم است فرمودند آری در زمین لکھنوتی باشند
بادشاہ لکھنوتی روزی او را گرفت گردن زد ناگاہ دیدند جا ہائے سپید پوشیدہ در بازار میگردد باز گرفتند بردند

ل کمات پلنگ ۱۲

این بار در میان چاہی انداخت پر سنگ کردہ باز زمیں ہموار کردہ باز دیدند با چند جوگی گدیہ کناں در بازار میگردد باز
گرفتند سنگے بزرگے در گلوی او بستند در لب آب لکھنوتی غرق کردند باز دیدند کہ پیش در بادشاہ بر وضع مراقبہ
نشستہ بر بیرون سر ایں بد و پا نشستہ است باز بردند این بار جا نہاد او را تعظیم کرد و معذرت فرمود نیک مرد از
داشت اما بر من کہ آمدہ بود جوان مرد از سی سالہ بود فرمودند کہ یک روزی دیگر ہم در خانہ دہلی کہ نزدیک دروازہ
بداؤن آمدہ بودند یکی جوان سبزہ رنگ سر و پا برہنہ اندراں زنگی آمد نشست و گفت بار شما عبد الغفار یکی در دشت
بیں کیمیا دوم چیزی ندا شتے یعنی سیمیا او نیز بسیار جہد کرد کہ چیزی ازیں دو چیز بستاں گفتم مرا بکار نیاید ہرگز نستانم
و اگر گفتار او را باز گردانم ہماں چہ گفتہ ام از آن آں جوگی مکرر شود او نیز ہر باری در صحن خانہ می گشت و میگفت
مرا چرا از در خود میرانی جائی سرگرداں ماست گفتم در امان خدا چیزیکہ مرا بکار نیاید برای چہ ستانم او ہم گریست
سر بر آستان نہاد پیشانی سود و باز گشت

روز شنبہ پنجم ماہ رمضان المبارک

روز شنبہ پنجم ماہ مذکور وقت چاشت ذکری در باب تعین بار شتر و اسپ دستور و خر بود و روی مبارک بجانب
این ضعیف آوردند و فرمودند فقیہی باری معین در نظر نہ آمدہ است پیشانی بر زمیں ادب سودم عرضہ داشتم گفتم
ایں زماں در نظر نیامدہ فرمودند مرا نیز یاد نمی آید ملام این معنی حکایت کردند سلطان اللہ تعالیٰ کہ روزی بایزید
با دو شتر برگی کردہ بود خلق گفت زہی ظالم کہ بار دو شتر بر یکے کردہ است بایزید گفت یک نظری بجانب
آں شتر کنید دیدند بار در ہوا است شتر خالی میرود ہماں مرداں در دیدند پا افتادند شیخ فرمود سبحان اللہ چہ مردم
اند ہماں ساعت مر ظالم و جابر میگویند ہماں ساعت پائی می افتند و قبلہ میسازند سخنی سخنی در زیارت گاہ ہائے
دہلی بود فرمودند قدیم الایام در دہلی زیارت گاہ ہا بسیار بود و بعد خرابی دہلی کہ سلطان محمد تغلق کرد آں زیارتہا
بکلی مضمحل شد جز زیارت شیخ الاسلام قطب الدین و خدمت شیخ الاسلام نظام الدین و چندے دیگری کہ در پس پشت
نمازگاہ دیگر ہیچ زیارت گاہے بکلی نماند ہم ازیں جا در باب عظمت حظیرہ شیخ الاسلام برہان چشتیان شیخ قطب الدین
بود فرمودند ہیچی کہ خداوند تعالیٰ دراں گور نہادہ است جائی دیگر در نظر نیامدہ است و آں حظیرہ ہیچ وقتی خالی از
کسے نباشد چندیں سال قصد کردم کہ اول زیارت من کنم برای این معنی شب ہم در جوار حظیرہ ماندم آخر شب آمدم
کہ ہم گلی تازہ کسی انداختہ رفتہ است ہیچ وقتی آں تربت را خالی نیافتم و اگر ایں زماں کہ سر بسر خراب است البتہ
آنجا کسے باشد و اگر کسی اعتبار کند آنجا بنشینند آں مقداری از شب او را باید چند کہ روزگار او بگذرد و فرمودند
زیارت شیخ صلاح الدین قدیم الایام نبود و حظیرہ او گنبد و عمارتی نبود خواجہ سرای مرید او بود خواجہ یعقوب

نام ور آخر عمر حال خویش که بسیار بود اوراولد نبود با عم ارخواجه احمد خادم انجا گنبد کرد و هر شب جمعه شیخ الاسلام و خواجه
احمد متواتر زیارت آمدن گرفتند آنجا زیارت گاهی شد بحکم سخن در مذمت طول عمر بود فرمود عمر دراز چیزی خیر است
کار ما امروز بر جد است که کسے نماند که از معاملهٔ اول حال ما خبری دهد در اگر ما بگوئیم معتقدان قبول کنند و مردم دیگر
متردد باشند که الخبر یحتمل الصدق والکذب روزی بعد نقل شیخ مولانا علاء الدین گفت که مولانا
شهاب الدین امام به مینم فتیم شنبه تعظیم بسیار ملاقات کرد ما بچه خوردی داشت لحافی بزرگ آورد و چهار تو کرد و مرا
گفت که برین بنشین گفتم معذور دارید گفت سر شیخ یعنی خدمت شیخ الاسلام نظام الدین که اگر تو برین ننشینی
من برین ننشینم بضرورت بران لحاف چهار تو کرده بنشستم آخر پیری فرود آورد و هر دو دست پیش من فراز کرد و
گفت خوند سید چیزی بفرما بعد ازان زبان شما شنوم مولانا علاء الدین گفت خلیفهٔ شیخ الاسلام نظام الدین است
یا پیر تو است چیزی بگواند تو التماس میکند من بعبارت گردانیدم و سخنی نگفتم بعد چند روزے او پس پرده شد پیلرا
رکن الدین بستم حصه او با من کرد بعد از شهاب الدین شیرخانے شد او خود معلوم است که با من چها کرد آری عجب
بلائی است که امیر المومنین علی در ایام مصطفی علیه السلام ابوبکر و عمر را در نظر نمی آورد و با ایشان دم سری و برابری میزد و هم
رسول الله خبر او را وجود نیست امور علمی مناقب عمر را چی براد میگوید که غرت انت یا علی او چه کند طول عمر برین رد وقت
سبق فرموده چه سبب است که البته علم ظاهر بخل آموزد و دانشمندان را هوس بر جمع مال و بر امساک باشد اگر میان
ایشان خرجی کند نیک عزیز باشد سید احمد عرضه داشت کرد که ایشان میگویند المال شقیق الروح امساک بر کالهٔ
جان جائے آید شیخ عم پیر شیخ سید عاقر بود عرضه داشت که رسول الله صحابی را منع می کند از بذل جمیع مال
میگوید لان تترک ورثتک اغنیاء خیر من ان تترکهم عالة یتکففون الناس و بلال اگر چیزی برای
فردا نگاه داشت او را عتاب کرد و مبنی بر اختلاف حال مردمان از ضعف و قوت در یقین و اعتماد بر خدا بود فرمود
پس علما را علم نتیجه ضعف یقین آورد تا ایشان از زمرهٔ طائفه آمدند که رسول الله ایشان را امر بحبس مال کرد برای
ورثه آن هم اگرچه صدقه بلکه خیر الصدقه است حبس نیست و با این هم بنا بر ضعف یقین ایشان است نیکو نفعی گیرد
تحصیل علم که یقین از دل ایشان برد ازینجا فرمودند که علم موجب هدایت نیست و اگر نه بایستی صاحب کشاف معتزلی
نشدی با وفور علمی که او داشت و جهل ازین علم به بودے صد بار اگر صاحب کشاف جاهل بودی هزار بار او را بهتر بودے
بارے بلاء اعتزال گرفتار نشدی شیخ عزه گو پر سید میگویند آخر عمر توبه کرد فرمودند معتقدان او میگویند اما مرجع
در کتابی معتبر دیده نشده بایستے که کشاف را پیش خود نشستے و در گردی فرمودند اعتزال در کشاف پنهان آورده است
چنانکه آب در شیر که قابل بیرون آوردن نباشد و اینکه گویند که صاحب مدارک اعتزال بیرون آورده است بعضے
محل عین اعتزال است که در مدارک آورده و اند و بی نبرده که او چگونه در آورده است کمترین خدمتگاران عرضه داشت

درانچه مدارک برادرم سید احمد پیش بندگی مخدوم میخواندند بسیار محلها عین اعتزال بیرون می آورده اند که صاحب
مدارک بران آگاه نشده است و فرمودند دانشمندان گویند هر که کشاف بخواند یک رگ اعتزال در وی پیدا شود البته خالی
نباشد اما اما صوفیانیم میان ما طرفی نقیض است کار ما بر توحید و وحدت است یکی گفتن یکی کردن و یکی بودن است و
او قائل بوجود عالمی که هر یکی خالق و موجد باشد هر محلے که برسیم آنچه او گوید بدانیم ولا حول گوئیم بگذریم ازین سخن
او در دل ما جای نگیرد هم ازینجا سخن در امکان رویت بود فرمودند که اکثر فقها جواز رویت الله در خواب گفته اند و هکذا
سلف صالح و خلق که بهدای ایشان اقتدا نموده اند بدان شاهد است و خواب هم در دنیا است رویت بلا جهت و لا قرب
ولا بعد و لا مکان می بیند زیرا چه حق تعالی منزه است از جهت و کیف و مکان که و الله سبحانه لا تغیر فی
ذاته ولا فی صفاته بحدوث الاکوان پس دلیل واضح باشد که البته در آن جهان هم برین صفت دیده شود
و طائفه که بیداری ایشان و خواب ایشان یکسان شده باشد ایشان هم بران صفت در بیداری هم بر بینند پس با جماع
این دین رویت الله بلا جهت و کیف و کیت فی الدنیا و الآخرة فی النوم و الیقظة ممکن باشد الحمد لله علی ذالک
است رویت خدا در خواب چنین گفته اند که صفت کردن نتواند و حکایت ازان طاقت نیارد و آنکه رائی در خواب بیند
هم جهتی بر و با صورتی در خاطرش نقش کند آن از دید باشد حق تعالی منزه ازان است و هم او و خیال او باشد
و لیکن خدا را دیده باشد بغیر جهتی و کیفیتی و این صورت مخلوق خدا باشد و این را حقیقتی و ثباتی نبود و این سخنے
نمودار می پیش نباشد در بیان آیه انی اری فی المنام انی اذبحک فرمودند در حقایق سلمی می نویسد که
واسطے میگوید که مقصود از امر ذبح این چیز تر حضرت ابراهیم از شفقت پسر نبود زیرا چه محبت خدا با شفقت
پسر جمع شدن محال است و این سخن مبنی بر مذهب بعضے صوفیان است که شفقت اهل و ولد را منع و مزاحم محبت
خدا دارند و بعضے نه دارند گویند خزانهٔ محبت خدا اعز خزانه شفقت اهل و ولد است و این معنی در نظام هم معاینه
میشود زیرا چه اگر کسی جائے دل بیده عاشق معشوق میشود و مبتلای گردد شفقت بر اهل و ولد چنانکه بود بر قرار
خویش بماند هیچ رافع و مانع این نمی افتد روزی امیر المومنین حسن از علی رضی پرسید که اے پدر کرا دوست داری
گفت ترا و خدا را گفت ای پدر دو دوستی در یک دل نه گنجد فرمود ای پسر من راست میگوی اما حکم انچه
در خود می یابم میگویم گفت ای پدر محبت با خدا و شفقت بر من علی چشم پر آب کرد و فرمود که این سخن از نشت
علی نیست از شکم فاطمه است یعنی از نسبت نبی است نه از نسبت علی و فرمودند میان خود افسانه است که
دو نفر جوگی یکی پیر دوم مرید سالها یک جا سفر کردند روزی اختیار افتاد که البته علاحده سفر کنند همان کردند آن پیر که

له منزه در ذات و صفات آن سبحانه تعالی از تغیر بدی گونی و حوادث هیچ اثر نیست و انقلابی راه نیابد ۱۲
له رائی مبتدا اسم فاعل از رویت یعنی بیننده ۱۲

بو و گشت کناں در صحرای رسید او طالب زر و امساک بود ناگاه آن درویش یافت برای امتحانش ز الهموری تقرب کرد و لذت
آن کار یافت و او کیمیا داشت هم انجا نشسته کیمیا کرد و دو کنیزکان بها خرید با ایشان بجماع مشغول شد آنجا آبادانی بنیاد
نهاد شهری بزرگ شد و رای شهر جهان جوگی شد و آن مرید در طلب او گشت کناں دران شهر رسید و دید که آنجا صحرائی
و جنگلی بود در یکوقت آبادانی از کجا شد او هر کسی می پرسید گفتند چندگاه است اینجا آبادانی شده است پرسید رای
اینمقام کیست گفتند رای این مقام این چنین مردی است و این حلیه دارد و هم بر حلیه دید و آن جوگی گمان برد
مگر او را که امساک دست آمد که طالب آن بود برای امتحان را بهوری تقرب کرد و لذت این کار او را پای گیر شد
و کیمیا خود داشت برای راندن هوای خود کنیزکان بها خرید او را لذت آن گرفت هم آنجا ماند ساکن شد شهری آبادان
کرد بخوشی او را بهم این جوگی چگونه پیش او برود میگوید که پیش او قصه میکنند با ایشان ساخت و گفت مرا هم بر این خویش هم
تماشای بهیم ایشان گفتند ما ترا اینچگونه بریم گفت میان مشعله داران بکنید بر پیدا نتواند کرد پیش او برو و همچنین کرد
روی او دید شناخت که همو است بعد تمام رقص و سرود بیشتر شد یک جمله بزبان خویش خواند بران مضمون و دید جای
مردی را که هر دو جهان بیکبار بهر یکی گذارد مقصود خود یافت و دران قرار گرفت او نیز شناخت که این همان یار دوست
تمام ملک گذاشت با او بیرون آمد هم بر رسم قدیم خویش باز آمد یک پسری زاده بود آن پسر را برابر برد آن یار گفت اگر
این پسر هم در میان نباشد طلبی غم شویم تعلقی پای گیر ما نباشد رفتند در جنگلی نشستند آن جوگی در مراقبه خویش شد
آن پسر گفت مرا تقاضای حاجت است آن دم یار خود را گفت این را بر در گوشه برد گفت اگر تو در تقاضای حاجت نشینی
من گردن و مهره ترا میشکنم او از خوف ننشست باز آمد بعد ساعتی بر پدر گفت که مرا تقاضای حاجت است باز آن یار
را گفت که این را ببر او برد همان نوع ترسانید و بغیر قضای حاجت آورد باز گفت مرا تقاضای حاجت است بعد گفت
میگویم این را باز ببر تر قان باز رفت بترسانید آمد بعد ساعتی که خواستند از انجا روان شوند آن جوگی گفت پسر من کجا
گفت تو گفتی که ترقان من ترسانیدم گفت تو خواستی که یک تعلق از آن من بود آن هم برده خوب کردی بیا اکنون
بی غم شده در کار خویش باشیم بر حالت قدیم باز آئیم و فرمودند بلاء عظیم بر ابراهیم اسمٰعیل نبود که پسر است و لیکن بلاء عظیم
آن بود که از دوست خطاب می آمد که غیر ما را دوست گرفتی اگرچه دوست گرفتی بر دو را ذبح کن و فدائی ما گردان معنی
این معنی فرموده که روزی در مجلس من و یاری چند عزیز یکجا بودیم چنانکه مولانا علاء الدین و سید شرف الدین گیتلی مطرب
این بیت خواند بیت انفاقم بسر کوی کسی افتاده است * که دران کوی چو من کشته بسی افتاده است * سید
شرف الدین گفت میگوید که تجلیات مکرر نیست فرمودند اختلاف کرده اند که ذبیح الله اسمٰعیل بود یا اسحاق فرمودند
اسماعیل ابو العرب است مولد او از انجاست و منشاء او هم انجاست و بود او هم انجاست این دلیل بر این میکنند که همان
اسمٰعیل است در تاریخ می نویسد که در آغاز جوانی بود و نیک خوبصورت بود و غسل کرده و موهای دراز داشت و

دو گیسو داشت که بر سر چون بازی میکردند به اسپی خنگ سوار پیش ابراهیم گذشت دل ابراهیم سوی او میل کرد غیرت
الٰهی در کار شد فرمان ذبح آمد و قول رسول الله انا ابن الذبیحین دلیل برین کنند که اسمٰعیل است زیرا چه رسول الله
از فرزندان اسمٰعیل است از فرزندان اسحاق و ذبیح دوم والد رسول الله است عبد الله پسر عبد المطلب که در انچه خانه کعبه
مرتب کردند نذر کرده بود که محبوب ترین پسران خویش پیش در کعبه محترم مسوط و در بینی عبد الله کرده ریسمان انداخت
جانب کعبه برد کار دست تا ذبح کند قریش گرد آمدند که این سنت می افتد هر کرا است پسر خود را ذبح خواهد کرد گفت
نذر کرده ام چکنم گفتند بر دیم بر کاهن هر چه او بگوید بکنیم کاهن گفت فدیه بدهید گفتند چه دهیم قرعه آوردند بر یک
کاغذی نام عبد الله نوشتند و بر کاغذ دوم نام شتر هر بارے نام عبد الله بیرون می آمد یک شتر دیگر جدا میکردند
تا آنکه صد بار این چنین نام عبد الله بیرون می آمد صد و یکم بار نام شتر بیرون آمد بعد ازان صد و یک شتر را ذبح
کردند مخفر گوشت شتران آن قدر شد که شهر مکه خورد در تاریخ می نویسد که کنیزکی بود که هیچ پرنده بر مردارے ننشست
روبه و شغال گوشت شتران نمیخوردند آن روز عبد المطلب را مطعم الطیر والوحوش خطاب کردند وقت نماز خفتن خبری
در باب بیوفائی است با پیغامبر خویش شاگرد با استاد و مرید با پیر بود فرمودند هر پیری یکم غره با مریدان شود که ایشان
بعد او وفا بفرزندان او خواهند کرد در وقت کار جلد بر پای بایستند غلط کرده باشد خواجه او هم که مانی شیخ بود معاملتے
با مریدان کرده است هر یکے را ذکری کرده است و در پنج گفته همه بتجربه خویش گفته است همان است که او گفته است
در پنجمه مثنوی خواجه او هم در خورد خوانده شد انیست مثنوی

از خلق جهان کرانه گیر — در کوچهٔ فقر خانه گیر
هم نام ترا به ننگ آرند — نقد سره را به پرده دارند
بستان ز رگ ریش خوابند — انگاه همه بدو بنا بند
گویند که مو سپید باید — گر باشد دل سیاه شاید
اکنون ز پی قبول ایشان — کو کردن کار راست نتوان
وانگه بتو اعتقاد باشد — آنهم ز پی مراد باشد
در راه اگر شدی چو زر زر — خواهند تو معجزه ز پیمبر
خواهند که تو دام او گذاری — دانش سبز نگاه داری
بنجوریش زاجل اگر ببرد — منکر شود و دقیقه گیرد
فهم ار نکند حقائق تو — باطل داند دقائق تو
کار تو نکرده و ندیده — منکر شود او به هر شنیده
در خورد تو حکیم غرب و شرقی — گویند همه فسوس و زرقی
گاری شده کین بزرگوار است — خر بنده شده که شهریار است
از دوخته آتش اباحت — کانیست مقام صبح راحت
لطف شده کین نظر صبح است — عیاش شده کاین فتوح است
قد کرده دو تا که این نماز است — رو کرده ترش که این نیاز است
جائی چو کلاه بین پیام است — ساحر چو خروس کین پیام است
پابستهٔ گندم و اداس — گویند که خواجه هست مدرس
بر کرده نفاق خود ز دو ختی — گویند که خواجه هست مفتی
گیسو بزبان نگنده بر دوش — از کفش خویش گشته بیهوش
فرزند علی و میر حشیم — لابد ز جمیع خلق بیشیم
بر دار شده و باهم تذکیر — خود رائی را شمرده تفسیر

قصاب شده کو مرو غاز نیست ٭ طراز شده که کارساز نیست
بروز نشسته کیس وزیر است ٭ مهر بمانده که این دبیر است
رجال شده که بادشاهم ٭ سلطانم و سایه خدایم

روز یکشنبه ششم رمضان سنه ۷۰۳ ه

روز یکشنبه ششم ماه مذکور وقت چاشت کتاب مغفرات بدست کمترین خدمتگاران او بود فرمودند کدام کتاب است بدست تو عرضه داشتم مغفرات است فرمودند بسیار روایتها است درین کتاب این کتاب کان روایات است تصنیف او مولانا جمال الدین برکن در مسجد دروازه بداؤن که آنجا امروز محکمه بود سبق گفتی و درس کردی مردے فقیه بوده است کتاب را آنجا تصنیف کرده است فرمودند در دیباچه کتاب است که سید جعفر الصادق پسر سید محمد باقر امام اعظم را گفت شنیده ام که تو احادیث جدم را ترک میکنی و عمل برائے خود میکنی ابوحنیفه گفت اے فرزند رسول الله شنیده خلاف رسانیده اند شما چه میفرمائید نماز بهتر است یا روزه سید گفت نماز امام گفت ما بر حائض قضا صوم میگوئیم نه قضاء صلوٰة بحدیث اگر عمل برائی خود کنیم عکس آن گوئیم و دوم منی نجس است یا بول سید گفت بول امام گفت اگر قول برائے خود بودی مخالف نصوص میگفتم غسل در بول لازم تر بودی از منی وسوم زن ضعیف یا مرد سید گفت زن امام گفت مرد را دو حصه می دهیم از میراث زن را یکی اگر برائی خویش میگفتم بر آئینه عکس میکردیم هم ازینجا فرمودند البته میان صوفیان منافره باشد تا آنکه گفته اند ما زالت الصوفیة بخیر ما تنافروا فاذا اصطلحوا هلکوا منافره صوفیان برای آنست تا هر یکی متفحص و متجسس و مطلع از حال دیگری باشد و اگر بحکم بشریت از کسی خلاف زاید در معاملتی و درویشی او را تنبیه کنند تا از سر آن باز آید مقصود منافره ایشان معاذ الله حسدی و عداوتی و کینه در دل این قوم نباشد ایشان طریقه آئینه باشند هر چه در روئے او عیب می باشد پیدا می آرد و همچنانکه صوفی آئینه صوفی است هر چه در وی باشد پیدا آرد چنانکه رسول الله صلعم فرموده اند المؤمن مرآة المؤمن و لائم این معنی حکایت کردند که بندگی خواجه حکایت میفرمودند روزی در ایام حیات شیخ شهاب الدین دجله شوریده بود خلقی غرق شدن گرفت خانها خراب گشتن گرفت خلق فریاد گرفت پیش شیخ شهاب الدین آمد شیخ خادم را طلبید گفت دره کبستان برو بر کناره دجله برسر او دره بزن و بگو عبدل عمر سهروردی که باز گرد خادم رفت و عالمی برابر بود کرامتی آشکارا بروی عالم پیدا می آید خادم بجز آنکه بر دجله دره زد و این سخن گفت چنانکه تیر از شست رها شود و دجله بجهان پائے پس باز گشت در محل خود قرار گرفت این حکایت بخواجه ابواللیث بیانی رسید وا و در سمرقند بود مکتوبی برین مضمون بجناب شیخ نوشت که مردان کرامت را پنهان کرده اند این آشکارا کردن

با منتهی بالادام ۱۲ منه ۵ مومن آئینه مومن است ۱۲

چه بود شیخ این مکتوب خواند و کاغذ را بیرون انداخت و گفت این سخن را آن عامی چه فهم کند تحقیق ذکری و فضائل شیخ اوحد بود فرمودند شیخ اوحد بزرگواری بود مریدان داشت و از هر طائفه نشانی داده است و بیشتر سخن او رباعی است و بعضی مثنوی هم دارد روزی بندگی خواجه رباعی او بذوق تمام میخواندند رباعی اوحدی رخت را ز خویش برکن گر داری ٭ این رخت بهر سوی مکش گر داری ٭ عمری چو گل بباد دادی یکدم ٭ چون غنچه فراهم شو و دامن گردار و این رباعی خواندند گفتند این از قبیل انفاس است یاران مولانا برهان الدین که خلفاء او بوده اند چنانکه مولانا زین الدین دولتابادی و سید نصیر الدین و یارے چند دیگر بخدمت حاضر بودند چون بیرون آمدند گفتند چه معنی است این سخن را که بندگی مولانا محمود گفته اند که این از قبیل انفاس است و هیچکس دریافت و فهم نکرد فرمودند که بندگی خواجه میگفت که این رباعی هم از زبان خسرو شنیده ام آن هم بذوق میخواندند آن رباعی نیست رباعی ٭ گر عالم حدیث تو کم گفتی ٭ دانگه ره گفتگوی محکم گفتی ٭ دل سوخته چند فراهم گفتی ٭ بر گریی و ماتم کنی ٭ و فرمودند بعض مصراعها و رباعی های شیخ اوحد میان خلق مثل شده است چنانچه رباعی است ٭ با دوست مرا عشق مجازی نبود ٭ جان بازی من ترا بعشق بازی نبود ٭ از من سخن زنقش مدارش بیهوده سخن بدین درازی نبود ٭ آخر این بیت از آن خسرو هم مثل شده است. بیت. در مجلس دعاوات دریاکشند مستان ٭ چون دور خود آید می در سبو نماند ٭ و یک مصرع از آن او مثل شده است چنانچه دو بیت مرثیه اهل گر خوانده کافر ٭ چراغ کذب را نبود فروغی ٭ مسلمان خوانمش بهر مکافات دروغی را جزا آید جز دروغی ٭ یک مصراع از آن رباعی حسن هم مثل شده است رباعی. هنگام جوانی که بغفلت گفتیم معشوق و باده راز کس نهفتیم ٭ کردیم و نخوردیم بے رعنائی ٭ چون قامت ما خمیده ندمت گفتیم این هم از آن حسن است بیت ٭ هر گه که می آید بیا گوش و در دو پیش را دهان نباشد ٭ وقت افطار نانی چند خشک از مطبخ بجهت افطار آوردند برکاله شکستند و در دهن مبارک کردند و چند لقمه را بدست خویش قسمت کردند شیخ عمر حاضر بود پرسید بعضی که افطار نیک میکنند چه معنی است فرمودند شدی از آن این معلوم نیست بندگی خواجه ما شیخ نظام الدین اول نان در دهن می انداختند بعد از آن آب میخوردند من هان نسبت نگاه میدارم و در فقه می نویسند که مستحب است که بدانچه آتش نرسیده باشد افطار کنند چنانکه خرما با آب ٭

روز دوشنبه هفتم رمضان مبارک سنه

روز دوشنبه هفتم ماه مذکور وقت چاشت ذکری در باب سماع صوفیان و فهم سرود بود فرمودند اطال الله عمره که ذوق صوفی منحصر بر ادائی ضربات موسیقار نیست زیرا چه ایشان را نظری درین چیز نباشد تکمیل حالتی

باندای خویش دارند یک لفظے و یا یک آہنگے ایشاں را موافق از حال افتد ہمہ آں ذوقہا رانند و خوشیہا کنند و
بسا باشد گریہ و نعرہ و شور و نالہ و جامہ پارہ کنند و مدہوش گردند چنانکہ در آنچہ خدمت شیخ الاسلام نظام الدین
قریب الایام برحمت حق پیوست یاراں در حظیرۂ شیخ الاسلام سماع کردند تمام وقت ہیچ ذوق نبود تا آنکہ خواستند
کہ بخیزند حسن ہندی آمد نعرہ زد سر بر زمیں پیش تربت شیخ نہاد و گفت بزبان ہندی سو بیلہ مائی سو بیلا[1]
ہمہ را گریہ گشاد ذوقی بافراط بود معنے اینست ای مادر من شادی و سرود و خوشی او است یک لفظے را بآہنگ
گرفتہ میگفتند آں مقدار ذوقی بود کہ یادگار ماند حکایتی دیگر گفتند کہ خدمت شیخ نظام الدین ورا ہے
میگذشت میان راہ چاہبانی آب را از آب کشیدن دوم بار خود را کہ ستور میراند گفت باہری ہو باہر یعنی باز گرد
باز گرد شیخ را ہمدریں سخن ذوق روی داد خواجہ اقبال و خواجہ بشیر برابر بودہ اند و ایشاں سرود گفتن میدانستند
آہنگے گرفتند ہمیں لفظ گویان پیش شیخ می آمدند و شیخ تمام راہ در ذوق ایں سخن بود ہم ازینجا فرمودند
ادب صوفی کہ شنیدن نتواند اینست باید کہ گوشہ گرفتہ برود و میان حلقہ در نیاید تا ذوق دیگراں را غارت
روزی درویشی در سماع قاضی حمید الدین ناگوری بطریق میرفت خادم وقتش گرفت و بیروں کرد چون
فرود داشت شد آں درویش پیش قاضی آمد گلہ از خادم کرد کہ ایں مرد مرا یک پای در بہشت نہادہ
میخواستم دوم پا ہم نہم از مجلس بیروں کشید قاضی پرسید کہ بیا چرا بیروں کردی خادم گفت اشارت
شدہ بود کہ بی سازی ہر کہ باشد او را از مجلس بیروں کنی قاضی تبسمی کرد و فرمود ہیچ بی سازے در بہشت
نرود زمانی ذکری در باب یونس پیغامبر علیہ السلام بود فرمودند یونس پسر زال زنی بود در بعلبک و آں شہر
است آنجا بعلبک کہ بت ایشاں بودی پرستندندی و آں شہر را بنام او کردہ بودند مبعوث بر ایشاں بحال
بود شبی از خوف ایشاں دراں شہر بعلبک الیاس در آمد و در خانۂ زال زنی خزید کہ مادر یونس بود او ایمان
آوردہ بود دید ناگاہ پسر او ہمیں یونس مردہ است دعا کرد زندہ شد با خود ببرد و ہم در صحبت او بود چوں الیاس
در ہوا شد بجای خود او را کرد و بعد ازاں نماز تراویح فرمودند بندگی خواجہ صبح وقتے در طعامی و شربتے و شیرینے
باہم روزہ شش پیش آمدہ آوردندی شریک نشدی مگر خربزہ البتہ یک پرکالہ دو پرکالہ کشیدی خوردی
و ایں حکایت فرمودند روزی شبلی چند و مولانا احمد تھانیسری بخدمت حاضر بودہ اند خربزہ در پیش آوردہ
بودہ اند دست انداخت یک پرکالہ خوردہ پوست در صحنک خالی انداخت شبلی لبستد خائید فرو برد باز شیخ
پوستے دیگر انداخت شبلی دیگر خورد و شیخ ہر باری انداخت ہر یکے بنوبت میخوردند تا آنکہ ہمیں مولانا

[1] سو بیلا یا سو بیلہ یا سو ہیلے بمعنی اشعار خوب کہ لائق تحسین باشند ۱۲
[2] بمعنی نذر ۱۲

احمد ماند دریں بار او ساختہ شدہ کہ من بخورم بندگی خواجہ پرکالۂ خربزہ خوردہ و در صحنک نشاد پوست بیروں انداخت
ہمہ خلق حیران ماندند و البتہ ہر یکے کہ دراں مجلس بود ہمہ را از شرف پیوند حاصل شد جز مولانا احمد در رحمت
التماس کرد فرمودند انشاء اللہ صحیح شوم بینیم ہم ہماں مرض موت بود و ازینجا فرمودند کہ مشائخ در رحمت
دست نمی بندند و رحمتی را دست نمی نہند و محبوس را دست نمی نہند و بندی را دست نمی نہند تا از رحمت و حبس
بند خلاص نیابند سید احمد برادر زادہ بندگی مخدوم سلمہ اللہ تعالی پرسید کہ چہ سر است کہ خود زحمتی باشد دست
نمی فرمودند دل ایشاں متعلق بزحمت است و ایں کار دل است نہ ایں چنیں کہ امروز شنوند کہ بعضے مردماں
میگویند توبہ کنانیدن مسلمانی را چہ بد است دریں دست دادن کاری عظیم است کہ ایں کارکنان و اندر مردم
جاہل زنادان را ازیں خبری نباشد ہمچنے سخن در جنبانیدن انگشت سبحہ در قاعدہ بود فرمودند ما میکنیم و خواجگان
میکردند اشارت بوحدت و توحید است ما اشارتے عقد سبیں میکنند انگشتان می بندد و یک انگشت
را ایستادہ میکنند و روی جنبانند بالا می برد و فرود میگذارد و ما دست کشادہ انگشتان کشادہ میداریم
بجا برای جنبانیم کہ خواجگان ما کردہ اند ؛

روز سہ شنبہ ہشتم رمضان [illegible]

روز سہ شنبہ ہشتم ماہ مذکور وقت چاشت نماز دیگر فرمودند خدمت شیخ الاسلام فرید الدین را چہار جفت جامہ بودی
برگ زیں کم نشدی گفتنی کی را بیشتر کی درخانہ نگارند باشد وہ شستہ درخانہ باید نگہی اگر وقتی رنجاستی بجامہ در نسد وقت
نماز باشد قلق شستن نباشد دگی موجود برای دادن کسی باشد در قوت القلوب تمسک بریں آیۃ میکنند ھن لباس
لکم و انتم لباس لھن یعنی عورت را لباس داشت و ایشاں را چہار گردیں دلیل بریں کند کہ جامہ ہم چہار جفت
باید زیرا چہ لباس مرتب در چہار جفت جامہ ہست نہ در جامۂ تنہا بعد ازاں ذکری در باب یاران قدیم و حسن اعتقاد
ایشاں میرفت خدمت سیدے ابوالمعالے حکایت کرد کہ مولانا معین الدین ہانسوی پسر زاد مخدوم پرسیدند
مولانا چہ نام کردی گفت بندۂ مخدوم باز پرسیدند چہ نام کردی گفت بندۂ مخدوم باز پرسیدند چہ نام کردی گفت
عبد اللہ و مولانا قوام الدین وکیل پسر خویش را عبد المجید خواندی بندگی مخدوم فرمودند چنانکہ عبد المطلب مطلب نام مردے
بود از مدینہ عبد المطلب را پروردہ بود و ولادت او ہم در مدینہ است ازینجا بزرگ شدہ در مکہ آمدہ است و خدمت
برادر سید محمد اصغر کہ در صفات خلیہ یگانۂ عصر است حکایت مولانا قوام الدین کرد روزے عرس خدمت شیخ الاسلام
نصیر الدین (دوراں سال دشمنان بندگی مخدوم را علالت بود) افطار کردہ بودند آب طلبیدند خوردند بقیہ آب مولانا
قوام الدین را دادند مردی بی ضبط بود فی الحال پیش استادہ در میان مقصد شصد آدمی بخورد بندگی مخدوم البتہ منع میکرد

فی الحال خورد شکست و آنکه گفت که روزه من قبول مرو زبیش نخود این نه بر مزاج مخدوم بود ملایم این معنے فرمودند
که روزی بندگی شیخ الاسلام فریدالدین طول بوده اند و ماه رمضان بود افطار کرده بودند خربزه میخوردند یک قاشی از آن
بخدمت شیخ الاسلام نظام الدین دادند شیخ میگوید خواستم فی الحال بخورم همین باشد که کفارت دو ماه متواتر روزه
خواهم داشت باز این دولت کی خواهم یافت خدمت شیخ دانست که گر میخواهد بخورد فرمودند نظام الدین مارا رعایت
شرع واجب است بدار وقت افطار بخورے

روز چهارشنبه نهم ماه رمضان سنہ ۷۰۸ھ

روز چهارشنبه نهم ماه مذکور وقت چاشت ذکری در بیان این آیت بود وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ فرمودند حق تعالی
با هر یکے رازی وستری و معاملتے دارد که با دیگری نیست با هر یکے معاملتے باشد که آن با دیگر نیست فرمودند صورتی و شکلی
فرض کنیم پیر رساند مرید را تا محلے فرض کنیم که سراپچه نصب کرده بیند که آن نه از جامه و ابریشم باشد و لیکن چنین
نماید و بر در او دربانے چوبے بر دست کرده ایستاده نماید نه آن دربان آدمی و نه فرشته و نه جنیه و نه جهتی دارد
و نه دستی دارد و نه قبضے و نه بطنے و نه پائی و نه قیامی و نه قعودی و کذلک آن چوب از زر و نقره و نه از آن نحاس
و نه آهن و نه چوب درخت است و لیکن چنین نماید پیر تا آنجا رساند مرید درون شود بیشتر خدائی داند و مرید که با دیم
بود چون از آن باز آید پیر از وی پرسد مرید بگوید آنچه تواند گفت و آنچه در تقریر نیاید چگونه گوید و شاید منت کند
بر پیر هم نگوید و شاید خوف از غیرت پیر کند و سبب پرسیدن پیر چه باشد اطلاعی شود زیرا چه جزئیات الوهیات
را انحصاری قابل نیست با هر یکی سری دیگر است بضرورت پرسند او را از آن علمی باشد سید احمد سلمه الله پرسید
که پیر آنجا رسیده است فرمودند رسیده است اما جزئیات را نهایتی نیست هیچ کسی محیط آن شدن نتواند بعد ادای
تراویح ذکری در باب سماع و سرود و رقص صوفیان بود فرمودند حالت ممدوح در سماع این است که از خود نشود و باخود
باشد هر چه کند و بگوید بداند و لیکن حالتی و اگر رفته باشد که از آن حرکات و سکنات که در آن وقت از وی صادر
شود امتناع نتواند آورد اگر چه مرد شیخ و با عزت و عظمت است و لیکن در آن وقت هیچ این عزت او را مانع نیفتد
با وجود آنکه آنچه کند بداند و لیکن قدرت بر باز بودن از آن نباشد چنانکه مرد غضوب در حالت غضب آنچه کند و بگوید
بداند تا آنکه زن را طلاق گوید و آن زن معشوقه او است تا نی حال پشیمان شود و سماع رقتی بیهوشی هم آرد و لیکن
حالت ممدوح نباشد چنانکه میان خراب خواران آنکه به او است بیهوش شود او را اعتبار نکنند و مرد استوار میان
ایشان او است که بخورد آن مقدار که خواهد و هیچ از حال خویش متغیر نگردد و مقصود در سماع جمع هم و توجه دل

لے قاش کہ یک دھیر بزرگ ۲ے نحاس یعنی مس کہ ہندی تانبا گویند ۳ے جمع ہم یعنی فراہم آوردن خیال کہ ہم بسبب خیال می آید ۔

بر یک چیز است و خالی کردن دل از هر چه جز آن یک چیز است پس حالت بیخودی بمانند و منفرت این باشد هر آئینه
ممدوح نبود دانشمندی مرید خواجه باشد و مصرفی گشته بود و بعد از این مولانا زین الدین خلیفه هم ساخته بود روزی
بگفت پیر سید مارا در سماع خبرے نه باشد گفتم این مرد از ذوق سماع خبری ندارد و روی ذوق سماع وقتی ندیده است
نپنداند که سماع چه باشد یکی از طرق وصول محبوب سماع است چنانکه نماز و تلاوت و روزه بجا آرند که بسماع
هم برسند بلکه در سماع جمع هم و توجه که سرمایه جمیع سعادتها است بیشتر است هم از آن بگوید شیخ ابوعلی دقاق السماع
اقرب الطرق الی الله و مناسب این معنے فرمودند روزی والد من در مسجدی که ما میخواندیم گوشه گرفته اشراق میگذارد
مگر بار و نبینده دیگر که خود را از متعلمان شمردی در سماع بحثے میکرد و دعا والد من نماز فارغ کرد و گفت مولانا بشنو من درنماز
بوده ام هر چه شما گفتید معلوم کردم اگر بگوئید باز گردانم و اما چون در سماع می باشم بجز یک چیز که آن مطلوب است
هیچ در خاطر نمی باشد و از تو و از مقابل تو هیچ خبری و شعوری نمی باشد فرمودند آن سماع را احترام که بگوید والله گفت سماع
دانست بجز آن خود سماع نیست و فرمودند که احوال اهل سماع متفاوت اند چنانکه یکی باشد که بدیدن یکی اول بار وجود و
بیهوش گردد چون بار دوم بیند لحه چشم بجانب در داشتن تواند بار دیگر بیند تمام رو تواند دید بار دیگر قوت مصاحبت
والقیام شود تا کار بجائی رسد که میان ایشان گفت و شنید و جنگ و خصومت شود آن مرد تمکین باشد این را بیتوان
گفت که هو مسیطر علی الحال لا الحال مسیطر علیه او غالب بر واردات نه وارد غالب بر وی آری هم از این
گفته اند بعکس را ذوق سماع کمتر باشد و گریه و اضطراب اندک تر بود از مبتدا و متوسط فرمودند حظوظ اهل سماع متفاوت
باشد شاید که در مجمعے چند نفری باشند حظ هر یکی از عالمے دیگر و ذوق هر یکی از آهنگے دیگر باشد روزی هفت نفر
صوفی یکے از میان ایشان والد ما بود در خانه مولانا برهان الدین بوده اند هفت بیت خواندند هر یکے را در بیتے ذوق
بود هر یکے بنوبت بیت خود را طلبیدند ذوق میگرفتند در قصیده آن هفت بیت این است بیت جان ندارد هر که
جانانیش نیست :: تنگ عیش است هر که بستانیش نیست :: هر که را با روی سر خوش است :: دولتی دارد که پایا
نیش نیست :: هر که را صورت نه بند در عشق :: معنی دارد ولی جانیش نیست :: گر دلی دارے بدلبندی بده
ضائع آن کشور که سلطانیش نیست : عارفان درویش صاحب درد را :: پادشاه خوانند گر نانیش نیست ::
خانه زندان است و تنهائی ملال :: هر که چون سعدی گلستانیش نیست :: ششم بیت خواندند فرمودند که
بیت را با دشاه است و حکایت فرمودند که خواجه را میگفتند که شخصی بر بادشاهی در آمد اعتقاد بادشاه بر صوفیان
فاسد کرد و بادشاه فرمود که ایشان طائفه اند که مارا با ایشان کاری نه و ایشان را با ما تعلقے نه بگوئید که از شهر ما بیرون شوند
فرمان بادشاه رسانیدند صوفیان قبول کردند گفتند مارا سه روز مهلت بدهید که خویش و خویشاوندان و همسایه و آشنا
شهر و ولایت و خانه خویش را وداع کنیم و مارا سماع بدهید که یک سماع بشنویم از شهر شما بیرون شویم بادشاه

قبول کرد سماع ساخت وہم در میدان خویش سایہ بان وسرا انچہ نصب کرد وایشان را طلبید آمدند و بادشاہ خود
بر غرفۂ خویش نشستہ تماشا میدید پسرے خورد ہم از آن بادشاہ بود او نیز تماشا میکرد ناگاہ ہمدران تماشا از
چپ و راست و بر پیش و پس غافل شدہ پای پسر بلغزید از بالای غرفہ فرود افتاد وبند بند او جدا شد گردن مہرۂ
او شکستہ امر پسر بر بادشاہ غالب شد گفت این حادثہ از شومت قدم این صوفیان زاد خواست تا بر ایشان
چہ کند صوفیان این معنے شنیدند گفتند کودک آزا میان ما بیارید در سماع چون از سماع فارغ شویم کودک
شما زندہ بشما تسلیم بکنیم ہرچہ بر ما خوش آید بکنید کودک را بشطرنجی پیچیدہ آوردند میان صوفیان در سماع
شدند بعد ساعتے کودک ہم درمیان بشطرنج جنبیدن گرفت و گفت کہ بگشائید بیرون آیم کشادند ایستادہ شد
و در سماع دویدن گرفت آن بادشاہ چون این معنے معائنہ کرد فرود آمد خاک پای ایشان بر ریش و سر خود
می مالید وایشان را بتعظیم تمام حضرت فرمود گفت ہرچند نشانیے کہ انچہ ما کردیم ولیکن چہ کنیم کار افتاد
و در سلوک می نویسد کہ روزی جنید[1] با اصحاب خود بر کوہ لبنان بسماع بود راہبی یہودی از دور دیدہ ایستادہ
بر ایشان آواز سماع با ایشان بوجد بود والتفات بحال او نکردند بعد سماع پرسیدند مارا آواز کہ میداد راہب شیخ
شد گفت من میدادم گفتند چہ مطلوب داشتی پرسید کہ دین شما چیست گفتند دین ما احمدی است واین شما
چہ میکنید گفتند سماع می شنویم گفت سر این چیست گفتند طیب العیش مع اللہ تعالی این سخن شنید پیش جنید
ایمان آورد و گفت من در توریت دیدہ ام کہ احمد مرسل آخر زمانہ باشد و در امت او طائفہ باشند کہ ایشان
سرود شنوند و برقصند از بہر طیب عیش مع اللہ تعالی از اینجا ذکری در باب کرامت افتاد فرمودند آنقدر
کرامت از متاخران منقول است از متقدمان نیست و درمیان صحابہ آن مقدار کہ از امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ منقول است از صحابہ دیگر کمتر از امیر المومنین ابوبکر[رض] دو سہ معدود و کذلک از امیر المومنین عمر[رض] در عرائس می نویسد
کہ از اسماء بنت ابی بکر روایت آمدہ است کہ روزی در مسجد رسول اللہ بجہت نماز دیگر امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
در آمد و آفتاب غروب شد علی[ع] از خدا خواست کہ آفتاب باز گردد - او دیدیم کہ بر دیوارہائے مسجد آفتاب بر آمد
تا آنکہ علی[ع] نماز گذارد چون از نماز فارغ شد آفتاب باز گشت فرمودند کہ فردوسی الطوسی شعری ہشتہ است
دران شعر دعوی کرد کہ جملہ انبیا انچہ معجزہ داشتند علی بکرامت داشت ہر یکی را بمقابلہ میگوید ذکر باز گردانیدن
آفتاب بسلامت مہتر سلیمان پیغامبر گوید واما او مرد مورخ بود شاہنامہ تصنیف او سر بسر تاریخ است مارا سندی
ری معلوم نبود در عرائس دیدم کہ از اسماء روایت میکند کہ او گفت امیر المومنین علی[ع] چشم بستہ تیغ زدی بیچ

[1] حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ [2] این واقعہ در صحاح ستہ موجود نیست و اکثر محدثین مستند این واقعہ را موضوع گفتہ اند واللہ اعلم بالصواب

وتنی آشکار از دو است و حکایت کردند در انچہ حرب صفین امیر المومنین علی[ع] باز گشت معاویہ رہ بر راسی ہزار
دینار قبول کرد کہ علی را در غرقاب انداز و اگر از غرقاب بیرون آید دیگر آبی انداز و قبول کرد و در غرقاب انداخت
امیر المومنین علی[ع] کرانۂ آب ایستاد و دید کہ پایاب نیست و لشکر سخت تباہ قیصر نام رکابدار علی[ع] بود او را گفت بر اسپ
بلندی بیا و ندا کن یا جمجمہ غوغائی خاست لبیک لبیک آواز بر آمد گفت یا علی[ع] بجای آواز داد او کرا طلبم علی[ع] فرمود
بگو یا جمجمہ ابن کرکرت نام پدر داشت ہمبدان نام فریاد کرد وہم ہزار نفر فریاد کردند باز گفت یا جمجمہ ابن کرکرت
الملاح یک نفر آواز داد و گفت کہ بگو پایاب کجا است گفت فلان محل است در ان محل آمدند گذشتند
چون از غرقاب خلاص یافت رہبر برود زبی آبی انداخت آب در عقب و در گذاشت و پیش جای آب
نہ لشکر در معرض ہلاکت افتاد قیصر را گفت پیشتر او بہ بین آب جای ہست قیصر چپ و راست دوید می دید
آبی تنگی بر روی صحرا میرود و آنجا امیر المومنین علی[ع] ایستادہ اسپ را آب میدہد دید قیصر دید حیران ماند قیصر را
دو قدحی آب پر کن بدہ علی[ع] را داد و چشید فرمود این آب شور است لشکر و دواب آب شور چہ آشامند
ت بالا این کوہ برو آب بہ بین بالا کوہ بر آمدی بدید آبی شیرینی بر سر کوہ میرود علی[ع] آنجا ایستادہ اسپ را
آب میدہد قیصر گفت ای علی[ع] مردگان را تو زندہ کنی و بر روی صحرا و بر سنگ تو آب پیدا کنی و ترا خلق در لشکر
بیند و تو بر سراب صحرا باشی و ترا بر سراب صحرا گذاریم بر سر کوہ پیش از من پیدا شوی مگر تو خدای علی[ع] تیغ کشید
خواست کہ بر وی راند و گریخت ہم بالا کوہ رفت ہمانجا ماند شہری بنیاد کرد و علی[ع] را بخدای پرستیدن گرفت
ایشان را قیصریہ نامند و فرمودند امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ روزی در تذکیر بود در اثناء آن گفت سلونی
عما شئتم و علیقہ نام مستغرب بلوا و بر خاست و گفت ان الرجل لقد ادعی دعوی عن تقیۃ واللہ لا
فضحن الیوم پرسید ہل رایت ربک خدای خود را دیدہ قال علی نعم لم اعبد ربا لم ارہ آری
دیدہ ام پرستیدم خدا را کہ ماہ ندیدم پرسید کیف رایت چگونہ دیدی زبان بیان کشاد بجائی کہ وآن مرد بیتاب شد
و افتاد و اکثر خلق مجلس متحیر ماندند توحیدیکہ بیان کرد ہمان علی[ع] تواند دیگری نتواند فرمودند کدام دلیل و فور علم
علی[ع] بالاتر ازین حدیث باشد کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا ہرچہ در شہر باید ہم از در آید و ہرچہ از
شہر بیرون شود ہم از در بیرون شود ہر کہ خواہد در شہر در آید دخلی از شہر گیرد اول بر در آید از در در آید و
ہر کسی کہ چیزی برسد ہم از در برسد و فرمودند روزی عبد اللہ الصائب از امیر المومنین علی پرسید من انت
فقال انا علی ابن ابی طالب ثم قال من انت باز علی[ع] گفت انا علی ابن ابی طالب باز ہمان

[1] ہرچہ خواہید سوال بکنید ۱۲ [2] تحقیق این کس دعوی حق کردہ است یعنی من این را امروز در انجمن رسوا کنم ۱۲
[3] شما کدام کس ہستید جواب داد من علی بن ابی طالب ام ۱۲ [4] غرقاب بمعنی عمیق ۱۲

سوال مکرر کرد علی گفت وعجلت فمن انا دادی بر تو بلہ من دیگر کیستم گفت انت العلی العظیم۔ ہمدرین
میان دو نفر شافعی مذہب ملاقات آمدند فرمودند اگر کتاب شافعی و کتاب حنفی مقابلہ کنند شاید گمان رود کہ این
شریعت پیغامبرے دیگر و آن از آن دیگر از غایت اختلاف، فرمودند شافعی را کہ شافعی گویند بعضے فقیہان
چنین میگویند در روز نقل امام اعظم مادر امام شافعی را از حد ولادت ایام بیشتر گذشتہ بود ہیچ تولد نمی شد
چون جنازہ امام اعظم میگذشت فضیح آورد امام شافعی تولد شد واما در کتب نسب و تاریخ آسامی ہمچنین
میگویند کہ شافعی منسوب است بہ بنو شافعی و بنو شافعی قومی اند از فرزندان عبد المطلب شافعی از فرزند
ایشان است نام او محمد و نام پدر او ادریس نسب او نیست امام محمد بن ادریس الشافعی المطلبی

روز پنجشنبہ دوم ماہ رمضان مبارک

روز پنجشنبہ دوم ماہ مذکور بعد گذشتن تاریخ ماہ سخن در سحر بود و قوت دیو و غلبۂ ایشان فرمودند اثر سحر قوی
ولی و نبی را اثر کند تا آنکہ رسول اللہ را تاثیر اثر کردہ بود و قصہ برین جملہ است کہ رسول اللہ را چندی خوب
خورد و قرار و آرام خاست مرضی بلا مادہ پیدا آمد ضابطہ رفت تبلیغ شرائع و احکام ماند اصحاب ہمہ حیران ماندند
نتیجہ بلا زاد تا آنکہ رسول اللہ قیلولہ کردہ بود دو فرشتہ آمدند یکی در سر آن نشست دوم در پایان یکے با دیگری حکایت
کرد کہ این مرد را چہ زحمت است دوم گفت سحر کردہ اند گفت کہ کردہ است گفت دختر لبید بن اعظم یہودی
گفت در چہ چیز کردہ است گفت در شانہ و خوشہ خرما تر و با پوست برگ بستہ است پرسید کہ کجا است آن
گفت در چاہ ذی اروان کہ آنجا درخت خرما گرد برگرد او بسیار است و سر بار آن درخت در قباحت بسر مار
شیاطین ماند صحابہ رفتند کشیدند آوردند آن گرہہا کشادند آب چشمہ بود آب روان انداختند و در ہر گرہی سوزنی
سحر اند بند کشادند رسول اللہ صحت یافت بعد سخن در فضائل شیخ جلال تبریزی افتاد فرمودند خداوند تعالی و تقدست
اسماء[1] اورا دستی تمام و قدرتی کامل دادہ بود کہ ہیچ سحری و شوقی بروی اثر نکردی و ہیچ دیوے بر وی راہ بری دست
بنود خدمت شیخ در مقام او تا چہار رفت نشست نزول او آمدند شیخ را دیدند کہ آنجا نشستہ است گفتند درویشی
مسافری آمدہ است نشستہ است چگویم رفتند خبر بر او تا کردند کہ درویشی آمدہ است گفت بروید بگوئید کہ تو مسافری
ما تراچیزی نمیگوئیم از مقام ما برو شیخ گفت نخواہم رفت رفتند باز بر او تا گفتند کہ نمیرود گفت بروید چیزی بکار برید
ہم خود خواہد رفت رفتند چیزی بکاشتند ہیچ بروے اثر نکرد و میکنند و جانب او نمیرود حیران ماندند بالاتر از آن
محکم تر آن نامزد کردند ہم اثری نکرد تا آنکہ با قصی الغایت از آن ایشان آنچہ بود صرف کردند ہیچ بروی اثر نکرد

[1] پاک و بلند باشند اسماء او ۱۲

رفتند بر او تا گفتند او خود آمد تا آنجا کہ وسع طاقت او بود عمل کرد ہیچ بروی اثر نکرد عاجز آمد کس فرستاد و بر و بگوئید تو کجا
چہ میخواہی گفت میخواہم مسجدے بنا کنم نمازی بگذارم بروم گفتند ہر چہ میخواہی بکن ہم از ایشان اسباب عمارت
آرائید و ہم ایشان مسجد برآوردند و خود آنجا بانگ نماز گفت نماز گذارد و روان شد و حکایت مولانا عطاء اللہ[1] علم صوفی
بود نیز بر نجلہ میگویند و از آنجا شیخ بجانب دیوہ محل آمد و بود رخانہ گل فروشی فرود آمدہ دید خانہ او شوری و گریہ ہست پرسید
سبب گریہ چیست گفتند رسم شہر است ہر روزی یک جوانی بعضہ [illegible] پیش دیو برند او بخورد
امروز نوبت پسر من است شیخ گفت امشب بجائے پسر خویش مرا بفرست گفت چگونہ بفرستم ناگاہ او قبول نکند
بادشاہ مارا بکشد او پسر خویش را سر شو بائید و جامۂ نو پوشانید و در آن بتخانہ بود شیخ ہم برابر رفت شیخ درون بتخانہ آمد آن
جوان را گفت تو برو و بربہ مغاد خویش بیا افکند شیخ اورا بنرم عصا گشت بامداد آن رائے با لشکر خود برائے پرسیدن
آمد و دید بالا آن بتخانہ مردے پیراہن سیاہ پوشیدہ و گلیمی سیاہ بر سر داشتہ ایستادہ است و خلق را می طلبد خلق
ہمہ مانند رائے خود آمد شیخ گفت شما بیائید من این دیو را کشتہ ام دیدند ہمہ خلق ایمان آوردند مسلمان شدند
پراس شیخ کردند تا این زمان بر جنی مردم آنجا ہمان لباس باقیست پیراہن سیاہ با آستین فراخ و طاقیہ
جامہ از میان بر چیدہ بر سر نہادہ باشند ولایت بہ آن شیخ سپردہ یکی را از میان ایشان حاکم گردانید ولایت
رالبہ حصہ کرد یکی برائے فقرا دوم برائے حشم سوم برائے بادشاہ تا امروز ہمان قسمت میرود و در فن شیخ ہمانجاست
پس آن نویسندہ پابوس آمد خواجہ سلمہ اللہ تعالی فرمودند ای یار عزیز از کجا پرسند گفت بندہ از شہر دہلی
بندگی آمدہ ام فرمودند تدبیر قوت شما اینجا چیست گفت قرابتی بردہ تحریر میکنم گفتند یا شیخے من نویسندہ بودہ ام
آن بگویم تا خاطر تو بد نشود در نفقہ می نویسد کہ اگر مردی سوگند خورد کہ دختر خود با سفل السافلین دہد گفتند اند
بحاسب بدہد آری ہمین آیدہ ال اشغل اشیاء و آنکہ روز و شب در شمار و حساب و نگہداشت آن باشند ضرورت
اسفل الناس بود و فرمودند چنین می نویسد کہ خداوند تعالی و تقدس نفس را بیافرید و گفت من انت فقال انا
انا و انت انت وکیستی گفت من منم تو تو در دوزخ انداخت ہفتاد ہزار سال سوخت کشید پرسید من انت گفت
انا انا و انت انت ہمان جواب داد باز در دوزخ فرستاد ہفتاد ہزار سال دیگر سوخت باز کشید ہمان سوال کرد نفس
ہمان جواب داد گرسنگی غذای بروگماشت عاجز گشت غذائی رسید من انت گفت تو گفت خداوند منم بندۂ تو و
تو خدائے من گرسنہ ام چیزی بدہ تا بخورم فرمودند عجب بلائیست این گرسنگی ہر بلائی کہ ہست آنرا تحمل میتوان
باشد اما گرسنگی را چارہ نیست و بود با نفس اگر مردم بر تقلیل طعام اندک اندک عادت کنند شاید بکلی ترک دہند خوش
و خرم باشند اما خوف خلل عقل مزاج بود فرمودند احمد بہادر کہ دوازدہ سال طعام نخوردہ بود اما آخر خلل شد کہ ما ستے

[1] تحفۃ کلاہ ۱۲ یا انبی بہ یاوری ۱۲

گفتن گرفت از دین بکلی منحرف بود و رخ بدرختی می آرد و سجده بجانب او می کند و میگوید هرچه خوش مے آید و لیکن
سخن پریشان و غیر منضبط میگوید سخنان بعین القضات حسین منصور بر سر وقت خویش گفته اند مثل این کلمات از سر
خلل میگوید عادتی داشت خود بیرون رفتی چندی دیگر با وی می بودند طعام و آب برای ایشان می پختی ایشان
می خوردند خود نشسته تماشا میکردی و بر درخت گلر برآمدی گلر شکستی برای یاران فرستادی خود بالا نشسته
خندیدی و تماشا کردی پیراهن کرباس در بر و لنگوته در ته و کلهی بر سر نهاده بودی و در حظیره شیرخان بر من آمدی
والبته من او را وداع نمیکردم نشسته بودی خلق هر کسی آمدے و رفتی من به ایشان مشغول مے بودم و او نشسته بودی
و اگر سخنی میگفتم او را خوش آمدی روی من دیدی سر جنبانیدی و خندیدی چون درون دهلی آمدم هم بر من آمدی بعد
از انکه در شهر قبضه او فاش شد خصمان او را بسیار شدند او هم سخت بیرون افتاد و البته گفتے که درین شهر جهال بکردست
گفتم البته با این مرد خلاف می باید آورد که تا بدانند که از قسمت من بکلی خارج است بر معهوده خویشش ملاقات آمد با او
صورت مخالفت بنیاد کردم مردی جنگجوی بود و نفری چند برابر هم داشت و من تمام نعل و قول او رد و پیش او نهادم
همه را باطل داشتم هیچ نگفت رنجیده بیرون آمد و مضطرب من همان بود و بیرون رفت و گفت با ما این مرد را امروز
چه بود که با ما مخالفت کرد و البته پیش ازین سری خوشی داشت آن بار که رفت باز نیامد ازین سخن موازنه دوسه
ماهی گذشته بود که او در گذشت و شیخ شرف الدین پانی پتی سی سال طعام نخورده بود فرمودند مرا این قوت دست
داده بود که طعام بکلی ترک آرم اما بخدمت شیخ بودن و در صحبت یاران بودن و البته کدورتی پیش فراز می شود و منفعله
بدو نخیس باز مطلبند میگوید بخشید بخورید ماندن چگونه میسر شود روزی عرضه داشت کردم اشارت شود که بعد مائده
در خانقاه بیایم شب بجاتم فرمودند چه سبب عرضه داشتم والده دانند در خانقاه شب بود همانجا خورده باشد و بعد خرج
مائده بیایم خادمان دانند از جائی خورده آمده باشد شیخ فرمودند خیر هر که بر ما باشد مرید او درین است که طعام بخورد
حکایت فرمودند که یاری بود مولانا تاج الدین میگفتند او و مولانا علاء الدین اعتقاد کردند در مقام سنگوره خانقاه
خواجه جهان ماندند آنجا خلی میکردند بعد سه چهار روز چیزی نخوردند مولانا علاء الدین از آنجا باز آمد که من لی تونی تمام
ماند و دوم یار همانجا ماند و او بعد ده روز افطار کردی و افطار چیزی بشیرینی و حیلی در روغن بسیار و آنچه تشنگی انگیز باشد
نکردی یک چله بود در چهل روز آب اصلا نخوردی و چهل روز آب خوردی میگفت طریقه سوزن در اندام من نجلانند
و فرمودند سیدی مصری خطاط بود برای نشستن شجره دیگر همچو این شجره که برمن است طلب کرده آورده بودم میگفت
بست و هشت سال باشد که آب نخورده ام گفتم سبب ترک چیست گفت که آب نخوری اما نیک نشک زار و نزار
شده بود پرسیدم آثاری که تبرک آب پیش می آید از مشاهدات صوفیه ترا از آن نصیبه شد گفت انشاء الله تعالی
خواهد شد ما سخن بهر پاس میداریم و او را صدر جهان سید علی پسر سید جلال الدین صدر جهان برائی تسخیر آفتاب

شانده بود و بعضے شرایط او فوت شد آفتاب او را از و مفلوج ساخت میان روزی چند مُرد و بندگی خواجه میفرمودند
در انچه ما در اوان سلوک بودیم صوم وصال میداشتیم مادر نیک مزاحم برای افطار شدی چند دانه برنج موازنه
ششے و ہفتے می است هم ورد من می انداختم و یا قدری آب فرودی بردم و می گفتم طعام وقت سحر خواهم خورد
والده برای من نان چرب کرده با شکر و روغن فرستادے و کنیزکی زالی بود والده من از پدر خویش
جهازی یافته بود کهلی نام بود او را بر من فرستادے و او برین طریقه موکل شدی که البته بخورم یکی همه را
میدادم تا از سر من دفع شود و وُدُود دیگر درویشی بحری که آمدی بدو میدادم هم ازینجا سخن در تسخیرات افتاد
فرمودند تسخیر آفتاب و ماهتاب و سیاره دیگر کردن و شیاطینے و دیوی خروج از دین است مرد مومن
کند همه خطابات که خاصه حق است برا وی باید کرد مثلا انت الاحدُ انت الصّمد انت الفرد و امثال
این باشرائط دیگر که میان ایشان معهود است مولانا فخرالدین رازی آفتاب ماهتاب مسخر داشت و برائی
قرات کتابی نوشته است و آن را سر مکتوم نام نهاده و در جمله خطابات خدائی ذکر کرده و بعضے حروف را ترک
داده است تا هر کی بران سر واقف نشود عطارد هم یار داشت چنین گویند هر پنج قسم تصنیف پنج شب است و
فرمودند تسخیر عمل چیزی خیر نیست مظلم و مکدر باطنی است کار اهل دل نیست ولیکن چون کسی را ولایت میدهند
حق تعالی فیض آن هفت سیاره را اثری بدو میدهد ماهتاب پیش آفتاب بر سر عطارد و در عقب زهره چپ
مشتری راست زحل و مریخ زیر هر دو پا اشارت برفیت که در حق کی که ولایت بدو مفوض است هر که بدوی
بر آید باوی در افتد این سنت الهی است هرگز مختلف نشود و تحقیق سخن درین افتاد که مرد را باید که بتیقظ و تحفظ
روز کار گذارد و فرمودند مرد را باید که هر شبے وقت خفتن کرد تمام روزه خود را با خود به نشیند بازگرداند بعد از آن
بشنید اگر والعیاذ بالله منها ناشایسته در وجود او آمده باشد از آن استغفاری و توبه کند و بازگرداند
کاذکر و دو اگر کاری خوب مستحسن در شرع آمده باشد شاغل بدان باشد بار دیگر بران توفیق خواهد و استقامت
طلبد و شکر حق گذارد و هر که این قدر کار کند او را فردا قیامت از حساب عرصات قیامت امنی تمام باشد
فسوف یحاسب حسابا یسیرا هم در باب او فرمودند ای یاران سهل کاری است این قدر می باید کرد که از
عظیم و دشواری خلاص میدهاند والله هو الموفق و فرمودند فردا قیامت خواجه را و غلام آنخواجه را برای حساب
حاضر آرند آن خواجه ایست که او صاحب دولت و خداوند بخت بلند گویند هزارها خرج کرده و داد و دسته
نکردی معتبر و عظیم باشد اول آن غلام را از عبادت پرسند گوید پنج وقت نماز کردم روزه ماه رمضان داشتم
بنده دیگری کرده بودی بر من جمعه و جماعت و اعیاد و زکوة و حج فرض نبود فرمان آید حساب دنیا بده از

سلے یعنی آن زال یا در جهیز یافته بود ۲

لذایذ دنیاوی می‌پرسند که گوید جامه دوخته نانی پخته یا فتم خدمت خوند کار خود کردم فرمان آید نیک آمدی ای
بندهٔ من سبکبار آمدی خوش آمدی فرمان شود حله‌هاے بهشت بیارند و او را بپوشانند با عزاز و اکرام در
بهشت برند و بجانب آن خواجه گنته خواجه چه گوید حساب هزار ساله دهد هر طرف با حتیاج نظر میکند پیغامبری
کسی بیاید شفاعت کند این خواجه نظر در چپ و راست می‌کند منتظر آنکه این زمان فرشتگان دوزخ می‌آیند
کشاده کنان بجانب دوزخ می‌کشند اکنون بباید اندیشید که این خواجگی خواجه بهتر یا غلامی آن غلام و فرمودند
هیچ کسی[2] که حلال است مانع راه خدائی نیست و قاطع سلوک نیست و اگرچه مشروع و حلال نبودی در ایام شیخ
الاسلام نظام الدین خواجه ضیاء الدین نام نویسنده بود وکیل ملک عماد الملک آن ایام بود بر شیخ نظام الدین
پیوند داشت و در آنچه تعلق مغل شد بادشاه علاؤ الدین خود مصاف کرده بود بر خواجه عرضه داشت فرستاد که خواجه
چنین حادثه زاده است خاطری بیارند خواجه جمیع صوفیان را فرمودند که بجهت این کار مشغول شوند فتح مسلمانان
از خدا بخواهند همه مشغول بوده اند صوفی بالا بام بر شیخ آمد گفت خواجه جانی را دیدم در لشکر مسلمانان در میان
اسپ سوار ایستاده است مرا گفتند که این لشکر را بدین جوان بخشیدیم و از برکت این جوان همه را خلا
دادیم شیخ فرمودند اگر آن جوان را ببینی بشناسی گفت آری بشناسم همدرین میان میان ضیاء الدین
برای خبر کردن فتح مسلمانان تعجیل اسپ دوان بر شیخ آمد شیخ از آن صوفی پرسید همین جوان باشد صوفی
گفت آری همین جوان است پیش شیخ رفت خبر فتح گفت فرمودند چه میگوئی ضیاء الدین مروے نویسنده
است نویسندگی مانع راه خدا نیست این شیوه دنیاوی است که بران قوت بگذرد و دلی متوجه بخدائی و نفس
پاک می باید بعد ازان در هر کاری که باشی باش ترا زیانی ندارد و فرمودند که جماعت خانهٔ در خانقاه شیخ در
کنارهٔ جون بود همیشه آنجا چهپر بودے خلق مزاحم شد که البته عمارت شود شیخ عمارت کردن ندادند ضیاء الدین
عرضه داشت کرد خدمت شیخ منع کردند البته الحاح[1] بسیار کردن گرفت و خواجه اقبال و سید حسین را
میانه کرد خدمت شیخ را درباب او لطف بسیار بود فرمودند ضیاء الدین هیچ میدانی که چرا اجازت نمیدهم
برائے برآوردن این جماعت خانه ضیاء الدین گفت نمی دانم گفت منع بسبب آن است که در برآوردن این
مقام شومی هست هر که این را برآرد او نماند ضیاء الدین عرضه داشت که من اختیار کردم شیخ فرمودند هرچه
تو اختیار کردی تو دانی اما باید که میان یک ماه مرتب شود قبول کرد و رفت فی الحال رازان و مزدوران و
کلندیان ساخته کرد و تعجیل تری میان یک ماه عمارت و کنگره و صحن و جز آن هرچه بود مرتب کرد بعد ازان
خرده موازنه شش صد و چهار صد سکه آورده پیش شیخ عرضه داشت که آن مقام تمام شده است بندگی خواجه

[1] الحاح اصرار [2] در ایام پیشین لفظ کسی برائے هر چیز مستعمل بود یعنی هیچ چیزے ۱۲

بیایند بنشینند طعام پیش خواجه خرج شود یاران سماع بشنوند روزی معین کرده نماند عائی یاران شد همه جمع
آمدند ضیاء الدین تپ افتاده بود دران جمع حاضر نبود بعد چند روزی ضیاء الدین برحمت حق پیوست بندگی
مخدوم فرمودند سبحان الله کسی که کند برای برآمد عزیز خویش کند و آنکه برائی اُفتاد کند مروت دیگر باشد آری
این از قضایا کمال اعتقاد است الله چنین معتقدان در ایام شیخ نظام الدین بودند تا درین ایام کمتر دیده میشود
روزی بر خواجه را جابر لق مخصوص بجهت پرسیدن رفتم که آنچه شما از شیخ بلاواسطه شنیده اید و یا از خدمت خواجه
ما و یا از یاران معتمد چنانکه مولانا برهان الدین غریب و مولانا شمس الدین یحیی و امثال ایشان شنیده اید
بر من بگوئید و از شما تربیت و توفیق هم میخواهم مطلوب من مجرد سند است شما معتمدی صادقید هرچه بگوئید ما را
بران رسوخ کلی است البته چیزی بگوئید از شیخ ما شنویم آغاز کرد که خوند سید بیچاره را چه سخن از زبان شیخ
شنیدن چه نسبت مجردی شرف پیوند که دست بر دست او نهاده ام دیگر هیچ بجائے پیش او ما انبوه پیوند ما در صحبت
سید زاده احمد بود حکایت ملک زاده احمد کرد که او مروے بود پیوند بر خواجه نداشت گفتند پیوند چرا نمیکنی گفت
طاقت آن ندارم که دست بر دست شیخ نهم کی مبتلائی عاشقی سوخته خرابی مشتاقی از آن شیخ بود که در تقریر
باید طعامیکه پیش او می آوردند ساعتی جانب آن طعام دیدے و دست نینداختے و نخوردی پرسیدند گفت نخورم
تا آنکه شیخ را نه بینم چون شیخ را دیدی دران طعام دست انداختی آنگاه بحضور شیخ خوردی آب هم همین نوع بودی
تا آنکه او را رحمت رعاف شد هر خونے که از بینی او بیرون می رود بدست میکند باز در دهن می اندازد گفتند
چه میکنی گفت چکنم از من شیخ میرود چگونه رفتن دهم گفت اگر استوار نمیداری قطرهٔ بر زمین انداخت در دست
هم شیخ بر زمین بر آمد قصه پیش شیخ بردند گفت بیچاره احمد سوخت چرا پیشتر خبر نکردند این زمان چه سود
کند هم برین صفت بود آنکه میان چند روزی برحمت حق پیوست بعد نماز پیشین ذکری در باب رسیدن
مردم بمقصود خود بود برعایت اسباب مختلف فرمودند خواجه ابوالحسن نوری سی سال در مسجدی مشغول بوده
البته تخفتی مسافری آمد آن مسافر خواست قدری بغلطد بسبب ملالت ره و کوفته مانده است از شرم شیخ نغلطید
شیخ دید که از شرم نمی غلطد شیخ از جهت او بغلطید همان شب خدای را بخواب دید تا بود همبران امید یکشب
بود خواجه حسن نوری میگوید که امیدوار ترین شبها مرا همان شب بوده فرمودند دیگر حکایت که شاه شجاع
کرمانی سالها آرزوی ملاقات ابدال داشت روزی ملاقات شد سخت در صورت گریه ملاقات شد دید و گفت
ابدال اینچنین قوم می باشند آن ابدال آب را استد بر روئی شاه زد و گفت ای صوفی ما را بنظر حقارت
کی بینی شاه را خواب آمد همدران خواب خدای را دید خاست حیران خاست و مشتاق و مبتلا باز دیگر میخواهد

[1] زمان سابق بعض مسلم ابتر خطاب براجری کردند چنانکه از خانصاحب در زمانه خطاب کرده شود [2] تکبیر

ببیند کجا دیده میشود همدرین خیال مزاج شیخ سبک شد باُلشی در بغل کرده گشتی در هر محلی که رفتی بالشی هم زیر سر کردی و غلطیدی مگر یکبار دیگر همان خواب بیند و آن همان یکبار نمود فی ربودنی بیش نبود بعد از تراویح ذکری در باب آثار ادب بود فرمودند خواجه ابواسحاق گازرونی پسر جولاه بود در روزی استاده تنسته میکرد نانی که برای تنسته گیری آید آن دو نان را در طاقی نهاده تنسته میکرد و سه نفر درویش میگذشتند برای ایشان نان استد دویدار عقب آواز داد و وهان رفت پیش ایشان بر هر دو دست نان نهاد سر فرود کرد و با ادب استاد تا نهارا پیش آورد ایشان را این حرکت نیک خوش آمد یکی گفت که این کودک نیک مؤدب است اینچنین کسی را ضایع نگذارند یکی گفت من دین دادم دوم گفت من دنیا دادم سیوم را گفتند تو هم چیزی بگو گفت دین و دنیا هم شما دادید باقی چه ماند من چه دهم گفتند از آن تو هم چیزی باشد گفت من استقامت هر دو دادم استقامت کار دین بحدیست که آن در تقریر و تحریر ما نیست و اما کار دنیا بجای است که تا امروز علم و برات شیخ در شهرها گبرد و البته هر که آن علم و آن برات ببیند نذری که کرده باشد دو هزاری چهار هزاری یک هزاری پانصدی به و در حظیره شیخ امروز خزانه است که شاید چند هزاران که آنجا جمع شده است آنچه خرج میشود برای فقرا باقی همانجا گرد می آید

روز جمعه یازدهم ماه رمضان

روز جمعه یازدهم ماه مذکور وقت چاشت سخن در تاخیر سحر و تعجیل افطار بود فرمودند خواجه ما سحر نیک تاخیر کردی و افطار نیک تعجیل بمجرد آنکه نماز شام شد غروب کرد شیخ فی الحال پرکاله نان در دهن مبارک انداختی و تاخیر سحر بحدی بودی که سحر کردی و وضو کردی و سنت نماز بامداد گذاردی و سحر که خوردی از صحنک کهچری یا بهت موازنه لنگه نقره بودی برداشتی عرضه داشتم سیرت رسول الله در شیخ الصحابه می نویسد که رسول الله چنان سحر کردی که بعد ازان وضو کردی و سنت نماز بامداد گذاردی کاری دیگر در میان نبودی و بعضی یاران سبب تاخیر سحر گفت و شنیده هم میکردند اما شیخ قبیل الصبح چنانکه رسول الله کردی همچنان کردی و این معنی جز بمعجزه و یا کرامت و یا بمهارت در دقائق شب دست ندهد دیگری را تا این وقت تاخیر نشاید کرد و کمترین خدمتگاران ازان روز باز که شنیده بود که شیخ فرموده رباعی شیخ اوحد که در مجلس یکشنبه ششم ماه مذکور حال وقت چاشت گذشته است رباعی

اوحد دل راز خویش بر کن گرد آر — این رخت به هر سو میفگن گرد آر
عمرے چو گل به باد داری یک دم — چون غنچه فراهم شو و دامن گرد آر

۱؎ بالشی یعنی تکیه۔ ۲؎ بهت منقف بهات یعنی چاول ۱۲ ۳؎ این مضمون بر صفحه ۱۶۹ گزشته است ۱۲

که این از قبیل انفاس است بنده در تجسس این بود که چون مجلس شود معنی آن سخن پرسم اگرچه بارها دیگر شنیده شده بود اما باز تعیین روز بشنوم تا همبران تاریخ نبشته شود در روز جمعه وقت چاشت خلوة بود پرسیدم فرمودند در اصطلاح صوفیان یک لفظ نفس است معنی این است که ترویح القلوب بمشاهدة الغیوب مقرون و ثانیا النفس نا گردانیدن دل بشهود غایبی مقرون بدم یعنی هیچ دمی بمشاهده محبوب بر نیاید این را نفس گویند شیخ میفرماید که اوحد میگوید عمری چو گل بباد دادی یکدم یعنی عمر خود ضایع کردی و هیچ روی مقصود ندیدی و دنبال غفلت روزگار بسر بردے اکنون یکدم چون غنچه فراهم شو و دامن گرد آر یعنی بی یاد دوست دم مزن و فانی شو و دیگر ساعت مباش و بیت اول ازین قبیل است تمام رباعی ازین قبیل انفاس است این رخت یعنی انفاس و خطرات دل پریشان مگذار گرد آر بر یک چیز بدار و همان نگاه و همان باش و بغیر آن نفس و خطره بر خود روا مدار یعنی سخن در میان قوت دیو و قوت آدمی افتاده بود فرمودند ش دل اولیای خدای که مهبط حق است دیو را مجال استادن نیست حمزه روزی در محله رسید آنجا سلیمان پیغامبر دیو را بسته بود دست و در دهن آن مقام سنگے داشته که هیچ کسی آنرا برداشتن نتواند حمزه بزور خویش آن سنگ را از دهان بند بیجانه دیو دور کرد و خود در درون رفت و آن دیو را بند با سلیمان کشاد دیو دوید با حمزه در افتاد حمزه او را فرود انداخت کشت روان شد و چندین دیو را امیرالمومنین علی کشته است و دیوی بالای حصار و محلے کهنه بود هر کسی را زحمتی دادی و او را از دروازه بدان و محلے کهنه شخصے بیرون کرد میخواست بکشد او عهد کرد که بعد ازین تاریخ در درون و محلی نباشم آنکه گذاشت بعد نماز جمعه حکایتی همدرباب شیخ اوحد کرمانی میرفت فرمودند شیخ را البته نظر بر امارد بودے و در سماع اگر امردی پیش آمدی دو دیدے بروی فتادی جوانے ترکے چالاکی امردی شوخی شمشیر چشمی این حکایت شنید کتاره در کمر بسته گفت چون در سماع باشد و بر من حمله کند من آن ملحد را بکشم سماعی بود شیخ آنجا و در اثنای سماع بود آن جوان آمد کتاره بسته مقابل شیخ استاد و شیخ در اثنای سماع جانب او دید و این رباعی در زمان انشا کرد و این ست رباعی

سهل است مرا بزیر خنجر بودن — از بهر رضا دوست بی سر بودن
تو آمده که ملحدی را بکشی — غازی چو تویی رواست کافر بودن

حمله کرد و دید بروی افتاد آن جوان از غایت قهر شیخ بیهوش و بیتاب شد بر زمین افتاد چنین گویند که همان زمان مُرد فرمودند بیچاره آن جوان پیش قهر خدا که تواند ایستاد بعد نماز دیگر ذکری در باب مجاهدات سلف صالح بود فرمودند خواجه احمد جام مے فروش بود جامی ازان گویند از دیهات تنگ شراب بر لاشه بار کرده در شهر آوردی

۱؎ امارد جمع امرد یعنی طفلیکه قریب به بلوغ باشد ۲؎ لاشه یعنی نحیف و لاغر اکثر صفت اسپ یا خر باشد، از غیاث اللغات

وفروختی روزی خیک[1] شراب بار کرده بر لاشه می آورد کنارهٔ آب رسید لاشه قدری درنگ کرد یک چابک محکم
زد جای دیگر محکم تر ازاں زد لاشه سرپس گرد و گفت بحکم احد میگویم مرد احمد میگوید برو من گفت که شنوم شیخ
هم آنجا خیک شراب پاره کرد و کوه گرفت دوازده سال همدراں بادیه بالای کوه بود ابیاتی که از شیخ منقول است
همدراں کوه با نگستان بر سنگ نبشته است و عین نقش بر سنگ بر آمده فرمودند خواجه حسن بصری کنیزکی را
فروخت نیم شب شد آں کنیزک ایستاد فریاد کرد که ای خواجه و بی بی و اهل خانه بخیزید نماز بگذارید وقت تهجد
ایشاں گفتند ای کنیزک بامداد نشده است بامداد شود فریضه بگذاریم گفت شما تهجد نمیگذارید گفتند تهجد نگزاریم
از خانهٔ ایشاں گریخت بر خواجه حسن بصری آمد که ای خواجه مرا باز بستان که من نتوانم بر ایشاں بودن زیرا چه ایشاں
تهجد نمیگذارند خواجه باز ایشاں را مال داده استد فرمودند آه مردیکه خدای را نشناخت و ندید و نیافت و عبادت او نکرد
و جان و جهان خویش فدای او نساخت آں مرد اگر مادرش نزادی بهتر بودی و اگر او هم چناں نا چیزی ماندی بهتر
اولی بودی برائی چه زید برای چه آمد و چه از جهاں با خود خواهد برد.

روز شنبه دوازدهم ماه رمضان مبارک

روز شنبه دوازدهم ماه مذکور بعد خرج مایده ذکری در باب ولایت و نبوت و سلطنت میرفت فرمودند هرسه
یک قسم اند و از یک باب اند آنکه ولی را در ولایت او و نبی را در نبوت او و سلطان را در سلطنة او یار نباشد و معین
او نبود و مطیع و منقاد او نباشد هرگز او را دوست نگیرد و از آن خویش ندانند و البته در تلف او کوشد اگر چه دوست
ترین پسران و قرین ترین قرابتان و برادران و دوست ترین دوستداران باشد هر که درین کار ایشانرا
معین و مظاهر و مقوی باشد لابد که او از آن او باشد و او را خواهد اگر چه با او هیچ نسبتی و آشنائی نباشد و فرمودند
ابولهب عم رسول الله زاده مادر و پدر عباس بود چون ایمان نیاورد بتصریح اسم او که در قرآن هیچ کافری از
ایشان محمد نام او صریح نیست بقهر و غضب و لعنت و طرد و جز آن ابولهب و بیگانگان دیگر هیچ با رسول الله
نسبتی ندارند در باب ایشاں احادیث و اخبار و آیات ناطق بفضل ایشاں است و گرمیان مومنان هم نام
کسی از اصحاب محمد نیست جز نام زید حارث که او هوای خویش را فدای هوای نبی کرد و محبوبه خویش را نثار رسول الله
ساخت هر آئینه بدیں تشریف مشرف شد و بدیں لعنت ابولهب مخصوص شد که ایذای که رسول الله را از وی بود
از کافری دیگر کمتر بودی و اشارت بجانب کمترین خدمتگاران و برادر کردند که اینک ایشان پسران من اند اگر درد
کار من ایشانرا آں کاری بودی و بمن اطاعتی و انقیادی نداشتندی لابد من ایشانرا دوست نمیداشتم و پیش خود
نشستن نمیدادم شاید بعد سالها سخن در ملاقات بودی و تمام خانه شاهد است که در آنکه ایشاں کودک بوده اند

[1] خیک یعنی مشک ۱۲

میگفتم والده خود را ای مادر بشنو اگر این دو پسر من خدای را شناسند خدای را بدانند مارا از ایشاں می باید و الله هم کان
تواند مرا با ایشاں کار نباشد والده گفتی چرا این سخن میگوئی میگفتم ای مادر فرزندی که نه بر رضای خدای خود
و نه بر حکم شرع باشد مرا چه کار آید شاید این کلمات من در خانهٔ بعضور همه یاران گفته باشم و گفتند که علاؤ الدوله کنیزکی
داشت شکر نام دیوانهٔ او بود شب و روز با او شراب خوردی و او رباب زدن بود و یک زمانی از وی فراغ نداشت
تا آنکه از اطراف ممالک فریاد نامه آمد که کار ملکی مهمل مانده دشمنان از هر سوی سر بر کردن گرفتند بادشاه قضایا ملکی
و رعایت جوانب او را بکلی اهمال کرد تا آنکه علاؤ الدوله خود هم اندیشید که این نوع نیکو نیست خادم نام غلامی او را
طلبید گفت بیا شکر را ببر و ذبح کن تا من از شر او خلاص یابم خادم غلام دانا بود دید که این خواجه مبتلای این
کنیزک است شاید روزی باز دل او این را خواهد عوض آں از من بخشد آورد و در حجره بست رفت پیش
علاؤ الدوله خدمت کرد و گفت او را ذبح کردم علاؤ الدوله گفت نیکو کردی باز در پرداخت امور ملکی چنانکه بود
مستقیم گشت چند گاهی برین نوع گذشت ناگاه به هوای خویشتن باز بشراب و کباب و جشن مشغول شد
یک شکر در خاطر آمد گفت بیا خادم چگونه دست تو برانچناں گلوی نازک و نعیم روان شد که کارد بر حلق او
راندی گفت امروز ترا بجای او ذبح کنم فرمود که ذبح کنید برای ذبح کردن گرفتند استاد خدمت کرد و گفت
من این روز بخود دانسته بودم من داشته ام او را ذبح نکرده ام نیک خوش شد او را طلبید و خادم را جامهٔ
مرحمت پوشانید باز بشکر مشغول شد کارهای ملکی مهمل گشت هر چهار طرف فریاد خواست خود اندیشید باز بر خادم
گفت که درین بار برای این را ذبح بکن و خون آں مرا بنما باز آں خادم میدانست عدل و انصاف خود کار خود را
باز بر داشت تا ناخن انگشت برید و دامنی او پر خون کرد آورد و او را نمود گفت نیکو کردی که او را ذبح کردی باز
گاه روزی بر غرفهٔ خویش در کنار دجله نشسته بود و هوائی ابر و باراں بود بشراب و کباب مشغول بود عورات
حرم گرد بر گرد او بوده اند باز شکر در خاطر آمد گفت خادم را طلبید گفت بیا چگونه دست بر حلقوم او که عین ناز و
نعیم بود رفت تا آں کارد در حلق او راندی محبوبهٔ مرا تو کشتی من بجای او ترا بکشم چون برائی ذبح کردن او را بردند
باز خدمت کرد و پیش استاد و گفت این روز بخود میدانستم من بخشته ام و او را داشته ام باز خوش شد و پیش
خود طلبید خادم را جامهٔ مرحمت پوشانید باز بشکر مشغول شد تا آنکه دل را جانب او سخت مایل دید و دانست که
ملک از پی این خراب شود و دوبار معاملتی که با خادم کرده بود سی او را نخواهد گذاشت مصلحت ملکی و عشق شکر مقابله
کردند دست پائی می زد و تردد می بخاطر خویش میکرد که شکر به یا ملکی مصلحت ملکی غالب آمد بر عشق شکر در غرفه
جانب دجله نشسته شراب میخورد و او رباب میزد و سرود میگفت و هوا ابر و باراں بود و دل خود در سخت مبتلا
و گرفتار دید گفت با خود اکنون ملک خراب شد هر دو دست شکر گرفت برخاست در میان دجله بر تاب کرد

ملک معشوق است که هرگز هیچکسی نتواند استاد و کذلک عمدهٔ نبوت و عمده ولایت بادشاه از همه بیگانه است
و کذلک تجلی و ولی مگر آنکه تعیین و مظاهر و مصدق او باشد بعد ترا و بیخ ذکری در باب عمل کیمیا بود فرمود چنین
دانم ذوالنون مصری را عملی نسبت کنند او در لوا سے بسیار بود سے و در تیه بنی اسرائیل هم بسیار مانده است
حکایتهای عجوبه او در کتب سلوک بسیار است و فرمودند بر یحیی معاذ رازی قرض بر رفته بود در وقت نزع
قرضداران پیش آمدند استادند چشم گشاد در روی ایشان دید دعای خواند فرمودند لفظ این دعا بعینه مرا یاد نمانده است
در ساعت واحد مردی آمد در شیخ زد و گفت قرضداران شیخ کجا اند همان مقدار بدره پر کرده آورده شمرده داد
بتمام از پیش در رفت و فرمودند نقل شیخ را جز بدین طریق که گفتیم میگویند اینحکایت طولی[1] دارد و فرمودند بر
خواجه ابویزید هزار دینار زر قرض شد بعد نقل شیخ قرض داران جنازهٔ شیخ را گرفتند دفن کردن و نماز گذاردن نمی‌هشتند
اعرابی از جانب بادیه شتر سوار پیدا آمد بدرهٔ[2] هزار دینار زر پیش نهاده بدره گشاد شمرده ایشان داد و باز هم بجانب
بادیه رفت اینجا فرمودند از آن خدا باش غم چیزی مخور و این بیت خواندند **بیت**

تو خدا را شو گر خود همه عالم دریاست — بخدا گر سر موی قدمت تر گردد

فرمودند بندگی خواجه می‌گفتند که خواجه محمد منکدر بزازی کردی زمستانی در غیر هوا زمستان راست کنانیدی در
زمستان فروختی قوتی از آن کردی روزی شیخ در خانه آمد و در دوکان غلام را گذاشت و زمستانی بر دو قسم بوده
اند بعضی دو درم بها داشت و بعضی چهار درم غلام را گفت که این را دو درم فروشی و این را چهار درم شیخ از خانه باز
گشته بدوکان می آمد شخصی را دید زمستانی از دوکان میبرد گفت پرسم که چون خریده است که نباید که بچهار درم خریده
باشد پرسید که خواجه بچند خریدی گفت بچهار درم گفت هی گران خریدی مرد سے بدوی است خلق سخت باشد
در ولایت ما به پانزده شانزده دینار نیابند تو نخواهی من بازگردانم تو بروی بستانی گفت ای خواجه از کدام
دوکان خریدی گفت فلان دوکان و از که خریدی غلامی چنین و چنین بدین صفت و بدین حلیه نشسته است
گفت آری گفت ای خواجه آن دوکان دوکان من است و آن غلام غلام من است برابر من بیا تا زمستانی
چهار درمی بدهم و یا دو درم باقی خویش بستان برابر آمد از شیخ دو درم استد رفت او درین معامله حیران ماند
از هر کسی پرسید که این مرد کیست گفتند خواجه محمد منکدر است این مستغرب نام محمد منکدر شنید به بیهات
گریست بیتاب شد افتاد هر کسی گرد آن بدوی آمد بعد آنکه بدوی بهوشیار شد خلق از وی پرسید بنام شنیدن
محمد منکدر ترا چندین اضطراب و بیتابی چه بود گفت خواجه محمد منکدر کسی است ما در بادیه باشیم بر ما آب نباشد
گوئیم خدایا بحرمت خواجه محمد منکدر ما را آب بده ناگاهی بینیم آب بر روی صحرا پیدا می شود و اگر راه گم کنیم و گوئیم

[1] طولے دارد [2] خریطهٔ دینار داشت نئ

خدایا بحرمت محمد منکدر ما را راه نما فی الحال سے بیاید و پیش شود ما را راه بنماید میدانستم تا کدام ابدال و اوتاد خواجه بود او کجا
باشد او اگر در یا بیا او خود در بازار دوکان نشسته خرید و فروخت میکند بندگی مخدوم فرمودند من میدانستم
که خواجه محمد منکدر یکی از ستاخران باشد واما در قوت القلوب دیدم که یکی از کبار تابعین است خبر خرقه او دو دم
محل برسول الله صلعم میرسد و فرمودند که میان صحابه آن مقدار کرامات علی ؓ است شاید جلدے ور [illegible] گران شود
تا از آن صحابه دیگر کمتر آن مقدار نباشد کرامت ابوذر غفاری ؓ می نویسد که عثمان ؓ در ایام خلافت خویش بر جای
رسول الله ﷺ بجهت خطبه رفت و ابوبکر ؓ یک زینه زیر پایه فرود تر ایستاده میشود و عمر ؓ از آن فرود تر و زینه پایان همه شده
بوده عثمان ؓ دید که بعد من برزمین ایستند رفت بر جای رسول الله استاد بر جای ابوبکر ؓ و عمر ؓ نه ایستاد ابوذر
غفاری ؓ از کبار صحابه و اصحاب صفه بود بر عثمان ؓ سنگ زد و اعوان عثمان ؓ او را لت[1] محکم کردند بعد از آن جلا کردند در
[illegible] رفت ماند آنجا راهبی بود گفت خواجه شب را درین مقام شیر می آید تو در درون حجره من بیا شب باش ابوذر
[illegible] تمام شب صحبت مخالف دین نمی توان بود هم برون ماند آن راهب درین خیال بود که این زمان شیر
آمد و بنیم تا این مرد چه خواهد کرد ابوذر غفاری ؓ مشغول بود شیر آمد برجای خود ماند ابوذر بر جا خود شیر پیشانی
[illegible] ابوذر ؓ نهاد و بر زمین می سود و دم چنانکه رسم سگ اهلی است دم می جنبانید بامداد راهب آمد پرسید که بچو
چند آدمی باشند در دین احمد گفت کمترین ایشان منم که مرا جلا کرده اند و لایق صحبت خویش نداشته اند راهب
مسلمان شد و فرمودند یکی از کارهای که سبب شد کشتن عثمان ؓ را همین لت ابوذر غفاری بود۔

روز یکشنبه سیزدهم ماه رمضان مبارک

روز یکشنبه سیزدهم ماه مذکور وقت چاشت سخن در فضل و شرف آباء و اجداد رسول الله و محامدی که در ایام کودکی در
ذات رسول الله ﷺ بود و خوارقیکه هم در طفولیت از وی صادر شده بود افتاد فرمودند عبدالمطلب میان خواب و
بیداری بود که با وی گفت چاه زمزم بکاو و ویران ماند چاه زمزم چه باشد و کجاست حارث نام پسر خویش برابر
شد میان اسکاف و نابله که هر دو نام بتان است استاد زاغی را دید بنوک خویش زمین میکاود عبدالمطلب
گفت این زاغ مکان چاه زمزم می نماید آمد همانجا کافتن گرفت چاهی قدیم انباشته برون آمد از میان آن چند
زره و چند مشت تیغ از آن زر و چند خود و اسباب دیگر خیلے مال پیدا شد عرب با عبدالمطلب در چخیدند[2] که
این مال میان ما و تو شرکت باشد بجهت آن مخالف شدن برفت عبدالمطلب گفت که من کافتم و من کشیدم هم
از آن من باشد و ایشان گفتند که زمین ما است و شهر ما است ما هم حصه خویش بستانیم گفتند بر کاهن برویم و هرچه
او گوید بکنیم و او بجای دور بود سے بر و میرفتند میان راه بی آبی بود خلق را تشنگی گرفت عبدالمطلب شتران

[1] لت یعنی زدن و کوفتن و لگد زدن که مخالف لات باشد [2] چخیدن و چخیدن یعنی پیچیدن

خویش را کشت آب شکم ایشان کشید بعضی آن خوردند و قریش آب خوردند از هلاکت جستند گروهی چند رفتند باز تشنه
شدند قریب هلاکت رسیدند عبدالمطلب بالای کوه برآمد و دعا کرد از خدا آب خواست خدای تعالی بر روی سنگ
آب پیدا آورد و عرب آب خوردند بیاسودند گفتند تو برای ما آب در مکه پیدا آوردی یعنی چاه زمزم که نشان آب
نبود پیدا کردی و کافی و این زمان از این چنین مهلکه خلاص دادی آب بر روی سنگ پیدا کردی کو شتران
خود کشتی این مال هم از آن تو باشد باز گشتند و بخشیده داشتم که کافر و قبول دعا گفتند نور رسول الله در صلب او مرکب
است فیضی از وی رسد البته خالی نباشد و جمله اجداد رسول الله بفضایلی مخصوص اند که در دیگری نبود و قصی را که
قصی گویند که قصایص المکارم علیه بنا بر متقصد شدن مکارم و اخلاق بر وی و هاشم را که هاشم گویند زیرا چه
هشیم کردی یعنی شکسته نان و آنچه کردی و ثرید ساختی برای حاجیان وادی و عبدالمطلب جمالی داشت که
هر که دیدی عاشق شدی چند موئی سپید جانب بناگوش داشت جمالی بود که هیچ جائی احساس نشد از این جهت
او را شیبة الحمد گویند پیاده استاده شدی برابر سوار نبودی و اگر نشستی بالا ایستاده برابر نبودی و پوست گاو میش
می آوردند در زیر پای او می نهادند خلق عرب از زیر پای او میخواستند بکشند کشیدن نمی توانستند تا آنکه چو
گاو میش پرکاله شدی و از زیر پای او جدا نگشتی و فرمودند اول آنکه اعانت[1] کرد رسول الله را او کرد و در شبی که تولد
رسول الله شده است مهمانان در تمام مکه در بدری گشتند و تفحص میکردند در خانه کسی امشب فرزندی زاده شده
است یا نه تا آنکه بر در عبدالمطلب آمدند عبدالمطلب را پرسیدند گفت آری پسری در خانه پسر من آمده است
گفتند چه نام کرده اید گفت مادر او نام کرده است محمد و احمد گفتند زود باشید او را بکشید که او پیغامبر آخر زمان
است او دین شما را باطل کند و بتان را بد گوید عبدالمطلب گفت اگر از نسل ما پیغامبر بخیزد و مرا چه زیان کند و
این بتان ما و دین ما باطل کند این سخن گفت باز گشت و رسول الله چهار ساله بود و عبدالمطلب
خواست در سودا بر وی و الفت با جد گرفته بود پیغامبر گریستن گرفت تا آنکه عبدالمطلب برابر استاده در اثنای
آنکه میرفتند در میان راه آفتاب سخت بود و سایه نبود و راهبی بحیر نام بحیم دیا بجاه الطف از صومعه خویش دید
که این قافله عرب است و کودکی میان ایشان است مقدار یک پاره ابری سپید بر سر وی لطیفه بر سر او سایه کرده است
و این علامت پیغامبر آخر الزمان است آمدند در زیر درختی نشستند و آن درخت برگ نبود و شاخ جانب دیگر
بود و بحیر و آنکه رسول الله نشست درخت را برگ شد و سایه بجانب رسول الله گشت راهب از آنجا دید گمان برد
که این کودک پیغامبر آخر الزمان باشد برای تحقیق کردن تمام قافله را مهمان خواند طلب راهب که تواند که ابا آرد
همه رفتند رسول الله را عبدالمطلب برای محافظت رحل گذاشت همه رفتند پرسید که کسی میان شما مانده است

[1] اعانت یعنی مدد ۱۲

گفتند کسی بجز یک نفر کودک گفت هو الطلیب طلبیدند آوردند به دیدن رسول الله خاست حرمت داشت آورد
نزدیک خود نشاند گفت نام این کودک چیست گفت محمد و احمد مادر او نام نهاده است و باز گفت چشمهای
این بسبب گرما سرخ شده است یا همچنین مادر زاده است گفت همچنین مادر زاده است گفت اگر شما بگوئید
پیراهن این را بکشم میان دو شانه این چیزی بدیم گفتند چه عجب پیراهن بر گرفت مهر نبوت را دید مهر نبوت را
بوسید گفت آه بحکم من پیر و این کودک و این پیغامبر آخر الزمان شود و اگر من بزیم روزی که بدعوت بیرون آید
قوم این بعداوت پیش آیند من پیش شوم جان خود فدای این بکنم این را از جهودان نیکو نگهدارید که ایشان
دشمنان این باشند عبدالمطلب گفت تو گفتی که این پیغامبر آخر الزمان است این را که تواند کشت چو کار
در پیش دارد کسی این را قرضی نتواند رسانید و فرمودند که محلیکه عبدالمطلب نشستی زا لیها فراز میکردند هیچ پسر را
مجال نبودی که در آن مقام در آید اما رسول الله در اثنای بازی گرد آلوده پا در خاک برد و آن آمدی در کنار
عبدالمطلب نشستی و جامهای سپید که او پوشیده بود سیاه[1] بکیش کردی روزی ابوطالب گفت ای پسر شوخی مگذار
سر و فراش جد را خراب مکن عبدالمطلب جانب ابوطالب دید و گفت این را مگذارید که کسی این را منع نکند هرجا
خوش آید بنشیند و فرمودند درخت خرمائی بود که خرما نیک و در سخت شده بود و رسول الله خواست خرما بخورد
شاخ درخت خود تعالی شد پیش رسول الله آمد عبدالمطلب غلطیده بود و دید خواست که یک خرما طلبید بستاند
بخورد طلبید رسول الله خواست بدید فی الحال درخت بالا گرفت هیچ نتوانست که از وی بستاند رسول الله گفت
ای جد بحکم تو را نمیرسد و کیبارگی دیگر عبدالمطلب گفت ای پسر مرا بکنار بگیر گفت ترا کنار نگیرم اسپار جبد کرد و گفت
کنار نگیرم گفت جلد از پس پشت تو کنار نگیرم گفت بگیر عبدالمطلب آمد پس پشت کنار گرفت هر چند که خواست
دست بر سینه رسول الله فرود آمد نتوانست آورد بر آن قوی و دراز که عبدالمطلب بود و بعد از آن رسول الله
گفت ای جد تو اتباع من نکنی و لیکن از پشت تو کسانی باشند که ایشان اتباع من بکنند بعده نماز پیش ذکری در
باب دوستان حق و مقربان حضرت بود فرمودند در دل ایشان آتش عشق و حرقت اشتیاق بحدی ست که
آن را انتهائی و اندازه نیست که اگر دوزخ در سینه ایشان افتد کشته شود آتش اهل عشق دوزخ را بخورد و فرمودند
بندگی خواجه پیغمبر فرمودند مردی بر خواجه احد کرمانی آمد و گفت بیا یکجا یک چله بداریم گفت چله مردان و یا چله
زنان گفت ای شیخ من نشنیده ام چله مردان چیست و چله زنان چیست فرمودند چله زنان آنست که چهل روز
عبادت و طاعت کنند و هیچ نخورند و نیاشامند و چله مردان آنست که هر روز یک سلوخ و یک من نان طعام
با لوازم و لواحق آن و شیرینی و حلوائی بخورد و بعد از چله همچنان وضوئی که در آمده است بیرون آید و هر دو یکجا

[1] چرک آلود یعنی پر از میل گردی ۱۲ شوخی سوزنش.

چهل شد شیخ خادم را گفت هر روزی طعام وقت افطار دو خوانچه باد و سلوخ و اسباب آن بیاری یکی پیش
خویش نهاد و دوم پیش آن مرد داشت شیخ خوانچهٔ خویش تمام کرد آن مرد بیچاره که عادت برین کرده که چهل روز چیزی
نخورم چه تواند خورد قدری خورد و دست از طعام کشید شیخ گفت هان ای مرد از آن خود خورده‌ایم با تو هم موافقت باید
کرد از آن او هم پیش خود کشید و تمام خورد بهرین نمط هر شبی دو خوانچه طعام شیخ خوردی و بعد از آن وضو که آمده
بود بیرون آمد بعد اتمام این حکایت فرمودند سبحان الله حکایت صوفیان از آنهاست که در ضبط نیاید و عقده شتم
که اگر بندهٔ در ضبط آید و مختصر گردد این قوم نیز مختصر شود و در ضبط آید فرمودند آری خوش میگوئی لختی سخن در بعد
دعوی بنده افتاد فرمودند هم اهل اسلام نیست و هم ترکان ولایت و عملی چون ترکان گرفتند الا بدانکه
شد و این حدیث خواندند من اشترى سمل شعرة فى قفاه حبس له يوم القيمة مع المخنثين هر که موی خویش
جانب پشت اندازد فردای قیامت میان مخنثان حشر شود و فرمودند که خدمت شیخ الاسلام نظام الدین فرمودی
که این حدیث را شایع کنید که صحت این را من ندانستم بلا واسطهٔ کسی از پیغامبر شنیده بود

روز دوشنبه چهاردهم ماه رمضان مبارک

روز دوشنبه چهاردهم ماه رمضان وقت چاشت لختی سخن در ندرهٔ واصلان حق بود فرمودند بندگی خواجه میفرمود
که در شهری هزار طالب خدائی بخیزند از آنجمله چهار بخدائی برسند و از آن چهار دو بسر بندگی در دنیا افتند
از این کار بسر برد لختی سخن در فضیلت نماز چاشت بود فرمودند در تفسیر می‌نویسد درمیان این آیت و
ابراهیم الذی وفی ای صلی رکعتی الضحی و فرمودند نماز چاشت سنت مؤکده است زیرا که پیغامبر علیه السلام
هیچ وقتی ترک نکرده است بعده ذکری در بیان فضیلت قوله تعالی سبحان ربک رب العزة عما یصفون و
سلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین هر که در آخر مجلس وقت خواستن بخواند آنچه در آن مجلس از
کذبی و خطائی و لغوی و فحشی و رقتی صادر شده باشد بدان نگیرند و همه عفو باشد بعد زمانی ذکری در باب زلت
داؤد علیه السلام بود فرمودند خداوند سبحانه ذکر بعضے انبیا و دوستان خویش میکرد و مراتب ایشان می‌گفت که من بر
ایشان چنین و چنین بلاها فرستاده‌ام ایشان هم بران کشیده اند بچنین و چنین مرتبه رسیده‌اند داؤد هم
آرزوی بلائی کرد تا او هم مذکور میان دوستان شود و آن مرتبه یابد حق سبحانه و تعالی ابتلا بزن اوریا داد
داؤد در بیت المقدس نشسته زبور میخواند پرندهٔ نیک ظریف و نازک پر با از زر و نوک از زبرجد بر شکل
طیح زیبائی بر داؤد آمد نشست داؤد دید نیک خوش آمد خواست بگیرد در خانه برد تا کودکان بازی کنند از میان
دست جهید بیشتر نشست دست فراز کرد تا بگیرد میان دست باز جهید بیشتر شد تا آنکه داؤد ایستاده شد
خواست بگیرد بیشتر شد بالا بام رفت داؤد در برابر شد بالا بام رفت سایهٔ داؤد در خانهٔ اوریا افتاد زن او

غسل میکرد نظرش بر سایه افتاد دانست که مردی بر بالای بام رفته است مویها سخت دراز و پشت
و صورت صاحب جمال بود سر بجنبانید تمام اندام بموها گرفت داؤد دید حیران ماند دل بدو داد مضطر شده
مضطرب گشته فرود آمد در عرایس می‌نویسد که در تدبیر آن شد که اوریا بجائی در نکاح در آرد و اوریا در جنگی سر
لشکر کرده فرستاد آن بار بسلامت آمد بار دیگر با لشکری تنگی روان کرد درین بار شهید شد بعد از آن زن اوریا را خواست
این زلت بود و این ابتلا حق بود مسکین داؤد چه داند که این بلا خواهد آمد دانست چنانکه انبیا من قبل راز حق و ملاق
درین بود کی شکل آن بلا بر سر خواهد افتاد و تحمل خواهم کرد لختی ذکری در اصل قلندران افتاده بود فرمودند صورت
قلندران از جمال ساوجی است او امام شیخ عثمان مغربی بود جمال الدین ساوجی پیش ابو عثمان مغربی شده
بود و یک طالب حیدری طرفات خواجه ابو عثمان آمد شیخ جمال دید آغاز کرد که من میروم که صورتی بازین پیدا آرم
صورت حیدری مقدم از صورت قلندر است و اول کار قلندری دعوی آمد روزی بجهت امامت قفص کرد جمال
بست بعد از نماز در قفص شد ناگاه دیدند در گوری میان بیابان سر و ریش تراشیده نشسته است برخواجه
ان گفتند خود آمد پرسید جمال چه حالت است پیش آمد هیچ جواب نداد بعد از آن گفت تنها سخت کنید همچنان
مرو ندید هیچ جواب نداد بعد از آن گفت بگذارید جمال اهل است خود را اخلاص درخدا مابسیار ان روی او کنند
ور دو و زنخ باشند فخر تمام امردی بود شیخ را بروی نظر رحمتی بود چون شنید که حالت شیخ برین جمله است ریش
و سبلت نداشت ابرو تراشیده پیش شیخ ایستاد شیخ جوان فخر را ابروی تراشیده دید خندید گفت بیا فخر الدین
زنان تو باشد بعد از آن گفت فخر چون صورتی بدید اختیار کردیم دیگر پس چه مانیم بیا سفر کنیم بیرون آمدند فخر گفت
این صورت رانمائی باید شیخ گفت هم از غیب بدرنیم چه نام و پیش آید جمال نام باشد بیرون آمدند چرم و پوست
و پلاس و برگ هر چه میان راه افتاده یافتند لباس بر تن خود کردند در شهری در آمدند کودکان بازی میکردند چون
ایشان را بصورت جدید دیدند گفتند قلندر آمد قلندر آمد جمال گفت بابا فخر این صورت را همین نام باشد قلندر
در شهری قرار گرفتند بابا جمال مردی بابرکت و کرامت و صاحب قدم و اهل دل بود سر چند روزی جهانی تبلع
او کرده همین صورت اختیار کردند بعد چند گاهے جمال گفت بر فخر که فخر ترا سفری باید فخر طرفی مسافر شد بعد چند
گاهی آمد چهار آئینه در چهار طرف خویش بسته پدید شد یکی پیش و یکی پس یکی چپ و یکی راست جمال گفت این
آئینه‌ها چیست گفت هر چهار رکن عالم است بر من روشن است جمال را این سخن و دعوی خوش نیامد بعد
از آن خادم را فرمود که فخر دعوی بسیار رسیده است سماعی کنند و سے باید گفت کند و رمی پیش جمبا بید مضحک برنج
و بالا یک مرغ دو پیش فخر فرود مرغ بالا برنج مکمن همچنان کردند چون فخر دید که مرغ بالای برنج پیش او نیست
چنانکه رسم ایشانست که اگر چند و نه پیش یکی کم باشد بنجه دستره و پیش آمند همچنان بر خادم هیبت زد گفت ای

نمی بینی پیش ما مرغ نیست جمال بخندید گفت آری هرچه در چهار رکن عالم است روشن است اما مرغ زیر
چند دانه روشن نیست فخر متصل جمال نشسته بود بدین سخن شکسته استره کشید و در شکم جمال نهاد این حال
اول پیر و اول مرید است فرمودند این قصه در میان ایشان هیچ شبهه ندارد چنانکه قصصهای قرآن را که میان
ما هیچ شبهه ندارد و کذلک این قصه پیش ایشان. خدمت سید محمد ابوالمعالی پرسید یعنی بدین نمط که جمال گرد
مطلوب این بود که الزام فخر شود فرمودند از کجا مطلوب الزام او نه بود مطلوب شکستن او بود و اگر نه بگوید هرچه در
در چهار رکن عالم بر سر خدائی روشن کند روشن شود و اگر روشن نکند اگر تریکدانه باشد از کجا روشن گردد
چنانکه جمله کشوفات غیوب هم برین جمله است ولیکن دعوی خودی کرده است. بعد تراویح ذکری در باب
معاشرت و معاملت نیک با خلق بود فرمودند که اردت ان یحبک الناس فادعهم بالحب الاسامی
والشهد اگر میخواهی ترا همه دوست باشند بخوان ایشان بهر یکی را به دوست ترین نامهائی بود زی مولانا جلال الدین رکن
و علاء الدین یار من و مولانا سعد الدین الطبیب نشسته بود و هم هندوی طبیب بود جهو تام بخدمت مولانا جمال
الدین آمد تا در اشنا حکایت مولانا سعد الدین گفت ابے جهو و مولانا جمال الدین گفت مولانا الیش ابے
باشد ابے گفتن مولانا سعد الدین گفت هندوست مولانا جمال الدین گفت او هندو و شغد تو چرا زبان خویش
آواره میکنی و معیوب میگردانی و بد زبان میشوی اگر برادر جهو نگوئی از آن تو چه کم شود و ترا چه زیان وارد شد
سخن در میان تحقیق لفظ خدا از روی لفظ و معنی بود فرمودند ای محمد ام کثرتی خداوند مشکلان بزبان میبالاستد
معنی خدا چیست خدا بدال است یا بذال عرضه داشتم که بارها از زبان دربار و گوهرشار بندگی مخدوم شنیده شده
است که خدا بذال هم باشد معنی او خود دا یعنی خودزاده مجهول و مصنوع و مخلوق کسی نیست از خود بخود زاده است
یعنی وجود او قدیم است ذاتی است قایم بذات خود است محتاج دیگری نیست درو باشد که بدال اهل باشد
خود آینده و خود آمده معنی کلستین یکی است فرمودند آری این معنی گفته من است که تو میگوئی۔

روز جمعه نوزدهم ماه رمضان مبارک سنه

روز جمعه نوزدهم ماه مذکور بعد نماز جمعه شخصی بپابوس آمده شعری در مدح نوشته آورده هم ازینجا ذکری در باب شعر
بود بندگی مخدوم عمر الله عمره اطوالا فرمودند که قول امیر المومنین حسین است الشعر اوضع الرفیع و ارفع الوضیع
شعر خوار کننده مرد چیز بزرگوار است و عزیز کننده مرد بی هنر و کم مایه و خوار است هیچ چیزی مرد بلند همت را خوار
کننده تر از گفتن شعر نیست اگر عزیزی خود را نسبت بشعر کند خواری او باشد و اگر خوارے کم مایه هنر شعر پیدا
آرد عزیز نماید حاضرے عرضه داشت که چه سبب است که البته ذوق صوفیان در هندوی بیشتر باشد در صوت
و غزل و قول آن چنان نیست فرمودند در هر یکی خاصه از آن اوست که در دیگری نیست اما هندوی بیشتر نرم

و مروق میباشد و سخن کشاده گفته میشود و آهنگ هم بر وفق او نرم و مروق میباشد که گریه کنانند و اشارت
بخزانی و عجزی و انکساری کنند بضرورت مرد صوفی را آنجا بیشتر میلی میباشد اما سرود و بجز سرود ادائی ضربات
و سیتار و در پارسی است آنجا لذتی دیگر و ذوقی دیگر و عالمی دیگر است معنی باشد که جز بفارسی ادا نتواند
کرد و همچنین معنی باشد جز بعربی متوده می نگردد و نازکی و لطافت و اشارت بمعانی دیگر باشد که جز بهندوی نتوان
گفت و این بتجربه معلوم گردد و بعد زمانیان آمده و از پانصد گرده علی الخصوص بجهت چوپنه آمده بود و اشارت
بخادم منی مولانا شیخو جلال سر ستوری شد که طاقیه و مقراض بیارد و از و پرسیدند که اختیار تو حلق است و یا قصر
است هرچه فرمان شود فرمودند درین باب معتبر اختیار تست گفت حلق او را حلق فرمودند بعد حلق دستار در گلو
کرده بخدمت آوردند بشرف ارادت مشرف بعد از آن بدولت صدق همتی که داشت تسکین داشت و مشتغی گ
نصوص برای این کار دیده بود بدون شایبه غرض دیگر حق تعالی در باب او این دولت کرامت کرد که طاقیه
سر مبارک بود در سر او داشتند و طاقیه که برای او خادم آورده بود آنرا خود پوشیدند و او را نماز و روزه فرمودند
ازینجا ذکری در باب فرمایش پیران بود فرمودند که چنانکه فرموده خداوند تعالی فریضه است همچنان میباید که
فرموده پیر بدانند اول فریضه بجا آرد و در طفیل آن فرموده پیر ادا کند چنانکه فریضه بهیچ عذری و حیلی فوت نتوان کرد
کذلک فرموده پیر همچنان باید حق تعالی قادر است که خلق را خود بلاواسطه نبی هدایت کند اما سنت او تعالی
برین جاری است که نبی مبعوث شود بر هر قومی یکی از ایشان تا دعوت کند ایشانرا بدانچه فرمان او باشد کذلک
شیخ هم بفرمان او دعوت خلق سوی او میکنند حاضرے گفت در سفر تنگ و دشوار میشود رعایت اوراد فرمودند
پیش ما حضر و سفر برابر است مگر روزه که اگر در سفر روزه نتواند داشت افطار کند بعد از آن اگرچه نفل را قضا نباشد
و لیکن نفلی دیگر بجای آن بیارد تا نفس عادت بر ترک نگیرد و آسان گیر نشود و از آن مریدست که در صوم بود باز
ماند هم ازینجا ذکری در باب مرید و پیر افتاد فرمودند مریدے از مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی پرسید
که خواجه حق پیر بر مرید چیست و حق مرید بر پیر چیست شیخ فرمود خواهم گفت باز روز دیگر پرسید باز شیخ فرمود خواهم
گفت سوم بار پرسید شیخ مکتوبی بنوشت و سجاده داده گفت که این نوشته و سجاده بخلیفه برسان مرید پائے
برهنه چنانکه شعار مرید است از پیش پیر بیرون آمد نعلین او چپ و راست افتاده بود خواست از سره گیرد
و نعلین بپوشد در خاطرش آمد این مقدار وقت که برای نعلین راست و چپا شوم در کار پیر تقصیر بود نعلین همچنان
گذاشت جانب خلیفه روان شد در خاطرش آمد وداع اهل و ولد کنم با خود گفت که تا در خانه بجهت وداع اهل
و ولد روم در کار پیر تقصیر شود وداع ایشان هم ترک داده همچنان رفت تا بخلیفه رسید فرمان شیخ و سجاده رسانید خلیفه
باعزاز و اکرام بسیار که از شیخ آمده است تمامی و بعد از آن فرمود گفت مرا شیخ نظر فرموده است که تو آنجا فرود آئی

وششی گفته است سجاده و نشسته بر سانی من بشما که رسانیدم بغیر فرمان پیر چگونه بنشینم البته گفت خلیفه نماند
خلیفه چون دید که نمی ماند کنیزی از درون حرم طلبید و تسلیم او کرد که برای شیخ بهر خدمت حاضر باشد از مرد جوان و کنیزک
جوان وسوسه شیطانی مزاحمت میکرد تا آنکه دغدغهٔ شیطان بر ایشان غالب شد بدین حد کار رسید که هر دو برهنه
شدند یکدیگر میخواستند بکاری ناشایسته مشغول شوند ناگاه دید شیخ آنجا انگشت بدندان گرفته ایستاده است و میگوید
هی هی بجز دانکه شیخ را دید شهوت شکست فی الحال جامه پوشید توبه و استغفار کرد و وضوئی کرد دوگانه شکرانه
گذارد که از چنین بلائی خدای تعالی بلطف شیخ و عنایت او خلاص داد آورده کنیزک را سلامت بشیخ رسانید
شیخ با وی هیچ نگفت باز روزی دیگر آمد پیش شیخ ایستاد و گفت که خواجه حق مرید بر پیر چیست و حق پیر بر مرید چیست
شیخ فرمود ترا نمودم تو هنوز معلوم نکردی گفت نکردم گفت آنکه تو از اینجا بیرون آمدی نادر کار من تقصیری نشود نعلین
تو که چپ و راست افتاده بود گذاشتی و با اهل و ولد وداع نکردی و آنکه خلیفه برای تو مهمانی کرده بود در بر خود فرو
می آورد بروی فرود نیامدی این حق من بر تو بود و این که میان راه شیطان ترا وسواس کرده بود خواستی که
در زنا افتی من آمدم ترا باز داشتم این حق تو بود بر من پس آن فرمودند هر که از آن پیر شد او همه شد و نگاه
پیر نشد او هیچ نشد اگر بر آب رود و در هوا پرد و هر چه بیند و آنکه پس پشت او باشد بداند با این همه بوی از خدا
و مشام آن مرد نرفته باشد تا از آن پیر نشود و آنچه مذکور کمال اشتیاق و فور التهاب پای بوس بندگی مخدوم
را بیان کردن گرفت میگفت آمدن مخدوم درین سو بدان می ماند که ابر پر آب رحمت بر کوهی برتشنه پیدا
شود چه خوشی و چه راحت باشد رفتن مخدوم از ایشان چنانکه آن ابر را بادی بگذرد و متفرق گرداند چه ناخوشی و چه
ناامیدی روا آرد بطریقهٔ مطایبه روی بجانب این ضعیف کرد و فرمودند چه میگوئی اگر ما امروز آنجا بریم ده به ده
قصبه بقصبه مرید گرفتنان بگردیم شما را از فتوح جمع کردن فرصت نباشد آری زدند فرمودند علیکم لبای این بیت
خواندم و برین رقصها کردم و ذوقها گرفتیم بر این امید که این معنی ما را میسر شود و لیکن نشد و این مصراع خواندم ع
کجاست دولت او یار و ملک تنهائی الحمد سخن در بیان خوردن آب نشسته و ایستاده بود کمترین بندگان
در شرح الصحابا بحدیث خواند که ابن عباس روایت میکند اتیت رسول الله بماء زمزم فشرب وهو
قائم و روی عن علی انه توضأ وقام وشرب ما بقی من وضوئه وقال رأیت رسول الله یفعل کما رأیتمونی
فعلت والحدیث یدل علی انه لا بأس بالشرب قائما وکره بعضهم ذلک لکن اذکر الفقیه ابو اللیث رحمة
الله ومما رخص الشرب قائما علی وسعد بن ابی وقاص وعائشة وابن عمر خون شرح الصحابه برین جمله است
که رسول الله آب زمزم ایستاده خورد و امیر المومنین علی آب بقیه وضو ایستاده خورد و گفت که رسول الله چنین
کرده است و این دلیل کند که آب خوردن ایستاده باکی ندارد و بعضی فقیهان مکروه داشتند و از جمله صحابه که

آب خوردن ایستاده رخصت داده اند امیر المومنین علی و سعد بن وقاص و ام المومنین عائشه و ابن عمر است
بندگی مخدوم فرمودند آب زمزم و آب وضو و آب سبیل را و آب پس خوردهٔ مومن را استثنا کرده اند و گفته ایستاده
خوردن روا است بغیر کراهیت و اما حدیثی دیگر که در مشارق است که و شرب قائما فلیتق توفیق برجمله کرده
اند که اگر ایستاده باشد بجهت آب خوردن نشیند و اگر نشسته باشد بجهت آب خوردن نه ایستد بجز درآب
وضو بدین طریق توفیق می شود و این معنی جامع و شامل است عمل ما هم برین است

روز شنبه بست و یکم ماه رمضان مبارک سنه

روز شنبه بست و یکم ماه مذکور بعد نماز پیشین ذکری در باب امرا سود و خدعه الطمه بود و فرمودند خباثت و بلاهت ایشان
بان میرسد که گمان می برند مگر پیغامبر آخر الزمان باهم خسر الدنیا والاخرة میکردند ملعون هر دو جهان میشوند و علایم این
حکایت فرمودند که مروان دو اند یکی مروان حکم که پیشوای عثمان بود و دوم مروان حمار که خلافت بنی امیه از
او بعباسیان رسید روزی شخصی بر مروان گفت بشنو ترا یکی خلیفه است یکی پیغامبر خلیفه تو بالاتر و یا آنکه
برگفت خلیفه من پس تو خلیفه خدائی و محمد پیغامبر لابد تو افضل باشی از وی آن خبیث احمق سخره شیطان پلید تبسم
کرد و شنیده و این سخن آن ملعون را استحسان کرد و فرمودند سلطان علاء الدین هم درین خیال بود اما بسبب خوف
مسلمانان ظاهر نکردی خفیه بر خواص خود مثل این کلمات گفتی که محمد را چهار یار بود مرا هم چهار یار است در دین
چنین آورده است و من چنین پیدا کرده ام و قصه این تمام مولانا ضیاء الدین برنی در تاریخ فیروزشاهی می
نویسد و سلطان محمد تغلق را هم همین نوع خوبیها رخصت دادی مولانا کمال الدین خواهرزادهٔ خواجه ما حکایت
میکرد که با نشسته بر قاضی شمس الدین برادر قتلغخان خیمه شبی بر دروی میخواندیم ناگاه طلب قتلغخان آمد گفت
شما نشسته باشید من اینک می آیم بعد ساعتی آمد گفت بشنوید عجب حکایتی که فلان این زمان کرد گفت غیر
معهود از بادشاه طلب من آمد رفتم می بینم رخ خود از شمع گردانید در تاریکی نشسته است یعنی سلطان محمد تغلق
رفتم تعظیم تمام که معهود است کردم هم در تاریکی نشستم آتا نیک متامل دانستم مگر میخواهد برادری از من و یا کسی
از قرابتان ما بکشد این بر من یکایک نمی تواند گفت این تامل چندین از آن است ناگاه آغاز کرد و گفت اگر امروز کسی
پیدا شود و گوید محمد پیغامبر خود هست منم و تو گناه او را بکدام حجت ملزم کنید با خود گفتم اگر بحجت پیش آیم با من او هم حجت
خواهد گفت سخن دراز خواهد گشت سخنی گویم که او بداند که مرا این سلطنت میسر نخواهد شد گفتم برای آن حرام زاده دیوانه
احمق بدبخت بی دولت را حجت چه حاجت باشد گفتم اقبال خوند عالم اسلام در شهر خیال قوت گرفته است که
غلامان و طباخان شهر خوند عالم برهم بایچه بکشند این شنیده سری فرو کرد ماند و هیچ جواب نگفت مولانا شمس الدین
میگوید من گفتم پیش خان اگر بدبخت انچنین چیزی را اشکارا کند شما چه کنید گفت و الله اول کسیکه خروج کند

من باشم وچنانکه قتلغ ال را تعظیم میکرد ملک منصور و پدر ملک سعد منصور را هم حرمت داشتی یکباری بروی گفت
یعنی ملک منصور ابوبکر و عمر و عثمان و علی چه گروه اند که ما نتوانیم کرد ملک منصور گفت ایشان پاکان بوده اند یعنی
تو پلیدی آن روز شکست داد با گر ریخ گفت ملک منصور شرمنده شنید و هیچ جواب نداد و کشتن او مشایخ و علما
سادات و اهل دین را همین سبب بود که آنان که عظمت دین در دل ایشانست بر گیرم همه هنود و غلامان کار ایشان
هم در سعی هنود اند گرد آرم تا هرچه برایشان بگویم ایشان با اختیار خود و آن خود و او را دست نداد پیش این معنی پیدا
کند در دوزخ رفت فرمودند وانچه وقت قبض روح او شد ملک الموت را فرمان شد که قبض روح او کن
از حضرت بنالید گفت خداوندا جمله کافران و بدبختان و فاسقان را قبض ارواح کردم آن گندگی که در وهن
این بدبخت است نمی توانم که نزدیک او شوم فرمان شد یکی از اعوان خود را بفرست گفت هیچ یکی طاقت ندارد
فرمان شد ابلیس تو برو قبض روح کن ابلیس جان از قالب او برد بنده عرضه داشت که جز ملک الموت
هم قدرت قبض ارواح هست فرمودند ما دانیم که بعضی دوستان خدای را جان ایشان ملک الموت قبض
چنانکه درین بیت میگوید **بیت** در عشق تو عاشقان چنان جان بدهند * کانجا ملک الموت نگنجد هرگز *
موسیٰ و هارون را جان بلا واسطه ملک الموت قبض شده است چنین گویند جبرئیل بر دست موسیٰ سیبی
صورتی و دران سیب دید بران جمال و حسن که موسیٰ را چاره نشد جز سپردن جان بدان صورت ملک الموت را
آنجا دخلی نیست کذلک در باب اعلام هم روا باشد که بی ملک الموت جان ایشان با قبح احوال قبض کند.

روز یکشنبه بست و دوم ماه رمضان مبارک سنه

روز یکشنبه بست و دوم ماه مذکور وقت چاشت شخصی پیش در کمانچه میزد گوش آن سو بوده که وقت داشتند
فرمودند روزی مولانا برهان الدین غریب رحمة الله علیه در سماعی پیش او کمانچه میزد آهنگ او مولانا برهان
الدین را نیک خوش آمد او خرابے مبتلائی ازان سماع بود و وان آمد کمانچه او را در گلوی خود بست و در گفت
کمانچه بزن او زیر حلق او میزد و خود می شنید و این حکایت فرمودند که منصور حلاج میگفت که روزی بر در خمار
خانه میگذشتم درون آن خمار خانه کمانچه میزدند مرا خوش آمد نزدیک رفتم ساعتے شنیدم مرد سیکه آنجا بوده اند
مرا گفتند درویش برقص گفتم پیرهنم تنگ رفته است یا دیدم قست رفته است رقصیدن گرفتم ایشان نیز
با من در بازے شدند تا آنکه شخصی دست در لنگوته من زد و ازته من برد برهنه شدم و دیدم از آن خود سخت
بستم ازان محل روان شدم مرا آواز دادند درویش باز گرد باز گشتم دنبال من گرفتند پا بلند کردم ایشان
بمن کی توانند رسیدن درمیان کشت نیشکر افتادم باغبانان دنبال گرفت ازان محل هم پا بلند کردم گذشتم
رفتم بر اصحاب خویش این حکایت کردم گفتند چرا نه استادی تا تماشا آن باغبان هم میکردی که با تو چه کردی

گفت می استادم و لیکن دیدم قست نرفته است پا بلند کردم از ینجا فرمودند سبحان الله چه عیش است که
طائفه ابدال دارد با جمله جهان در خلوت باشند هیچ شخصی ایشان را مزاحم نباشد جمله جهان پیش ایشان صحرا و
جنگل و خرابست سالها آرزو بردم که این دولت مرا میسر شود نه شد و این بیت خواندند

هرگز حسد نه بردم بر منصبی و مالی — الا برو که دارد با دلبرم وصالی

و در میان این حدیث که قال جابر رأیت النبی صلعم یرمی علی راحلته یوم النحر روز عید الضحیٰ رسول الله رمی جمار
سوار کرده است فرمودند آری او علم است و مناسک همه را تعلیم میباید کرد اگر پیاده باشد درمیان هجوم
همه خلق نتوانند دید و با فعال او مطلع نتوانند شد و نیز شصت و چند ساله بود و کبر السن گشته بود و سواری در ان
هجوم ضرورت باشد و نیز سری و سروری او این تقاضا کند که میان امت سوار باشد و این بسنتی مخصوص نبود
گر سوار هم نباشد شاید که هرکسی بدو التفات نکند در هجوم معلوم نگردد شرف او و دران نباشد و فرمودند ابویزید گفته
است که هرچه پیغامبر کرده من آن کردم جز سه چیز یکی نتوانستم و دوم ندانستم و سوم نیارستم آنکه نتوانستم شنیده بودم
نبی رسول الله صلعم طواف سوار کرده است خواستم بکنم مکتبان با استخفاف فرود آوردند آنکه ندانستم خوردن
خربزه با پوست خورد یا بی پوست و یا مغز و یا بی مغز هیچ ندانستم سبب آن خربزه نخوردم و آنکه نیارستم شنیده ام
روزی نماز بامداد امیر المومنین علی کرم الله وجهه بجماعت حاضر نشد رسول الله بعد نماز در خانه علی شد دید فاطمه و علی
یکجا غلطیده بودند و چادر از اندام ایشان تا سینه دور شده بود رسول الله چشم بسته نزدیک ایستاده و گفت الصلوة
الصلوة ایشان بیدار شدند خاستند نماز گذاردند زن ندارم و دختر از کجا شود داماد چگونه پیدا آید تحقیق در حسن
و لطافت سخن شاعران بود فرمودند امیر حسن شاعر لطافتی در سخن دارد و این چند بیت او را انشا کردند **بیت**

لعل دل آرام تو گو کارام گاه جان درو — کفر سر گیسوش بین سرمایه ایمان درو
خود کیست بیچاره حسن تا خون او ریزد کسی — تا کیست عشق او بلی از یاد خوبان جان درو

غزل

منم سلطان ملک حسن و ماه در سلک درویشان — دلا دامن فراهم کن کجا ما و کجا ایشان
قبا بر قد سلطانان چنان زیبا نمی آید — که آن خرقان گرد آلوده بر بالای درویشان
اگر تو باغمم لیلے برغبت خویشتن داری — چو مجنون فرد باید شد از خویش و هم از خویشان
حسن در پای خوبان سر فدا کردی بحمد الله — نکو اندیشه کردی ای علی رغم بد اندیشان

و فرمودند که بندگی مخدوم قدس الله سره العزیز در خانقاه شخصی سماع آورده بود و التماس کرده که یکساعتی
بعد کند و در پیش خواجه سماع گویند برین بیت آخرین و بر بیت که قبا بر قد سلطانان الی آخره ذوق بسیار

گرفته اینک خوش بود فرمودند که این بیت نیز از آنِ اوست **بیت**

ای در هوس رویت گل چاک زده داماں	دریا دلبت خلقی خونِ جگر آشاماں
در وجه نکورویاں نداد ندشه برات تو	تا نام تو در ناید در دفتر بدناماں
سرگشته بسی گشتم هر سر و سامانے	سر در سر کارت شد نی سر شده نی ساماں

فرموده‌اند درانچه امیر حسن آغاز غزلهای خویش را در سرای بر دست نویسندگان میداد می گشت امیر خسرو دید
گفت چیست این بطریق تعویذها میدهی میگردی گفت آری امیر این تعویذ درد شکم است و فرمودند میر حسن در
نشاندن سخن دستے تمام داشت و از لطیفه هرچه آمدی هیچ اهمال نکردی چنین گویند امیر خسرو و امیر حسن و مردمی
دیگر بالا حوض سلطان بگشت رفتند با مطربان وعده بود مطربان نیامدند میر حسن نشست یک ساعتی چندان
خندانید که همه شکم گرفتند باز نشست چندان گریانید که همه از گریاں حیران شدند بعد نمازِ پیشین ذکر در باب
نشاط سرود ماخذ او بود فرمودند چنین گویند که از حرکت فلک گرفته‌اند حکما تا آنجا سیر کردند رفتند دیدند و شنیدند
آمدند و ضع کردند و قوانین بنیاد نهادند و مزامیر و آلات همه پیدا آوردند حکمای یونان ربابے زنند که بداں خ
آید و ذهول انگیزد و ربابی دیگر زنند که بران خنده آید و ربابی دیگر که گریه آید و ربابی دیگر زنند بمیرند هر چه
بخواهند همه در رباب میکنند همچناں میشود که ایشان بخواهند فرمودند ابراهیم نام چنگی در شهر دهلی بود زحمتی شد
بجهت داروی بر مولانا صدر الدین آمد وجه دارو همان رباب خود آورد من و مولانا علاء الدین و مولانا صدر الدین
نشسته‌ایم او یکباری گوشمالی داد هم بداں گوشمالی هم پرده میگفت هم راگ میگفت دنی دوستک زن اگرچه
استادان کار خویش بوده‌اند ولیکن کسی بدو نرسیدی و کودکی از آن مولانا صدر الدین بود یوسف نام چنگ
در وی اثر کرد بے خبر شد افتاد کشاده کرده از مجلس او را بیرون آوردند تا آن زمان که دراں مجلس بوده ایم
شعوری از خود نبود و آن چناں چنگے بار دیگر ندیدم چنیں هم گویند که نی عراق از زده مرده گرفته‌اند مرده افتاده
بود و ده او اماسیده دهن فراز کرده ایستاده گشته بود بادی زد از وی آوازی برخاست نی عراق از آن گرفتند

روز دوشنبه بست و سوم ماه رمضان مبارک سنه ۸۰۲ھ

روز دوشنبه بست و سوم ماه مذکور وقت چاشت آینده به جهت پیوند آمد و باعث بیعت خوابی بود که آن مرد
دیده بود گذرانید که دیدم روز جمعه بندگی مخدوم بنماز بیرون آمدند علمی بزرگ پیش میرود بنده آمده است
اشارت شد علم من بگیر من علم مخدوم گرفته پیش شده میرفتم وقت قیلوله بود ختم کلام الله کرده در خواب رفتم
می بینم بندگی مخدوم در محلے عظیم بادرختی رفیع نشسته اند مرا برده اند بر پای بندگی مخدوم انداخته‌اند بندگی
مخدوم بدست مبارک خویش سر این بیچاره گرفته اند و در پای خود انداخته اند التماس او باجابت مقرون شد

و پس آن فرمودند الرُّؤیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ رویا صالحه جزوی از اجزاء پیغمبری است رویا صالحه
چیست آنکه بدیدن آن دل از دنیا سرد شود و از گناه بطاعت برود و از دنیا بدین رساند و آنچه بیند همان شود و
حکایت دیگر فرمودند سعد بن ابی وقاص خوابی دید بر ابوبکر آمده گفت گویا که گرد من خندق پر از آتش
است و مادر و پدر من بزور مرا دراں خندق می اندازند و رسول الله صلی الله علیه وسلم در دوم طرف ایستاده
اشارت بازگشت میکند بجانب من و من خود را آن طرف بر خندق یافتم همدرین میان بیدار شدم ابوبکر فرمود آن
خندق آتشی دوزخ است و مادر و پدر تو کافرانند در دوزخ میخواهند که کشاله کنند یعنی هم بر دین ایشان بمانی
در دوزخ بروی و رسول الله ترا بجانب خویش میکشد و تو بجانب رسول الله آمده و از دوزخ خلاص یافته عجب
نباشد که دل تو میل باسلام کند و تو مسلمان شوی سعد گفت یا ابابکر بر رسول الله بر که ایمان آرم ابوبکر بر رسول الله
آورد سعد ایمان آورد مادر و پدرش شنیدند بردند درون حجره بند کردند که ترا طعام و آب ندهیم تا از دین محمد
نگردی بدین اسلاف و بتان باز نیائی سه روز نه طعام دادند نه آب بعد سوم روز آمدند پرسیدند هان سعد چه میگوئی
از دین محمد آمدی باز بدین اسلاف سعد گفت ای مادر و ای پدر این دین آن دین نیست که ازین دین بگردند
مدام بر ترازین باشد که همدین دین بمیرم گفتند که این دین در دل سعد استوار نشست بگذارید اکنون او دانند
و دین او و بسیارے از صحابه خواب دیده اند و ایمان آورده اند و گفتند که روزی خوابی دیدم که واقعه پیش
شیخ هم در خواب میگذرانم و هم در خواب می پرسم که خواجه بر کسی ازین واقعه حکایت گویم فرمان شد گفت سهل باشد
اما دیگر برا بنما هم در خواب عرضه داشتم قوت نمودن مرا کی باشد فرمان شد که امید دارم سلسله خواجگان چشت
الی یوم القیمة بماند و فرمودند روزی شخصی آمد التماس پیوند کرد و خوابی گذرانید که می بینم خواجه نشسته اند و در
پهلوی خواجه سیدے کودکی باگیسو های دراز ایستاده است هر بار این سخن او میگوید و فرمودند بجانب من می بیند
بعد پیوند آن مرد را بندگی مخدوم فرمودند که بعد نماز شام شش رکعت نماز بسه سلام بگذاری و در هر رکعتی بعد
فاتحه سه گان بار اخلاص بخوانی و این را صوفیان صلوٰة الاوابین گویند صوفیان برای استقامت توبه فرمایند
هر که برین نماز ملازمت کند امید باشد توبه او مستقیم ماند و بعد ازاں یکدوگانه دیگر فرمودند گفتند این برای نگاه
داشت ایمان است نیت حفظاً للایمان میکنند و دوگانه اینست در هر رکعتی بعد فاتحه هفت بار قل هو الله احد
و یگان بار معوذتین بعد سلام سر بسجده نهند و سه بار بگوید یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان. و فرمودند بعد نماز خفتن
یکدوگانه دیگر بگذاری و در هر رکعتی بعد فاتحه ده بار اخلاص بخوانی و بعد از سلام هفتاد بار بگوئی یا وهاب یا وهاب
چنانکه من میگویم که کلمه کلمه زخمها بر دل افتد و بزور دل ها بیرون آید که یا وهاب یا وهاب فرمودند باز بشنو
این اول تعلیم است چنانکه معلم صبیان اول تخته اب ت نویسد ان شاء الله تعالی چون برین استقامت شود

زیادت خواهیم کرد و اگر کسی همبری تو به که پیش ما کرده و آنچه ما فرموده‌ایم همبدین مقدار استقامت گرفت برای او کافیست هیچ او را فردا قیامت بر ما نباشد او سبک باریست که بار خود هم خود برگرفته است محتاج کسی نمانده است مرد آننده معلم صبیان بود فرمودند تعلیم صبیان نکو کاریست اکثری با وضو میباید بود و در مسجد باید بود و صحبت با طائفه بهشتیان و اکثر اشتغال بقرآن شنیدن و نبشتن و تعلیم کردن همین قرآن و لیکن دنائت همت لازم حال معلمانست و آن عظیم عیبی است که از کرده چند زیوری و چند تا نیه مولانا معلم چنان متعلق و پریشان خاطر باشد که هیچ از خود چیزی نماند تا این بود فیرسد قرارشی نیشود و کم همت بجائی نرسد و هر که بجائی رسید بعلو همت رسید لختی سخن در ماهیت شیخ بود فرمودند آنکه بر هوا برود یا بر آب رود و آنچه بیند همان شود و با مردان غیب ملاقات کند و آنچه بیند از خدای همان شود و هر چه در دلش گذرد همان شود نه طعام خورد نه آب سیر و طیر کند با اینهمه او شیخ نباشد او لائق شیخی نبود شیخ او باشد که بر و کشف ارواح شود و کشف قبور باشد و ملاقات ارواح انبیا شود و تجلی افعالی و صفات و ظهور ذات بود و از عقبه فنا و بقا گذشته بود و فهم آن معانی نقد وقت او باشد او شیخ باشد آنرا که او خلیفه کند باید که بدین اوصاف متصف شده باشد و اگر نشاید که او را خلیفه گیرد تا شاگرد همچو استاد نباشد خلیفه خویش نکند و بجائی خویش نکند و در مکتب بگذارد و اگر نه از وی کاری نیاید و در بیان این آیت وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ افتتان سلیمان در تواریخ بر جمله می‌نویسد که بر دیو شبه سلیمان افتاد بر عورتی که خاتم سلیمان بود از وی استد و ملک سلیمان هم در خاتم او بود پوشید و بر تخت رفت نشست همه وحوش و طیور و جن و انس سجده پیش او کردند و مسخر او گشتند سلیمان را از صورت خویش گردانیدند چون بیامد بجهت استدن خاتم او را باستخفاف بیرون کردند تا بر درها گریه میکرد و کسی جواب نمیداد و ملایم آن معنی حکایت فرمودند که خاتم رسول الله در ایام خلافت عثمان از دست او در میان چاه افتاد تمام آب آن چاه فرود بالا کردند تا آنکه یگان یگان سنگریزه او را شمردند و تمام خلاشه و آب و گل کشیدند نیافتند بعد نماز دیگر غزلخوانی بخدمت آمد غزل خواند و لیکن نه بر صواب بود و آهی در اشعار خواندن آورد بعد از آن فرمودند خدای بر من شاهد است که این دو آه مخصوص برای خوشی دل آن بیچاره زدم تا برانکه کاری کرده‌ام از آن من خوش آمد شکسته دل نشود و این غزل شیخ سعدی میخواندند بیت

نرفت تا تو برفتی خیالت از نظرم   برفت در همه عالم زبیدلی خبرم

بیت فرمودند اگر از باشد بجای در بهتر باشد زیرا چه معنی این بود که از همه مرا خبر رفت لوح دل مرا نقش خیال تو فرو گرفت و از همه عالم مرا خبر رفت و اگر در باشد یعنی شهرت در بیدلی شدم او ابلغ است ازین و درین بیت

اگر مرا تو ببینی ز هجر نشناسی   که هرچه در نظر آید از آن ضعیف ترم

مرا بگوئی که سعدی چرا پریشانی   خیال روی تو هر روز میکند بترم

این بیت را بسیار مکرر کردند بذوق بسیار میخواندند و فرمودند که بترم و ضعیف ترم تکرار قافیاست و درین بیت

نشان پیکر خوبت که می‌تواند گفت   که در تأمل آن خیره می‌شود بصرم

فرمودند تأمل صفت دل است و خیره شدن بصر با آن چه تعلق دارد اگر آن لفظ باشد که نسبت بدیدن چشم باشد خیره شده بصر مناسب آید و فرمودند که روزی خدمت شیخ نظام الدین را دل برای سماع کشید گفت کسی هست چیزی از جنس سرود بگوید خواجه اقبال و بعضی غلامان و بعضی یاران سرود گفتن سید انستند ایشان پیش شیخ سرود گفتند خواجه را بسیار ذوق بود و شیخ ایشانرا جامها داد و بعد از آنکه حسن میمندی آمد ایشان حکایت بردکردند و او را بی لیپانیدند و میکاهانیدند که تو نبودی و ما پیش شیخ سماع و سرود گفتیم ما را جامها داد و ذوق بسیار بود او گفت و اگر شیخ بنا برین بود که من بر دست کیان گرفتار شدم که از ایشان خلاص یابم خدمت شیخ این گفتار ایشان شنید گفت این یاران ایشان چه میگویند قصه پیش شیخ گذرانید شیخ تبسم کرد فرمود حسن راست میگوئی چیزی از آنکه تو میگوئی آن هم بود

روز سه شنبه بست و چهارم ماه رمضان [illegible]

روز سه شنبه بست و چهارم ماه مذکور وقت چاشت ذکری در باب استقامت امر دین بود فرمودند هیچ تا بذل روح نباشد آن دین مستقیم نگردد و کلمة عدل عند سلطان جائر افضل من الجهاد سخن عدل نزدیک سلطان جابر فاضلتر از جهاد است زیرا چه در و بذل روح است بسبیل حدت بخلاف جهاد که جمعی آنجا متظاهر اند و یکی مرد دیگر را پناه است و تولی یوم الزحف نیز گناه کبیره است گریختن در آن وقت که تیغ بر تیغ افتد و نه بوشوند گناه کبیره است میباید ایستاد تا بیرد یا کار بآخر رسد بجانب مسلمانان شود و خود را خود گشتن میان جنود درجه عظیم و مرتبتی بلند دارد و اما میان مسلمانان منع است سخن در کرامات صوفیه ذکری بود فرمودند مولانا فخر الدین بجنوری که پیوند بر شیخ الاسلام نظام الدین داشت اما اعتقادی که بر خواجه ما داشت کم مریدی را باشد به پیر خود و را و ده مصاحب خواجه ما بسیار بود معامله و حال خواجه ما را اطلاع تمام داشت بر مولانا شهاب الدین کشتوری یاد میدهانید و میگفت و یاد می آید شما را آن شب که خواجه از ما غائب شدند آخر شب لنگی بسته و تیغی و سپری بر دست کرده پیدا شدند پرسیدم گفتند در دریا جهازی غرق می شد ما را فرمان شد برو و آن جهاز را از غرق باز دارید و روزی دیگر مرا فرمودند مولانا برو از خمار خانه برای ما شراب بیار یک سبوچه آوردم گفت مرا بده باز گفت بخور چه بخورم شهد بی صرف خالصی که هیچ شائبه چیزی در و نباشد و در حلق من فرود و مولانا محمود لکهنوی چند گاهی پیش خواجه امامت میکردی او میگفت که من بالا حوض سلطان نزدیک درختان بر چاشت میگذاردم دیدم شیخ پیدا شدند و دیدم که پابوس کنم می بینم کسی نیست پیش خواجه گذرانیدم خواجه فرمودند آنجا بسیار بزرگان خفته اند زیارت مولانا محمود نعلی همانجاست در آنچه بندگی خواجه در هفته بوده اند مرا زیارت شیخ الاسلام

قطب الدین هر روز فرموده بودند روزی ایستاده زیارت میکردم ناگاه دیدم شیخ جامها سپید پوشیده پیدا شدند دانستم
که شیخ از تربت آمدند برای پابوس برخاستم تا در پایم می بینم کسی نیست. محی ذکری در بدبختی یوسف حجاج میرفت فرمودند
یوسف حجاج در مرض موت از منجمی پرسید منجم گفت نام تو یوسف است این زمان گران بشخصی است که نام او کلیب باشد
او بعد ساعتی بمیرد گفت آری نام من مادر کلیب کرده بود اکنون تو مرا باری بشارت بمرگ دادی پیش ازانکه من بمیرم
یکقدمی تو پیشتر روانه گشت بعد ازان خودم بعد نماز پیشین بجانب شیخ سلیمان که کوتوال قصبه ایرج بود در آنچه
بندگی مخدوم در ایرج نزول فرموده بودند تارک شده در سلک بندگان در آمد در حجره او را تلقین ذکر و مراقبه کردند و از
جهت مادر او که عورت زال بود و رضا نمیداد بجهت سفر خانه کعبه در خانه بازگردانیدند و او بر ترک خود مستقیم مانده
است گوشه گرفته نیک بر مزاج میباشد عرضه داشت بخدمت ارسال کرده بود بمرحمت فرمائے بجانب او صادر
شد بسم الله الرحمن الرحیم فرزند دینی سلیمان شهاب دعائے محمد حسینی مطالعه کند کدام دولت عالی تر و کدام
نعمت شریف تر که تو با خدائے خویش بفراغ بے مزاحمت آینده و رونده دوست و دشمن و آشنا و بیگانه مستغرق
باشی ای بیچاره تو قدر فراغت کجا شناسی شنیده باشی **بیت** بفراغ دل زمانی نظری بماه روئی ✤ به از آنکه
چتر شاهی همه عمر های و هوئی ✤ ترا با صحبت مردمان چه کار ترا با علم چه نسبت انچه لابدی دین است از
وضوئی و نمازی و بدانچه هر نفسے مردم بدان محتاج است بکفایت رسد باقی وقت غرق بیاد خدا باش آن روز که
بر تو کسی نیاید و تو در روے کسی نه بینی و کسی روے تو نه بیند بدانکه ترا معراج است که همنشینان حضرت و مقربان صمدیت
از آن حسرتها برند **رباعی** دل در تنگ دهانش نکو شد که نشد ✤ جز بر تو فرو نشد نکو شد که نشد ✤ گفتی که برنجم
از نکو شد کارت ✤ دیدی که نکو نشد نکو شد که نشد ✤ مردمان بر نقش حمام بامید وصال خیال بازی می کنند
هرگز بتوالد و تناسل نرسند در شورستان کشت میسازند هرگز بر نخواهند خورد و بر آب روان معامی نویسند هرگز بر معنی
مراد آشنا نخواهند گشت بر بدکاره عشق میبازند وفا از چشم داشته اند لحظه از ان روی نخواهند دید هیهات هیهات.
بیت برگذر زین سرای غرچه فریب ✤ بر شکن زین رباط مردم خوار ✤ کلبه کاندرو نخواهی ماند ✤ سال عمرت
چه ده چه صد چه هزار ✤ رخت بردار ازین خرابه که هست ✤ بام سوراخ ابر طوفان بار ✤ هر که از چوب مرکبی
سازد ✤ مرکب آسوده دان و مانده سوار ✤ ره رها کرده از آبی گم ✤ غره نادانسته از آبی خوار ✤ دولت آنرا
نکو کرد او ندت ✤ پیش انبار جنس استظهار ✤ تا تراز دولت است یار نه ✤ در جهان خدائی دولت یار ؟
چون تراز تو پاک بستانند ✤ دولت آن دولت ست کار آن کار ✤ آن ساعتی که خطره غیر خدا در دل تو بود خود را
مشرک و بت پرست دانی ملک تاج سلیمان خان را دعای من برسانی و بگوئی شنیده ام بعد هفته روئی به پچیده
در مسجد جمعه می آئی و هجوم مردم و نبال تو مبارکت باد **بیت** نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس ✤ نه یک دریغ

که هر دم هزار بار دریغ ✤ والده خود را دعای من برسانی و بگوئی بدانچه فرموده ایم ملازمت کن و پسر خویش را
دعا کن آنچه فرزند ما را بخود مستغرق دارد و دل او را از خطیره غیر حق باز آرد مکتوب دیگر مولانا بدرالدین سلیمان دعائے محمد حسینی
مطالعه کند اشراق و چاشت و تهجد و اوابین و فی زوال ملازمت کند امید فضل من الله باشد و وقت افطار ذکری در باب
بهادن شرائطی که مخصوص بندگی مخدوم برائے تلقین ذکر کرده اند و پیش ازین میان مشائخ نبود فرمودند حسام الدین
نام شخصی از مریدان بندگی خواجه حرفت حالکی داشت در همسائگی ما ماندی و نیک صالح و صوفی صفت بود روزی طرف
دروازه کمال پیر ختم یاسن مصاحب بود و در تمام راه التماس تلقین ذکر میکرد و من او را جواب میدادم که بیگانه سیده که تو پیری
او را سلوک تو منصرم شد ارشاد ترا وقت نماند تلقین راهنگام گذشت و او بتضرع و زاری بسیار بار بار التماس می پیوست
تا آنکه ناخوش شده و اندوهگین گشته من او را معذرت کردم او چشم پر آب کرده و آهی زده باز گشت درویشی با من ملاقات
کرد گفت آن پیر با تو چه میگفت و تو چه میگفتی گفتم او التماس تلقین میکند من گفتم وقت تو گذشته است آن درویش مر
است چند شرطی ترا تعلیمی میکنم تو آن میان مریدان و اصحاب خویش بنه هر که بر آن شرط از تو التماس ذکر کند تو او را
تلقین بکنی او بمطلوب خویش رسد و دریچه از غیب برو کشاید هر که هست باش کو پیر و جوان و مرد و عورت و شرائط
است پشتواره هیزم بر سر گرفته از خانه خویش در خانقاه تو آن قدر که تواند بیارد دیگر آنقدر دست که خویش خرجی برای
کندوری پیش تو آرد و سیوم زیارت آن پنج پیر شما به کند شیخ الاسلام نصیر الدین و شیخ الاسلام نظام الدین و
شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی و زیارت شیخ الاسلام معین الدین سنجری قدس الله
ارواحهم العزیز کمترین خدمتگاران عرضه میدارد کیفیت زیارت که بعضی یاران را فرمودند بر تخلیه بود چون بزیارت
شیخ الاسلام نصیر الدین برود در آمدن یکبار و سه بار و هفت بار کلمه سبحان الله تا آخر بگوید خورده پیش نهد
بعد ازان فاتحه یکبار و آیة الکرسی سه بار و الهکم التکاثر هفت بار و قل هو الله احد ده بار بخواند بعد ازان
بنشیند آنچه از قرآن خوش آید بخواند التماس مذکور که گفته شده است بکند و بگوید که بنده شما نام بندگی مخدوم
بگیرد و کمترین بندگان عرضه میدارد که بعضے یاران درین لفظ نیک متامل بوده اند شاید بعضی بدین لفظ زبان
ایشان یارے نکردی هر چند که جهد کردند دل برین نیامد زبان کار نکرد که بنده تو اند گفت که او برائے
ارشاد و تلقین نصب است از جهت شما میخواهد مرا تلقین ذکر کند این و مثال این بگوید از شما متوقع
است که مرا برخورداری باشد و بران استقامتے شود و بالا علی خصوص او نصیب من گردد و در وقت
زیارت و در آمدن و برون آمدن منتظر و مترصد باشد که در حظیره کدام کس در آمده و کدام شخص درون
بود و چه میگیرد و کدام کس بیرون شد و از چپ و راست و پیش و پس چه لفظ گفتند و چه آواز بر آید و خورده
معین علحده بروح شیخ در پایان بنهد آن خورده بردارد بر بندگی مخدوم بیارد همدین نمط زیارت

هر پنج پیر بکنند و اگر در شهری که او باشد تربت پیران نبود خطی بکشد و آنرا نام تربت شیخی کند زیارت او
هم برین جمله بکند و زیارت بی بی فاطمه سام رحمة الله علیها هم برین طریق کند بعد ازاں بیاید
پیش بندگی مخدوم تمام کیفیت بگوید و خورده بنهد فرمودند که شرط چهارم آن ست که روز ذکر
صائم باشد و اگر تواند خود طے بهتر و در روز تلقین ذکر کچهڑی و روغن و حجرات و هیزم و نمک علاحده
برسر گرفته بروح بی بی فاطمه سام رح بیارد و بعد ازاں غسل کند و با کسے سخن نکند و شب جمعه
باشد بعد نماز دیگر تلقین ذکر کنی بر هر که کنی اگر مطلوب او بدامن او نه نهند فردا قیامت دامن من
و چنگ او و فرمودند آں مولانا پیر را تلقین کردم خالی از تنگے و شکلے و روزی و روزگاری و کار باری
نبود صدقه خواجه با چند نفر این معامله کردم همین سنت شد امید دارم تا قیام قیامت باقی ماند،
انشاء الله تعالے کمترین بندگان کاتب حروف کرات مرات شنیده که بندگی مخدوم در مجمعی
فرموده اند هر که چهل روز ذکری که من تلقین کرده ام ملازمت کند اگر مقدمه مبارکی و دلیل خیر
او را پیش نیاید فردا قیامت چنگ او و دامن من بعد نماز خفتن جواب این مشکل من بگویند که رسول
در صوم وصال میفرماید أبیتُ عند ربّی یُطعمنی ویسقینی و اگر چند روزی آب و طعام نمی خورد ضعف
بر روی مبارک پیدا می آمد و خشت بر شکم می بندد تا به قوت آں درره تواند رفت برادرم سید احمد
بیجزری میگفت اما هیچ بر وجه صواب نبود و هیچ یاری را از حاضران جواب در خاطر نگذشت، ملائم حدیث
اول ذکرے در باب طے افتاد فرمودند بعضے یاران ما بوده اند که ایشان و هرگان روز
هفتگان و هشتگان روز طے می کردند شاید یکے از میان ایشان من هم بوده ام که چیزی
در طفیل ایشان میکردم ازیں جا حکایت خود فرمودند که هیچ وقتی از طے باضطرار
افطار نکرده ام مگر دو بار یک بارے مرا در میانه سه روز چیزے نرسید من از
پا در آمدم در خاطر خود کردم برپا گرفته است برون بروم بیرے چندے بشکنم
بخورم چوں من رواں شدم علاء الدین هم دنبال من گرفت رواں شد زیر
درخت بیر رفتم می بینم برائے نام را یک بیر هم بار نگرفته برگ بیر برائے گوسپنداں
شکسته اند میان برگ سرخ بشکلے بر آمده باشد گفتم همیں را بستانم
قدری فرو برم و علاء الدین پیش بیرچه است فرستادم که دراں چه آب
سرد است برد بیارد و آں جا رفت من قدری ازاں بشکستم بخوردم به پیچیده درونه من که
اندازه عمل نباشد همچنان علاء الدین آمد و من ابریق از دست او استدم قدرے آب

خوردم او حیران ماند گفت چرا چرا گفتم همچنیں خوش ادا و هم خورد و آں جوش باقی ست که غذای اداں روح الارواح
بر من بود مطالعه میکردم ناگاه بدیں سخن رسیدم که حضرت موسیٰ روزی حضرت خداوند را گفت ای خداوند مرا چیزی
اندکی لبعضے وقتها حاجت میباشد و خواست آں از تو شرم میدارم فرمان شد لا تستحیی منی یا موسیٰ سلنی حتی
ملح عجینک و علف شاتک ای موسیٰ از من شرم مدار بخواه اگرچه نمک آرد حاجت باشد و یا علف گوسپند
این سخن مرا نیک ذوق داد سوال موسیٰ و جواب خداوند تعالی خاطر مرا نرم کرده و مرا گریه فرو گرفت به پیچیدگی دیگر زنگی
از باطن من بکلی رفت همدراں ذوق این معامله موسیٰ من هم خواستم که دستی بر آورم خداوندا گر سنام مرا طعامی
بده همدریں میان کودکی پیش آمد ایستاد و گفت مولانا علاء الدین شما را می طلبد اگر نام علاء الدین نگیرد هرگز
از جای نخیزم رفتم می بینم طعامی برخوانچه پیش نهاده شده است همانجا نشستم قدری خوردم باد دوم اول روز
خواجه مرا طلبی فرمود روزی بخدمت رفتم عرضه داشتم که مرا وقت افطار طعام خوش نمی آید فرمودند سحر میخوری گفتم
نه و گفت وقت افطار طعام یک مرده بر بخور بعد چند گاهی فرمودند طی بکن اول شب که طی کردم هم از
بشنیده بودم که بر مادر میگفتم که شما براے افطار من منتظر نباشید مرا او در بیست بعد ازاں که شما بجا آرم طعام
داهم خورد من نیز بر مادر گفتم که بندگی خواجه مرا وردی فرموده اند بعد ادای آں طعام خواهم خورد شما بجهت
افطار من انتظار مکنید همچناں کردند آں شب طی کردم نیم شب گذشته است غلطیده ام و بر من سخت زده و آورده
است آنچنیں که قوت خواستن بجهت تهجد نمانده است چنیں میدانم مگر ایں زمان جان از تن بیروں خواهد رفت
ایام رجب بود چوں روزه هم خواهد رفت خواستم تا کنیزکی را بیاید گوئیم سحر چیزی بخورم باز گفتم اول فرمایش شیخ
است شاید بپرسد چه گویم که نتوانستم بدیں طریق او را در دل خواهد آمد که ایں کاری سختی دشواری نمیشود مدام
استعانت هم بحضرت شیخ کردم که خواجه فرمان شما است قوتی بخش زور کردم خاستم همدریں میان درون
من شوریدگی آمد برون انداختم هم ازیں صفرا سبز و زرد ام بیروں افتاد هم دریں میان یک غلوله از درون
بیروں آمد که آواز او از حلق بیروں آمدن شنیدم و بر زمین افتاد و فی الحال دل را قرار شد فی الحال بعد ازاں
در خود قوتی یافتم اگر ده روز التفات نباشد دراں بار هیچ روز نبوده ام جز آں دو بار هیچ وقتی حالت باضطرار
دشوار نشده است و همه کارها میکردیم و هیچ اثری طعامی بر روی ما پیدا نبود سبق خواندن و زیارت شیخ
قطب الدین و زیارت شیخ نظام الدین و گشت و تماشا و ملاقات بندگی خواجه و شنیدن سماع تجوقی که دست
میداد میکردم و هیچ مضطر نمی شدیم افطار بجز به فرمان شیخ یا در خانقاه و یا در جای قبرستان و یا مزاحمت مادر
و یاری دیگر نبود

روز چهار شنبه بست و چهارم ماه رمضان مبارک سنه ۸۰۲ ه

روز چهارشنبه بست و چهارم ماه مذکور وقت چاشت فرمودند چه معنی است دعای ابوبکر را که میگوید اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا وَزَهِّدْنِیْ فِیْهَا فراخی دنیا برای زهد در و چرا طلبند اگر زهد مطلوب است فراخی چه مقصود بلا طلبند تا صبر کنند اگر افتد بغیر اختیار و طلب دران صبر کنند اما معنی اینست که اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا یعنی فراخی کن پیش من دنیا را که مارا تنگ داشته در مضیق خویش میدارد این مضیق دنیا را بر ما کشاده کن چنانچه یکی را سخت بند کرده باشند بیک زنجیر گویند فراخ کن یعنی در چوبی کن۔

روز پنجشنبه بست و پنجم ماه رمضان مبارک

روز پنجشنبه بست و پنجم ماه مذکور وقت چاشت سخن در فائده ذکر اسامی پیران بود فرمودند هرکه نام پیر خویش شب و روز بر زبان گیرد حق تعالی او را از عالم پیر نصیبه کند این نوع ما تجربه کرده ایم و از بزرگان هم شنیده ایم سخن در لعب رسول الله افتاده بود فرمودند روزی رسول الله صلعم و عائشه رضی هر دو دویدند یکدیگر که پیش که رود رسول الله پیش رفت بار دیگر دویدند در آنچه رسول الله بزرگ سال شده بود و تب تند گرفته بود پیش رفت فرمودند هٰذِهِ بِتِلْکَ این بار بمقابله آن باشد و رسول الله اسپ دوانیدن در صحرا رفتی [illegible] جهاد امر ضروری بود لابد تا ایشان را یاد نگیرند ایشان را بر دوانیدن و پوشیدن استوار نمی کنند وقت جنگ چگونه وا کنند و کی یاری دهند و از جنگ رسول الله جائی تیر زدن منقول نیست یکباری سنان زده است ابی بن خلف روزی کره می پرورد رسول الله پرسید برای چه می پروردی گفت برای آنکه آن روز که تو بجنگ بر ما برون آئی من بدین سوار شوم ترا بکشم گفت آن همه روز باشد که من ترا بکشم در ضرب [illegible] اسپ سوار شده مقابل رسول الله پیدا آمد علی رض و اصحاب دیگر خواست که پیشتر شوند رسول الله گفت او را بمن آمدن بدهید بر رسول الله آمد خواست تیغ گذار کند رسول الله سنان زد و او را از اسپ برگرفت طرف دوم انداخت هر کسی گرد او آمد گفت زخم سهل است نخواهی مرد او گفت من خواهم مرد نخواهم زیست گفتند از کجا میگوئی گفت روزی که من این کره را می پروردم برای آنکه محمد را بکشم محمد مرا گفته بود همان روز باشد که من ترا بکشم و او هرگز دروغ نگوید عرضه داشتم سبحان الله عقیده دارند و مکابره میکنند و فرمودند اینچنین مکابره بسیار محلها معاینه میکنیم که البته سالها سخن یکی آزموده میباشند و هم منازعت و مخالفت پیش می آیند و فرمودند که از جنگ امیرالمومنین علی رض هم تیر منقول نیست از آن بیشتری تیغ است لحمی سخن در بیان حال ابتلای ایوب علیه السلام بود فرمودند تاریخ می نویسند سبحان الله حق سبحانه با ابلیس میگفت ببین ایوب را تا چه اندازه در بندگی من ملازم میباشد و هیچ نوعی تقصیری ندارد ابلیس گفت چرا نکند پسران داده نبیسگان داده چرا در بندگی تو تقصیر کند اگر فرزندان او از و برود نه بیرند با آن هم ترا پرستد در بندگی تقصیر نکند آنگه دانیم فرمان آمد ما ترا دست

بر فرزندان او دادیم هر چه خوش آید بکن همه پسران نبیسگان زیر سقفی بودند تمام سقف را بر ایشان انداخت همه یکبار بمردند ایوب در بندگی افزود بیشتر شغل پیش گرفت ابلیس بر صورت آدمی شده پیش ایوب آمد گفت چه می پرستی خدای را همه فرزندان ترا هلاک کرد ایوب گفت ای ملعون از آن من چه بود همه از آن او بودند خواه بدارد خواه بیرد مرا بندگی کار است باز خدا با وی گفت دیدی همه فرزندان او هلاک کردی او در بندگی ما افزود گفت چه نقصان آید که چندین مال و چندین مواشی دارد فرمان آمد ما ترا بر مواشی او دادیم دست دادیم طاعون در میان مواشی انداخت تمام مواشی بمرد ایوب در شکر و صبر و عبادت زیادت تر کرد باز فرمان شد یا ابلیس ایوب بنده ما را تا چه حد حق بندگی است که او بجا می آرد ابلیس گفت چرا نکند تندرست دارد فرمان شد بر تن او هم ترا دست دادیم تا ببلاء گران گرفتار شد حضرت ایوب نبی حکیم بود و شاگردان بسیار داشت و تصانیف بسیار داشت چون این حال بر وی زد و تصانیف شستند و کتب او را پاره کردند و جمله شاگردان از وی رفتند و گفتند که اگر ان نبی خدا بودی هرگز بر وی این بلا نا افتادی اهل قریه از وی استنفار کردند از دیه خویش بیرون آوردند او را هیچ کی نماند جز زن که او از اهل بیت انبیا بود و میدانست که بلا همیشه بمردان انبیاء خدا باشد بر در دیه سکونت کردند باز خلق دیه گفتند صباح بیرون می آئیم روی این زخمی کرم خورده می بینیم پیشتر رو از آبادانی دور تر رفت زن او هر روزی در شهر آمدی مزدوری نان پزی کردی شب رفتی قصه از حال ایوب کردی و زن ایوب موها دراز داشت ایوب گیسوها او را گرفتی خاستی نشستی شیطان در شهر آمد ندا داد که این زن آن زخمی کرم خورده است شما نان از وی می پزانید و شما این تمام خون و ریم او آلوده میباشد خلق استنفار کردند که در خانه هر که رفت هیچ کسی نان از وی نپزانید شب افتاد حیران ماند برای آن زخمی را چه برد و چه خوراند شخصی گفت اگر این جعد بافته خود را ببری مرا بدهی ترا طعام امروز بدهم فی الحال برید و داد شیطان آمد بر حضرت ایوب گفت که زن ترا به بدکاری در دیه گرفتند جعد او بریدند ایوب متامل ماند بعضے گویند اینجا گفت رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ چون آمد دست فراز کرد جانب موها او تا بگیرد و بخیزد موبریده بود دانند سخن ابلیس راست است تا نمود سوگند خورد والله اگر نیکو شوم ترا صد بزنم چون نکو شد اگر نزند نبی الله حانث میشود و اگر بزند خود ظلم بر عورت میشود حق تعالی حیله فرمود گفت بیار خوشه گندم که در و صد شاخ باشد بر اندام او یکبار بزن تو حانث نشوی و بر او ظلم نیاید اینجا بعض فقها حیله را قیاس کنند سبحان الله چه جای قیاس بر یکی سبتر از رحمت من الله واجب شد بنا بر وهم ما غیر چون مرتکب بحیله شوند چه میگوئی و هم نخیزد و حق تعالی شریعت بزکوة برای دفع حاجت فقرا کرد چون حیله در وی بکنند دفع حاجت فقرا هرگز نشود و این را نخواهند قیاس بر حیله ایوب کنند و صورت آن حیله این بود که در قلم آمد لیست امر این حیله بعض فقیهان این امت اگر جاه آنکه پیغامبر علیه السلام در باب

این امت گفته که انتم لا تشبه سمنا بالیهود خذو النعل بالنعل ولا ادری انتم تعبدون العجل
ام لا حیله بعض فقها در باب استبرا و در حق فقرا و در شفعه و آنجا که حق کسی متعلق باشد عین بحیله اصحاب سبت
ماند که برای گرفت ماهی کرده بوده اند ...... لختی سخن در قتل موذیات بود فرمودند مولانا محتسب روزی
بر سر بازار میگذشت وغلیوه ازاں بسیار برای رها کنانیدن مردمان جمع آورده بودند بیشتر مخمور رها میکنانیدند
بایستاد همه را پیش خود آورد یک سنگ فرو داشت سنگ دیگر بالا داشت و سر همه را بخش کرد حدیث رسول الله
برین است لختی سخن در احوال اهل بهشت بود یکباری در بهشت نوری ساطع شود که جمله اهل بهشت آنرا سجده
کنند حق تعالی بپرسد که این نور را چرا سجده کردید گویند ازاں جهت که نور تو دانستیم فرمان شود ما نبودیم و نور
نبود کنیزکی بر روی خوندکار خویش خندئی کرده است این آن نور بود اهل عارفان سجده نکنند این سجده
کسانیست که خدای را در دار دنیا نشناخته اند.

روز جمعه بست و ششم ماه رمضان مبارک سنه ۸۰۲ھ

روز جمعه بست و ششم ماه مذکور وقت چاشت سخن در مرد دلاور و اهل همت عالی و ولی بزرگ میرفت فرمود
درمیان جهان دو مرد است یکی آنکه هوای نفس خویش را بشکند دوم آنکه مقابل تیغ و تیر بایستد باقی دیگر کار بیست
که مخصوص بمرد نیست بداں کار مرد نتواں شد هم از اقتضاء انتقام این حکایت خویش فرمودند روزی من بدین
والده از حظیره شیرخان درون دهلی شدم مولانا علاء الدین از سببی رنجیده خود را بیرون زد قصد زیارت شیخ
فرید الدین قدس الله کرد چون دوم روز در حظیره شیرخان بمعهود خویش آمدم دیدم علاء الدین نیست دانستم روز
شنبه است مگر خواندن سبق پیش مولانا معین الدین عمرانی رفته باشد آخر وقت نماز دیگر مجاور حظیره بنشسته
مولانا بر من آورد که نبشته است روی خود سیه کردم از تو رفتم مثل و مانند این چند کلمه نبشته است رفته است
مرا گریه فرو گرفت ملک سالار ظاهر دیدن من آمد اضطراب دانده من دید گفت که اگرچه مرا اعلام کرده و لکهنوتی
فرستاده اند و حظ کرده که فردا در خانه نمانم فردا خواهم ماند مولانا هم امروز برون آمده مخدوم فردا سوار شوند و تا کجا
رفته باشد برابر کنند بیارند بامداد اسپ فرستاد اسپی زاده که بود سوار شدم غلام او کرگز نام و یک غلام من معمور
نام برابر بوده اند در وزیرآباد اندهلی هشت کروه رفتم خبر مولانا پرسیدم گفتند که آری بود بیشتر شد بیشتر شدم از
آنجا پنج کروه پلپه باشد از آنجا پرسیدم گفتند آری بود پیشتر شد از آنجا هم پیشتر شدم شانزده کروه از شهر کهوره
باشد آنجا رفتم ایشان بدروغ گفت آری بود در رفت و من آنقدر فکر نمی کنم که من بر اسپ و او پیاده پیش شده
چگونه برود جهد عظیم که در دل افتاده است هیچ اندیشه نمیکنم از آنجا اسپ چهار تنگه و پویه گذاشتم ایشان رهی
که معهود است آن نمودند ایام موسم هولی بود براتی وزدی خویش هرا در جنگل و کشت زار انداخته قدری دور

رفتم چهار نفر قصد کرده بر من دوان آمدن گرفتند سلاح ایشان دیدم متغیر شدم و من تنها ام و هر دو غلام عقب ماند
اندر پیراهن آستین فراخ و دستار با ذیل بر سر و آن اسپی لطیفی فرودی من هر که بیند هوس آید در حال این مرد
را فرود آرم اسپ باسانی بستانم بر یکی سنتی است و بر دومی بهرسه و بر سیوم تیر و بر چهارم چوب دستی تنگ
گراں یکی تنگ نزدیک رسید گفتم شما کیستید خواست عنان اسپ مرا بگیرد و مرا فرود آرد و خفته بر سر من برعت
بر سر دوکاب شدم بگردانیدم چابکی را بزدم بر روی او راست یک چشم شکست و دوم در شبهه است باری
یکی بی شبهه شکسته بود او آه زد بر زمین افتاد و من اسپ را گذاشتم اسپی بادپائی بلائی مرا پرانید بر دو ایشان
تعاقب کردند چند تیری فرستادند آن تیر باچپ و راست شد گذشت رفتم در جای که آن از شهر بست و چهار کروه
باشد وقت نماز دیگر خلق آنجائی متحیر ماندند گفتند بدین وقت درین راه غیر معهود چگونه آمدی و درمیان ره
خندقی بود موازنه چهار گز و درمیان تنگ اسپ چون کبوتر جهید طرف دوم افتاد و حیران ماندم اسپ چون جهید سیر
کردم دیدم خندقی عمیق موازنه چهار گزی اگر من بدانم هرگز اسپ را دران نکنم بجز آنکه از آن خندق دران بر تر
شدم ایشان دنبال من گذاشتند خلق دید چون متحیر پیش آمدند و گفتند باز برو دید که اینجا جائی بودن شب
است حیران ماندم ایستادم چکنم بهان ره چگونه بروم ناگاه دیدم سوداگران غله جماعتی با هجوم ستوران پیدا شدند
شهر میروند گفتم موازنه نیم کروه ایشان میگیرند هم با ایشان بروم روان شدم درمیان راه هر دو غلام ملاقات
شدند دران محل با من حکایتی میکنند که عجب دیدم یک نفری هر دو چشم بسته افتاده سه دیگر در گرد او نشسته
اند او افتاده همین میناله نمیدانم سبب چیست گفتم شخص کرده بگذرید حکایت بر شما خواهم گفت خبر مولانا علاء الدین
ایشان گفتند که هم در کهوره بود شما دوان آمدید مولانا علاء الدین زیر درختی نشسته بود شما را میدید و آواز نداد از
سبب انجیعی از مولانا اول من سپرد شد مقصود آمدیم با مولانا ملاقات کردیم خلق آن مقام شنیدند که مردمان بزرگ
از شهر اینجا فرود آمده اند ملاقات کردند من او را در صدر نشاندم و خود پیش او نشستم گفتم ایشان یکی از بزرگان
شهر اند از سببی رنجیده آمده اند پی ایشان ما را چه حال باشد برای استدن ایشان آمدیم بدین سخن دیدم مولانا تنگ
خوش میشود و بدین مصاحبت از من راضی میباشد متحیر شدم غلام سالار را طلبیدم گفتم بجهت اسپ کاه و دلیده
بیار رفت هفت هشت پوله کاه و چهار سیر دلیده آورد گفتم چرا اندک آورده گفت همین مقدار میخورد زیاده ازین
نخواهد خورد آن اسپ بست و چهار کروه رفته است هشت کروه چهار تنگه و پویه رفته است باز آمده چنان
مینماید که از آخور گویا که گشاده اند جائی نبرده اند چون زین فرود آوردند افتاد چند باری بر زمین غلطیده باز خاست
باز غلطیده همبرین جمله باری کرد چهار سیر دلیده موازنه دانگی برگذاشت و از هفت هشت پوله دو سه دیگر گذاشت
تمام شب افتاد و طریقه آدمی دست و پا فراز کرده خسپید چون در شهر آمدم با آن اسپ گفتم ای اسپ از آن من

نبودی از آن دیگر بعاریت ستده بودم و تراخیلے دوانیدم و بر تو سواری کردم مرا بحل باشد اسپ دو ید سر بر کتف من نهاد مراکنار گرفت یکدیگر مرحبائی داسنتے و معانقه کردیم اسپ را در خانه خونندکار فرستادم هم از سخب ذکری در باب فساد زمانه و اهل زمانه بود فرمودند تخم نیکے درین زمانه اگر بکارند بر نیاید و انکه جائی برآید امید باشد که ازین نقصی گیرند بادی و یا بارانی و یا سرمائی و یا گرمی خدا تعالی مسلط کنند تا او را از بیخ برگیرد و بکلی مستاصل و ناپید گردانند و اما تخم بدی ناکاشته برمی آید چنانکه در بوادی و صحراها درختان خار مغیلاں و خار خشک و کاه از هر جنس و باتوره و زقوم هامی بینی ناکشته چندان رسته است که قابل گرد آوردن نیست و هر چند که بر ندزیاده تر گردد مثال تخم بدی و نیکی اینک امروز عین همین است بعد نماز جمعه روز مذکور سخن درین بود که لایق شیخی و سزاواری برای این کار کیست فرمودند عجب مرد ماند شخصے را منحصر بر صلاح و تقوی و بر خرچی و نیکی و معاملت نیک ها مروان کرده اند میگویند هر گرا این صفت باشد همو شیخ بود و اکثری مرد ما نزاهم بر حسن معاملت دیدیم که مقتد گشتند و قدم ایشان ازین بیشتر نشد مریدی از مریدان شقیق بلخی با تماس پیوست که در خانه کعبه رود و شیخ او وداع کرد گفت میان راه بسطام است ملاقات بویزید بکنی و سلام من برسانی آں مرید در بسطام رفت ملاقات ابویزید کرد و ابویزید پرسید از کجائی گفت از بلخ از مریدان خواجه شقیق بلخی او شما را سلام رسانیده است بایزید رد سلام کرد و گفت او را چه مقام است گفت در مقام توکل گفت چگونه توکلی دارد گفت اگر آسمان سنگی شود و زمین روئین گردد و قطره از آسمان نبارد و سبزه از زمین نروید شقیق متوکل باشد ابویزید گفت صعب مشرک کرا وست اگر ابویزید کلاغ شود در شهر آں مشرک نپرد باز گرد و برو بگو باز نامه توکل خویش گردآر میترسم که از شومت آں تو با بلخ فرو دروی اگر گرسنه شوی پر کاله نانی از همچو خودی بخواه بخور بخدا مشغول باش آں مرید این سخن بشنید بازگشت باز بر خواجه شقیق آمد او پرسید چه سبب که بدین زودی بازگشتے گفت فرمان خواجه شده بود ابویزید را بدیدم و سلام شما گفتم گفت شقیق در چه کار است گفتم در مقام توکل است گفت چگونه توکل دارد گفتم اگر آسمان سنگ شود و زمین روئین گردد شقیق متوکل باشد گفت صعب مشرک کرا وست اگر بایزید کلاغ باشد در شهر آں مشرک نپرد باز گرد و برو و بگوئی که باز نامه توکل گردآرد و اگر گرسنه میشوی از همچو خودی پر کاله نانی بخواه بخور و بخدا مشغول باش و اگرنه ترسم که از شومت آں با بلخ فرو دروی شیخ این سخن بشنید از هیبت این سخن شقیق را لرزه گرفت تپ آمد زحمتی افتاد و گفت باز گرد و از ابویزید بپرس که بایزید چه میکند تا ما همان بکنیم باز در بسطام رفت ابویزید را گفت که شقیق گفته است شما چه میکنید ما را بگوئید تا ما همان بکنیم گفت یک غلط همین که میگوئی ابویزید چه میکند گفت خواجه من سخن شما فهم نمیکنم شما چیزی بنویسید بدهید ابویزید کاغذ و دوات و قلم طلبید و نبشت بسم الله الرحمن الرحیم ابویزید این است شقیق چوں این مکتوب کشاد این سخن خواند گفت اشهد ان لا اله

الا الله وحده لا شریک له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله جان بخدا سپرد و فرمودند در سیوم علاؤ الدین چرم پوش رفتم و دیدم شیخ علی غلوتی هم آمده است اگرچه سابقه با من نبود گفتم درویش است البته زیارت سیوم برودم بعد از زیارت تمام غازی آمده آغاز کرد بنده را مجاز کرده اند و پسر را آورده و یک برادر دیگر آورد گفتم باش گویم بحضور ایشان شیخ علی گفت خوند سید روزی خدمت شیخ محمود میگفت شیخ علی من چه لایقم که شیخی کنم و تو چه لایقی که شیخی کنی امروز خود کار بازی بچگان شد بعد ازاں بیت ثنائی خواندند بیت

مسلماناں مسلماناں مسلمانی مسلمانی ازیں آئین بی دینان پشیمانی پشیمانی

بعد ازاں این بیت خواندند بیت

ازیں مشتے ریاست جوی رعنا هیچ نکشاید مسلمانی ز سلمان جو و درد دین ز بو دردا

فرمودند اگر کسی را با خدائی خویش یکزمانی بفراغت دل معاملتی باشد عیش کونین برای او مجموع است آنجا دولتی و رای این دولت نیست و در انجه مولانا زین الدین دولتابادی خواست بعد نقل سلطان محمد باز دولت آباد برود و پیش خواجه گذرانید بندگی خواجه فرمودند مولانا کجا خواهی رفت در وقت خویش خویش باشی باز روزی دیگر مولانا گذرانید شیخ چوں مولانا را جازم دید وداع کرد آخر بعد رواں شدن مولانا گفت من منع کردم نماند البته رفت دید آں مقام خالی است آنجا بروم تا خلق بر من هجوم شود اصابع یک دست بر دست دوم بر آورده و این سخن گفت و همچناں بود چنین گویند اول روز که مولانا زین الدین در دولت آباد رسیده است بسیار خلق پیوسته است.

روز شنبه بست و هفتم ماه رمضان مبارک سنه ۸۰۲ ه

روز شنبه بست و هفتم ماه مذکور وقت چاشت بندگی مخدوم سلمه الله بر عادت قدیم که در شهر دهلی بود که در عشر آخر رمضان بدیدن معتکفان رفتندی در مسجد جمعه کنهایت هم رفتند معتکفی بخدمت آمد بادی گفتند میباید که مرد در هر ساعتی با خود باندیشد که بر چه قرار گرفت و بکدام چیز آرام کرد اگر بر چیزی آرام کرده است اگر این چیز ازاں جنس باشد که بروی آرام توان کرد فبها و نعمت و الا چه فائده چه مقصود بر چه چیز تکیه و بر کدام چیز بفراغ نشست سپس آں یاری در رمضان ملازم بهجت تلاوت هم در مسجد جمعه آمدی اشارت شد که در تلاوت خود باش او مترود شد که از جمال حضرت بندگی مخدوم محروم چوں گردم کاتب حروف کمترین خدمتگاران عرضه داشت که کدام دولت بالاتر از حضور مجلس مخدوم جهانیاں و نظاره جمال بندگی مخدوم باشد تلاوت بسیار می توان کرد اما این دولت غنیمت است مناسب این معنی حکایت فرمودند روزی رسول الله معاذ را پرسید که شب در چه کار میباشی گفت ربع شب در درود میباشم ثلث ربع شب دیگر در نماز و تلاوت فرمودند ای معاذ اگر توانی درود

زیادت کن بعد چندگاهی باز پرسید که شب چه میکنی گفت نصف شب درود بر تو میگویم باقی دیگر در نماز و تلاوت
گفت ای معاذ اگر خواهی درود زیادت کن بعد چندگاهی باز پرسید که ای معاذ شب چگونه میگذرانی گفت تمام
شب نشسته درود تو میگویم رسول الله فرمود بر صواب تر همبرین ملازمت کن از مسجد در خانه مراجعت فرمودند
یاران بجهت سبق حاضر شدند بعد فراغ از سبق سعد الدین نام یاری بود بر هیبت خان پسر ظفر خان آمد شدی
داشت ایستاده عرضه داشت کرد که از من پرسید هیبت خان چیزی از کرامات بندگی مخدوم بگو البته احتراز کردم
بعد ازاں که سخت گرفت گفتم در آنچه من در سامانه بوده ام خلق آنجائی از من پرسیده بودند که دا می گفتم بخدمت
مخدوم نام حضرت مخدوم جهانیان گرفتم گفتند آنکه دو یاران بوده اند یکی ایشان و دوم مولانا علاء الدین یارے
ایشان بزیارت شیخ فرید الدین آمده بودند گفتم آری بار دوم که بندگی مخدوم بزیارت شیخ آمدند مولنا علاء الدین
برابر نبود بندگی مخدوم التماس بر شیخ زادگان کردند که شمال بر دیده پیش خواجه گذرانید که آیندگان بجهة مقصودی از
شهر رسیده اند خدمت شیخ در باب ایشان مرحمتی کنند و دو خرقه یکی هزار میخی یافته نادره و دوم صوف سبز همیه
پیش هر دو شیخ زادگان داشتند بعد ازاں زیارت شیخ خود رفتند و یاران دیگر هم بیرون بوده اند دیر بر که مرو
درون حظیره رفتند می بینند بندگی مخدوم هفت پرکاله شده در میان گنبد شیخ افتاده اند همه ترسیدند پائی
پس باز گشتند بعد ساعتی بر هیئت خویش بیرون آمدند این سخن در زمین اچه و در نواح سامانه و مضافات آن
مجمع علماست که در آن هیچ شبهه نیست کمترین خدمتگاران سالها است که بخدمت خلا و ملا ملازم میباشد
هیچوقتی این حکایت نشنید در دل صورت تکذیب آن یار و اختراع مردمان گذشت که بسیار ازین جنس مردمان
گویند و مخدوم آنرا قبول نکنند اما درین حکایت ساکت بوده اند و این مرا دلیل صدق است و آن یار گفت
که من در جمع مردمان در سرای و در مجمع بیشتر حاضری شدم هرچند که خواستم بشری طوش کردم فی الحال میدیدم
بندگی مخدوم بر سر من استاده انگشت بدهن گرفته میگویند سعد الدین هشدار اینمعنی نه یکبار بود و ده بار چون
از سامانه در شهر آمدم پایبوس بندگی مخدوم کردم در اول ملاقات این سخن بود عجائب روزگاری مارا خدای داد
چندگاهی نگاه بانی مردمان کنان گر رویم اگر شبانی گوسفندان فرمودی هزار بار بر ما آسان تر بودی اینجا نیز در
تامل ماندند و هیچ جواب نگفتند پس آن فرمودند روزی شیخ منصور فضیل نبیسه شیخ الاسلام فرید الدین قدس الله
روحه العزیز از من پرسید که شما را این حالت بود درون گنبد شیخ بسر این چیست بر ما بگوئید گفتم سبحان الله از
ما که وید و که گفت گفتم دروغ میگویند گفتم اگر پرسید برین منظر که در کتب سلوک نبشته که صوفی را این حالت
میباشد علی الاطلاق بگویم اما علی الیقین معلوم من نیست گفت علی الاطلاق بگوئید چند سخنی گفتم خدمت سیدی
ابو المعالی عرضه داشت که درین باب شخصی در مرتبی میباید که بعضی خلق حکایت کنند فرمودند این از اثر تجلی

جلال است بر مرد تجلی در آں حال کوهها می افتد که این کوهها عالم بحساب آں سنگریزه باشد و آتشی حمله
می کند آں آتش نیست و سوزنده نیست ولیکن صد هزار همچو آں آتش بیک شراره او نرسد می آید آں مرد را
پرکاله پرکاله میکند هفت پرکاله چه باشد شاید چند هزار پرکاله میشود و در میان این کوهها و آتشها صورتیست که
مشاهده این جز آں مرد نتواند کرد بعد درین حالت صورتی جمیل انیس و بهی لطیف پیدا می آید ایجمله اجزا را
بجانب خویش میخواند هر یکی دوان سوی او میرود بعد ازاں او بید قدرت خویش چنانکه بود ازآں قوی تر
و تمام تر و لطیف تر صاف تر میگرداند چنانکه بود همچناں میسازد و فرمودند دیدم صوفی را که او میگفت که مرا
بر چرخی در میشانند و آں چرخ در می گردانند در گردش آں چرخ یک سر او هفتاد پرکاله میشود تا آن زمان
که ازین مرد هیچ نماند ناگاه باز بعد درین میان تجلی دیگر از جمال در حمت میکند همه پرکاله سر او و باقی اندام را جمع
میکند چنانکه بود بلکه ازاں بهتر و خوشتر میکند در آں حال که او پرکاله پرکاله شده است اگر کسی بر سر
ت او برسد همچناں بیند. کمترین خدمتگاران عرضه داشت کرد و دیدن خلق این حالت او را امری لازم
ت که البته هر که این حالت باشد و کسی در آں وقت مطلع بر و گردد این حال او معاینه کند فرمودند باشد
م نباشد هم از چشم خلق حالت او را پوشند. و فرمودند بعد آنکه خواجه در طرف تتر روان شدند سه سخن مرا
مشکل شده یکی همین بود که اگر کسی بتجلیات جلال مبتلا گردد بچه آید آنرا بتجلیات لطف و جمال بدل کنند تدبیر او
چه باشد خلاص ازین بلا چگونه بود و سخن دوم که مشکل شده بود مشکل ارواح بود و سخن سیوم این بود چه باشد
که شخص واحد را جهال زمان در مشرق بینند و جهال زمان در مغرب و جهال زمان درین شهر و جهال زمان
در شهری دیگر و فرمودند که مولانا جمال الدین مغربی که او فرید مادری کاتب الحروف باشد او در فصوص
مهارتی داشت و مردی مسافر و حکیم و جهان دیده و پیر کهنه بود و اکثر مشایخ را در یافته و چندانی عمر کسی فرو د
نیا وردی و عارفی محکم و اکثر مذهب فصوص داشت و اعتقاد بر او کرد و مرا او را شرحی در غایت لطافت نبشته
بود و دو سال با او موافق شده آنچه از احادیث و کلام الله مؤید او افتد نوشته گفتم و جمله سخن فصوص با او اثبات
کردم بعد ازاں روزی اشارتی خفی بخلافی در یک مسئله کردم چنانکه کسی از خواب بیدار شود مولانا همچنین
شد آغاز کرد و پرسید من ترا معتقدم چرا این چنین سخنان میگوئی شروع در اثبات سخن خویش کردم بمعقول و
منقول چنانکه اصلا جای سخن نماند موازنه شش ماه برین برآمد هر روزی که می آیم بحثی در مسائل فصوص
میکنم من خلاف او سخنی میگویم و آنرا اثبات میکنم داد میگوید میر سید صل علی المحمل و این عادت عرب
است که اگر کسی بی توجه گوید بگویند صل علی المحمل یعنی بی توجه گفتن بگذار و درود بر مصطفی بگو که روزی
بحث بسیار شد گفت میر سید قدری بجان بر وضع مراقبه بر سر دو پا شده نشست اندیشه کرد و دیری

ساله و من جوان بیست و چند ساله آغاز کردم پیر سید درویشی درویشانست با مسلمان کرده توایم و دست
بگوش برده سر پیش من فرود آورد. و کمترین خدمتگاران عرضه میدارد که بارها این سخن گویند هر کسی که در
آن حضرت سلوک کرد بچیزی مخصوص است ما بسخن مخصوصیم خدا تعالی ما را دولت بیان اسرار خویش داد
و هر چند که میخواهم که نظر من از سخن خویش ساقط شود نشد البته مرا نظر بر سخن خود باشد و از سبب این معنی
نیک اندوهگین باشم چرا باشد که نظر از این هم ساقط نشود و فرمودند که این سخن هم از من فاش شد۔

روزی در وقت خویش نشسته بودم خدمت قاضی عبدالمقتدر بر من آمدند گفتم عجب حکایتی است که
در تمهید است میگوید که در رساله ابوسعید ابوالخیر نبشته دیدم که روزی ابوسعید ابوالخیر بر ابوعلی سینا نبشت
دلّنی علی الدلیل ابوعلی سینا جواب نبشت الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن الاسلام المجازی
وان لا تلتفت الا بما کان وراء الشخوص الثلثة این سخن بر ابوسعید ابوالخیر رسید ابوسعید گفت
اوصلتنی هذه الکلمة الی ما لم یوصلنی عبادة اربعة الاف سنة رسانید مرا این کلمات
بجائی که نرسانیده است عبادت چهار هزار ساله بعد از آن عین القضات میگوید دانم ابوسعید ذوق
کلمات را چشید و اگر نه همچو ابوعلی سنگسار آمدی چه باشد که ابوسعید ابوالخیر بر ابوعلی سینا حکیم بدنام منحرف
جاده بنویسد دلّنی علی الدلیل بعد از آن او جواب می نویسد الدخول فی الکفر الحقیقی والخروج عن
الاسلام المجازی وان لا تلتفت الا بما کان وراء الشخوص الثلثة مشکلتر از آن دیگر اینکه میگوید ابوسعید
این کلمات مرا بجائی رسانید که عبادت چهار هزار ساله نرساند از آن عجب تر دیگر اینکه قاضی عین القضات میگوید دانم
ذوق این کلمات را ابوسعید چشید و اگر نه همچو ابوعلی سینا سنگسار آمدی گفت نیکو میگوئی این سخن پیش بندگی خواجه برد
وقت نماز خفتن بود پرسید شیخ چند باری این سخن خواند و با خود باز گردانید و گفت چه دانیم ایشان چه گفتند همبر به
مجلس را تمام کرد مولانا شهاب الدین فهمی نشسته بود گفت اکنون قاضی عین القضات را چه گوئیم لعنة الله علیه
قاضی عبدالمقتدر گفت نه علیه ما یستحقه چنانچه رسم فقیهان است که باحتیاط باشد شیخ مزاج گرم کرد گفت قاضی
مصراع اینجا نرسد ذوق هر سودائی تو سخنان ایشان را بدیشان بگذار بدیر خیزید بیرون روید بگوئید تا بانگ
نماز بگویند دوم روز من رفتم از شیخ پرسیدم فرمودند آنچه شب مولانا عبدالمقتدر می پرسید گفتم آری با من بیان
کرد آنچه بود گفت. و فرمودند که دیدم با خواجه را جائی رسیده بندگی خواجه را هم از جنس ثنای و لقای دعوی و معنی
و سکری و حضوری و غیبی سخن بودی روزی این بیت خواند **بیت**

در این تعلیم شد عمرم هنوز ابجد همی خواهم — ندانم کی رقوم آموز خواهم شد بدیوانش

اشارت بفنا میکنند ندانم کی رقوم آموز خواهم شد بدیوانش اشارت ببقا میکنند خواجه را جایی رسید که صاحب این

بیت هم ازین عالم نصیبه داشت فرمودند او ده یعنی آری داشت پس آن رباعی خواندند **رباعی**

گر من ز می مغانه مستم هستم — ور مومن و یا که بت پرستم هستم
هر کس بر من دگر گمانی دارد — من از آن خودم هر آنچه هستم هستم

بعد نماز خفتن ذکری در باب مشایخ چشت میرفت فرمودند مولانا عمادالدین پیوند بر شیخ رکن الدین داشت
روزی ملاقات بندگی شیخ نظام الدین رفت مناقب شیخ بهاءالدین قدس الله سره العزیز گفتن گرفت
خدمت شیخ می شنیدند تا آنکه بسیار کرد و بندگی شیخ هیچ نگفت ناگاه در میان سخنی گفت و هم تفضیل شیخ
بر شیخ فریدالدین رفت خدمت شیخ الاسلام نظام الدین رح فرمودند مولانا بشنو وصف شیخ بهاءالدین کرد
چیزی از ما هم بشنوید وصف صوفی که صوفی کند مشتعل را کی در خاطر گذرد این قدر وصف شیخ بهاءالدین گفت که
مولانا عمادالدین دانست که هیچ کسی معتقدتر از شیخ نظام الدین رح از آن شیخ بهاءالدین رح نیست آخر آغاز
رو مولانا بشنو با خدمه که گفتیم آنچه در درویش باید در ایشان خیر بود و فرمودند خواجگی میرانی مردی بود جد او مجاز
خدمت شهاب الدین سهروردی بود بسبب آن شیخ الاسلام در شهر دهلی رعایت او کردی روزی شیخ الاسلام
فرمودند که اجازت نامه جد تو بر تو هست گفت آری هست گفت بیار رفت آورد دیدم که بر روی کاغذ اجازت
نامه برای جد او نبشته است و بر ظهر کاغذ برای غلامی زیرک نام داشت که در درون پیوند او برابر خواجه خویش
بود شیخ الاسلام دید متحیر ماند و نیک ناخوش شد و از مشایخ خراسان چنین معلوم شد که در اجازت دادن ایشان
تأمل میکنند هر کرا اصلاح و تقوی باشد ایشان مجاز گردانند

روز یکشنبه بیست و هشتم ماه رمضان مبارک سنه ۸۰۲ھ

روز یکشنبه بیست و هشتم ماه مذکور وقت چاشت مردی خراسانی قدیم صفت بخدمت آمد و اشتاقی از ابیات مختلف
برابر خیش بود داشت کشید و از این اشعار عراقی پرسید عراقی فرماید **غزل**

ما چنین تشنه زلال وصال — همه عالم گرفت مالامال
غرق آبیم و آب می طلبیم — در وصالیم و بی خبر ز وصال
آفتاب اندرون خانهٔ ما — در بدر میدویم ذره مثال
گنج در آستین و میگردیم — گرد هر کوی بهر یک مثقال
چند گردیم خیره گرد جهان — چند باشیم اسیر ظن و خیال
بده ای ساقی از لبت جامی — کز نهاد خودم گرفت ملال
آفتابی ز روی خود بنمای — تا چو سایه رخ آورم بزوال

تا ازل با ابد قرین گردد دی و فردای من شود همه حال
باچنین حال شاید ار گویم گرچه باشد بنزد عقل محال
که همه اوست هرچه هست یقین جان و جانان و دلبر و دل و دین

فرمودند یک معنی است که بعبارت مختلف در هر بیتی ادا کرده است بیت "ما چنین تشنه زلال وصال همه عالم گرفته مالامال" یعنی حق تعالی ظاهر و پیدا الظهوری که در آن هیچ وهم خفای نباشد زمین و آسمان و کائنات و موجودات بجملتها او را حجاب نیست با وجود این ظهور و جلا ما از و محروم و از و نگهبان خویش دور و محجوب "وغرق آبیم و آب می طلبیم در وصالیم بیخبر ز وصال" بیخبر ز وصال همین معنی دارد ع چند باشم اسیر ظن و خیال که آسمان و زمین حجاب او اند و یا چیزی بجهان است که از وی باز دارد دست بده ای ساقی از لبت جامی یعنی اطلاع بر این سر که همه او بینی و هیچ چیزی را حجاب او ندانی تا وجود تو باقیست در نیابی میگوید "بده ای ساقی از لبت جامی که نهاد خودم گرفت ملال" تا من از خود ست جمال تو گردم بیهوش از وجود خود باشم در ین حال باشد که آفتابی از روی خود بنما تا چو سایه گم من وجود من و نهاد من رخ آورد و بز والی تا ازل با ابد قرین گردد پس چه شود ازل و ابد قرین گردد تغایر بین اللفظین اعتباریست زیرا چه ازل موجودیست که ابتدا ندارد و ابد موجودیست که انتها نباشد چون حقیقت کشف گردد همه در جمال محبوب محو بینی و حجاب کائنات از میان برخیزد و مبدا و منتها یکی گردد اول و آخر ازل و ابد در یک زاویه جمع آید اعتباریات و اضافیات جمله برخیزد کار با اصل باز آید و چه شود ازل با ابد قرین ازل همان باشد ابد همان پس آن این ابیات عراقی خواندند

غزل

ای بتو روز و شب جهان روشن بر رخت چشم عاشقان روشن
بحدیث تو کام دل شیرین بجمال تو چشم جان روشن
شد بنور جمال تو روشن عالم تیره ناگهان روشن
آفتاب رخ جهان گیرت دمبدم میکند جهان روشن
همه عالم که از تو روشن شد گر یقین میشود گمان روشن
بنماید ز روی هر ذره آفتاب رخت عیان روشن
میتوان کرد در خم زلفت خویشتن راز خود نهان روشن
ای دل تیره گر نگشت ترا سر توحید زین بیان روشن
اندر آئینهٔ جهان بنگر تا ببینی همه زمان روشن

که همه اوست هرچه هست یقین جان و جانان و دلبر و دل و دین

فرمودند این غزل نیز عین بمعنی غزل اول است لیکن عبارت او پخته و بلند و عبارت این خام و بی مایه و بیافتاده است اگرچه هر دو از آن یک شخص است اما سخن است تا بکدام قالب افتد پس آن این غزل خواندند

ای رخت آفتاب عالمتاب در فضای تو کائنات سراب
در نیاید بچشم تو دو جهان کی بچشم تو اندر آید خواب
پیش از این بی رخت چه بود جهان سایهٔ در عدم سرای خراب
استوا مهر طلعت تو بیافت سایه از نور یافت رنگ خضاب
مهر چون سایه از میان برداشت ما چه باشیم در میان دریاب
اول و آخر اوست در همه حال ظاهر و باطن اوست در همه باب
گر صد است و هزار جمله یکی است در نیاید بجز یکی بحساب
برف خوانند آب را چون بست باز چون حل شود چه گوید آب
آب چون رنگ و بوی گل گیرد لاجرم نام او کنند گلاب
بزبان فصیح هر ذره میکند عشق لطف خطاب
که همه اوست هرچه هست یقین جان و جانان و دلبر و دل و دین

فرمودند همان یک معنی که در ین تمام غزل بعبارت مختلف و تشبیهات متباین و استعارات جدید لطیف ادا کرده است باز این بیت خواندند بیت "گر صد است و هزار جمله یکی است در نیاید بجز یکی بحساب" این سخن را چه معنی است از حاضران کسی را مجال نطق نبود فرمان شد اصل اعداد یکی است دوم همان تکرار یکی است وکذلک سیوم و چهارم الی آخر آن اعداد میگوید گر صد است و هزار در نظر با اصل جمله یکی است در نیاید بجز یکی بحساب زیرا چه جز واحد دیگر وجودی ندارد بضرورت در حساب جز یکی در نیاید اگر هزار است همان یکی است و اگر صد هزار است همان یکی است بعد فراغ از سبق فرمودند الیاس نام صوفی بود از دولت آباد رسیده بود پابوس خواجه آمد وقت وداع باستاد التماس پیوند کرد بعد پیوند فرمان شد الیاس در مقام خالی برو مشغول باش درون دهلی مسجد سنگی میگویند نزدیک دروازهٔ غزنوی مسجدی خراب مهیب و خالی بود آنجا رفت ماند شبی در آن مسجد ماری بود دستی و پایی از آن الیاس بر او افتاد آن مار او را گزید فی الحال برخاست و توجه شیخ کرد و نشست تمام شب بجبرین مبتلا بود هر بار که زهر مار زور می آورد بزور توجه فرو می آورد و بجبرین صفت تا بامداد یکی زور زهر فرو آمد علی الصباح خدمت شیخ خواجه ابراهیم خادم

را فرمود مد برو درون دہلی الیاس نام معلم است بطلب بیار خواجہ ابراہیم گفت من نمیشناسم الیاس کیست و
خانہ او ہم نمیدانم گفت تو برو ترا ملاقات خواہد شد خواجہ ابراہیم جانب دہلی رواں شد و در دروازہ بداؤن در می
آید او مخصوص برای ملاقات شیخ و گذرانیدن حادثہ شبینہ ہم در خانقاہ می آمد و درمیان دروازہ ملاقات شد
الیاس دوید پای خواجہ ابراہیم بوسید ابراہیم پرسید الیاس توئی گفت آرے گفت مرا مخصوص بر تو شیخ
فرستادہ است من نمیدانستم کہ خانہ تو کجا است و ترا ہم ندانستم مرا شیخ فرمود برو ترا ملاقات خواہد شد ہم
در دروازہ ملاقات شدی بسم اللہ برابر بیا رفت گذرانید الیاس برای پابوس خود می آمد در دروازہ بداؤن مرا
ملاقات شد کیفیت شبینہ تمام گذرانید و شیخ فرمود از کردہ تو تمام شب نشستہ بودم بعد از آں فرمود الیاس
سفر اختیار کن و مردانہ باشی بی زاد و راحلہ سفر اختیار کرد تا آنکہ بخانہ کعبہ رسید در میان راہ بعضی محلہا اینچنیں
بودی کہ مردم جز شتر و مراکب و اعوان نتواں گذشت او تنہا بودی بی زاد و راحلہ رسیدے مردم صحبت با جملہ
استعداد ہنوز بمنزل نرسیدہ می بودند کہ تنہا او را در منزل نشستہ می یافتند از وی پرسیدند گفت شما مرا در
منزل گذاشتید رواں شدید شترے پیدا آمد بر شتر خویش سوار کردہ مرا اینجا نشاند و رفت میان مکہ و مد
راہ سخت بی ہنجار و خرابہ بی آبی و جنگل در جنگل و رہ گم و بی نشان تا آنکہ بعضی محلہا نشان کردہ میروند مید
وقتی مگر اینجا آبادانی نبود در میان اینچنیں راہ مدینہ شبانروز یک ماہ بسیر شتر میرسند تنہا بے زاد و راحلہ رفتی و اول
از ہمہ بمنزل رسیدے ہمبریں صفت در مدینہ رسید مجاوری حرم رسول اللہ اختیار کرد الیاس ہندی میگفتند ہیچ
کسی خبر داشتی و شب و روز دنبال خویش بودی کانسہ چوبیں فرو دو کانسہ چوبیں بالا پیش مصلا خویش داشتہ
بودی تا ہر کسے بداند مگر چیزی درمیان ایں کانسہ ہست آں میخورد و دراں میان ہیچ نبودی بی طعام و آب
ماندی و دراں ایام شیخ خالد موذن بود روزی دریں کنہ شد بہ بینم میان ایں دو کانسہ چیست چیزی ہست بعد
آنکہ الیاس برای وضو جانب صحرا رفت آمد دید کہ میان دو کانسہ جز گرد باریک کہ باد انداختہ است چیزی دیگر نیست
بلرزید خاست و متحیر ماند گفت البتہ مزاحم شوم دو نانی از ما قبول کند بجہت افطار بعد آنکہ الیاس ہندی رفت
پیش او نشست الحاح و زاری تمام از وے التماس کرد کہ دو نانی از ما قبول کن با خود گفت کہ مرا خواجہ گفتہ است
کہ مردانہ باشی من ہرگز نان شما قبول نکنم اگر بعد چند روزے چیزی از غیب پیدا آمدی خوردی و اگر نہ ہمچناں ماندی
کہ روزی خواجہ سرای آمد نان فراواں بجہت مجاوران و زہاد مدینہ آوردہ بود ہمہ مال پیش الیاس آورد کہ تو
بستان الیاس گفت مرا یک دانگ کار نمی آید من ایں مال ترا چہ کنم بعد از آنکہ بسیار الحاح و زاری کرد دیر تو تقسیم
بکن حصہ من بیاری و حصہ او پیش او داشت آں مال نیز در ساعت میان فقرای مدینہ تقسیم کرد و برای خود
یک دانگ ہم نداشت در میان زہاد مدینہ اعتبارے تمام یافت روزی نبیرہ سید احمد کبیر علمی برابر و جماعتی

از صوفیاں با او در مدینہ آمد بریں دعوی کہ زہاد مدینہ را ارشادی کنم باز گردم آمد زیارت رسول اللہ کرد نشست
سخنے با ایشاں بدیں معنی گفت کہ من آمدہ ام تا زہاد اینجا را ارشاد کنم ہست کسی زاہد و نشاں بدہید گفتند اول
میان ما زہاد کہ ہمہ بدو نظر داشتہ اند الیاس ہندی است او در نماز بودی بجانب او دوید آغاز کرد کہ مرد غافل بود
اگر صحبت پیری یافتی بجائی رسیدے ایں سخن گفت خواجہ سرای از درون حرم رسول اللہ بیروں آمد نشست و
گفت مرشد کدام کس باشد ایں نبیرہ سید احمد کبیر و علم سید احمد کبیر پیش در رسول اللہ بیارد و بدعوی ارشاد
اینجا بیاید او را با ستخفاف بیروں کردند و علم او را بر تاب ساختند بسبب ایں معنی در مدینہ شوری شد شیخ خالد گفت
ہیچ وقتی در مدینہ ایں معنی نشدہ است کہ کسی بیاید و بدیں خواری و استخفاف بیروں کنند از کجا زاد و چہ شبہ
است کہ از وی خطائی و بی ادبی زاد و بعد از آں کہ بر و ایں بلا افتاد و تفحص کردند کہ او اینجا چہ می گفت گفتند
جانب الیاس ہندی دید گفت کہ اگر ایں در صحبت مرشدی بودی بجائی رسیدی بمجرد آنکہ ایں سخن از زبان
او بیروں آمد خواجہ سرای از حرم رسول اللہ برو ایں بد معاملہ کرد و خلق شوریدہ با ستخفاف از مدینہ بیروں آوردہ
شیخ خالد گفت آری ہمیں بی ادبی زاد الیاس ہندی شب و روز در صحبت رسول اللہ است ایں سخن چگونہ
شنید کہ اگر در صحبت پیری بودی بجائی رسیدی آں روز کہ الیاس ہندی نقل کرد در مدینہ ماتمی عظیم و شوری
سخت خاستہ بود سپس آں حکایت اشارت بمولانا بہاؤ الدین کہ دریں ایام امامت و تعلیم نبیرہ بندگی مخدوم
میاں برکت اللہ حسینی برخوردار دارد و خدای او را بکرم خویش بمنتہای علم رساند و او را عمری دراز بخشد و یکے از
مقرباں حضرت خویش گرداند بحرمت النبی و آلہ الامجاد فرمودند مولانا وصف کلام اللہ ہر چند کما ینبغی کہ امرہ
نہیہ نہیہ امرہ. خبرہ انشاؤہ. و انشاؤہ خبرہ. و وعدہ وعیدہ. و وعیدہ وعدہ. بل کلامہ کلہ بل حرف. بل
نقطۃ. و لیکن از آیہ بآیہ تفاؤل میکنند و ہمبریں سلف و خلف رفتہ اند در وقت بامداد پیش آں دو سورہ ارایت
الذی یکذب بالدین بخوانی چہ تفاؤل باشد و علی الخصوص مرد صوفیکہ کار او جز تفاؤل از غیب نیست
علی الخصوص قرآن چنانچہ باید کہ اول بامداد آیۃ الکرسی بخوانی و یا سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی و یا
مقدم سورہ انعام بخوانی و یا آخر سورہ حشر و فرمودند صاحب قوت بسیار ایں رعایت میکند میگویند سنت بامداد
در اول رکعت قل یایہا الکافرون بخوانی زیرا چہ در وی تجرید توحید است و در دوم رکعت قل ہو اللہ احد
زیرا چہ در وی اثبات توحید است و ہم ہمچنیں ہر نمازے نمازی را قرأتی معین میکنند آنجا مناسبتے و سببے مگر
و فرمودند امام قدیم کہ مولانا حسین بود او بسیار رعایت کردی و با ذہنہ ہوشیاری کہ دریں کار داشت
بار مگی از اصحاب بجہت ایں معنی منازعت و مناقشت کردے ناگاہ روز عرس شیخ الاسلام فرید الدین بود سماع
بجہت سماع آمدہ اول شخصیکہ ملاقات آمدہ است ہمو بود ناگاہ شیشہ و سیاہی برپیش من آورد و نہاد گفتم

مولانا چه آورده اید گفت سیاهی من تنگ متامل شدم با من گفتند این سیاهی هم جان او باشد رفت در سماع
نشست قدری جنبید پای او آماس کرد بیش از آنکه مجلس بخیزد عرضه داشت کرد که باز خواهم گشت رفتن آن
زحمت افتاد سر چند روزی برحمت حق پیوست باز درین خانقاه ملاقات نیامده است بعد از آن فرمودند آری
او بیچاره چکند این کار خدائی است اِذَا جَاءَ الْقَضَاءُ عَمِیَ الْبَصَرُ لمحه در بیان این آیت اِسْتَکْبَرَ وَكَانَ
مِنَ الْكٰفِرِیْنَ بود فرمودند یعنی ابلیس تکبر کرد از سجود آدم وَكَانَ ای صَارَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ او کان فی علم
کافرا منکرا الفضیلة منه علیه و الله فرمودند در آنچه حق تعالی خلقت آدم پیدا آورد و لطیفه در وی ودیعت کرد
ابلیس خواست در بنیه آدم سیری کند و نهایت او را دریابد در جمیع اجزا بنیه او در آمد خللی کرد نظرش بر دل افتاد
دید چیزی پوشیده دگر دا آمده و گرد او حصاری محکم بر آمد خواست دست بروی بر آن نماید و بغایت او مطلع
شود هیچ دست بروی او را میسر نشد هر چند خواست بحقیقت او مطلع گردد او را گرد او گشتن نداد و ندانست که هر
سری که در آدم است همدرین نهانی است و این که مرا اطلاع بر و نمیدهند معلوم میشود که مرا ازین نصیبه نباشد
با این صورت چیزی باشد که با دیگری نبود پس هر بلائی که بمن رسد هم ازین آدم رسد هم از آن وقت با
بعداوت ایستاد و بعد تسویه خلقت آدم و نفخ روح در وی فرمان سجده داد ابلیس اَبٰی و استکبار کرد و منکر و
دشمن بود و او را فرمان شد اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ چون روز قیامت شود داغ لعنتی که بر
جبین ابلیس بلا واسطه نهاده بود بر گیرد عذاب او در دوزخ همین باشد بگوید که یا رب چه بودی اگر داغ لعنت
بر پیشانی من ابدی بودی - هم ازینجا ذکری در باب هاروت و ماروت بود فرمودند دیانچه ازیشان ذلت
زاد اختیار داده میان عذاب آخرت و عذاب دنیا ایشان عذاب دنیا اختیار کردند که نهایتی دارد در چهی
ایشانرا فرود آوردند در زمین بابل طرف عراق سرزیر پا کرده آویختند فرود آن آتش کردند هر که آنجا میرود و درا
معاینه میکند آنجا سحر و افسونها بسیار پیدا میشود هر کس آنجا میرود برای آموختن سحر اول ایمان بباد میدهد چنانکه حق
داوان می باشد بعد از آن سحری و افسونی که برای آن آمده است پیدا بعرضه داشتم ایشان ملک اند ذلتی ازیشان
زاد گرفتار بلائی شدند که آن سحر و افسون و جادوی و طلبیات دیگر که باشد چه سبب بود و ایمان مردمان چرا زائل
شود فرمودند ایشان ملک اند اطلاع بر اسم اعظم دارند خاص اسم اعظم را نهایتی نیست بترکیب مخصوص و حروف
مخصوص خاصیت دیگر دارد فائده دیگر میدهد - همدرین میان ذکری در باب تعبیرات و تفاولات بود فرمودند
هیئت رسول الله صلعم در حالت تولد بر نخیله بود که یک دست تکیه بر زمین کرده بدست دوم گل از زمین بر گرفته
و بر سر دو زانو شده رو بجانب قبله آورده بود همان شب جمله بتان که در میان کعبه بوده اند بر رو افتادند و طاق

لـه ابا یعنی انکار و استکبار یعنی تکبر ۱۲

کسری دو پر کاله گشت تعبیرات این هیئت این بود که خاک بدست گرفت اشارت برین کرد که مالک
ملک زمین من باشم و رو که بجانب قبله آورده بود که هر چه کنم برای اعلاء و اعزاز دین اسلام و عمارت
بیت الله باشد و هیئت یک دست بر زمین و بر سر دو زانو شدن و هم چیزی بجانب قبله کردن یعنی بر بنه غالبم
و بکل خویش متوجه خدائی باشم - هم ازینجا حکایت ابی موسیٰ اشعری کردند که در آنچه امام عمر برای فتح فارس
صحابه بیرون آمدند ملک فارس بر ایشان نبشت که یک نفر خویش بر ما بفرستید ابو موسیٰ اشعری را
فرستادند ایشان با موسیٰ اشعری گفتند ما بر شما تاختیم از سبب آنکه دیدیم مردمانید که بر شما همیشه تنگیه غله و
آب باشد و در زمین شما همیشه قحط بود انتم اهل ذلة و قلة و قحط و دائم مردار بخورید و دختران زنده از خوف
گرسنگی در زیر زمین فرو دبرید و قطع صله رحم بکنید شما خود بر ما تاختید این بار شما را از هیچ بر نگیریم ابو موسیٰ
اشعری گفت شما راست میگوئید اما خدا تعالیٰ بر ما کرم کرد نبی را هم از میان ما بر گزید و بر ما فرستاد و این اورد
که مردار نخورید و بچه زنده فرو در زمین نبرید و قطع صله رحم نکنید هر که بر دین شما نیاید بکشید تا او طاعت شما
کند و جزیه قبول کند و در دست فرمان شما آید و یا مسلمان شود اکنون ما آمده ایم تا شما را بکشیم زمین شما را
بگیریم و یا در دین ما در آیید و یا خود جزیه دهید و اطاعت ما کنید ایشان گفتند بدره پر خاک کنید بدو دهید
یعنی که بدل مال و زر زمین خاک بستان ابو موسیٰ اشعری خوش شد چیدن گرفت گفتند این چه شوخ دیدگی
است که تو میکنی گفت ما آمده ایم تا زمین شما بگیریم شما خود بدست خویش زمین خویش ما را دادید دلیل
کنند که ما این زمین شما را بگیریم برادرم خدمت سید یوسف بلغه الله یا علیٰ مناه عرضه داشت تعبیرات منالع
هم ظنی و احتمالی است و یا قطعی و یقینی است فرمان شد قطعی است اما عبارت بر قطع کنند که دلیل
بر احتمال و ظن باشد چنانکه منجمان دانا اگر چه استخراج درست کنند ولیکن عبارت برین حیله باشد که دلیل
کنند که چنین خود چنین نشود و الله اعلم و علایم آنچنین حکایت فرمودند که روزی سلطان علاء الدین گفت
این منجمان چه کار میکنند مال ضایع میخورند فرمود ایشانرا بگوئید استخراج کنند که ما فردا چه کار خواهیم کرد
نویسند بیارند نبشتند دلیل کنند که بادشاه شب در شکار بیرون آید از سیزده دروازه دهلی بیرون
نیاید میان دروازه کمال و میان دروازه بداؤن حصار بشکنند دروازه دیگر کنند بیرون آید و بر روی فشنند
نبات و شکر و روغن و جغرات بخورد و کاغذی مهر کرده آوردند تسلیم کردند بادشاه باند شید با خود گفت کاری کنم
که قطعی نکرده ام شکار شب بیرون آیم از هیچ دروازه بیرون نشوم دروازه دیگر میان دروازه کمال و بداؤن بشکنم
بیرون آیم بعد از آن الطعام غیر معهود کنند و رائے بادشاهان بست و هست و روغن و شکر و جغرات بخورم و منجمان کرد و بعد
از آن گفت کاغذ ایشان بکشائید چه نبشته اند دیدند همین نهاده است متحیر ماندند بر ایشان مرحمت کرد و با خود گفت

ایشان بد مردمانند بر بیایند کارهای ما ایشان مطلع باشند. تحقیق سخن در تعظیم مدینه رسول الله بود فرمودند میبایست
که رسول الله در کعبه دفن نشود تا زیارت رسول الله صلعم به تبع کعبه نیفتد البته بعد حج بیت الله قصد سفر علاحده
و سفری جداگانه اختیار کنند و مدینه را احترام است چنانکه مکه راست بر قول امام شافعی اما در وجوب تعظیم و استحقاق
تکریم هیچ کسی شبهتی ندارد اینجا آهی سرد زدند و فرمودند در انچه محمد نفس زکیه پسر عبدالله محض نبیسه امیر المومنین
حسین رضی الله عنه دعوی کرد که من مهدی ام نام او محمد بود و مادر فاطمه بود و پدرش عبدالله نام داشت
لشکر ابو جعفر آمد بنی امیه لشکر فرستادند مروان در مدینه آمد قتال کرد چند انکه لشکر محمد نفس زکیه شکست در مدینه
آتش زدند تمام مدینه سوخت تا آنکه آتش در منبر رسول الله رسید مردمان جمع آمدند هزار دشواری منبر نبی
سوخته را بکنانیدند خوف آن بود که روضه رسول الله بسوزد آخر محمد نفس زکیه را گرفتند و پرکاله کردند همچنان
پاره پاره و رودگانی از مدینه تا در دمشق آوردند زهی امت محمد زهی حرمت خانه رسول الله و زهی تعظیم اهل بیت
او که ایشان نگاه داشتند نسبت عثمان آن روز منقطع شد عبدالله عثمان را کشتند از انچه محمد نفس زکیه را یار
بود اما زین العابدین درین قضیه یار نبود از خانه بیرون نیامد او را معاف داشتند از سرا و گذاشتند

روز دوشنبه بست و نهم ماه رمضان المبارک

روز دوشنبه بست و نهم ماه رمضان المبارک وقت چاشت بر حکم سعود پابوس حضرت بندگی مخدوم جهانیان
سلمه الله من الآفات فی الدارین جمیعا این ضعیف حاضر شد فرمودند این دم غزلی یاد آمد دوات و قلم کاغذ
پیش من موجود بود تمام کردم بزبان در بار این غزل خواندند غزل

دوستان میدهند پند مرا ٭ دشمنان طعنها زنند مرا
پیر گشتی و عشق میبازی ٭ اجتهاد از سرشت چند مرا
منکه مخلوق عشق بازستم ٭ کی بود پند سودمند مرا
منکه آزاد و سرفرازستم ٭ زلف او گشت پای بند مرا
خانمان دلم پریشان شد ٭ جعد او در بلا فگند مرا
گریه و آه چیست در نفسی ٭ دوستی کرد دردمند مرا
سوزش شمع رخ فروزد دل ٭ گر بسوزند چون سپند مرا
آتش عشق آب رو بریخت ٭ خاک باد او وجود بند مرا
تابه عشق گرم تر بکنند ٭ چون کبابی بران نهند مرا
پروانست گر محمد سوخت ٭ بیخ و بنیاد عشق کند مرا

پس آن کفش لعل و کفش زرد پیش آوردند که برای روز عید چه رنگ اختیار کنند فرمودند صوفیان
بیشتری زرد پوشیده اند اما خواجه ما همیشه لعل پوشیدی و دران وار اتباع شیخ نظام الدین بود من نیز دوام
کفش لعل پوشم روزی یاران خدمت شیخ میان خود اتفاق کردند و آب صوفیان بر نیست که البته کفش زرد پوشند
خدمت خواجه لعل می پوشند یک جفت زرد لطیف و معین نازک راست کردند بردند پیش داشتند
خدمت خواجه استند پای هم بر سجاده نهاده بپوشید چون باتباع شیخ کفش لعل اختیار کرده است فی الحال
نبیسه امیر خسرو شاعر که خسرو ثانی میگفتند در مجلس حاضر بود او را داد او را با من یاری بود و آن حکایت کرد گفت
که از خدمت خواجه کفش یافتم ام گفتم میان صوفیان بدو چیز اشارت کنند یا ترا سیری و سلوکی در کار تصوف
روزی شود و یا خود از جهان سفر کنی سر چند روزی رحلت شد برحمت حق پیوست و آن کفشها هنوز نو بوده
اند کهنه نشده بودند و رنگ نگردانیده تحقیق سخن در احتیاط لقمه بود فرمودند احتیاط لقمه درین زمانه نیک متعسر
است مگر اطبای چنانکه از چیزی پرهیز میکنند و گویند که اشتخی این نوع نیست بر جمله باشد مسلمانی بر ما چیزی
می آرد و ظاهر حال مسلم اینست که البته وجه او حلال و حرامی چنانکه محض حلال باشد محض حرام هم بود احتمال
میکنم که شاید از وجهی آورده است که آن حلال باشد و درین زمانه این نیز بعید است مردی معاینه مینماید که
از وجه ناوجه گذشت اوست هم از انجمله چیزی آورده است چشمی بندیم محلی بعیدی انگیزیم آن وجه بصرف
رسانیم خلاص از عهده لقمه درین زمانه موقوف جز بدو معنی نباشد یکی آنکه حق تعالی او را همه چیز بر وی حلال کرده
باشد و مباح گردانیده بود هرچه کند و هرچه گوید و هرچه خورد و بدان ماخوذ و مسئول نباشد عنان او بدست او داده
باشند هرچه خوش آید او بکند و این معنی عجیب غریب اثبات این بر قوانین شرع نیک مشکل است و اما میان
قوم صوفیه درین اشکالی نباشد و معنی اینست که مرد متصف بصفات الله تعالی و متخلق باخلاق او باشد تعالی و
تقدس پس او مالک جمله عالم بود و للمالک ان یتصرف فی ملکه کیف یشاء و شنیدم که میان صوفیان و مشایخ
برین مرتبه کم رسیده بود و که رسد والله اعلم و معنی دوم که این مرفه در تقلیب اعیان باشد مینماید که وقتیکه مردمان
می آرند خرج میشود و لیکن او آن وجه را خرج نمیکند وجهی دیگر و خزانه دیگر از غیب او را داده اند از ان خرج
میکنند و آن مینماید که مگر ازین وجه خرج است حکایتی از بندگی شیخ الاسلام شیخ نظام الدین منقول است
یکی ازین دو معنی محمول باشد چنین گویند که مولانا فخر الدین رازی طعام آورده خانقاه گذاشت خدمت شیخ یاد
آورد و فرمودند فخر نمی آید گفتند همچنین میگوید بیشتر در گندگی و بعد فرزندگان اهل در سرای خرج میشود شیخ کامل
است این زیان ندارد اما حالت ما تنگ و دشوار باشد بندگی شیخ الاسلام مولانا را طلبیدند و فرمودند فخر چه گمان
میبری که در حلق ما لقمه حرام میرود و هرچه در خانه خرج میشود جواب آن فردا قیامت بر ماست و ضامن آن ما هیم این

سخن شنید بعد ازاں درکند وری حاضر شد با شیخ مالک و متصرف است هر چه خواهد کند و یا خود خزانه دیگر وارد از آنجمله
شیخ پیشو دو فرمودند بندگی خواجه میفرمودند ترکی بود اسپ او را ساز وار نبود هر بار که او خریدی دنبال او نماندی یکباری
اسپ فروخت وجه پیش شیخ آورد و خدمت خواجه پرسید که این وجه چیست عرضه داشت که هر بار اسپ مرا ساز وار
نمی آید این بار گفتم پیش شیخ برم تا وجه من بفلاح نشود فرمودند وجه خود هم خود بستان او الحاح کردن گرفت فرمودند
برو درین بار اسپ بستان ترا ساز وار خواهد آمد وجه او را داد و گفت بشنو ترا اگر چیزی بنمایم بر کسی نگوئی گفت نگویم
روطرف جوی کرد گفت ببین می بیند تنکهای زر طریقه آب روان در جوی میرود تا نظر کار میکند آب نیست تنکهای
زر است این تماشا دید فرود آمد و فرمودند که مردی برسر خانی آمد گفت در خانه من مهمان شو که مرا برادری است
پنبه از وجه حلال بر ما فرستاده بود زن من آنرا رسیده است و ما فروختیم ازان وجه طعامی پخته ایم گفت اگر معلوم بودی
که تخم آن پنبه از کجا است گفت تحقیق کرده ام که تخم آن پنبه هم حلال بود گفت سالها است که بسوس بادنجانی ام
گفت همان بادنجان پخته ام گفت اگر در خانه کسی وقتی طعامی خورده می بودم در خانه تو هم میخوردم فرمودند تفصیل
بیانش و وهب هر دو نشسته بودند وهب گفت خوش لقمه است خسته خرما دریں زمین تفصیل آغاز کرد و خوش
بود و لیکن ازاں وقت که زبیده زن هارون خلیفه اینجا نخلستان کرد این عمارت ازاں وقت نجاست وهب از
هیبت این سخن نعره زد و بیهوش شد افتاد و فرمودند شیخ ابو سعید تبریزی پیر شیخ جلال الدین تبریزی خلیفه یک بدره
مال آورد و قبول نکرد و پیش هر کی از خادمان و متعلمان شیخ برد ایشان هم قبول نکردند بیرون آمد دختری با غلاف آن خادم
پیش در ایستاده بود بدید او را داد و گفت که کسے بریں حقی ندارد و ساختگی کار خیر این بکنید روزی بر شیخ وقت تنگ بود
هفت روز بی طعام و آب گذشته بود از غایت اضطرار قوت ایستادن برای نماز نمانده بود خادم بر دست شیخ برکالانی
ستد آورد و داد شیخ آنرا خورد و آن شب معهود که با شیخ بود از واردات الهی نبود بسبب آن شیخ اندوهگین شد با خود تامل
چند روزه محاسبه کرد و جز آن برکالان ستد دیگر سببی نیافته خادم را طلبید پرسید که آن نان ستد از کجا بود خادم گفت علی
که بادشاه آورده بود شما نستدید بایز نستیدم بر دست دختر با غلاف من داد و گفت این با کسے حقی ندارد و من نیک خجل
معشوم او ازان وجه نانی پخته بود این برکاله نان ازان بود شیخ گفت مرا تو دوست نه تو دشمن منی او را از خانقاه
خویش بیرون کرد **روز عید غره ماه شوال ۷۰۳ھ روز چهارشنبه** اول وقت فرمودند روز
عیدے بود که فاطمه رضی الله عنها حسن و حسین را آموخت که پیغامبر صلعم امروز عید است با شما خوشے و بشاشت و لطف
و رحمت بسیار خواهد کرد شما اصلا اظهار خوشی باو نکنید سر فرود نکنید و بانید او بخوشے شما را کنار گیرد شما بخوشے کنار گیرید
اصلا خوشی پیدا نکنید هم خود خواهد گفت چرا ناخوش اید شما بگوئید روز عید است هر کرا هست از جد و پدر خویش
عیدی می یابند و ما از تو عیدی نمی یابیم او خواهد گفت که شهباز او دلدل ترا انقد دادن او چه باشد شما بگوئید هم خود تو

گفته که متاع دنیا اعتباری ندارد ما این را چه خواهیم کرد بگوئید بخواهید از امور اُخروی که برای شما چه خواهم شما بگوئید
تا کی کنید که اگر بدهی بگوئیم چون او قبول کرده باشد بگوئید آن سریکه خداوند تعالی ترا در شب معراج گفته است بر ما
بگوئی ما خوش شویم همچنان کردند بخدمت رسول الله رفتند رسول الله اظهار خوشی و مرحمت کرد ایشان هم بران
نمط گرفته بوده اند پرسید چرا گرفته می نمائید فاطمه یا علی شما را چیزی گفت چرا ناخوش اید گفتند هر که هست
از جد و پدر خویش عیدی می یابند تو ما را عیدی نمیدهی گفت دلدل ترا و شهباز ترا گفتند هم تو گفته متاع دنیا اعتباری
ندارد خوشتر شد گفت فرزندان من از متاع دنیا خوش نمیشوند بگوئید چه چیز برای شما از امور اخروی بخواهم گفتند
اگر آن سریکه در شب معراج بر تو خدا تعالی گفته بر ما بگوئی ما خوش باشیم رسول الله تامل کرد خدا منع کرده است بر کسی
نگوئی من چگونه گویم ایشان گفتند ما را جز این چیزی دیگر نمی باید رسول الله متامل شد جبرئیل آمد گفت
ایشان جزو بعض تو اند هر چه بر ایشان بگوئی روا باشد سخنی در گوش حسین گفت و سخنی در گوش حسن گفت
هر دو دوان و جهان بر مادر آمدند قصه پیش گفتند بر فاطمه حسن چیزی دیگر گفت و حسین چیزی دیگر گفت
همدرین میان امیر المؤمنین علی آمدند در خانه خوشی بیرون حد دید گفت در خانه چندین خوشی چیست هم از سبب
عید است و یا باعث دیگر هم هست گفتند ما بدین بهانه سری از رسول الله بیرون آورده ایم امیر المؤمنین علی
تبسم کرد گفت بامداد شب معراج با من گفته بود فاطمه گفت از ما چرا دریغ داشتی گفت دریغ نداشتم اما
استعداد و قابلیت ندیدم چون خدا و رسول خدا شما را قابل و لائق و مستعد داشت اکنون بگویم علی چیزی
دیگر گفت تحفه دیگر ته نظر کجا نشسته هر کی سخنی دیگر از رسول الله نقل کرده هر کی مفهوم خویش از سر سخنی
گفت علی چیزی دیگر گفت حسن چیزی دیگر گفت حسین چیزی دیگر فاطمه چیزی گفت **روز پنجشنبه**
دوم ماه شوال ۷۰۳ھ ذکری در باب قاضی منهاج روزنامه دار دیوان عرض که ملازم بندگی مخدوم
بود افتاد فرمودند مدت پنجاه سال از کودکی تا پیری بلکه بعد از آنکه زمین دمنقید شده بود بخدمت مخدوم بود
فرمودند روزی با وی گفتم ساخته شو یا بخدمت خواجه بجهت پیوند برم پیش من سری فرود کرد و ماند دوال
روز معهود آمدن او بود ساخته برای پیوند نیامد من ازوی رنجیدم گفتم چه محبت است که ما را دیگر پیوند برخواهم
نمیکند تا آنکه من خود گفتم هم نمیکند مولانا علاء الدین یار ما گفت آنچه او میگوید میباید شنید بگوید که خدمت
خواجه بادشاهی است که جمله عالم بدو متعلق است و دو رته فرمان او دست من یکی نویسنده رفتم پیوند کردم مرا
کجا مجال آنکه استرشاد کنم و او را کجا آن فرصت که بمن پردازد و تربیتی کند بعد نقل شیخ یعنی بندگی مخدوم مرا بار
دیگر خرقه بیداند نظر بحال من نیکند و اما اگر من بمانم تا آن دم که او زنده است بیعت بروی عام کشاده شد بدین
پیوندم مرا تربیتی باشد و بعد ازاں مدت چهل سال بود که بمن پیوند نکرد و در آخر وقت پیوند کرد و دریں مدت پنجاه

سال هر یک آب بود هیچ از حرف خویش که در جوانی داشت تا پیری نگشت و من هم در خدمت شیخ وقتی
بکنایت و صریح نگفتم که تو بیا بیعت بر من بکن با وجود این مقدار از صحبت خلا و ملا شب و روز بعد از قریب
پنجاه سال التماس پیوند کرد کمترین خدمتگاران عرضه میدارد که از صحبت بندگی مخدوم کار او بجائی بود که سخن
او در سلوک مشایخ شهر و صوفیان بلاد هندوستان و ترکستان فهم نمیکردند و شیخی بروی باستر شاد رفتی و چیزی
خواندی و جهد دائم که کلمات او را فهم کردی باگردی و فرمودند همچنین محمد پرده دار را او نیز چندین سال ملازم
بود و پیوند نکرد و آخر عمر پیوند کرد و آن که رفت برحمت اُفتاد و برحمت حق پیوست
از وی پرسیدند گفت سبب دیر پیوندی آن بود که شبهه در باب بندگان مخدوم بود و لیکن
ما شب و روز در سرای میباشیم ذکر بندگان مخدوم می اُفتد ما انچه مفهوم خویش است میگوئیم خلق از ما می شنیدند
شما مرید باید میگوئیم ما مرید نه ایم و اگر مرید باشیم سخن ما استوار نماند بگویند هر آینه مریدان اند پیر خویش را صفت
میکنند مدح و ثنا میگویند برای آنکه تا مدح مخدوم و ذکر مخدوم که میکنیم در مفهوم عامه مردمان استوار نماید و راست باشد چندین
گاه پیوند نکرده ام امروز دیدم شاید که دل دریا بد از این سعادت محروم شوم جهان که پیوند کرد باز گشت رحمت افتاد
فرصت پا نه بوس بعد از آن نمود جهان برحمت حق پیوست حکایت آینده صوفی صورت از قصبه ایرچ رسید به نیت
خانه کعبه بیرون آمده است فرمان شد خوش کاریست حج بیت الله ولیکن سفر دریا شوم سفر است زیرا چه تاوان در
امور دینی میشود کشف عورت و قضا صلوات و فوت اوراد و تشویش وضو و تنگی آب و عورات مرد بیگانه یکجا و
ستره برای وضو در میان نه مرد دین دار این نوع اختیار نکند که برای بجا آوردن یک نفل چندین فرائض ترک و
دهنیات را مرتکب گردد و بعضی از یاران ما که حج گذارده اند از ایشان پرسیدم که شما آنچه بوده اید در حج بجز امید ثواب بعد ادای
شرائط قبول اگر توفیق آن شده بود که چیزی نقدی در دامن شما بسته باشد یا همین مجرد که طواف و سعی و صوری و صلوتی بود
و نظری بر خانه کعبه گفتند جز این که فرمودند نبود گفتم پیش این قوم حج مقبول و مبرور نیست سالی بو یزید به زیارت
بیت الله رفت پرسیدند که حج شما قبول افتاد گفت خیر گفتند از کجا میگوئید گفت زیرا چه همین تنگی و خشتی و گلی دیدم
خانه بود و خصم خانه نبود سالی دیگر حج کرد باز پرسیدند گفت این بار علامت قبول بود گفتند چه بود گفت خانه را خصم خانه
دیدم سالی دیگر زیارت کرد پرسیدند این بار حج چگونه بود گفت نه خصم خانه بود و خانه نبود این بار حج ما مقبول است مجلسی سخن در
مجاهده افتاده بود و در آن باب مبالغتی می فرمودند که شرط این راه است این بیت خواندند بیت. ترسم نرسی بکعبه
ای اعرابی * کین ره که تو میروی بترکستانست * و این رباعی خواندند رباعی

عیار از خار باشد مفرش — عیاره نیاید از این راه بکش
تا در نزنی هر چه داری آتش — هرگز نشود حقیقت عیش تو خوش

مجلسی سخن در فساد دنیا و اهل دنیا بود فرمودند هر که در دنیا در آمد متعلق بد شد و آنچه بود نماند و هر که باشد
گو باش عاقل و عالم و مفتی و مجتهد و شیخ و دانشمند خاصیت دنیا بر جمله است در جامع الکبری نوشته که ذکر امام
محمد پیش خلیفه بسیار کردند خلیفه خواست امامت خویش فرماید امام ابو یوسف شنید متعلق شد پیش خلیفه گفت
او مستعد و سزاست امامت او را روا نیست زیرا چه سلسل بول دارد خلیفه گفت صفت او بسیار شنیده ام ملاقات او
بکنیم ابو یوسف بر امام محمد آمد گفت خلیفه میخواهد با تو ملاقات کند با او دیر ننشینی و بسیار نگوئی فی الحال
بخیزی که او تنگ مزاج است زود تنگ می آید برابر کرد برود در آخر وقت نماز دیگر ملاقات کنانید نشستن ان
موذن را اشارت کرد که بانگ نماز بگو او بانگ نماز گفت و بجانب محمد دید باشارت بوی گفت برخیز او برخاست
جانب خلیفه دید که نگفتم او سلسل بول دارد فی الحال برای وضو رفت این سخن امام محمد شنید که پیش خلیفه امام
یوسف مرا نسبت بسلسل بول کرده گفت او مرا بدروغ نسبت کرده خدای او را براستی بدین بلا گرفتار کند
آخر عمر ابو یوسف را سلسل بول شد مرض موت همان سلسل بول بود اعجوبه حکایتی استماع حکایت در کتب مستند نام
مجلسی بعد نماز خفتن عرضه داشتم که نقل شیخ الاسلام قطب الدین در ایام عیانی است فرمان شد حکایتی که میگویند
دلیل میکنند ایام شمسی است پرسیدم که آن حکایت چیست فرمودند که بندگی شیخ الاسلام معین الدین از اجمیر آمده
خدمت شیخ قطب الدین شنیده استقبال کرد چنانکه مرید با پیر باشد هیچ کم نکرد لیکن بعد از آن که در خانه آمدند عرضه داشت
که چه سبب بود که حق تعالی این شهر را بقدم شیخ منور کرد فرمودند بابا بختیار سن مزید کرده بودم آمدم بجهت ملاقات
گرفت منقطع فرمان بخواهد فرزندان مرا مستعد و مفید انه خبر کردند این سو فرستادند تو از ما چندگاهی در این شهر
بیشتر بودی ما را رهی نبای هر که گوییم تا این غرض حاصل شود عرضه داشت کرد بنده خواجه را اشارت شود
تا بنده این کار بکند چند گاهی بنده خواجه اینجا مقدم آمده است شیخ فرمود برو لیکن خدمت شیخ خواست کرده بود هم در عهد سلطان
شمس الدین آمده بودند همچو آنکه سلطان شنید که شیخ می آید از تخت فرود آمد پای پیاده دوید و به صحن دوم ملاقات کرد شیخ را
بالا برد و بجا نماز لیجه فراز کرد چند بار خود سلطان برود شیخ رفته شیخ در نکشوده و بر خود نخوانده امروز خود آمده است
پادشاه نیک متحیر ماند که این مرد بکدام سبب خود آمده است پرسید بچه سبب شیخ بنده خویش را نواختند شیخ
فرمود پیر من از اجمیر آمده است بدین غرض فی الحال سلطان نشست هم در آن زمان فرمان بانشانها پیش
خود مرتب کنانید در این میان شیخ الاسلام شهر مولانا نجم الدین صغرا و مولانا شمس الدین حلوائی آمدند بالای شیخ
نشستند سلطان را خوش نیامد مولانا حلوائی گفت این را تکلفی میگویند مرا حلوائی حلوا بر سر کمک میباشد سلطان
در این سخن دشوار تر آمد فرمود شما بروید در محل خویش بنشینید مولانا حلوائی بیرون آمد و مولانا نجم الدین هم خواست
پیری بگیرد و او را نیز فرمان شد که شما بر محل خود باشید او هم باز گشت سلطان بحضور خود فرمان مرتب کنانید و یک بدره

مال معلوم نیست چه قدر و چه جنس پیش شیخ آورد شیخ فرمان که هنوز بعضی حرو فنا تر بود و آن بدره مال پیش شیخ
معین الدین آورد شیخ معین الدین گفت بابا بختیار رعیت این گفت خواجه این فرمان مرحمت داین یک بدره مال
فتوح برای شیخ بر مزاج شیخ معین الدین دشوار آمد آنمعنی چندان موافق مزاج نیفتاد و میان مولانا نجم الدین صغری و میان
شیخ معین الدین طول صحبتی بوده است از آن شیخ دیدن مولانا رفت مولانا نشسته چوتره درون خانه ساخت
میکنانید شیخ را دید و گردانید هر طرفیکه شیخ میرود او میگرداند خدمت شیخ آغاز کرد نجم الدین از بار و میگردانی مگر هم
از ین که شیخ الاسلام دهلی شدی آخر ملاقات کرد نشست گفت تو از آن ما چه کرده و لیکن بختیار را برای
فرستاده تمام شهر را او خود مارا بتر پ گند و کسی نمیخرد شیخ گفت اگر بر شما گران باشد برابر خود بریم گفت
نیکو کاری کرده باشی شیخ در خانه آمد گفت بابا بختیار درین شهر زندگانی نیکو نکردی همه بزرگان شهر را دشمن خویش
کردی تو برابر من بیا ترا شیخ کنم و من خادم تو باشم خدمت شیخ قطب الدین در دو پای افتاد گفت من یکی از بندگان
خانه شیخ ام مرا با این کار چه نسبت و مرا ازین دولت کدام بالاتر که بحضور شیخ باشم برابر کرد و روان شد شیخ معین الدین
بر اسپ سوار بود عاقبه شیخ بر روش شیخ قطب الدین بود پیاده پیش میدوید و خلق دنبال شیخ قطب الدین هر محلی
که خدمت شیخ پا میداشت گل آن محل به تبرک می ستدند شیخ معین الدین این معنی معائنه کرد گفت بابا بختیار خلق
این شهر گل ترا رها نمیکنند باز گرد شیخ را وداع کرد بعد از آن دو سه پای پیش نبود انحکایت ابل کنند که نقل شیخ
در ایام سلطان شمس الدین بود عرضه داشتم الحکایت دیگر میگویند سلطان رضیه دختر سلطان شمس الدین بعد سلطان
شمس الدین هفت سال بادشاهی کرد چون ظلم و تعدی بی هنجاری او بسیار شد خدمت شیخ قطب الدین شیخ آمد
کو جز شیخ کریم الدین صوفیان دیگر که دران وقت بوده اند همه برای در افتادن او نشستند چهل روز همدرین کار بودند
اند تا آنکه او در افتاد این قبیل برین کنند که نقل شیخ در ایام شمسی بود و فرمان شد آری این حکایت هم میکنند و لیکن
حکایتی که میان صوفیان ماست حکایت اول است و این هم میگویند والله اعلم بالصحة و کلام ازمعنی فرمودند که روزی
بندگی خواجه سفر مودند که شیخ مجدالدین بغدادی مرید شیخ نجم الدین کبری بود و اما قبول و توجه خلق و هجوم مردمان
بر شیخ مجدالدین بغدادی پیش از ان بود که بر شیخ نجم الدین کبری این سخن بر شیخ مجدالدین گفتند گفت
چه شود بیضه بط زیر ماکیان تنها دند بط بیرون آمد همان بط بود که بهت آبی پیش آمد آن بط دوید میان
آب افتاد و آشنا کردن گرفت و ماکیان کناره آب ایستاده ماند این سخن شیخ نجم الدین کبری
رسید شیخ گفت مسجد بر سر میباز و القصه بط تنها با آنکه همان معتقدان او در اکشتند و سر از تن او جدا
کردند خواجه محمود نقابا یا رسولا نا برهان الدین غریب از شیخ پرسید که او مرید باشد این چنین چگونه
گوید شیخ فرمودند این حکایت از مسافران شنیده ام چه دانم که چه بود۔

روز جمعه سوم ماه شوال ۷۲۱ه‍ شنبه وقت چاشت سخن در ادا است هر طایفه حق خویش بود مخدوم مد الله ظله فرمودند تمام مرد در انچه کار روی
حق او عهده او میا شد هر چه او اپرسد هم بر صواب باشد بایسته و شایسته بود و هیچکسی را جای انگشت نهادن بر حرف او
نباشد و اگر معاذالله بر سوزنی از حرف خود تجاوز کرد و نیز جمله اهل عقل ملام و مخذول باشد پس هر که او شیخ باشد بر تخت
شیخوخت نشیند لابد هر که بروی آید از هر طایفه که باشد انچه خیر او است بهر عبارتی که داند پیش او نهد آنکه او بر سر آن شود تا هیچ
باشد و الا ادای حق خود کرده باشد و این عهده عظیم کاری نیک مشکل است هر چه جدا زین اورا پیش آید نزد یک این قوم
ملام و ماخوذ نباشد بلکه ممدوح و محمود و دیگر هر که شیخ شد عزت نفس او را ضرور نیست و اگر شیخی کار او نیست استرشاد النفس
مع الله هر چند که مرتبتی عظیم است اما منزلت شیخی و مقام شیخوخت نیست هر که او شیخ شد یا نزلست ؟ یاد رجمع جمع است
بغیر این دو حال شیخی میسر نگردد در رسول الله صلعم داشت شیخی بر هر یکی دو گان بار رفته بود هشتاد و یکبار شود رسول الله مقام
جمع الجمع داشت و کذلک امیر المومنین علی کرم الله وجهه در حرب صفین چشم بسته تیغ میزد و شاید دران روز چند هزار آدمی
در تیغ او آمده باشند تا نماز خفتن غائب بود هر دو لشکر باز گشته بود و علی هنوز در جنگ بود میگشت میگشت بعد قیاس
تمی از شب گذشته بود پیدا شد هم در خون یکی شده بود پنج زخم در تن او بود و تیغ بر دست چنان چسپیده بود که اصلا رها
نمیشد از پوست و گوشت گذشته بر استخوان نشسته بود و انگشتان همچنان با تیغ بهم چسپیده بود مشک آب ریختند تا
آنکه آن خون حل شد بعد از ان بزور انگشتان را از قبضه تیغ بر گرفتند و تیغ از دست برون داشتند آن همه کارها میکرد و در
جمع الجمع بود پس آن فرمودند آن دو غزل همین زمان نبشته ام این است

غزل

در روی تو آن جمال دیدم — در صنع خدا کمال دیدم
ابروی ترا سجود آرم — چه قبلهٔ اهل حال دیدم
اهل سخنم ولی زبانم — در وصف لب تو لال دیدم
ترکیب وجود آن جوان مرد — بر نقطهٔ اعتدال دیدم
یک روز بگشت باغ رفتم — بر قد تو یک نهال دیدم
گویند بسرو نخل مانند — من طوبی را مثال دیدم
گر حکم کند بجان ابوالفتح — از جان و دل امتثال دیدم

غزل دیگر

منم در عشقبازی پیر گشته — ولایت درد و غم را میر گشته
منم سر در پریشانی ضرورت — که زلف پاکشان زنجیر گشته
مگر حدیثش به پیچد در گلویم — شدم دیوانه تدبیر گشته

وضوء عشق را بر قول عشاق ... زخون دیدگان تقدیر گشته
جوانی عشق در پیری فراغت ... تو گوئی مشک بود ست سیر گشته
مرا عمریست در خوبان گذشتم ... بتقوی و عبادت دیر گشته
نگر دارند خوبان استوارم ... شود وصلی بدین تدبیر گشته

بعد نماز جمعه سخن درین بود که بغیر تقدیر کاری نیست فرمودند که مرد دلاور که در جنگ می آید آن نمی اندیشد که کشته خواهم شد که اگر این معنی در ذهن او قرار گیرد اقدام نتواند کرد یکی هم پیش او مرد خود در رفت بجائی او استاد و با اینهمه تا تقدیر نیامده است در هر معرکه قلب میباشد و می آید و هیچ باک ندارد و بخیتی بدو نمیرسد و اگرچه زخمها گران میخورد چون تقدیر او نمی باشد خود البته می زید و اگر تقدیر رسیده میباشد خود باندک زخمی بر جای ماند. ملایم این معنی حکایت فرمودند که خالد بن ولید رضی الله عنه بر زحمت خود در وقت مردن خلق خویش را جمع آورد و جامها کشید و فوطه در بست تمام اندام نبود که هیچ دو انگشتی نبود که انجا زخم نبود تمام اندام او قطره قطره بود گفت ای عزیزان بدانید که کار بتقدیر است این قدر جنگها که من کرده ام و آنقدر زخمها که من خورده ام و البته قاصد و جازم بوده ام که شهید شوم اما چون خدا نصیب نکرده بود نشدم و بر بستر افتاده می میرم انا اموت کالعیر علی الارض اینک که من میمیرم چون گور خر افتاده بر زمین پس ای مردمان دلیر باشید و از جنگ باز نمانید خوف مردن نکنید زیرا چه اگر تقدیر نباشد هرگز نمیرد و اگر تقدیر رسد بهر بهانه که باشد نفاذ یابد پس از جنگ خوف مرگ نگریزند و پای پس ننهند. ذکری بعد نماز دیگر در باب مقربان امراء می شود بود فرمودند قال علیه السلام ان لله ملائکة یسوق اهل الی الاهل خدا تعالی را فرشته است که اهل را باهل میرساند یا هم بر ظاهر مجری است که فرشته باشد که او را این عهده بود و یا خود جنسیتی که بجنس خود میکشد. بهمانرا پیغامبر علیه السلام ملک میخوانند پس آن فرمودند تا ایشان را هم نوع جنسیتی با آن ملک نظام و جابر نیست گرد او نمی توانند ماند باقی هر عذر یکه میخواهد شنیدنی است اما اصل سخن اینست که من گفتم بعد نماز خفتن سخن در زوال و فنا دنیا و اهل آن بود فرمودند در انچه کلیله و دمنه در ایام انوشیروان عادل بزرجمهر حکیم از هند برد نوشیروان بزرجمهر حکیم را گفت بخواه از انچه میخواهی بزرجمهر حکیم گفت متاع دنیا بدان ارزش نیست که از تو خواهم اگر فرمان باشد یک مثالی از آن این دنیا و اهل دنیا در خاطر من است اگر تو اجازت دهی در صدر آن کتاب نویسم اجازت یافت مثال این بود که مردی را از پس شتر مست که کم از فیل نباشد قصد هلاک او دوان می آید و این مرد گریخته بر سر چاهی رسد بضرورت دران افتد تا در رود خلاص یابد دید در اطراف چاه درختی بر آمده است بر دو شاخ آن درخت متعلق شود و فرمود چاه نظر کرد و دید اژدهائی نشسته است و در هر چهار طرف چاه ماری و دید یکی سیاه دیگر سپید و زرد و سرخ و هر چهار قصد گزیدن او کرده اند بران لب بسته نه و در آن دو شاخی که او متعلق بود دو موش یکی سفید و دومی سیاه آن شاخها را

می برند اگر برون چاه افتد بدهان اژدها رسد با اینهمه تا کدام مار ازین چهار او را بگزد و عجب ازین مرد بود که در اینچنین حالت می بیند که شهدی در گوشه چاه گرفت است میخواهد که دهان را بران شیرین کند شتر مست اجل مانند و آن دو موش سیاه و سپید بروز و شب مانند که شاخ عمر را میبرند و این چهار مار بسودا و صفرا و بلغم و دم مانند هر که ازیشان غالب آید هلاکت مردم همبدان باشد و شهد و کام شیرین کردن بحیات و ملذوذات ماند که مردم بدانکه گرفتار اند و البته بوقت مست گشته. وطلب درازی عمر و بقاء در جهان بدان ماند که مردی در دریا بر کشتی سوار شده اند که هر یک تحقیق میداند که این آن دریاست که هیچ یکی ازوی بسلامت برون نیامده است و هیچ کسی کناره نگرفت است هر که سوار شد البته عاقبت غرق شد تحفه این ست ناگاه دران باد سے خاست کشتی در اضطراب افتاد و دریا شوریده یا حادثه دیگر که موجب غرق ست مردمان همه در دعا و اضطراب شدند تدبیری که هست می کنند حاصل تدبیر ایشان چیست که اینجا غرق نشوند باری بیشتر رود غرق شود و فی شبه غرق خواهند شد.

روز شنبه چهارم ماه شوال سنه ۸۰۳ھ

روز شنبه چهارم ماه شوال سنه ۸۰۳ھ وقت چاشت کمترین خدمتگاران روایت سبحا الصحابه خواند عن انس رضی ان رسول الله صلعم کان یکثر دهن راسه وتسریح لحیته قال بعض المحققین ولعما یقف العاقل ان ذلک من التزین لدنیس قیاسا علی اخلاق غیره وتشبیها للسلکیة بالحادی و هیهات لقد کان صلعم مامورا بالدعوة وکان من وظایفه ان یسعی فی تعظیم امر نفسه فی قلوبهم کیلا تزدریه نفوسهم وتحسن صورته فی اعینهم کیلا یستصغره اعینهم فینفرهم ویتعلق المنافقون بذالک فی التنفیر بهم وهذا القدر واجب علی کل عالم تصدی للدعوة الحق الی الله و هو ان یراعی بظاهره ما لا یوجب نفرة الناس عنه رسول الله صلعم روغن در سر بسیار بار انداختی و شانه در ریش مبارک بسیار کردی جاهل گمان برد مگر تزئین نفس خود مطلوب داشت نه اینچنین بود ولیکن پیغامبر علیه السلام مامور بدعوت بود و شاید هر که مقتدا و هادی باشد که ذات خود پیش دلهای مردمان بزرگ گرداند و صورت را بیاراید در چشم ایشان تا عیب صورت و اهانت نفس او ایشان را موجب نفرت نباشد و دشمنان را دست موزه تنفیر عوام مردمان نبود بندگی مخدوم مدالله ظله جلالة وزاد و شرفه عمره فرمودند در قوت القلوب می نویسد در فی غرایب ای فی روایه غرایب و فی حدیث غریب که رسول الله صلعم چون دستار در سر بستی از عائشه رضی پرسیدی که چگونه آمده است و اغرب منه و در روایت غریب تر از روایت اول آمده است که وقتی مردی آمده بود ند برای ملاقات ایشان میرفت و دستار بست در میان آب عکس میدید که چون نه آمده است و در رساله محی الدین ابن اعرابی که در آداب پیر و مرید نبشته است می نویسد که یجب علی الشیخ ان یظهر علی المرید ما الطیب هیئته و اجمل صفته شیخ متوجه مرید است

میباید که در دل او بهترین صفت جای کند تا در وقت توجه نفس را میل تمامتر باشد.

روز یکشنبه پنجم ماه شوال سنه ۸۰۲ هـ

روز یکشنبه پنجم ماه شوال سنه ۸۰۲ هـ وقت چاشت سخن در بیان این آیت بود فاعبدوا الله مخلصین له الدین در لطایف قشیری می نویسد که الاخلاص ما لا یفسده الشیطان ولا یکتبه الملکان ولا یطلع الا الرحمن فرمودند اخلاص سری ست در باطن میان بنده و خدائی او و شیطان هیچ نوعی ره بدل ندارد و الا در یکساعت ایمان را بغارت نهد نفس مومن در جهان نگذارد و خدایتعالی ره او را از دل نگه برست در عوارف می نویسد که شیطان می آید بر رگهای که بدل متصل است می نشیند و آنجا خوی میکند خونی که در دل میرود در آن رگها خوی با آن خون درون دل میرود شیطان را بر دل همین مقدار ره است و این وسواس و هیجان و اوهام و ظنون فاسده که دل را پریشان میدارد همه از آنست و فرمودند که در تفسیر قول تعالی من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس می نویسد که ابلیس آمد بر حوا فرزند خویش را داد که کودک است نگاه دار تا زیانی نخواهد کرد و حوا نگاه داشت مهتر آدم جای رفته بود چون در خانه آمد دید کودکی درون خانه است پرسید که این کودک از آن کیست گفت از آن ابلیس است مرا داده است برای نگاه داشتن آدم غضب کرد او را چهار پرکاله کرد بیرون انداخت باز بجای رفت ابلیس آمد گفت که فرزند مرا چه کردی حوا گفت فرزند ترا آدم کشت چهار پرکاله کرد بیرون انداخت همانجا استاد گفت یا خناس فی الحال آن کودک برخاست آمد پیش استاد باز تسلیم حوا کرد و رفت اینجا فرمودند هر جائی که بمردان رسید از عورات باز او را بر خود داشت چون آدم باز آمد دید درین بار کشت و سوخت و خاکستر کرد و بیرون انداخت باز ابلیس فریاد کرد یا خناس باز پیش آمد استاد تسلیم حوا کرد و رفت درین بار آدم او را کشت پخت و بخورد ابلیس فریاد کرد یا خناس از سینه آدم گفت لبیک ابلیس گفت مطلوب من همین بود اینجا بحثی در ذکر مهمانی بود فرمودند میباید کرد که در مهمانی طعام بسیار کنند آن مقدار که طعام باشد اسراف نباشد و ملایم این معنی حکایت فرمودند که روزی سلطان ادهم را سفیان ثوری مهمان طلبید طعام بسیار ساخت گفت طعام خورید بعد از آن سفیان گفت تقصرتم فی الاکل فقال ابراهیم قصرت فی الاطعام فقصرنا فی الاکل گفت اندک آوردی اندک خوردیم بار دیگر سلطان طعام کرد سخت بسیار بود گفت یا باسعید اسرفت فی الاطعام در طعام اسراف کردی سلطان ابراهیم گفت لا اسراف فی الطعام در طعام اسراف نیست زیرا چه اسراف جای باشد که تضییع بود و طعام هرگز ضایع نگردد و طعام باید خورندگان و محتاجان هر چند طلبی پیدا شوند پس اسراف در طعام متصور نباشد اینجا فرمودند آری او بادشاه است بهمت او دیگری کجا رسد و قدر طعام وی او داند.

روز سه شنبه هفتم ماه شوال سنه ۸۰۲ هـ

روز سه شنبه هفتم ماه شوال بعد نماز پیشین ذکری در باب معاملات مشایخ بود فرمودند مشایخ ملتان همتی بر جمع مال دارند و مشایخ خراسان تعلقی بتجارتی و سودائی دارند ما خواجگان را هیچ از اسباب دنیاوی تعلق نشد الا اندکی غلام نبود کودکی بود از شیخ پرسید لالا چه میکند کودک نداشت گفت جامها بازار رسید بود شیخ کفش در پا کرد آمد در صفه خادمان نشست گفت لالا نیکو دوکانی کرد دیگران پرکاله بدست آن خواجگان او معذرت فرمود باقی هر چه بود در حجره ها همه را پیش خود بهر کسی داد و در حجره جاروب دهانید خاست خدمت سیدی ابوالمعالی عرضداشت عجب مشایخ دیگر مال جمع میکنند و تجارت میکنند و خدمت شیخ از غلام راضی بدین کار نشود خراسانی بخدمت حاضر بود بخاستن کمترین بندگان او نیز خاست فرمان شد بنشو عزیز میان ما این رسم نیست که پیش پیری نشسته باشند و بآمدن مریدان و یا کسی دیگر بایستند و سلام علیکی بید گیر کنند آن دم که در محضر پیر است همه او مشغول تعظیم اوست چون برعایت دیگر مشغول شود او را در عظمت او شریک کرده باشد و این جرمی عظیم و خطائی بزرگ ست وقتی بحضرت بادشاه نبود ری مجال نباشد که بآمدن وزیری و یا مقربی دیگر کسی بالتفات مجال او کنند و پیش بادشاه برای او خدمت و تعظیم آرد و فرمودند من پیش بندگی خواجه نشسته بودم خواهرزاده شیخ خادم و مالک رضا بیط خانه شیخ می آمد و میرفت و استادان من که پیش ایشان میخواندم بخدمت شیخ می آمدند بدیدن هیچکسی نخاسته ام و رعایت هیچ بحضور او نکرده ام تحقیق سخن در فساد اهل زمانه بود فرمودند زمانه ما در طلب و طالب خیال محال و وهم دانند پیراست که این ورق پیچیده اند روزی پیش بندگی خواجه نشسته بودم مردی معلم صبیان پیوند بر خواجه داشت بخدمت آمد چیزی از عدد رکعات اشراق و مقدار خواندنی و تعیین وقت پرسید بعد معذرت او با من گفت خدای برین بیچاره رحمت کند باری از نماز اشراق و چاشت چیزی پرسید از آنکه ما رسیده ایم هر که می آید همین دنیا چنین نان چنین و شغل چنین و پسر چنین هیچکس از خدا و رسول خدا یاد نمی آرد و ایام خواجه ما این حال بود در زمانه ما چه حال باشد و فرمودند که پنجاه سال است در طلب طالبی هستم تا این زمان چنانکه طالب باشد بمن نرسیده است و آن که چندی را بشفقت خویش که صورت فتح یابی نموده ایم و قطره از دریائی این عالم در کام او چکانیده ایم خود کی بیرون افتاد و در طیر ما بار سرا شد گشتن گرفت و یا خورش و رقص و تماشا و خرخان آغاز کرد و او را از خانه بیرون کردم تا این راه من فاسد نگردد و دنبال خلیفه و شیخی اجازت گرفت بتمام شنیده ام او هم مسلمان برحمت حق پیوست و فرمودند سبحان الله این زمانه و ما ببلای دست دادن گرفتار اکنون این قدر میدانم که تا من زنده ام صورتی از آن این قوم نگاه میدارم نمیدانم ما بعد من چه شود والله غالب علی امره.
و حکایتی که از خدمت شیخ شنیده ام که در هر عصری هزار طالب باشد همه ضایع شوند این یکی کار را سر برد و فرمودند این در مجلس روز دوشنبه پانزدهم ماه رمضان وقت چاشت نبشته شده است.

روز چهارشنبه هشتم ماه شوال سنه ۸۰۲ هـ

روز چهارشنبه هشتم ماه شوال سنه ۷۰۲ھ وقت چاشت در بیان این حدیث مَنْ اَقَالَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ صَفْقَةً کَرِیْهَةً
اَقَالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ هرکه اقالت[1] کند بیع را که برادر مومن آنرا کاره باشد آسان کند دشواری او را
حق تعالی روز قیامت بندگی مخدوم مدالله ظل جلاله وزید فی عمره فرمودند که امام اعظم بزازی کردی تبعی را با موسی
اقالت کردی که آنرا کاره بود برای آنکه تا بدین حدیث عمل کرده باشد و از دوکان خاست وگفت اختیار من بزازی
بجهة عمل بدین حدیث بود وقت نماز پیشین ذکری در باب فضیلت ترک بود فرمودند هرکه در جهان عزتی یافت هم
از دولت ترک یافت ملایم این معنی حکایت فرمودند که بادشاهی مجلس شراب کرده بود غلامی دست بسته در گوشه
ایستاده بود وقتی خوشی بود بادشاه مرحمت کرد ساقی را فرمود تا یک پیاله شراب برای آن غلام که در صف نعال دست
بسته ایستاده است ببرد ساقی پیاله بروی آورد وگفت بر تو امروز مرحمت مخصوص شد که ترا در شراب خوردن
با خود شریک گردانیده و پیاله برای تو فرستاده مدح و ثنا بادشاه بگو و پیشانی بر زمین سای پیاله بخور مدح و ثنا
بادشاه کرد و پیشانی بر زمین سود وگفت من شراب نخواهم خورد هرچند که جهد کرد نخورد بر بادشاه پیاله دست گرفته
باز رفت بادشاه فرمود چرا باز آوردی عرضه داشت کرد که نخورد چه میگوید گفت میگوید نخواهم خورد بادشاه فرمود مرحمت
ما امروز بیشتر می بیند و ما را در خوشی میداند انتظار زیادت مرحمت میکند فرمان شد میر مجلس تو ببر امیر مجلس پیاله بدست
گرفت در صف نعال آمد گفت ای بی ادب کیستی و چیستی کدام کسی که بادشاه بر تو مرحمت کند پیاله شراب برای
تو مخصوص فرستد و تو نخوری در باب تو مرحمت زیادت شده است مدح و ثنا بادشاه بگو و پیشانی بر زمین ادب
بسا و این پیاله از دست من بخور مدح و ثنا بادشاه بیش از آن گفت که گفته بود و پیشانی بر زمین سود وگفت
من شراب نخواهم خورد هرچند که امیر مجلس جهد بسیار کرد نخورد همچنان پیاله دست گرفته امیر مجلس بحضرت بادشاه
شد بادشاه پرسید چرا پیاله باز آوردی گفت میگوید نخواهم خورد بادشاه فرمود مرحمت ما افزوں می بیند و ما را در خوشی
میداند انتظار مزید مرحمت میکند وزیر تو ببر وزیر آمد گفت ای بی ادب کدام کس باشی که بادشاه پیاله بر دست
ساقی بفرستد نخوری باز بر دست میر مجلس بفرستد نخوری تا بر دست من که وزیرم فرستاده است اکنون هان ای
نادان نادانی بگذار مدح و ثنا بادشاه بگو و سر بر زمین ادب بسا پیاله بخور صد چندان مدح و ثنا بادشاه گفت
سر بر زمین ادب نهاد و آغاز کرد که من نخواهم خورد هرچند که جهدی وزیر کرد نخورد وزیر هم پیاله بدست گرفته باز
بحضرت بادشاه آمد بادشاه پرسید گفت نخورد وگفت چه میگوید گفت میگوید که من نخواهم خورد بادشاه فرمود ما را
در جشن و راحت می بیند و لطف ما تمام میداند انتظار زیادت مرحمت میکند پیاله خود بر دست کرد بادشاه در صف
نعال آمد بر آن غلام آورد وگفت بشنو بر دست ساقی فرستادم نخوردی و بر دست میر مجلس فرستادم نخوردی و بر دست
وزیر فرستادم نخوردی دعا جان بادشاه گفت مدح و ثنا بقدر وسع خویش کرد و سر بر زمین ادب نهاد آغاز کرد که

[1] اقالت فسخ بیع نمودن ۱۲

من در حضور شاه یک عرضداشت دارم فرمان شد بگو گفت اگر من از دست ساقی بخوردم میر مجلس نیاوردی و اگر از دست
میر مجلس بخوردم وزیر نیاوردی و اگر از دست وزیر بخوردم بادشاه خود مرحمت نکردی اکنون چندین عزت که یافتم از
دولت ترک یافتم تو بادشاهی روا مدار که از این چنین دولت باز مانم اگر بخورم عزت من فوت شود بادشاه مرحمت کرد
گفت نیکو میگوئی خوش باش باعزت خود باش باز بر جای خود نشست لطیفی سخن درین بود که نشاید وقیحه از
بزرگان بر سبیل ندرت در وجود آید آنرا در قلم آرند و اگر ناچار افتد خود باید که بتصریح اسم آن بزرگ ذکر کنند تا وهم
در باب دیگران نرود و فرمودند که مولانا محی الدین ابن اعرابی در آخر رساله ادب پیر و مریدان حکایت می نویسد
که بزرگی از بزرگان را مریدا دید که بعورتی بفجور مشغول است آن پیر هم دانست که مرید مراد درین کار دید با خود گفت
از اعتقاد خویش خواهد گشت ناگاه او را اعتقاد خویش مستقیم و ثابت یافت پرسید که تو مرا در چنین کاری دیدی
چرا اعتقاد تو نگشت مرید جواب داد مرا با کارهای تو چه کار من غرض از تو دارم میدانم که غرض من از تو حاصل خواهد
شد از سبب آن متوجه میباشم ترا هرچه خوش آید بکن مرا در بنکار نظری نیست فرمودند من نبشته ام در ترجمه رساله
مذکور که عجب از شیخ محی الدین می آید که اینچنین حکایت در کتاب می نویسد و عجبی دیگر این که بر همه بزرگان گمان
بد ثابت کرد چون نام آن بزرگ ننوشته میباید که درین محل نام او بگیرد تا آن شخص بعینه معلوم شود که چگونه است
مردی بود که ارشاد میکرد و مبتلا بزنا بود معاذ الله که اینچنین از اهل اقتدا متصور باشد والله اعلم تا کدام بزرگ خطا به بود
پیش اهل تحقیق این مرد لایق شیخوخت نباشد تا آراسته ظاهر و باطن نباشد او را جلوس در مکرمت شیخوخت حرام محض است

روز پنجشنبه نهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز پنجشنبه نهم ماه شوال سنه ۷۰۲ھ وقت چاشت ذکرے در باب غضب و حلم بود فرمودند اطال الله عمره که معنی
قول امیر المومنین علی کرم الله وجهه نعوذ بالله من غضب الحلیم چنین گفته اند یعنی او غضب نکند و اگر بکند بعد آنکه نیک از دست
رفته باشد و آنکه از دست رفته بود خدای از وی نگاه دارد تا از وی چه آید و من اینچنین میگویم که غضب حلیم غضب دل
است غضب جوارح نیست مرد غضوب را اگر باعث غضب پیش آمد اثر او در جوارح افتاد هرچه بود پیدا آورد
آنچه پر شده بود در ریخت هیچ با او نماند واما حلیم بیرون نخواهد داد هم در دل خویش خواهد داشت و هیچکسی را بر آن اطلاع
نخواهد بود و در نجشی بدل پنهان خواهد داشت و آنرا اثری عظیم باشد شاید که بسته را زیانی عظیم کند بر طریقی که او را از آن
شعور نبود که تدارک آن بکند کمترین خدمتگاران عرضه داشت کرد پس غضب مشائخ که پرده شده باشد نیک شود
باشد زیرا چه بر احوال ایشان مردم را اطلاع نه و شاید در زیارت روضه ایشان و یاد ذکر نام ایشان سوء ادبی زاید
که سبب آن رنجشی پیدا آید تدبیر آن چیست که مردم را بدان اطلاعی هم نباشد فرمان شد مستولی بود ایشان خداوند
است ایشان دوستان او اند کسے که ایشان بچیزی پیش آمد که آن برخلاف مزاج ایشان نیست بر تقدیر یکی ایشان

عفو کنند حق تعالی گوید که این حق تو بود بخشیدی و اما مرا این رنجانیده است به سبب آن رنجانیدن تو سزای آن
ایشان را میباید کرد و ترا با این کاری نیست آن حق منست نه حق تو در کلمات قدسی است بارز ذنی ولیت
بارز ذنکا بالمحاربة هر که از جهة من با دوستی از دوستان من مقابله کند بر آنچه نه برضای ایشانست
مقابله کنم با او آنچه سخت ترین مقاتلها باشد لفظ محاربه بدلیل برین ست پس آن آمنده بلال ام پیاپوس
آمد فرمودند در ایام رسول الله دو بلال بوده اند یکی بلال بلال صهیب و سلمان که موالی رسول الله اند
و آن بلال اصحاب صفه است بلال دوم بلال مغیره است حکایت از خواجه علی محمد ابوالفضل فارمیدی می نویسد
که روزی رسول الله نشسته بود و ابوهریره هم بود و راوی این حکایت ابوهریره است پیغامبر علیه السلام فرموده
این زمان درین شخصی در آید که خدای او را و رسول خدای او را دوست میدارند ابوهریره برخاست از مسجد
برون رفت باز در آمد بدین تدبیر که رسول الله گفته است این زمان درین در شخصی در آید که خدای و رسول
خدای او را دوست میدارند آن من باشم رسول الله دانست که در بیرون شدن و در آمدن مطلوب ابوهریره
اینست که رسول الله فرمود پیغامبر گفت ای ابوهریره بنشین تو آن مرد نه او مردی دیگر است این زمان خواهد آمد
ابوهریره میگوید من منتظر بوده ام که کدام کس این زمان درخواهد آمد ناگاه دیدم بلال مغیره در آمد رسول الله با او
مرحبائے و بشاشتے بسیار کرد و از گرد او سر و زانو شده و او قدم بوس رسول الله کرد نشست رسول الله فرمود
بلال چیزی خواهی خورد گفت یا رسول الله من صایمم اشارت شود افطار کنم فرمان شد هیچ توئی را از عزیمت باز
ندارند ابوهریره میگوید رسول الله و او هر دو نشسته بگوش حکایتها کردند من دور بوده ام ندانستم که چه میگویند چون
وداع شد او میرفت رسول الله بجانب او بحرمت میدید اینجا نیز چشم پر آب کردند و این بیت خواندند **بیت**

هرگز حسد نبردم بر منصبی و مالی | الا کسیکه دارد با دلبری وصالی

بس آن رسول الله فرمود اینچنین کسی را عمر دراز باید تا برکت او در جهان باشد افسوس از عمر این مرد دور روزی
بیش نمانده است بامدادان وقت ادای فریضه شد رسول الله فرمود تکبیر بگویند صحابه همه بجهت نماز بر مصلای
خویش حاضر شده بودند جبرئیل آمد گفت خدای میگوید دوستی از دوستان ما تمام شب بما مشغول بود این زمان
چشم او گرم شده است تکبیر را تاخیر کن رسول الله نماز را تاخیر کرد تا آنکه هوا سفید شد رسول الله با جبرئیل گفت
هوا سفید شد تا چند تاخیر کنیم آفتاب نزدیکست که بر آید جبرئیل گفت فرمان است تا او نماز نگذارد آفتاب
بر نیاید صحابه یکبارگی حیران ماندند که هر یکی بر مصلای خویش ایستاده است توقف از کرده کیست همه بجانب
دری نگریستند ناگاه دیدند بلال مغیره است لنه در بسته و بهر دو دست لنه را گرفته که برهنه نماید پیدا شد بعد
ازان تکبیر گفتند رسول الله نماز گذارد اینجا نیز چشم پر آب کردند و این بیت خواندند **بیت**

اینجا همه زنده دل صد پاره خریدند | بازار چو قصب فروشان دگرست

رسول الله دست بلال گرفت گفت که گاهی مرا یاد کن بلال گفت یا رسول الله کیست که ترا یاد نیارد و کدام دولت
ازین بالاتر است اما حکم محبت خدا چنان دل مرا فرو گرفته است که از دیگری یاد نمی آید بامداد دوم رسول الله
نماز گذارد و بر مصلا نشست و فرمود مرا تعزیت کنید صحابه گفتند اهل بیت همه بصحت اند عزیزان همه زنده اند
تعزیت چه معنی دارد فرمودند که بلال مغیره که خدا و رسول خدا را دوست میداشت و خدا و رسول خدا او را دوست
میداشتند امشب نقل کرده است و از جهت او مصیبتی عظیم بمن رسیده است با جمعی از صحابه در خانه مغیره رفت
مغیره پیش در آمد بشرط تعظیم پیش رسول الله ایستاد و گفت چه مصلحت محمد اینجانب آمد فرمود بلال کجا است گفت
نمیدانم عارضه شکم داشت در میان پایگاه ستوران افتاده بود سرگین ایشان کشیدی معلوم نیست حال او چیست
فرمود مرا جائیکه او است ببر رسول الله آنجا رفت دید که در میان سرگین ستوران مرده افتاده است اینجا نیز چشم
پر آب کردند فرمودند آه بلال بدان خوار نیست در خانه ایشان که حالت او اینست که از مردن و زیستن او کسی
خبر ندارد و قدر او خدای و رسول خدای پیش نداند که چه مرتبه دارد و در حضرت حق چه عظمت است و او را فرمودند
آری اکثر دوستان خدای همدین حال میباشند مگر یک سبب حرمان خلق همین است که ایشان را بصورت
کریه و هیئت قبیح میدارند رسول الله نزدیک او نشست سر او را استد بر زانوی مبارک بنهاد و گرد و غباری
که بر روی او بود بدست مبارک دور کرد و فرمود که او را غسل دهید امیرالمومنین عمر بجهة غسل ساخته شدن گرفت
بلال دست در سینه امیرالمومنین عمر زد و گفت ما موالیم قدر خواری موالی خویش دانیم شما خوند کارانید قدر
عزت خوند کاری خویش شما دانید امیرالمومنین عمر نعره زد و گریست رسول الله صلعم پرسید عمر گفت یا رسول الله
مرا بلال شستن نمیدهد رسول الله فرمود بلال بهم بخش امیرالمومنین عمر غسل داد و بردوائے مبارک رسول الله
کفن کردند رسول الله پس جنازه برون آمد چنان میرفت که پسری که پدر او مرده باشد و یا پدری که پسر او مرده
باشد بعد دفن فرمود خدا را در عصری هفت بنده است که تمام جهان بدیشان قائم است باران بدعای ایشان
بارد و سبزه بدعای ایشان بروید و بلاها بدعای ایشان دفع شود و سر ایشان بلال مغیره بود و ظالم انتهی حکایت
دیگر فرمودند که عبدالرحمن برادر زاده شفقة الملک حکایت میکرد که در آنچه کودک بوده ایم در مسجد جامع مصر میخواندیم
ناگاه حبشی مفتاح نام مسافر آمد و در محراب مسجد تکیه خود بنهاد فرمودند چند روزی گذشت بچگان مسجد را با او
الفتی شد هر یکی با او بازی کردن گرفتند او را گوشمال میداد و ندو سیلی میزدند و تمسخر بانواع دیگر و خنده میکردند
و او خوش می بود و این کودکان بی او نمیتوانستند ماند روزی از خانه من قصد او کردم و از خانه ما تا بمسجد
دو راه بود یکی در بازار بود و آن نزدیک بود و میان شهر باگذشت در بازار عیب باشد و رهی دیگر بود که در

بازار نبود ولیکن قدری دور بود گفتم تا آنکه دراں رہ بردم بیگاه خواهد شد تعجیلتری هم از بازار بگذرم شتاب تر رفتم دیدم میان راه مردے سنگبازی میکند گذشتم آمدم بر مفتاح جستے رفتم با من گفت در کدام رہ آمدی گفتم رہ بازار گفت کسی را سنگبازی کنانیدن دیدی گفتم دیدم گفت برو بر دست او چیزی بده دراں آمدم می بینم از سنگبازی فارغ شده چپ و راست میگردد و پیش هرکی دست فراز میکند و فلوسی میستاند کسی میدهد و کسی نمیدهد و فلوس استدم هرچند که خواستم بدست او بدهم و با او شده می گشتم از دست من نستد آمدم بر مفتاح گفتم از دست من نخواست گفت ابتغی نیکو نیست تعجیلتری باز برو او هنوز نرفته است چیزی بدست او بده و درین بازار تو خواهد شد باز رفتم می بینم سایه دیوار نشسته و اهل آن مکان گرد بر گرد او نشسته اند رفتم استاده شدم آغاز کرد عجائب مردیست مفتاح ما خود را در صورتهای قبیح در کارها خوار انداختیم هم دنبال مانشستند و مرد ما نزا بر ما میفرستد بعد ازاں گفت بیا بله فرستاده او ئی پیشتر شدم دو فلوس بدست او دادم باز گشتم بر او آمدم قصه تمام گفتم ازاں روز باز ما را بروی اعتقادی تمامی شد و در میردم دست می بندم پیش او می ایستم او مرا پسر خویش خواند ناگاه او را شخصے رنجانید در غضب شد گفت من درین شهر بلائی نامزد کنم مر الطلبیه گفت برو بر فلان دروازه گو دراں منزل کناسه با حالت زار افتاده میباشد بگو که مفتاح میگوید من میخواهم درین شهر بلائی نامزد کنم شما با من یار میشوید یا نی شوید رفتم پیش او استادم دیدم دیوانه است که هیچ فرقی از مزابل و کناسه برنخیزد و با کسی سخنی نیگوید و هیچ فرقی با کسے سخن درست نیگوید ایجا نیز چشم پر آب کردند و این مصرع خواندند

مصرع

این قوم خرابے طلب و بی وطن اند

بجانب من دید آغاز کرد که عجائب مردیست مفتاح میخواهد برین شهر بلائی نامزد کند از جهت آنکه شخصے او را رنجانیده است ملک ملک خداست و بندگان بندگان خدا اند اگر بد و نیک مردمان متعلق خواهی شد و غضب خواهی کرد حالت مردمان دشوار باشد کسے نیک گوید و کسے بد گوید و کسے معتقد شود و کسے بد اعتقاد گردد و انچه نیکو نباشد بعد ازاں میخواهد ما را هم درین کار با خود شریک کند اگر میخواهد خودی تواند ما را یار کردن چیست خلقے که شنید حیران ماند که هیچ فرقی با کسے دو سخن فراهم نگفته است با تو چگونه حکایت درست میکند من آمدم جواب او تمام پیش مفتاح گفتم هم از غضب خویش باز نمی آید پس آن گفت برو در خانه فلان زاهد دعا بده که هرگز در کسی باز نکردی و کسے را دست ندادی همه وقت در بسته بودی روز جمعه بیرون آمدی مصلا بر سر انداختی رفتی و روے کسے ندیدی و کسے روے خود ننمودی رفتم پیش در او ایستاده شدم هم از درون آغاز کرد عجائب مردیست این مفتاح میخواهد همه کس او را نیک گویند و معتقد باشند ملک ملک خداست کسے نیکو گوید و کسے بد گوید و اگر میتواند خود بکن کو ما را یار چه میکند جواب او هم آمدم گفتم هم از سر غضب باز نمی آید ناگاه در بازار رفتم می بینم هیچ طباخی و بقالی و قصابی

نه هیچ دوکان داری در بازار بنشسته بازارها بجمله خراب گشته آدمی جای نمی آید شهر روز بهر خیط گذشت مردی بود دختری و را مفتاح دختر خویش خوانده بود و بعد سه روز آن دختر را پدر آورد و مفتاح پرسید که این چرا لاغر و زرد و ضعیف نحیف مینماید گفت سه روز است که در حلق این چیزی نرفته است زیرا چه در شهر چیزی نمی یابند بر و شفقت کرد و از جهت او چشم پر آب کرد و من محل یافتم گفتم والله انت ظالم یا مفتاح بخدای تو ای مفتاح خلالے دختری دیگر افزاد دختری خویش خواندی چوں او را لاغر و ضعیف نحیف دیدے چشم پر آب کردی و از جهت او دردناک شدی اکنون حال مردماں که فرزندان زاده خویش دارند چیست چرا بر خود قیاس نیکنی متنبه شد ازاں غضب باز آمد گفت همه بخشیدم هماں ساعت در بازار رفتم می بینم که همه دوکانها معمور آباداں اجناس و الوان طعام و غله و اسباب دیگر فراواں فروخته می شود.

روز جمعه دهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز جمعه بعد نماز دهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ ذکری در باب آمده شد اهل دنیا بر درویش بود فرمودند صحبت مبارک با امن و اماں و سلامتی صحبت درویش و فقیر است و غایت صحبت متعلم هم جنس خود اما صحبت این شیطانان شوم صحبتے است نمی شاید و نمی باید و اگر ناچار باشد خود اختلاط و امتزاج نمی باید کرد و گوشه گرفته با ایشان صحبتی لابدی بکند و گرنه هرگز بر قدم خویش استوار نتواند ماند و کلی اغماض و احتراز از ایشان هم ممکن نیست زیرا چه ایشان شرهای بسیار دارند طاقت تحمل این شرها کرا باشد خالی از تشویش وقت او نباشد و شاید غرض فقیری هم حاصل میشود و مظلومی هم خلاص یابد و حقداری هم بحق رسد و درمانده را دستگیری تواں کرد برین نیت با ایشاں اگر اندکے صحبتی بکند بشرطی آنکه حق صحبت با ایشاں بگذارد و کما ینبغی خیر ایشاں باشد در دین و دنیا پیش ایشاں آرد و بهر عبارتی که خواهد تنبیهی کند پیشتر بودن او بداں دنیا بودن او بر و نباشد و اگر اینقدر قوت نباشد صحبت ایشاں هیچ روی نمی باید کرد چنانکه کنجشک از غرقابی آب میخورد و چون نوک میگیرد بقدر ما یحتاج و هیچ باقی اندام خویش را بداں ملوث نمیکند و از دور حاجت خویش را دفع میکند همچنین نظر صحبت اهل دنیا درویش را میباید کرد و با این همه خالی از تعلق و تشویشی در وقت صوفی نباشد و فرمودند سلطان فیروز یکباری پابوس خواجه آمد خواجه در قیلوله بوده اند و مولانا زین العابدین در خانه خویش بود آمد و در صحن خانقاه ایستاده شد و یاران میگفتند آنکه مولانا زین العابدین از خانه بیاید و شیخ را خبر کند و شیخ برخیزد و مشغول شدند و دوگانه بگذارد و درمیان یاران ایستاده بود رنجیده آغاز کرد تاتار خاں که ما بادشاه زاده ایم بادشاه ایشان اند چوں شیخ از بالائی بام فرود آمدند بالا رفت هماںجا در صحن شطرنجی فراز کردند نشست ساعتی بود باز گشت رنجیده و ناخوش باز گشت همدرین میان قضیه فیروز خاں پسر سلطان شد سلطان در جانب کوه تسادین سوار شده بود و در دل میرا باد فرود آمده بود که فیروز خاں

التماس کرد که من میخواهم خدمت شیخ نصیر الدین را ببینم بیایم سلطان گفت همین بیا آمد پیش شیخ ساعتی بود حاتم نام مطلعی بود که پیوند بر خواجه داشت و بجمله خانه فیروز خان بود التماس کرد که شاهزاده میخواهد در سلک بندگان شیخ منسلک گردد شیخ فرمود اجازت از پدر آورده است او گفت آورده است و اجازت پیوند نبود اجازت ملاقات بود شیخ قبول کرد او را دست بیعت داد بعد ازاں از خادمان هرکسی چیزی در گوش او گفتند آن بدبخت افشان بازن شروق ابتلائی داشت فی الحال او را در چهپری شکسته برده بکار خویش آن بدبخت مشغول شد سلطان انتظار کرد نماز دیگر شد فیروز خان جای نیست همین طریق شب گذشت تعلق زیادت شد بر چهار طرف بجهة تفحص کنان دویدند پیش شیخ آمدند که شاهزاده بر شما آمده بود چه شد شیخ حیران ماند چه جواب گوید گفت یک ساعتی بر ما بود ندیدایم کجا رفت در خانقاه یک تعلق پیش آمد که در تقریر نیاید بعد سه روز او را گرفته بردند آن حاتم را سلطان استا کرد و خواجه سرای دیگر بود تیر نام او را هم استا کرد ایشان گفتند که شیخ نفسش داده بود که بادشاه خواهی شد آخر سلطان بر سر این نشد اغماض کرد ایشان را از کوه تساوین برون انداخت و پسر را در بهانه جلا کرد آخر همانجا زهر داد و عرضه داشتی برای خواجه بهشت آری آنکه در حضرت شما بی ادبی کند همین باید آن بدبختان سزای خود یافتند چرب زبانی کرد بعد ازاں در خانقاه آرام شد و اگر نه تعلق بود که در تقریر نیاید اگر اختلاطی و آمد شدی از آن این قوم نباشد این که در تنها زیادتی چرا بسوی ایشان باز گردد تحقیق سخن در تقبیح دنیا و شناعت حال او بود فرمودند اگر دنیا لباس خود بر روکشد عورتی با جمالی و با کمالی و بهائی و حسنی و تری و تازه نماید یا شکری و حلوائی و اگر بحقیقت خویش بر کسی ظاهر گردد جز غدره و مرداری و پلیدی نباشد فرمودند رسول الله صلعم در راهی میگذشت و چندی از صحابه برابر بوده اند مرداری گوشت دراں بر سر مزبله افتاده بود آن گوسپند بود که در عرب آنرا شوم میگویند رسول الله فرمود هست کسی که این گوسپند را از من به دو درم بها بستاند گفتند یا رسول الله اگر زنده باشد این را کسی نشاید همانجا که بزاید ذبح کنند رسول الله فرمود والله ان الدنیا لاهون علی الله من هذه الشاة بخدائی که دنیا نزدیک خدای تعالی خوار تر ازین گوسپند است فرمود همین مثال دنیا همین است در بیان آن اشارت تحقیق است دنیا جز مرداری نیست و علائم آن همین این حکایت فرمودند که بندگی خواجه میفرمودند در تذکره هم است که یاری از یاران جنید آمد و شد بر جنید داشت و کنج و خلوت و مجاهده و ریاضت بکلی ترک آورد و بفراغ خاطر در خانه بودن گرفت بعد چند گاهی جنید از وی پرسید یاران گفتند که او نیک خوش میباشد ترک کنج و مجاهده کرده است جنید بروی خود آمد پرسید که چرا صحبت ما و کار خدای ترک آوردی گفت برای چیزی که مشقت میکردم آن غرض من حاصل شد گفت بگو چه چیز ترا بدست آمد گفت هر شبی ببینم که مقداری از شب میگذرد دو فرشته بر من می آیند و براقی برای من می آرند با عزاز و اکرام

مرا بر آن سوار میکنند در بهشت میبرند آنجا تختی بزرگ و بساطی لطیف نرم و نعیم فراز کرده اند بران تخت می نشانند حور و کباب و شراب و نقل و ساقی آنجا پیش می آرند بر پایها و سر بریان با طعامها لطیف نعیم تمام شب در خوشی و ذوق میباشم تا آنکه صبح شود بعد ازاں باز در خانه خویش می آیم باز چون شب دیگر شود همان قضیه مستقیم است بندگی خواجه می گفتند جنید گفت دراں وقت نام من بگیری و در تذکره می نویسد که کلمه تمجید بگوئی با خود گفت نام جنید دراں وقت چه معنی دارد بر حسب معهود خویش فرشتگان او آمدند براق آوردند بران سوار کردند بردند و جز آن هرچه بود برای او مهیا شد تمام شب در تنعم گذشت ناگاه وقت بازگشت در خاطرش آمد که جنید گفته بود که نام من بگیری و یا کلمه تمجید بگوئی نام جنید و یا کلمه تمجید برای آنکه بر جنید بگویم که من نام نگفته بودم و یا کلمه تمجید گفته بودم نام جنید گفت بمجرد گفتن فریادی ازین صورتها برآمد ناگاه در ایشان دید چه بیند همه صورتها قبیح و کریه و بدهیب و موحش گشتند از ایشان و حمله طبیعتش متنفر شد و آن براق دید خر بیست که در کناسه بغداد مجرد و دیگر دو دو آن بر پایها و سر بر پایها سگان مردار و سران آدمی مرده که در برون بغداد افتاده اند و آن حلوه ها و اطعمه خاشاک و غدره است و آن شراب و شیر همه بول سگ و خر و آدمی است آن تخت توده پلید ها که بیرون بغداد از جمله شهر جمع می آید بود فرمودند آن لباس دنیا بود و این صورت حقیقت او بعد آن فرمودند این حکایت برای آن میگویند مشایخ که سلوک بی پیر میسر نشود و اگر نه شیطان ره او بزند اما من برای این نمیگویم برای آن میگویم که ببین شیطان مردود ترین بندگان خدا اینقدر قدرت دارد غدره ترین گرفتی است همین چیزها او را جمالی داد و بوئی داد و مزه داد چنانکه آن مرد حکم کرد که این طعام بهشت است خدای تعالی ازو قادر تر است دنیا همه همچنین غدره است و لیکن پرده بر روی انداخته است تا در نظر مردمان بدان جمال بنماید همه مبتلاء او اند پس آن سائلی از تعیین شب قدر پرسید فرمودند سخن اصل اینست که در تمام سال دائر است و اما در تعیین شب قدر بعشر آخر رمضان باعتبار غالب است نیز در هر شبی یک ساعتی هست هر که آن ساعت را در یابد باید بدعائی و نمازی دران ساعت موفق گردد هرچه او از خدای بخواهد بیابد و فرمودند ابتدای وحی در هفدهم ماه مبارک رمضان بود و در آن باز همان شب قدر بود و انا انزلناه فی لیلة القدر و شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن همین معنی دارد و انجا تعیین شب قدر در رمضان نماید بر اینچه لفظ خاص در قرآن نیست که شب قدر نباشد مگر همان شب مقتضا نظم اینست که نزول قرآن در شب قدر بود و در ماه رمضان بود و آن هفدهم ماه رمضان بود و آن باز همان شب قدر باشد بحکم این آیت و مسائل مذکور باز پرسید که علامت آن شب گفته اند که آفتاب صبح آن شب را چندان نور نباشد فرمودند یعنی کسی که آن نور شب قدر را مشاهده کرده باشد جمال آفتاب پیش جمال آن شب هیچ نماید بضرورت در چشم او مظلم و تاریک

نماید خاین معنی است که آفتاب را بحقیقت نور نباشد نور باشد ولیکن در نظر او چنین نماید و باز پرسید این نیز گفته اند
که آن شب باران باشد و ابری تنکی هم باشد فرمان شد باران حقیقی در هر شبی لازم نیست یعنی باران رحمت بود
بارد و انکه رسول الله صلعم میفرماید رَأَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَطِیْنٍ دیدم که سجده میکنم در آب و گل و چنین گفته اند که
اثری از آن بر پیشانی مبارک رسول الله صلعم تا بامدادان باقی بود و فرمودند بحمل اتفاقا در آن شب باران باریده
بود و رسول الله صلعم در میان آب و گل خدا را سجده میکرد تا اثر آن بر جبین مبارک باقی بود آنچه گفته اند هیچ شرط
لازمی نیست بحمل اتفاقی شبی بران رفته است از آن حکایتی کرده اند و شیخ عمر پسر شیخ سعید پسر خویش را براے
آورده بود و را گفت پنج آیتے پیش بندگی مخدوم بخوان آن کودک برخوردار بود از نه دوازده ساله باشد پنج
آیتی خواند پیش آن بندگی مخدوم مرحمتی در باب او کردند فرمودند مولانا عمر پنج آیتی خوانانیدن از کودکان
در مجالس نیکو کاری است ولیکن کودک شوخ میشود عادت بر خواندن غزلی و گفتن سرودے در مجلس میگردد و آن
صورت عزت نیست و امروز شوخ کردن ایشان را نیکو نباشد ایشان را امروز بر شرم و بر هراس و هیبت از خلق
می باید پرورد و فرمودند هرگز من کسی را پیش خویش در صف نعال نشسته قرآن خواندن ندهم و اگر بخوانند
بران راضی نباشم بسیاران خواندن خواهند اجازت ندهم و بگویم اگر خوش می آید غزلی بخوان و اما من روا
ندارم که تو در صف نعال نشسته و مردمان در صدر تو قرآن بخوانی و ما بشنویم عزت قرآن این تقاضا نمی کند
میباید که برای تو صدرے علاحده بیارآیند و ما همه دست بربندیم پیش تو بنشینیم تو قرآن بخوانی و ما بشنویم
عزت قرآن این باشد.

روز شنبه یازدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز شنبه یازدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت ذکری در باب نهان کردن اسرار خدائی بود فرمودند
نمی شاید بر عموم خلق بگوید والا خلق بامنت و خواری و سخره خنده پیش آیند و قابل را نفعی ندارد و ایشان را
زیانکار بود و ملایم این معنی این قضیه را حدیث کردند که روزی ذوالنون مصری در راهی گذشت دید مردمان
گرد آمده جوانی را سنگسار میکنند بر ایشان گفت چرا این مسکین را سنگسار میکنند گفتند ای ذوالنون اگر آنچه
او میگوید تو بشنوی محکم تر بزنی شکمش بدری گفت چه میگوید گفتند که میگوید خدا را بدین چشم می بینم برو رفت
گفت ای جوان این سخن میگوئی گفت ای ذوالنون اگر نه بینم چون زیم ذوالنون چشم پر آب کرد و گفت
بزنید که لایق زدن است بعد نماز پیشین ذکری در باب آنکه قعر دریا نهایتی ندارد فرمودند مهتر سلیمان
صلوات الله سلامه علیه از ملک موکل دریا پرسید که قعر دریا چیست گفت درودگری بود در جهاز نشسته
چیزی می تراشید تیشه از دست وی در دریا افتاد و مدت هفتاد هزار سال است آن تیشه فرو میرود و هنوز

بقعر دریا نرسیده است. بعد نماز خفتن سخن در امراء بنی امیه و خلفاء عباسیه و ظلم و عدل ایشان بود فرمودند
ظلم ایشان جز بر اهل بیت رسول الله و فرزندان او نبود و اما با خلق دیگر چندان رفق و معاملتی نگاه میداشتند که در کتاب
ایشان در کتب نبشته اند منصور دوانقی در مدینه آمد چهارصد شتر را کرا کرده بود و جمال مال کرائی طلبید نیافت رفت
پیش قاضی فریاد کرد و قاضی احکام شرع فرستاد خلیفه در محکمه نشسته بود پیاده قاضی آمد طلب شرع ادا کرد خلیفه
برخاست فرمان داد که در جمله دیوانها بگویند که خلیفه بطلب شرع در دیوان قضا میرود نخواهم کسی از جاے
خویش بخیزد همه بر جای خود مانند بگفتی در پا کرد و در دیوان شرع روان شد در راه میگفت که اگر قاضی بدیدن
من برخاست و یا مرا تعظیم کرد و یا در محکمی که بود آنرا تاخیر کرد و یا شخصی که پیش من مستغاث کرده مرا بر وی مقدم داشت
قاضی از قضا معزول باشد خلیفه در دیوان شرع آمد قاضی هیچ التفات بحال او نکرد و التفاتی در قبال او جلی می انداخت
همدران ماند چون آنرا تمام کرد و بعد از آن مدعی و مدعا علیه را یکجا ایستاده کرد و از او پرسید که برین شخص چه دعوی داری
گفت چهارصد شتر را کرا کرده است و جز من نمیدهد روی سوی مدعا علیه کرد و گفت چه میگوید این مرد خلیفه گفت
راست میگوید گفت وجه این چرا نمیدهی گفت بدهم گفت تعجیل تر بده خلیفه گفت نیکو باشد خلیفه بازگشت در
خانه آمد مثال قضا جدید و با تاکید بسیار برای قاضی نبشت فرستاد و فرمودند که روزی پیش منصور خلیفه جمعی از
سادات حسینی پسران عبدالله محض نشسته بودند خلیفه خوش شد و سخت شوم بود و او را منصور دوانقی هم از آن گویند
یعنی یک دانگ را آدمی بود و یک خریطه مروارید برای آن سادات آرانید و آن مروارید باریک بوده اند در اثنای
قسمت سیدی گفت خلیفه را اگر خوش شود و خود برای ما چیزی کمینه بدهم ندارین سخن شکست برخاست درون رفت
و گفت ایشان را بگیرید ایشان گریختند هژده نفر بدست او افتادند هر هژده نفر را در میان یک حجره بست و جمله منافذ آن
حجره از بیرون بربست و از ایشان طعام و آب بکلی منع کرد و انتقام اینچنین تا یک و تنگ بود که بول و غایط هر یکی
بر دیگری می افتاد تا آنکه هم در آن حجره همه برحمت حق پیوستند[۱] و فرمودند که هارون رشید مهدی بابت پسر جعفر صادق
را زنده در زمین دفن میکند و ابو یوسف قاضی ایستاده می بیند و فرمود که سبب ظلم ایشان بر اهل بیت آن بوده
که ایشان ما را در نظر نمی آرند و مزاحمات ملک ما ابد در خلق با وجود ایشان بما التفات نمیکنند و این کار ما را مسلم تا
ایشان زنده اند نباشد فرمودند که مردی بر منصور دوانقی گفت که خواجه ایست در کوفه بر وی بسیار مال بنی امیه
است خلیفه بر ضابطه آن مقام نبشت که فلان خواجه را بر من بفرست ضابطه او را در بغداد فرستاد چون ملاقات
خلیفه شد گفت چه سبب است ما را از آن و خلیفه مخصوص بر خود آرانیده و ما هیچ تعلقے با دیوان و اهل دیوان
نداریم گفت شنیده ام بر تو مال بنی امیه است گفت آری هست ترا چه می آید و آری با ایشان نسبت قرابتی
که میراث بتو آید گفت مال بیت المال است گفت از کجا تحقیق شد که بر بنی امیه جز بیت المال مال دیگر نبود

[۱] این واقعه را در کتب محقق نیافتم ۱۲

چرا انیکه ملک ایشان بود از بابا یا از میراث پدر و جد ایشان از جمله بر من است بکدام حجت از من مطلبی خلیفه ما گفت
مردی تو چه میگوید با این مرد چه می توان گفت منصور عذر خواست گفت خواجه فرمائی باز گردید مرد تاجر گفت خلیفه خدا
سید اند من راست میگویم بنی امیه را من ندیده ام و نشناسم مرا با ایشان هیچ نسبتی و ملاقات نیست و وقتی نبود جوابی
که پیش خلیفه گفته ام آنچه از روی بحث بوده است گفته ام اکنون بدانم آن مرد که این رنگ آمیزی کرد کیست
گوینده را آورد و ایستاده کرد جانب او دید خندید گفت ای خلیفه این غلام من است بعد مدتی امروز دیده ام
خلیفه پرسید تو غلام اینی گفت آری غلام این خواجه ام گفت چرا چنین کردی گفت مال را تمام تلف کرده گریختم
امروز او می شنود که من در بغداد ام تا بر من چه کند گفتم رنگ آمیزی کنم او را در بلا اندازم او گرفتار بیاید شاید من
خلاص یابم خلیفه این غلام بدو سپرد و آنخواجه گفت ای خلیفه این غلام باعث شد که مرا ملاقات با خلیفه کنانید و
چند سخن و گفتار با خلیفه شود شکرانه آن چیزی می باید من این را آزاد کردم و باز گفت که مرا با خلیفه نشست
و خاست شد و صورت آشنائی پیدا آمد و دیانت من در خاطر خلیفه نشست شکرانه آن یک درم این غلام را دیگر
بدهم که سودا کند و به کند من بر جا بدارد و سود او ازین نستانم۔

روز یکشنبه دوازدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز یکشنبه دوازدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت ذکری در باب اشکال و اخفا اسرار خدا و اہل آن بود فرمود
بارہا بودی بلال و بلال و صہیب و سلمان بر در ابوبکرؓ و عمرؓ می آمدند و در میزدند و می گفتند تعالوا نؤمن ساعۃ
بیائید یکساعت مؤمن شویم بر دل ابوبکرؓ و عمرؓ این گفتار گران نمود پیش رسول اللہؐ آمدند گله کردند که یا رسول اللہ
الیسنا بمؤمنین ما مسلمانان نه ایم رسول اللہؐ فرمود انتم مؤمنون ورب الکعبۃ شما مسلمانان
بر حقید بسوگند خدای کعبه گفتند انکه چیست این موالی بر در ہای ما می آیند و فریاد میکنند و میگویند تعالوا
نؤمن ساعۃ رسول اللہؐ فرمود ایشان ازین ایمان ایمان دیگر مراد دارند بعد ازان ایشانرا طلبید گفت
که شما شراب جای دیگر میخورید و بدستی جای دیگر میکنید الذموا علی عن ذکرہم بر برکات ہاے خویش استوار
باشید بدستیها بگذارید درین حکایت چند اشکالے ہست چه باشد موالی بر در افضل صحابه بیایند بگویند تعالوا
نؤمن ساعۃ و بر ایشان مشکل شود تا برسول اللہؐ گله کنند اینجا توان گفت که ایشان متمکن بوده اند و موالی
متلون و لیکن گله ایشان بر رسول اللہؐ این را آئی است زیرا چه متلون اگر متلون رنگ آمیزی بکند از وی گله
نکنند و بر وی مشکل نشود و بدانند که این قوم اینچنین باشند و از ایشان مثل این چیزها بیاید چنانکه مردم من خمر که
سبوها دخمها روزی می غلطاند و ہیچ التفات نمیکنند و تغیری در وی پیدا نمی آرد و اگر تنک شرابی جامی بخورد و ان
چند جامی بدستی کند سخنے پریشان گوید و برون افتد بر ایشان مشکل نباشد و از وی گله نکنند که تحقیق میداند

و مسکین کم حوصله است و خام است اینچنین کار از ایشان عجب نیست و یک اشکال دیگر که رسول اللہ جواب میگوید که
ایشانرا ازین ایمان معانی دیگر مراد است و ہیچ آخرا بیان نمیکند و مشکل تر ازین ہم آنکه ابوبکرؓ و عمرؓ ہم نمی پرسند که این
ایمان چیست که ایشان مارا بسوی آن میخوانند پس آن فرمودند درین جهان نقدی است تا کدام نیکبخت
ابدی باشد که بدان فایز گردد و آن نقد وقت او باشد و این دو بیت خواندند **بیت**

چه بکونین می شوی مغرور — ہر دو عالم بدین مبادله کن
صورت خوب تو زلیسحاوست — باز خوان و ببین مقابله کن

و این رباعی خواندند **رباعی**

دل در تنگ و پو نشد نکو شد که نشد — جز بر تو فرود نشد نکو شد که نشد
گفتی که برنجم از نکو شد کارت — دیدی که نکو نشد و نکو شد که نشد

و فرمودند که رسول اللہؐ بامدادی بعد نماز بر مصلا گشت روی بخلق آورد و نشست گفت بیائید روی من ببینید ہمه
خلق آمدند روی رسول اللہؐ را دیدند مگر امیر المومنین علیؓ که او بر جای خود بود و روز دوم شد امیر المومنین علیؓ گشت
نشست گفت بیائید روی من ببینید خلق از رسول اللہؐ پرسیدند که علیؓ چه میگوید پیغامبر فرمود آنچه علیؓ
میگوید بکنید ہمه آمدند روی علی دیدند و ابوبکر از رسول اللہؐ پرسید که چه سر است یا رسول اللہؐ که دینه روز تو
بر مصلا نشستی گفتی بیائید روی من ببینید ہمه آمدیم روی تو دیدیم مگر علیؓ که او نیامد امروز علی گفت بیائید روی
من ببینید رفتیم روی علیؓ دیدیم مگر تو ندیدی سر این چیست فرمود که دوش صورتی از عالم قدس بر من تجلے
کرد آمد مرا کنار گرفت چنانکه لذتی و خنکی و راحتی در سینه خویش و دل خود یافتم که در بیان نیاید ہمه ذوق توان
دانست گفتم خداوندا این بمن مخصوص است یا بدیگری ہم باشد میان انبیا این حصه تو بود کسی را بدین دولت
نصیب نگردانیده ام گفتم خداوندا امتان من ہم کسی را نصیب باشد چنانکه عادت من است که ہر چه مرا
به ہند برای امت بخواہم فرمان شد از چہار یار خود یکی را بیار او را ہم نصیبه ازین بکنم ابوبکر ترا بردم فرمان شد
این را باز گردان ما نصیبه این نکرده ایم و عمر را بردم ہمیں فرمان شد که تا عثمان را ہم چوں علیؓ را بردم فرمان
شد ہمیں را می جستم باز ہماں صورت بر علیؓ تجلے کرد و علیؓ را کنار گرفت و مرا ہم کنار گرفت لذتی که اول بار بود
ہزار چندان مزید بود باز گفتم بہمادو نفر مخصوص باشد یا بدیگری از امتان برسد فرمان شد ہر که بامداد فردا روی
تو بیند چیزی نصیبه او ہم شود و ہر کس پس فردا روی علیؓ بیند نصیبه او ہم باشد فرمودند شرط طالب آنست که
اولا امکان حصول و وصول مقصود بیند بعد ازان طلب او کند طالب اوست بغیر اختیار او طلب او در دل حادث
می شود اگرچه جمله اہل عقل و تجربه بگویند که وصول بدین مطلوب محال است ہرگز بدان التفاتی نمیکنند و انکه او

بحکم طبیعت بشری متردد و متامل خود را می یابد ولیکن بلائی که در دل او خدا نهاده است بگفت و شنید مردمان
کی دفع میشود و آتش اشتیاقی که خدایتعالی در دل او انداخته است چگونه کشته میگردد طالبان خدا را اگر چه فقیهان
بهزار نوع دلیل استحالت وصول بخدایتعالی و لقای جمال وجه الجمیل سبحانه گویند و مردمان زاهد آنچه توانند ازین خیال
باز آرند اما آن طالب بیچاره اگر چه با خود میگوید که فلان فقیه و فلان مولانا متدین و متزهد و مجتهد و متقی اینچنین
میگوید ای دل باز آئی نه تو در خور اینی و نه درین سعی روی مقصودی بینی باز آئی باز آئی میگوید هم در اثنای
آن با خود چون باز آید چه بیند آتش اشتیاق لقای جمال وجه الجمیل خداوند سبحانه زیادت قوت التهاب گرفته
است و از آنچه بود بیشتر بیشتر گشته **بیت**

دل را ز عشق چند ملامت کنم که هیچ
این بت پرست کهنه مسلمان نمیشود

بر وفق مقتضی این مقام حکایت لیلیٰ و مجنون فرمودند که مجنون را گفتند اگر تو در بستر لیلیٰ باشی و لیلیٰ بر مراد تو
نباشد چه کنی گفت من بر مراد لیلیٰ باشم گفت اگر از آن بستر پیش اندازند چه حیله سازی گفت هم زانوش باشم
گفت اگر نشستن نفرمایند و بران نشستن قرار ندهند چه تدبیر گفت استاده نظر بر روی لیلیٰ دارم گفتند اگر از آن
خانه و از آن سرای بیرون کنند گفت بیرون بنشینم اگر بیرون نشستن نگذارند گفت یکی از سگان کوی لیلیٰ باشم
و با ایشان شده گرد کوی لیلی گردم **بیت**

مرا گویند اینجا کیستی تو
سگم گرد سرای کوئی گردم

گفتند اگر ازین آمد و شد باز دارند گفت یکی از ساکنان کوی لیلیٰ باشم گفتند اگر بر سکون آرام ندهند گفت از
ساکنان شهر لیلی شوم گفتند اگر از آن شهر جلا کنند گفت هر جا که باشم روی بشهر لیلی آرم گفتند اگر بنوعی ازین توجه
باز دارند گفت **مصرع** منم و خیال لیلی شب و روز با جمالش ، اکنون چیزی نیست که ازین کسی را باز تواند
داشت و هر که بدین دولت رسید و از وصول بمقصود با دل وصله شد سلوک جز برای استقامت دل بر مشاهده
جمال محبوب نیست پس این چند بیت با ذوق تمام خواندند **بیت**

دولت عشق را نهایت نیست
عاشقان را بجز بدایت نیست
عشق حسی است از برون بشر
آب و گل مرد را کفایت نیست
عشق را بو حنیفهؒ درس نگفت
شافعیؒ را درو روایت نیست
بو العجب سورتی است سورت عشق
چار مصحف درو یک آیت نیست

نحی سخن در کیفیت موت مهتر موسیٰؑ بود فرمودند حق تعالیٰ مهتر عزرائیلؑ را بر مهتر موسیٰؑ برای قبض روح فرستاد
مهتر موسیٰؑ پرسید کیستی کجا آمده گفت منم عزرائیل برای قبض روح تو آمده ام غضب کرد و طبانچه بزد عزرائیل

زد یک چشم او کور شد عزرائیل بحضرت نالید گفت خداوندا مرا بر بنده فرستاده که او مردن نخواهد بر من غضب
کرد و طبانچه زد یک چشم مرا کور ساخت خداوند تعالیٰ چشم عزرائیل را باز داد و فرمود که برو بر موسیٰؑ بگو خداوند میفرماید
که ای موسیٰ اگر ترا حیات خوش می آید دست بر پشت گاوی بنه آن قدر موئی که زیر دست تو آمده آن مقدار سال عمر تو
باشد و بعضی گویند فرمان شد یک سیبی از بهشت برو بدست موسیٰؑ بده چون عزرائیل باز آمد گفت خدایتعالیٰ
ترا سلام میرساند و میگوید ای موسیٰ اگر ترا زیستن خوش می آید دست بر پشت گاوی بنه آن مقدار که موی زیر
دست تو آید آن مقدار سال عمر تو باشد مهتر موسیٰؑ فرمود بعد از آن چه باشد گفت بعد از آن مرگ بود مهتر موسیٰؑ
گفت چون عاقبت ازین بلا خلاصی نیست و منتهائی کار همین است همین زمان بهتر و بر وایتی دیگر آن
سیب بهشتی بدستش داد مهتر موسیٰؑ آن سیب را شکست دران سیب صورتی معاینه با جمالی و کمالی و لطافتی و
حسنی کرد که جان سپردن بود و دگر چاره ندید و در روایت دیگری نویسد که مهتر موسیٰ علیه السلام در صحرائی میگذشت
دید فرشتگان گوری مروح در غایت لطافت و کشادگی می کاوند پرسید که این گور برای کدام بنده نیکبخت
است گفتند اگر تو بغلطی و برائی خود اختیار کنی هم از آن تو باشد همانجا غلطید از غایت خنکی و لطافت و خوشی و
ذوق آن مقام نکید و دمی زد جان بحق سپرد نحی ذکری در باب قوت جوانی و فضیلت آن بود فرمودند درخت عمر
در ایام جوانی نوبر است بهر تدبیری و تربیتی خواهی که او را بر آمدند بر آید و آنکه بزرگ شد از چهل گذشت ایام تربیت
نماند هر چه شد همان ماند از آن زیادت اصلاح نگیرد چنانکه گفته اند کنده نهال نگیرد و اینجا فرمودند امیرالمومنین
علیؓ و فاطمہؓ و حسنؓ و حسینؓ و فقه نذر ایشان کردند که سبب این آیه وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا در
حق ایشان نازل شده است فرمودند و آن در مجالس گذشته نبشته شده است۔

روز دوشنبه سیزدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز دوشنبه سیزدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ وقت استوا ذکری در باب بعضی آداب صوفیان بود فرمودند اگر
شخصی فتوحی برای صوفی آورد و بغلط بصوفی دیگر برد و بعد از آن متنبه شد باز همان صوفی آورد آن صوفی را
ادب این است که باز همان شخص بفرستد که اول بشما آمد از آن شماست بستانید و مؤیدا بمعنی حکایت بندگی
خواجه شیخ الاسلام نصیر الدین فرمودند یکبار می از اوده بپابوس بندگی شیخ الاسلام نظام الدین مولانا
شمس الدین یحیی و مولانا علاؤالدین نیلی و مولانا جلال و بندگی خواجه ما روان شده بودند و جمعی از صوفیان
یکجا بوده اند مگر خواجه ما که علحده فرود آمدی و با ایشان مختلط نبودی یک ستور بار کچری که والده خواجه برابر داده بود
در اول منزل تمام کشید بخت و همه خلق صحبت اخوانید مولانا شمس الدین بر مولانا علاؤالدین گفتن گرفت
می بینی که چه کودکی میکنند تمام طعام خویش را در یک منزل خرج کرد فردا چه خواهد کرد و این آخر ره است خانه

بحکم طبیعت بشری متردد و متامل خود را می یابد و لیکن بلائی که در دل او خدا نهاده است بگفت و شنید مرد ما ان
کی دفع میشود و آتش اشتیاقی که خدای تعالی در دل او انداخته است چگونه کشته میگردد طالبان خدا را اگرچه فقیهان
بهزار نوع دلیل بر استحالت وصول بخدای تعالی و لقای جمال وجه الجلیل سبحانه گوید و مرد ما نزاید آنچه توانند ازیں خیال
باز آرند اما آن طالب بیچاره اگرچه با خود میگوید که فلاں فقیه و فلاں مولانا متدین و متزهد و مجتهد و متقی اینچنین
میگوید ای دل باز آئی نه تو در خور اینی و نه درین سعی روی مقصودی بینی باز آئی باز آئی میگوید هم در اثنای
آں با خود چوں باز آید چه بیند آتش اشتیاق لقای جمال وجه الجلیل خداوند سبحانه زیادت قوت التهاب گرفته
است و از آنچه بود بیشتر بیشتر گشته **بیت**

دل راز عشق چند ملامت کنم که هیچ — ایں بت پرست کهنه مسلمان نمیشود

برونق مقتضی ایں مقام حکایت لیلیٰ و مجنون فرمودند که مجنون را گفتند اگر تو در بستر لیلیٰ باشی و لیلیٰ بر مراد تو
نباشد چه کنی گفت من بر مراد لیلیٰ باشم گفت اگر از آں بستر پیش اندازند چه حیله سازی گفت هم زانو پس باشم
گفت اگر نشستن نفرماید و بداں نشستن قرار ندهد چه تدبیر گفت استاده نظر بر روی لیلیٰ دارم و گفتند اگر از آں
خانه و از آں سرای بیروں کنند گفت بیروں بنشینم اگر بیروں نشستن نگذارند گفت یکی از سگان کوی لیلیٰ باشم
و با ایشاں شده گرد کوی لیلیٰ گردم **بیت**

مرا گویند اینجا کیستی تو — سگم گرد سرایں کوی گردم

گفتند اگر ازیں آمد و شد باز دارند گفت یکی از ساکنان کوی لیلیٰ باشم گفتند اگر بر سکون آرام ندهند گفت از
ساکنان شهر لیلیٰ شوم گفتند اگر از آں شهر جلا کنند گفت هر جا که باشم روی بشهر لیلیٰ آرم گفتند اگر بنوعی ازیں قبح
باز دارند گفت **مصرع** منم و خیال لیلی شب و روز با جمالش . اکنوں چیزیست که ازیں کسے را باز نتواں
داشت و هر که بدیں دولت رسید او را وصول بمقصود با دل و صلت شد سلوک جز برای استقامت دل بر مشاهده
جمال محبوب نیست پس ایں چند بیت با ذوق تمام خواندند **بیت**

دولت عشق را نهایت نیست — عاشقاں را بجز بدایت نیست
عشق حسی است از برون بشر — آب و گل مرد را کفایت نیست
عشق را بوحنیفهؒ درس نگفت — شافعیؒ را در و روایت نیست
بوالعجب سورتی است سورت عشق — چار مصحف در و یک آیت نیست

لختی سخن در کیفیت موت مهتر موسیٰؑ بود فرمودند حق تعالیٰ مهتر عزرائیلؑ را بر مهتر موسیٰؑ برای قبض روح فرستاد
مهتر موسیٰؑ پرسید کیستی کجا آمده گفت منم عزرائیلؑ برای قبض روح تو آمده ام غضب کرد و طپانچه بروی عزرائیل

زد یک چشم او کور شد عزرائیل بحضرت نالید گفت خداوندا مرا بر بنده فرستادے که او مردن نخواهد بر من غضب
کرد و طپانچه زد یک چشم مرا کور ساخت خداوند تعالے چشم عزرائیل را باز داد و فرمود که برو بر موسیٰؑ بگو خداوند میفرماید
که ای موسیٰ اگر ترا حیات خوش می آید دست بر پشت گاوی بنه آنقدر موئی که زیر دست تو آمد همانقدار سال عمر تو
باشد و بعضی گویند فرمان شد یک سیبے از بهشت ببر و بدست موسیٰؑ بده چوں عزرائیل باز آمد گفت خدا تعالے
ترا سلام میرساند و میگوید ای موسیٰ اگر ترا زیستن خوش می آید دست بر پشت گاوی بنه آں مقدار که موی زیر
دست تو آید آں مقدار سال عمر تو باشد مهتر موسیٰؑ فرمود بعد ازاں چه باشد گفت بعد ازاں مرگ بود مهتر موسیٰؑ
گفت چوں عاقبت ازیں بلا خلاصی نیست و منتهائی کار همین است همین زمان بهتر و بر روایتی دیگر آں
سیب بهشتی بدستش داد مهتر موسیٰؑ آں سیب را شکست و دراں سیب صورتی معاینه با جمالی و کمالی و لطافتی و
خوشی کرد که جان سپردن بدو دگر چاره ندید و در روایتی دیگر می نویسد که مهتر موسیٰ علیه السلام در صحرائی میگذشت
دید فرشتگان گوری مروح در غایت لطافت و کشادگی می کاوند پرسید که ایں گور برای کدام بنده نیکبخت
است گفتند اگر تو بغلطے و برائی خود اختیار کنی هم از آن تو باشد همانجا غلطید از غایت خنکے و لطافت و خوشے و
ذوق آں مقام یکدمی زد جان بحق سپرد لختی ذکری در باب قوت جوانی و فضیلت آں بود فرمودند درخت عمر
در ایام جوانی نو بر است بهر تدبیری و تربیتی خواهی که او را بر آرند بر آید و آنکه بزرگ شد از چهل گذشت ایام تربیت
نماند هر چه شد همیں ماند ازاں زیادت اصلاح نگیرد چنانکه گفته اند گنده نهال نگیرد و اینجا فرمودند امیر المؤمنین
علیؓ و فاطمهؓ و حسنؓ و حسینؓ و فضهؓ نذر ایشاں کردند که سبب ایں آیة وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا در
حق ایشاں نازل شده است فرمودند و آں در مجالس گذشته نبشته شده است۔

روز دوشنبه سیزدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز دوشنبه سیزدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ وقت استوا ذکری در باب بعضے آداب صوفیاں بود فرمودند اگر
شخصے فتوحی برای صوفی آورد و بغلط بصوفی دیگر برد و بعد ازاں متنبه شد باز همراں صوفی آورد آں صوفی را
ادب اینست که باز همراں شخص بفرستد که اول شما آمد از آن شما است بستانید و مؤیدا بمعنی حکایت بندگی
خواجه شیخ الاسلام نصیر الدین فرمودند یکباری از اوده بپا بوس بندگی شیخ الاسلام نظام الدین مولانا
شمس الدین یحیی و مولانا علاؤ الدین نیلی و مولانا جلال و بندگی خواجه ما روان شده بودند و جمعی از صوفیاں
یکجا برده اند مگر خواجه ما که علحده فرود آمدی و با ایشاں مختلط نبودی یک ستور بار کچری که والده خواجه برابر داده بود
در اول منزل تمام کشید بجنت و همه خلق صحبت را خوانید مولانا شمس الدین بر مولانا علاؤ الدین گفتن گرفت
می بینی که چه گوده گی میکند تمام طعام خویش را در یک منزل خرج کرد فردا چه خواهد کرد ایں آخر ره است خانه

نیست وقت نماز دیگر شخصی در صحبت پیدا شد هم از مولانا شمس الدین یحیی پرسید که مولانا محمود کجا فرود آمده است
ایشان نشان دادند بخدمت خواجه پابوس کرد و پنج تنکه زر پیش نهاد بندگی خواجه بعد وداع او خواجه بشیر خادم
را طلبیدند و گفتند این وجه پیش مولانا شمس الدین ببر و بگو که این آینده اول بر شما آمده از شما پرسید بعد از آن
بمن رسید این فتوح برای شما آمده بود قبول فرمائید مولانا شمس الدین یحیی باز با مولانا علاء الدین نیلی گفت
می بینی این مرد چها میکند طعام خویش را بخلق داد و اگر وجهی پیدا شد خود آنهم بر من فرستاد وقت نماز شام خواجه
بشیر را طلبید گفت برو یک خره دار که بسیار حیران ماندند که چاره نیست در میان راه خردار کاه چه خواهیم کرد خواجه
فرمود که ما صف نداریم و شاید که مردمان برای نماز با ما موافقت کنند کجا بایستند و اگر که باشد هر یکی فراز کنند نشینند بانگ
نماز بر شیخ گفتند و برابر ایشان هم گفتند خلق همه دوان در صف شیخ آمدند آنجا جز چند نفری بیش نماندند مولانا علاء الدین
گفت که مولانا شمس الدین شما مردمان دانشمندید بگوئید هم آنجا بهتر که جماعت بسیار باشد یا اندک فرمود آنکه جماعت
بسیار باشد پس ما بضرورت هم آنجا بباید رفت مصلای خویش دست کردند آمدند با شیخ نماز گذاردند رفتند و
این صفها کرسی و کنبهایتی و لکنوتی و جز آن برابر ایشان بود خالی گذاشته خلق همه برای نماز کردن بر شیخ آمدند
سبحان الله شیخ سید الست که برایشان کسی برای نماز نماند و این صفها خالی ماندند و بر آنکه همه نماز گذاردند بعد از
نماز شخصی خوانچه پر کرده طعام آورد و در صحبت پرسید که مولانا محمود کجاست نشان دادند وقت افطار چندان طعام
آمد که کفایت کرد و بخلق دادند مولانا علاء الدین گفت با مولانا شمس الدین که می بینی که تو میگفتی او چه خواهد خورد
ببین خدا رازق است برای او چگونه میرساند مقصود ازین حکایت معامله شیخ بود بفرستادن پنج تنکه زر بر مولانا
شمس الدین یحیی که اول بر او آمد پرسید که مولانا محمود کجاست که این معاملت درویشانست بعد نماز خفتن خواجه
پابوس آمد فرمودند قال علیه السلام إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ صُوَرِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ
قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ خدای نظر اعتبار بصورت شما و عمل شما نه کند ولیکن نظر اعتبار بدل شما دارد هر که او را خدا تعالی
نفسی پاکی و دلی متوجه بخود داد و مستغرق بیاد خویش روزی کرد خیر مایه جمله سعادت بدو من مراد او داد خواجه
باش کو غلام باش کو تاجر باش کو کاسب باش کو اگر از آن دو چیز وار داده همه دارد و الا در حضرت سبحانه و تعالی
بجوی نیرزد و او را تیغ پر نسنجند هرچه از تعلقات دنیوی که بسبب تحصیل دنیاست پشمینه و خرقه است مانع راه
خدا و منافی قربت حق نیست ملایم این معنی حکایت فرمودند که ایامی در شهر دهلی امساک باران شده بود خواجه ما در
سده چیوه بوده اند برای استسقا بیرون آمدند خواجه ما هم بیرون آمد هر تضرعی و زاری و نمازی و دعائی که از
سلف مروی ست همه کردند هیچ ره روی پیدا نبود تا آنکه بازگشتند شهر ها اینست که فی الحال باد و چنین گفته اند
که دران سال امساک باران نباشد البته دران سال تمام حالی از باران نبود بعد نماز پیشین آن روز پابوس

بندگی خواجه رفتم فرمودند تو آنجا نبودی یعنی در استسقا عرضداشتم صدقه خواجه بوده ام دیدی امروز که ما چنین چنان
میگویند و خلق بر ما بی نهایتند و دنبال ما میگیرند هرچه کردیم هیچ بار ما چیزی نخریدند آخر الامر چه کنیم خجل شدیم باز گفتیم
و این حکایت گفت که ایامی در دهلی امساک باران بود دران ایام مولانا بدر الدین سمرقندی بزرگی بود و در دهلی
مقتدای مشهور بود همه خلق توجه بروی کردند که فردا بیرون آیند نماز و دعا استسقا بکنند مولانا هر چند امتناع
آورد خلق معذور نداشت چاره نماند قبول کرد مردی بود از دروازه سیری ملاقات او آمدی بمهود خویش آمد مولانا
نیک متامل و مخمول دید پرسید خواجه شما چرا مخمول و متامل مینمائید گفت شهر تکلیف گردن ما نهادند که بر داشتن آن
بر ما سخت و دشوار است میگویند فردا بیرون آئید امساک باران است دعا باران بکنید و من اعتقاد ندارم که
بدعائی من او باران دهد بضرورت ما را فردا در علا عام فضیحت می باید شد گفت مولانا درون سیری شخصی است
من چنین میدانم که اگر این تعلق قبول کند تو از فضیحتی خلاص یابی و مردمان از غذا آنجا خلاص شوند البته باران
بیارد نماز دیگر درون سیری بیائید چنانکه نماز شام درون شهر نگذارید من بروم بر روی بگویم و اگر او قبول کند
خود این کار شد مولانا نماز شام درون دروازه سیری آمد متصل در آمدن دروازه مسجدی است نماز شام
دران مسجد گذارد و بران مرد رفت ساعتی او بر مولانا بدر الدین آمد آغاز کرد مولانا بشارت بیرزید او قبول کرد بیا
مولانا را بر در مخنثی ایستاده کرد و آن مخنث را شهرتی بی کار نمود است خواجه راحت او است مولانا متامل شد کی
مرد مجرد گفت مولانا جای تامل نیست عقیده صاف کن بدل استوار در آی مولانا کار افتاده است چنانکه
در نیاید در آمد سلامی گفت نشست آن مخنث گفت مولانا تو مردی بزرگ و مقتدا باشی تو در خانه من کجا
آمدی مولانا گفت خواجه کار مسلمانان است امساک باران شده است مسلمانان در مانده اند ما را بر شما نشان
داده اند خواجه این کار را بر خود بگیر تا فردا این هم از پیش بخیزد از کنیزک آب طلبید کنیزک فی الحال موزه آورد و
و آب برابر ابریق آورد مسواک آورد و مصلا آورد و بوریا آورد خواجه راحت بران موزه نشست و ضوی کرد بر خاست
بوریا فراز کرد مصلا بران بوریا فراز کرد و دوگانه گذارد و بعد از آن قدری متامل ماند پس این گفت مولا فردا چون
استسقا بیرون آئید آنچه میان شما از سلف مروی است بکنید اگر بران غرض شما حاصل شد خود چه حاجت
مخنث باشد گفت اگر بران غرضی بخواندن و گذاردن شما حاصل نشد یک ریشه از دامنی خود شکست بدست
مولانا داد و گفت این ریشه دامنی بر کف دست راست بنه و بگو الهی بحرمت این ریشه دامنی فلان مخنث که
این دامنی را جز برای تو نپوشیده است باران بده مولانا بدر الدین آن ریشه دامنی را در گره دستار چه بست
و بر سر و چشم خویش نهاد و در خانه آمد بامداد برای استسقا با مولانا عالمی به بیرون آمد مولانا پیش شد هرچه از سلف
آمده بود همه بجا آورد و هیچ اثر اجابت جائی نبود مولانا ریشه دامنی را کشاد از گره دستار چه بر کف دست نهاد

وگفت خداوند بحرمت این رشته دامنی خواجه راحت که جز برای تو نپوشیده است بندگان را باران بده بمجرد آنکه این سخن گفت باد سرد و تنک در اطراف وزیده در چهار طرف ابر باریک و سر در روی نمود هنوز خلق در خانه نیامده بود که باران کشاده فرمودند کنون چه میگوئی خواجه راحت چه مخنثی بود مقربی بود از مقربان حضرت و همنشینی از همنشینان قربت حق بود اما صورت دنیا را هیچ اعتباری نیست و فرمودند خواجه رشید هند را نام سوداگری بود در دهلی مردی بر وی سی هزار تنکه را دعوی دروغ کرد او مرد خواجه اگر در دیوان قضا آید برای سی هزار تنکه عزت او میان خواجگان فرود آید فی الحال سی هزار تنکه شمرد بناحق او را داد آن مرد رفت مضاربت کرد و بعد چندگاهی آن مال باز بجای که گرده بود بر خواجه رشید آورد خواجه رشید گفت که این چیست گفت خواجه من دعوی مال بدروغ کردم دیدم که خواجه مردی معتبر است برای اینقدر مال در دیوان قضا نیاید سوگند نخورد لابد که مال ادا کند مرا مایه شود بعد ازاں رنجی کنم مال او آنچه باشد پیش او برم گفت خواجه مال من بده رنج تو عمل تست ازآن خود بیر مرا بدان کاری نیست و فرمودند سوداگری که معاملت خوب میکند بمعاملت صوفیان مینماید و فرمودند که حارث محاسبی پدر او معتزلی بود بعد نقل مال بسیار گذاشت میراث او نستد گفت میان ما اختلاف دین است میراث او روا نیست خواجه سوداگر گفت که بنده درمیان دریا سه ونیم ماه بوده ام بندگی مخدوم فرمودند یکی اندیشه کن اگر در خدمت در کار خدای می بودی چگونه چه چیز بدست تو آمدی که اگر تو بیان میکردی کسی از تو استوار نداشتی اگر پیش تو بیان کنم تو مرا استوار نداری. بیت

نه یک فسوس که هر دم هزار بار فسوس نه یک دریغ که هر دم هزار بار دریغ

روز پنجشنبه شانزدهم ماه شوال سنہ ۲۰ھ

روز پنجشنبه شانزدهم ماه مذکور وقت نماز پیشین ذکری در باب علم ظاهر بود فرمودند جهل ازین علم صوفیانرا نیک مبارک است اگر سخن بگوید خدمت شیخ قطب الدین در مبالغت درین علم نبود فاما معاملتی داشت که فرصت سخن با خلق نبود حاضری سوال کرد که تربیت شیخ فرید الدین چگونه کردند فرمودند شیخ فرید الدین جد استعداد تمام پیوسته بود تنبیهی و اشارتی می بایست و با شیخ قطب الدین صحبت بسیار نداشت جز چند روزی صحبت نبوده هم ازینجا ذکری در باب مجاهدات شیخ فرید الدین بود فرمودند که خواجه میفرمودند که در مسجد دهلی نزدیک دروازه بنده شیخ فرید الدین مشغول بوده اند سه روز بر آمد که هیچ چیزی نرسید بعد ازاں خماری بود مقداری بهت آورد خدمت شیخ آوردند همچنان ال جوشیده بهت تمام بیرون افتاد ملاقات بندگی شیخ قطب الدین رفت خدمت شیخ فرمودند بابا فرید الدین سه روز بطعام و آب بودی این قدر ندانستی که طعامیکه بر تو آمد چه طعام است وکه آورده حلال است و یا حرام فرمودند که بار دیگر چند روز بر آمده بود و اصلا چیزی نرسیده بود خدمت

شیخ الاسلام فرید الدین پابوس خدمت شیخ قطب الدین می آمد میان راه بی تاب شد افتاد و دران میان گل در دهن مبارک انداخت آن گل در دهن شکر شد پابوس خدمت شیخ آمد خواجه قطب الدین گفتند بابا فرید شکر خوار شدی تمام روز شکر و حظیره شیخ فرید الدین روز سه شنبه بابان شیخ شکر انبار می شود و آنکه فتوح آرد اگر هزار ها آورده باشد باز مقداری مشت شکر برابر باشد و فرمودند که بندگی شیخ فرید الدین میگفت که هیچ وقتی بی ادبی پیش شیخ قطب الدین نکردم مگر یکبار که عرضه داشتم میخواهم اربعینی بنشینم شیخ فرمود خواجگان ما در اربعین ننشسته اند زیرا چه دران شهرت است من عرضه داشتم که مقصود من شهرت نیست شیخ فرمود چله زنان بدار عرضه داشتم چله زنان چیست فرمان شد چهل روز خدارا معکوس عبادت کن بندگی خواجه بیرون شدند و یاری بر مزاج بودی مصاحبتی داشت بروی گفتند اگر تو مرا یاری آنچه من بگویم بشنوی والا تو مرا یار نه ازمن برو او قبول کرد بعد ازان خدمت خواجه در آنچه رفت آن شو بر سر ره مسجدیست و درمیان مسجد چهی است و بر سر آن چه درختی است در آن مسجد در آمد تمامت روز در آنجا بود و چون شب شد برخاست نماز شام و نماز خفتن گذاردند و روی و تسبیحی که مرتب بود بجای آوردند رسنی آوردند و هر دو پای خود بستند و بدان یار گفتند که مرا میان چه فرود آر و دبا این درخت محکم کن و بند او تامل کرد خدمت شیخ فرمودند با تو عهد چه بود چون چاره ازاں ندید بضرورت شیخ را در آویخت یک گز پای شیخ ازان چه درون تر بود آن یار مترصد بود که چه خواهید کرد و چیزی از شب مشغول بود بکلمه سبحان الله بعد ازاں ساکت بود و داند و خدای چه معاملت داشت تمام شب همبرین صفت ماند چون آخر شب شد دستک زد وآن مرد برخاست شیخ را ازان چه کشید و پاکشاد و باز شیخ نماز و تسبیح و درود و اوراد مشغول شد تا وقت چاشت همبران نمط پای خود در آویخت چون نماز پیشین را وقت در آمد باز دستک زد همبرین نمط چله و عبادت کرد حاضری پرسید که چگونه خون از چشم و بینی بیرون نمی آید و چگونه طعام و جز آن از زه و دهن بیرون نمی افتاد فرمان شد ایشان مرتاض اند در اندام ایشان خون کجاست طعام و آب در شکم ایشان کجا می باشد روده و رودگانی ایشان خشک گشته و چسپیده مانده هیچ بادی نمانده است از رطوبت و جز آن تا از زه و دهن و بینی و چشم بیرون آید همان سائل عرضه داشت که از رسول الله صلعم و سلف صالح و صحابه هم منقول است یا متاخران اختیار کرده اند فرمودند در کتب علم اهل ظاهر ندیدم اما در فوائد الفواید حکایت می نویسد که بوسعید میگوید هر چه از رسول الله بمن رسید آن کردم تا آنکه رسید که رسول الله عبادت معکوس کرده است من آنهم کردم.

روز شنبه هجدهم ماه شوال سنہ ۲۰ھ

روز شنبه هجدهم ماه شوال وقت چاشت در منزل خانا نبود نزول فرمودند بعد نماز پیشین ذکری در باب
عزت طلب خدا و اعظم رتبه او بود فرمودند درویشی حکایتی تشابه سکر دکه روزی جماعت ابدال در طواف
خویش بوده اند درویشی ناگاه یکی از میان ایشان گم شد دیگران دیدند که یکی از میان ما در ماند در حضرت
رفتند در محل مناجات خویش ایشان ایستادند پرسیدند خداوندا در باب آن نفر چه فرمان میشود چه کنیم
بجای او دیگر آریم یا هم بجای خود مستقیم باشد فرمان شد هم از وی بپرسید در جستجوے او شدند دیدند بر
در خانه مبهوت شده نشسته است گفتند ترا چه افتاد گفت من در اثنای طواف بودم عورتی را بدیں در دیدم
من مبتلا او شدم گفتند حالا اکنون بخیز گفت چونه خیزم دل من کجا میرود با کجا یاری میکنند در حضرت رفتند گفتند
الٰهی تو بهتر میدانی یکی را در میان ما ایں حادثه زاد چه فرمان میشود دیگری را بجای او بیاریم یا هم او را استقامت
میشود فرمان شد او را بپرسید عورتی را که مبتلای از وچه آرزو داری گفت یک کناری فرمان شد تو دستها
بکشا ما او را بر تو می فرستیم او دستها فراز کرد صورتی بروی حاضر گشت آمد ایں مرد او را در کنار گرفت آن صورت
در برکشید با خود ندا بر آمد انی انا اللّٰه لا اله الا انا چوں نظر کرد هیچ در میان ندید مرد ابدال را شوری و طلبی
خواست عشقی از سر جنبید سبحان اللّٰه ابدال بود طالب نبود نزول در منزل و هو لقه بود۔

روز یکشنبه نوزدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز یکشنبه نوزدهم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ سخن در تعلقات و حوادث روزگار بود فرمودند نشاید که صوفی بسبب
حادثه متعلق باشد و اندوهگین گردد هر چه باشد بعلم ازل باز آید و بتقدیر سابق کند و ملایم آں یعنی فرمودند که سخن
بزرگی است که چوں صوفی را بینی اثر تنگ[1] در پیشانی افگنده است بداں که معبود خود را بدل کرده است اما ایں
معاملت بیک شکل باشد و از احوال رسول اللّٰه ایں نوع منقول نیست چنیں گویند رسول اللّٰه صلعم امیر المؤمنین
علی را بغزوی فرستاده بود و علیؓ در رنگ کرده میگفت اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا وَجْهَهٗ و نیز جعفر طیار
را و طرفی فرستاده بود او نیز در رنگ کرده بود بالای بام کعبه ایستاده جانب ره آمدن جعفر میدید و منتظر آمدن او
بود و فرمودند که صوفی در خانقاهی در آمد و خادم عصا را از دست ستد در گوشه خانقاه نهاد خاک از اندام و سر و پاے
او می افشاند میگفت چگونه آمدید خوشید و سلامت هستید گفت ای آں روز که عصای طلب ملامت بدست گرفتم
سجاده سلامتی در آتش انداختم اکنوں اسلامتی پرسد نزول در انحل مناسب من نباشد چوب دستی من بدست بده استد
روان شد

روز دوشنبه بیستم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز دوشنبه بیستم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت ذکری در باب سماع بود فرمودند اگر کسی سماع را چنانکه سماع

[1] اثر تنگ یعنی ای روی و اندام و شکستگی جبیں

است بشنود هیچ جانی از وی منکر نباشد امام مردمان که نه بر وجه صواب کاری میکنند بضرورت در طبائع انکاری آید

روز سه شنبه بست و یکم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ

روز سه شنبه بست و یکم ماه شوال سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت نزول در قصبه اساول شد منقطع و حاکمان دیگر
استقبال کردند ذکری در باب هجرت رسول اللّٰه صلعم و قصه آں لا اضلله در صدر بود و تمام[2] در مجالس مقدم مذکور
شده است سبب آں اینجا نبشته نشد پس آں ذکری در باب دادن صوفیاں جامه و جز آں بخلق افتاده
فرمودند صوفیان متقدم شرایطی در باب دادن خرقه داشتند که امروز در کسی موجود نیست و آں تربیت مراعی
نمانده خدمت شیخ فرید الدین بر شیخ جمال الدین هانسوی می نویسد که وصف دادن شیخ مصلا و تسبیح و پیراهن
و دستار در بیان نمی آید ان شاء اللّٰه تعالےٰ بحضور گفته شود و در عوارف می نویسد که طالبی بر امام محمد غزالی طلب خرقه
کرد امام محمد حواله شیخ ابو النجیب سهروردی کرد که ایں را آداب خرقه و شرائط آں بیاموز خواجه ابو النجیب از عالی رتبه
بود با وے چندیں شرائط گفت او از طلب باز ایستاد و گفت آں روزی که مستحق شوم بیایم بستانم بعد از
چند گاهے آں مرد امام غزالی را ملاقات شد امام غزالی پرسید که ای جوان چرا ماندی گفت خواجه شرائطی که با من خواجه
ابو النجیب گفت من طاقت آں ندارم چوں آں شرائط در من موجود شود بیایم خرقه و بستانم امام غزالی خواجه ابو النجیب
را طلبید و عتاب کرد چرا ایں مقدار شرائط بگوئی که او نفرت گیرد از خرقه بندی بتدریج و صحبت ازاں مردان گشتی
تا اول و هله او را رهانیدی و بندگی خواجه فرمودند که امروز کلاه تبرک میدهیم تا کلاه بیعت کرا باشد عرضه داشتم چگونه
معلوم شد که ایں کلاه بیعت و یا تبرک است فرمودند هر کرا دلی متوجه و نفسی پاک باشد کلاه او کلاه بیعت است و الا
کلاه تبرک باشد و ایں فرمودند که شرائط از وقت بندگی شیخ الاسلام نظام الدین قدس اللّٰه سره العزیز بکلی برخاست
در هر خانه هر یک نویسنده و جمیع خاناں و خان زادگاں و ملوک و امراء و متعلم و دانشمنداں تا مطرباں طبق جامه بسته
یا بند و کذلک بندگی خواجه ما دادن ایشاں جز تبرک و تطییب خاطر نبود و اگر کسی با خود آنچه در هر جامه صوفیاں
اشارت کرده اند یقین پندارند که بد معنی است البته هماں باشد و هماں نتیجه یابد و کند کف دست بیعت بر عامه
کشادن و کلاه دادن هر کرا التماس کند نبود تا کسی طالبی صادق مشتاق مستدعی نبود دست بیعت نمیدادند و اینهم از
بندگی شیخ الاسلام نظام الدین شد که هر که طلبید دست بیعت بدو دهند و شخصی بود بحضرت شیخ ملازم بود از هر چه
مشکل می شدی از خواجه پرسیدی خدمت خواجه با وی گفت هر چه ترا مشکل میشود از من می پرسی از کشادن من
دست بیعت بر عامه خلق نمی پرسی و ایں جائے پرسیدن است عرضه داشت هر بار در خاطر من می آید و لیکن سخن
نازک است نمی توانم پرسیدن بندگی خواجه بیان فرمائید خدمت شیخ فرمود که شخصی از من التماس طاقیه کردند دوم

[1] یعنی اصل و ذات کے ساتھ یہ واقعہ سابق میں گذر چکا ہے ۔ [2] لفظ کلاہ مختصر کلاہ ہے ۔

بسیار الحاح وزاری نمود هم قبول نکردم او جانب هندوستان بسو دار و دامی شد بسیار الحاح کرد گفتم انشاء الله باز
بیای ترا دست بدهم همدران سفر ناگاه او را اجل در یافت شب آنجا بخواب دیدم با من بگوید شیخ چرا از رحمت
حق مرا مانع شدی اگر میدانستم رحمت خدای بدین فراخی است هرگز از تو طاقیه سوال نمیکردم ازان وقت باز با خود
گفتم که نظام زمانه آخر است تا اینان کم اند و آن که رغبتی میکند او را مانع مشو رحمت حق تنگ مکن و فرمودند که مقصود
ایشان درین کار یکی اینست که زمانه اخیر طالب نیک اندک و اگر بر عامه دست بیعت کشایم شاید کسی درین
میان طالبی هم افتد و دیگران هم بطفیل او باشند و نیز محتمل مستعدی باشد که اول وهله طلب بر سرش نبود چون
به بیعت صحبت ما گزیند و حکایت و سخن عاشقان و طالبان میشنود شاید عاشق و طالب گردد و دیدیم چندین آدمیان
غیر طالب آمدند بصحبت یکی از طالبان و مشتاقان گشتند بسبب آن مجاهده و ریاضت بحکم سیر کشیدند عارفان واصل
مشتاق گشتند در ایام شیخ الاسلام نظام الدین همین حال بود و در ایام خواجه ما نیز همین معاینه شد مثال آن برین ماند که
شخصی دامی فراز کرده باشد که شاهین شکار کند دران میان کنجشکی و کبوتری هم افتاد و آن هم بطفیل شاهین باشد
موازنه هفده سال بخدمت خواجه ملازم بودم هفته سه بار و چهار بار پای بوس بخدمت میرفتم و پنج شش مجلس
بحضرت خواجه نشسته می بودم درین مدت طالبی مشتاقی سوخته افروخته ندیدم که بخواجه رسیده اما چندی را دیدم
بطول صحبت عاشقان سوخته و طالبان افروخته گشتند ع با عاشقان نشین و همین عاشقی گزین + فرمودند که
بندگی خواجه شیخ الاسلام نظام الدین روزی آمدند در دهلیز خانقاه نشستند و هر بار جانب در میدیدند چنانکه کسی را
انتظار کنند ناگاه از فرود صوفی آمد سری بر زمین داشت بحضرت شیخ نشست خدمت شیخ بادی اشارتی بمقصود
او کردند بایستاد و التماس پیوند کرد دست داد بعد ازان فرمود ای عزیز چکنم سالها در طلب تو بودیم بعد انکه
رسیدی نیک بیگمان رسیدی بر ما زحمتها مستولی و خلق هجوم کرده فرصت بتو پرداختن نیست حواله مولانا برهان الدین
غریب کردند مولانا برهان الدین با صحبت کرد و یا ندانست که حواله گری بجهت چیست چندان بادی چنانکه مطلوب
ماست معاملتی نکرد بعد چند گاهی خدمت خواجه در صفه گره جون است نشسته بودند یکایک دریچه کشادند جانب
جون دیدند آن صوفی را ایستاده دیدند اشارت بطلب او کردند درون شد پرسیدند برهان با تو چه کرده جداشت
کرد فرمودند من ندانستم که آن بی انصاف بچنین خواهد کرد بله خواجه برو در نارنول بهال در نارنول کوهی است
آنجا مشغول می بود و شاید شاهد غیبی بر وی مشاهده می شد باد انفس میگرفت از آنجا مکتوبی نوشت بدین مضمون
که اشارت شود پابوس بیایم خواجه اقبال دست گرفت بخدمت خواجه ایستاد خواجه پرسیدند این گفت مکتوب
فلان صوفی است فرمان شد مضمون چیست گفت که اگر اشارت شود بیایم فرمان بطلبش طلبیدند آمد و پای
بوس کرد و تقاضا از شیخ رکن الدین ملتانی نزدیک شیخ نشسته بود بندگی شیخ فرمودند که شیخزاده آنرا که ما سالها

طلبیدیم این مرد است افسوس بر ما در وقتی برسید که بر ما زحمتها مستولی و هجوم خلق و ما را پروا گردانیدن سوی آن
مرد نمانده است اکنون چنین مردیست و ازین آبدیده خیلی در وصف آن صوفی مبالغتی فرمودند هر چند که شیخ میگفت شیخ
رکن الدین جانب آن صوفی میدیدند پیش آن فرمودند که بله درویش چون ملا قوتی باشد سفر اختیار کنی بعد
چند گاه خدمت شیخ رحلت فرمودند صوفی در ره خشکی سفر خانه کعبه اختیار کرد و درین میان ملتان رسید ملاقات شیخ
رکن الدین کرد و شیخ رکن الدین با عزت و عظمت خویش بر سر سجاده نشسته بود و مشایخ ملتان از التعززی عظیم
باشند البته بدیدن کسی کمتر خیزند بدیدن آن صوفی برخاست و کنارش گرفت و تعظیم بسیار نزدیک خود نشاندند
و گفت آنچه خدمت مولانا نظام الدین در باب تو می گفتند من در تو میدیدم همچنان بود که ایشان میفرمودند بلکه
زیادت ازان بود اکنون بیا بر من باش چنین شود چنین شود و مطالب قوم و مقاصد آن طائفه شیخ فرمودن گرفت
اشارت میکرد که بر ما باش آنچه فرمایم آن بکن ترا این مطلوب دست دهد بعد ازان گفت همان اختیار کردی بر ما
خواهی بود گفت که شیخ مطلوب من از تو حاصل نشود مقصود من از تو بر نیاید حاصل شدنی نیست باز مقاصدی
دیگر و مطالبی بیشتر و عالی تر میگفت باز میگفت شیخ مقصود من از تو حاصل شدنی نیست مولانا اسمٰعیل پدر شیخ الاسلام
دهلی را طلبید گفت برو خلوتی تیار کن تا شاید رغبتی کند که هر یکی مشغول است غرق در کار خود است در هر حجره
گردانیده باز آمد گفت که خواجه غرض من از تو حاصل شدنی نیست مصلائی و خرجی داد و تعظیم بسیار نمود و معذرت
فرمود و گفت برو و سفر خانه کعبه مبارک باد ترا این صوفی چون بخانه کعبه رسید سه بار طواف کرد نشست بر در دوست
پس پشت داشت تکیه بران کرد و روی بخانه کعبه آورد و جان بحق سپرد انا لله و انا الیه راجعون سبحان الله زهی استعداد

روز چهارشنبه بیست و دوم ماه شوال سنه ۹۰۲ھ

روز چهارشنبه بیست و دوم ماه شوال سنه ۹۰۲ھ وقت چاشت ذکری در باب دین و اهل دین بود فرمودند سرمایه جمله
کارها و سعادت و اصل همه خیرات دو چیز است نفسی پاکی و دلی متوجه بخداوند تعالی هیچ حالتی و مقامی ازین دو سخن
بیرون نیست یک لک بیست چهار هزار پیغامبر براست خویش همی آوردند هر چه بدرجه ولایت رسید همدین دو چیز
رسید و هر که بمرتبه نبوت رسید همدین دو چیز رسید اگر خانست یا سلطانست یا ملک و یا گدا باشد و یا کاسبی محترفه
شود اگر این دو چیز است خود ترا درجه عظیم است و مرتبه جسیم باشد و اگر نه هیچ نیرزی هرچه شوی و انکه باشی باش بعد
ازان تو هیچ نیرزی و فرمودند که خواجه سالار نبین با شیخ الاسلام نظام الدین حکایت میکرد که موتابی بود نزدیک
دروازه حاجب عطار سالی در دهلی امساک باران شد خلق محلت گرد آمدند که خواجه باران نمی بارد خلق تنگ رمانده
است گفت خدا شما را چگونه باران دهد من تر خواهم شد که چهپر من شکسته است خلق گفت که خواجه اگر با چهپر شما نو کنیم
گفت اگر شما نو کنید خدا بر شما باران دهد چهپر او چه مقدار باشد فی الحال رفتند کهگل کردند کسی نی و کسی نی نیزه

آوردند چپر بستند انقلند ایستادند که خواجه چپر شما نو کردیم روی بسوی آسمان کرد و گفت که تو باران نمیدادی از
سبب آنکه من تر خواهم شد این بیچارگان چپر مرا نو کردند اکنون باران بده همان ساعت ابر باریک از کرانهٔ آسمان
جنبید و باد سرد بوزید و باران آمد بزرگ قطره و تمام روز میبارید تا آنکه زور آب ریسمان موئی او را که زیر آن بود روان
کرد باز روی سوی آسمان کرد و گفت من اینچنین گفته بودم اینچنان باران بده که ریسمان من ببرد روان کند اینچنین
باران کسی را کار نیاید همه ضایع رود باران قطره خورد و کرد آهسته باریدن گرفت چنانکه مقصود مزارع باشد اکنون چه
میگوئی او شاه است و او موی تابست و او مقرّبی از مقرّبان حضرت است همنشینی از همنشینان حق است اما
این حرفهای دنیوی اوست بدین خبر نی و اعتباری نیست و فرمودند که مرد دین را میباید که کمتر از توجه عاشقی
و معشوقی نباشد که این را مجاز و آنرا حقیقت می نامند خواجه سالار گفتی مولانا رکن الدین از یاران عزیز خدمت شیخ الاسلام
نظام الدین بوده است گفتی آه همه شدیم در فنا که لاها شدیم پرسیدیم لاها که بود گفت باغبانی بود بیرون دروازه
دهلی در قدیم الایام عورتی از بنات ملوک از شهر بیرون شد و در باغ بگشت آن باغبان نظرش افتاد و دلش گرفتار شد
بهر بهانه که باشد روی او ببیند و میوه باغ خود را فدای او ساخت هر چه در باغ او می بود می شکست پیش او
می آورد تا نماز شام همین حال بود چون وقت بازگشت شد بی بی در پالکی بنشست پردها فرو هشتند با عزت
و غلبت خویش روی بجانب خانه آورد بیچاره لاها بکجا و آن بی بی کجا او مرغ صحرائی بود نفسی بر درختی فرو آمد بر پرید لاها
دنبال گرفت دانستند مگر برای چیزی می آید که تمام روز میوه رسانیده است انعام برای او فرمودند چیزی نایستد
گفت همه صدقه بی بی است من چه خواهم کرد تا خانه بدنبال بود بی بی در درون خانه رفت کار لاها از دست شد بعد
از آن روزی چند زیست هم بر آستانه او آمد هم بر در آن بی بی افتاد جان سپرد و فرمودند بادشاهی بود هر روز در صحن
کوشک گو باختی و تیر انداختی سقایان می آمدند صحن را آب می زدند جاروب میدادند دختر بادشاه در غرفه نشسته
نظاره کردی نظرش بر سقابچه افتاد و دلش خواهان شد هر روز بر غرفه نشستی از دور نظر باختی روزی آن پسر
سقا نیامد زمانی صبر کرد طاقتش نماند این بیت انشا کرد و می گفت و می گریست بیت

آلا ای ساقی مستان بگو آن پور سقا را | بریده باشد از نقش غمی دادی دل ما را

بادشاه در غرفه دیگر بالاتر از وی نشسته بود آواز گریه و خواندن بیت او شنیده آهسته فرود آمد دید دختر است گفت
چه گفتی این است بیت

الا ای ساقی مستان بگو آن پور سقا را | بدیده با سران شکست تهی کردی همه خم را

بادشاه دانست که این بزبان گردانید این عاشق پسر سقا شده است با وزیر مشورت کرد و گفت عظیم کاری لاحق
شده است او را بگویند که خون زیادت شده است بدین در حمام برند فصد کنند باز نه بندند همچنان کردند آخر این

نفسی هم بانگشت باخون سه مصراع نوشت ثلاثی گر من بمیرم او را بیارید ۞ این مرده تنم بدو سپارید ۞
گر بوسه دهد بر این لبانم ۞ این سه مصراع نوشت که کار او آخر رسید بادشاه سر شستن در حمام آمد دید این سه
مصراع بخون انگشت نبشته است چهارمی مصراع را فرصت نیافته طلبیده اهل نظم و نثر را که کسی این چهارمی
مصراع را تمام کنند از هیچ کسی مناسب این نمی آید آن دختر که در جواب گفت که این را اینچنین تمام کنند رباعی

گر من بمیرم او را بیارید | این مرده تنم بدو سپارید
گر بوسه زند بر این لبانم | ور زنده شوم عجب مدارید

ملایم انجمنی حکایت دیگر گفتند که خدمت خواجه سیفر زوند قدس الله سره بادشاه در غایت حسن و جمال بود چون
او سوار شدی پیراهنها خلق پاره کردی روزی از حاجب خویش پرسید از میان این مردم که دعوی دوستی
می کنند هیچ یکی را صادق میدانی گفت یکی را میدانم علامت صدق او چیست در هر محلی که از تو جدا شد تا باز اتفاقی
دران محل نیائی او همانجا ایستاده است طعام و آب نخورد و اگر کسی بستم او را بخوراند چیزی خورد و گفت
راست میگوئی این علامت صدق است این بار او کجا منتظر است گفت در میدان سوار شد و در میدان رفت از
حاجب خاص پرسید آن درویش کیست گفت خود جای که حال کرده بود و ایستاده است گوی چنان زده است
هم نزدیک آن درویش افتاد از سر میدان آهسته آهسته اسپ را جولان کنان می آمد تا بدو رسید گفت درویش
گوی بمن ده آن مسکین جان بگوی بداد همان شد که گفته‌اند بیت

غمزه زن ما رسید ساخته وار دید جان | یوسف ما باز گشت مژده بکنعان برید

الحمد لله رب العالمین و بر وفق اینمقام حکایتی دیگر فرمودند که مجنون هر روز زیر غرفهٔ لیلی سنگی بود دفتی برآن سنگ
غلطیده و روی بغرفهٔ لیلی آورده مشغول و مستغرق بوده بودی رقیبان مجنون لیلی گفتند که این دیوانه هر روز می آید بر این
سنگ می نشیند نظر بر غرفهٔ لیلی می کند چیزی کنیم که باز بر این سنگ نتواند نشست هیزم جمع کردند برآن سنگ
سوختند که تا آنکه آن سنگ همچون آتش شد مجنون سوختهٔ آتش عشق آمد بر معهود خویش برآن سنگ نشست
غلطید تمام اندام او سوخت و در بر خاست و او متوجه به لیلی مستغرق دران خیال افتاده خبر از تن سوختن ندارد
تا آنکه هم رقیبان مجنون را رحم آمد فریاد کردند که ای دیوانه سوخته شدی چه کردی گفت این سوخته است اشارت
بدل کرد و دل سوختهٔ آتش عشق دارم خبر از سوختن تن کی باشد و هم ازینجا فرمودند که در کتب سلوک می نویسند
که إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ الْقُلُوبَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ وَهٰكَذَا بِأُلُوفِ سَنَةٍ وَجَعَلَ فِيهَا نَارَ مَحَبَّتِهِ فَخَرَجَ مِنْهَا شَرَارُ نَارِ الْمَحَبَّةِ
فَخَلَقَ مِنْهَا سَبْعَةَ دَرَكَاتِ الْجَحِيمِ حق تعالی و تقدس دل را پیش از تن بچندین هزار سال آفرید و در وی آتش
عشق خویش نهاد شراری از آن بیرون آمد هفت درکهٔ دوزخ از آن شراره پیدا شد پس سوختهٔ آتش عشق

را چه خبر از آتش دنیا باشد و نیکو اطلاعی که سنجی شاعر برین سر یافته است پس میگوید شعر

فغی قلب المحب نار هوی[1] احر نارا لجحیم ابردها

روز جمعه بست و چهارم ماه شوال سنه ۷۲۰ ه

روز جمعه بست و چهارم ماه مذکور بعد نماز ذکری در باب قربت حق و قبول او بود فرمودند شاید که بعمل نیک کسی را مقبول و بعمل بد دیگری را مردود کنند و لی دائد و بران جازم و قاطع باشد و ملایم این معنی حکایتی فرمودند که زاهدی بود در شهری خدای او را بخواب گفت که من درین شهر بلای خواهم فرستاد که هیچ یکی ازاں بلا خلاص نیابد زاهد گفت خداوندا چه خواهی فرستاد گفت آتش خواهم فرستاد تا همه را بسوزد و مگر خانه یک فاحشه و هرکه در خانه او ست گفت الهی حال من چه باشد گفت ترا هم بسوزم مگر آنکه در خانه او بگریزی از طفیل آن فاحشه خلاص یابی بامداداں برخاست مصلای بر کتف کرد و در خانه فاحشه رفت فاحشه دید حیران ماند پرسید که ای خواجه زاهد تو بر من کجا گفت بحکم بیخواهم چند روزی در خانه تو باشم گفت خانه من تو میدانی که هر روز چه مردم جمع میشوند و چه کار میکنند زاهد گفت مرا گوشه خانه بده بدان مشغول باشم تو دانی و کار تو بهمچنان کرد گوشه گرفت مشغول شد چند روزی گذشت آتشی در شهر خاست جمله خانها را بسوخت چون بخانه فاحشه رسید گشت در خانه دیگر گرفت چون آتش فرو نشست زاهد باز بکنج خویش آمد از خدا تعالے پرسید خداوندا چه سر بود که جمله خلق را بسوختی و تمام شهر را خراب کردی جز بفاحشه و خانه او و مرا بطفیل او رها کردی فرمان شد مارا سگی گرگین[2] بود گرسنه و تشنه در هوای گرم زبان کشیده بر محله و محله در هاگشت هیچ کسی او را گوشه نانی نخورانید و قطره آبی بچشانید و سایه دیوار خویش نشستن نداد هر جا که رفت بسنگ و درشتی بیرونش کشیدند چون در خانه آن فاحشه رفت فاحشه او را در سایه دیوار خود جای داد و او را نانی خورانید و آبی پیش او و هشت بطفیل آں سگ خود فاحشه را ازیں بلا خلاص دادیم و بغضب آنجمله اهل شهر را هلاک کردیم و ترا بطفیل خانه این فاحشه ازیں بلا عصمت بخشیدیم و فرمودند که وقت نقل جنید را دیدند که سخت میگریست از سبب گریه پرسیدند گفت عبادت هشتاد ساله خود می بینم که در هوای الوهیت بتار لبسته موئی بر بسته اند و آویخته اند و بادی از صحرای بی نیازی می بر دو نیدانم آں باد از صحرای قبول است و یا باد رد و بعد نقل بخواب دیدند پرسیدند که خدا با تو چه معاملت کرد گفت طاحت تلک العبادات و فنیت تلک الاشارات وانتثرت تلک العلوم فما نفعنا الا رکعات رکعتها وقت السحر عبادات معارف و حقایق و اشارات اسرار و رموز علوم همه برباد هوا شد و هیچ کاری نیامد مگر آں چند رکعتی که در سحر گذاردم بهماں کار آمد و نیز امیر المؤمنین حسن را وقت نقل دیدند که

[1] عاشق کے دل میں جو عشق کی آگ ہے اس کے مقابلہ میں دوزخ کی آگ بھی ٹھنڈی ہے ۱۲ [2] گرگیں۔ خارش والا ۱۲

میگریست پرسیدند جواب داد انی اقدم علی سید لم اره میروم بر سیدی که ندیدم او را ندانم که بکدام صفت تجلی کند لختی سخن دراں افتاد که بهترین کارها و اهم سعادتها بخدا مشغول بودن است مناسب آں فرمودند که بندگی خواجه قدس الله سره میفرمودند شبی خواجه ابراهیم ادهم رضی را شوق غلبه کرد از غلبه شوق در مسجدی که ازاں مسجد بیروں افتاد بیروں میگشت عسس[1] او را گرفت تمام شب برابر کرده گردانیدند بدین وهم مگر دزدی گرفته اند بامداد پیش پادشاه گفتند که شب دزدی را بر لباس صوفیان گرفتیم پادشاه پیش خود طلبید خواجه ابراهیم را آوردند پادشاه گفت درویش تو دزدی گفت آری دزدم و لیکن دزد دین نه دزد دنیا پادشاه گفت دزد دین چه باشد گفت رسول الله فرموده است اسوء السراق من سرق فی صلاتہ شیئاً بدترین دزد آنکس است که از نماز خویش چیزی بدزدد یعنی بشرایط حضور و اداء ارکان نباشد پادشاه را این سخن نیک خوش آمد عسس را طلبید ملامت کرد گفت تو نمیدانی درویشی با معنی نماید نزدیک طلبید با خود نشاند مایده آوردند پیش هر یکی از جنس طعام بود یک صحنک حلوا پالوده پیش شیخ بود و یکی پیش خلیفه هر یکی طعام خورد خواجه ابراهیم جانب پالوده می بیند و تبسمی میکند خلیفه گفت درویش چیست این هیچ نمیخوری بسوی حلوا و پالوده می بینی و تبسم میکنی گفت خلیفه ازیں پالوده مرا احوال قیامت یاد می آید گفت چگونه گفت خلق فردای قیامت اصنافا و صنفا بر دو صنف باشند بعضی آلوده و بعضی پالوده دست خلیفه خوشتر شد بگریست و گفت درویش با ما باش مارا از صحبت تو نفعی باشد گفت عرضه داشتی دارم گفت بگو گفت اگر تو در شکار رفته باشی بیایی مرا در حرم خویش ببینی مرا چکنی خلیفه این سخن شنید آتشی بر سر او افروخت گفت غضب فرود آر ازیں سخن غرضی دارم خلیفه گفت تعجیل بگو گفت گفتی نکردم این قدر غضب شد اگر کنم تا چکنی من صحبت کسی باشم اگر هزار وزغ گنه کنم بیک استغفار تمام محو شود او بگوید انا جلیس من ذکرنی من همنشین کسی ام که او مرا یاد کند و در ذکر من باشد چرا همنشین خدا نباشم هر چه کنم بیک استغفار همه بخشد این سخن گفت سبک خاست دامن خرقه افشاند روان شد و سیر رفت پادشاه بجانب او حسرت میدید.

روز چهار شنبه بست نهم ماه شوال سنه ۷۲۰ ه

روز چهار شنبه بست نهم ماه شوال ذکری در باب اصحاب خدمت شیخ الاسلام نظام الدین بود فرمودند میاں مولانا برهان الدین غریب بندگی خواجه ما دوستی و محبت و یاری با فطرات بود چون بندگی خواجه ازاوده می آمدند مولانا برهان الدین با جمله یاران و معتقدان خویش و یاران دیگر ازاں خدمت شیخ الاسلام نظام الدین استقبال میکردند سه روز بندگی خواجه در خانقاه می بودند بعد ازاں باذن شیخ بزیارت شیخ الاسلام قطب الدین بدیدن یاران شهر بیروں می آمدند هر یکی از میان یاران مولانا برهان الدین نیت سماع داشت فی الحال میکرد که خدمت

[1] اس محافظ کو کہتے ہیں جو رات کو پہرہ دیتا ہے اور کو توال کے معنی میں بھی آتا ہے۔

مولانا محمود آمده است وقت سماع همین است و مولانا برهان الدین غریب عقیده کامل بر شیخ ما داشت همچنین
گفت که اگر من پیوند بجز دست شیخ الاسلام نظام الدین کرده نمی بودم پیوند بر مولانا محمود می کردم و بندگی خواجه میفرمودند
که سالها ما یک جا بوده ایم هیچ وقت در آمدن و رفتن او پشت من ندیده است و من پشت او ندیدم و من هیچ وقتی
پیش او بی ادبی نکرده ام مگر یک بار که یک جا طعام بخوردیم نان خویش پیش دیگری می انداختیم چنانکه بعضی از یاران خواجه
این حکایت میکنند و با خود بحث میکردند که چرا این نان انداختن بی ادبی باشد هر کسی چیزی میگفت اتفاقی من
هم همانجا آمدم سید شرف الدین کیتھلی از من پرسید گفتم میان صوفیان یک مقام بلند ایثار است و نان پیش خود
پیش دیگری انداختن ایثاری دیگر است بر طعام خود پس بعضو سیار بی ادبی باشد همه این سخن را قبول کردند و
فرمودند کاشکی تمام غلامی بودی که بر مولانا برهان الدین خدمت کردی حکایت میکرد که بندگی مخدوم یعنی
مولانا برهان الدین روزی مرا گفت که محلّه که مولانا محمود مشغول است مرا آنجا ببر من دست گرفتم آنجا بردم مولانا
محمود مشغول بود سر در مراقبه داشت گفت شخصی نکنی و آواز ندهی نزدیک بر مرا ایستاده کن بردم نزدیک شیخ
ایستاده کردم بعد ساعتی شیخ بخود آمد مولانا را دید خاست که برخیزد مولانا برهان الدین گفت سر شیخ یعنی شیخ
نظام الدین نخواهم که تو چیزی من برورد تو بخدای آمده ام تو نشین من پیش تو دست بندم و دامن فرازم ایستاده شوم
بر من نظری کن یک فاتحه در کار من روان دار بجهد تمام شیخ را بر خاستن نداد و خود سر بر زمین داشت و دامن
فراز کرد ایستاده فاتحه از شیخ طلبیده شیخ فاتحه خواند دامن را برگرفت بسینه در مود سر مالید شیخ همچنان نشسته بود
پائی پس باز گشت و فرمودند درانچه سلطان محمد بی ادبیها با شیخ کرد او شنید گریست گفت حکم خواندم مولانا محمود حلیم
و کریم است و اگر او بجا اعدای زمان او را جمله لشکر و خلق و اسپان و پیلان او فرو برد و غم بر نیارد از آنجا بر
شیخ مکتوبی نوشت و این رباعی عنوان مکتوب بود **رباعی**

آوازه عشق شان بجائی نرسد | تا بر سر عاشقان بلائی نرسد
رو بر سر کنگره سر مردان بین | نامردان را خار بپائی نرسد

بعد از آن بندگی مخدوم فرمودند و هم از تحمل آن جفاهای او شیخ را حلم و علم دادند و آن مرتبت عظیم میان اولیای
خداست و بعد شیخ آن ولایت چهار کس قسمت شد یکی صوفی[1] بود هم از مریدان شیخ دوم صندوق تراش بود
سوم کلال بود چهارم عورتی بود هر که از میان ایشان مرد میدان صوفی مرید شیخ باز آمد امروز سالها است که
هم برادو مسلم و مفوض است تا بعد از و بکه رسد و الله اعلم و فرمودند درانچه یعقوب جندیری بر شیخ پیوست و او از
مریدان مولانا برهان الدین بود و بعضی مردمان دیگر هم از یاران او شیخ پیوند کرد و یاران مولانا برهان الدین چیزی

[1] یه صوفی خود حضرت بنده نواز رحمة الله علیه تھے ۱۲

گفتن گرفتند یعنی مگر چیزی که از روش و طریق صوفیان بندگی خواجه از مولانا برهان الدین گرفته است
این سخن بسمع شیخ رسید شیخ ناخوش شد آغاز کرد و سبحان الله اگر سخنی از درویشی در سمع مولانا برهان الدین رسیدی
هم از این کسی بودی آن روز مگر این سخن بگفت و اگرنه همه وقت جز با عزاز و اکرام ذکر مولانا نکردی و یاران
مولانا برهان الدین که در شهر بودند نیک مردمان صادق بوده اند چنانچه مولانا زین الدین دولتابادی و سید
نصیر الدین محمود بقائی در رجب بیشتری پابوس می آمدند برای مجلس مخصوص بودی و در آن مجلس جز من
از یاران شیخ نشستن نمی یافتند روزی همه برخاستند که بندگی مخدوم یعنی مولانا برهان الدین ما را فرموده
بوده اند که شما را سخنی از خود مولانا محمود برسد ما حیران بودیم کجا ماد کجا دهلی تا آنکه خدای بسببی ساخت ما آمدیم
خواجه بسیار تامل کردند بعد از آن فرمودند بروید چیزی تعلم بکنید آن مردمان صادق همه مریدان داشتند رفتند
همه دست بکتابها بردند تعلم کردن گرفتند و هر یکی از خانه خویش با پیاده و عصای در دست ابریقی در
دست یکنفری برابر به پابوس شیخ می آمدند با وجود آنکه قدرت داشتند که بر اسپان و پالکی سوار شوند
ولیکن از غایت صدق و صفا خویش سوار نمی شدند پیاده می آمدند بندگی خواجه نیز بسیار رعایت و حرمت
در باب ایشان میکردی کندوری برای ایشان می ساختند و اگر در خانقاه نکردی ده تنکه بدست ایشان
دادی که برید میان خویش یک وقتی جمع باشید و با ایشان بیشتر سخن از اعتقاد و محبت با پیر بودی و یا سخن از
عشق و محبت بودی۔

روز پنجشنبه نهم ماه ذی قعده ۸۰۲ھ

روز پنجشنبه نهم ماه ذی قعده وقت چاشت در نهر واله نزول فرمودند علما و مشائخ و سادات و امرا و ملوک و اهل حرفه
و صناعت جوق جوق بملاقات و سعادت دست بوس برسیدند مجالس مختلف و هجوم بسیار بود فرصت وفا
نمیکرد که جمله مجالس در قلم آید چیزی از آنجمله گرد آورده شد روز شنبه یازدهم ماه مذکور وقت چاشت سخن
در عظمت دین و عزت اهل دین بود فرمودند دانشمندان عجبی با خود راست آوردند که دین مختصر بر خواندن
چند کتابی و یاد کردن چند سخنی است اگر بدین دین مختصر مختصر است خود نیک اندک چیز است یعلم الله دین
کمالی دارد و دین جمالی دارد که اگر صد هزار سال کسی عمر یابد بمحاسن دین محیط نتواند شد و بکمالات دین نتواند رسید
مثلاً نماز علما میگویند اگر همین قدر در دل آید وقت شروع که این کدام نماز است برای خروج عهده این قدر
کافی است حضور دل وقت نماز با خداوند تعالی و تقدس شرط نیست زیرا چه امر دل بر دست مردم نیست غیر
اختیاری است پس شرط نگوییم و این سخن پیغامبر که لا صلوة الا بحضور القلب حمل بر نفی کمال کنند نه بر نفی جواز و
اما صوفیان حمل بر نفی جواز گویند بر مقتضای ظاهر لفظ نه آنست که ایشان معانی را فرض می کنند و نابوده

دانشمند امید ارند لا واللہ این سخن ممکن و واقع و ثابت است کہ دل بر جائے نشنید و حضور حق در وی پدید آید
چنانکہ اگر خواہد وسوسہ راہ در دن نجوید چنانکہ مردمان میگویند کہ حضور قابل امینست او گوید کہ وسوسہ ممکن
نیست اما برای آنرا علمی و قانونی و اصولی بنیاد نہادہ اند ہر آنرا بکنند و ایشان تعلیم و تلقین کنند ہماں شود کہ
گفتہ شد دانشمندی بود با پیوستہ مولانا نصیر الدین قاسم میگفت پیش من از وسوسہ نالیدہ بود و او را تعلیم علمی
کردہ بودم بعد قلیل مدتی پرسیدم کہ امروز حال وسوسہ چیست گفت چنانکہ پیش ازیں در ہم حضور در خیال من
نمیگذشت امروز خیال وسوسہ در نظر نمی آید میجویم کہ وسوسہ جائی باشد نام و نشان او نمی یابم و ملائم ہمیں این
حکایت فرمودند در عوارف میگوید امام جعفر رضی اللہ عنہ شبے در نماز بود و مردی متجسس حال او بود ناگاہ در اثنای
نماز بیہوش شد افتاد بعد ساعتی بہوش باز آمد بوقتی در محلی آن شخص پرسید کہ بحق آن وقتیکہ خدای
خود داشتی بگو سبب غشی تو چہ بود گفت تا آن الست اردو الآیۃ حتی سمعت من المتکلم بہا ہمیشہ آیت را مکرر میکردم
تا آنکہ آیت را از گویندہ شنیدم و فرمودند محمد سرخسی در دہلی بود بادہ زیستی و سی نفر یار داشت ہر شبی در خانہ
یک یار بی ہمانی بودی بعد ممی نوبت ہر یکی آمدی شبی با دی یاری متجسس حال شیخ بود کہ تمام شب چہ
میکند ناگاہ دید در اثنای آنکہ نشستہ بود آغاز کرد لبیک لبیک ساعتی ماند باز آغاز کرد لبیک لبیک یارب
بعد ساعتی لبیک لبیک گفت چند آنکہ بیہوش شد افتاد این شخص وقت محل یافت پرسید کہ خواجہ بحرمت
آن وقتی کہ ترا آن شب با خدا رازی بود با من بگو کہ چہ بود اول بار گفتی لبیک لبیک دوم بار ہش از آن
سوم بار چنان گفتی کہ بیہوش شدی افتادی گفت خدای با من گفت اے محمد من گفتم لبیک لبیک دوم بار
گفت ای محمد سرخسی مرا ذوق بیشتر از اول بار داد زیادت تر گفتم لبیک لبیک یارب سوم بار گفت اے محمد
سرخسی بندۂ من و شیخ محمد کوتہ بالا در پر اندام بود بدین خطاب مرحمت فرمود از آن ذوق بیہوش گشتم
اکنون گمان نباید برد کہ این مخصوص با امام جعفر و سرخسی است لا واللہ ہر کاریکہ ایشان کردند و فرمودند
بکنند و بر آن رود ملازمت نماید انچہ ایشانرا بود و را ہم باشد نہ این است کہ عین آن باشد و لیکن مثل آن
و ہم از جنس آن بلا شک و شبہ باشد و فرمودند کہ آن چہ علم است ابن عباس میگوید شبی بعد نماز خفتن از امیر
المومنین علی رضی اللہ عنہ التماس تفسیر فاتحہ نمودم بعد از نماز خفتن در خانہ آمد شروع در تفسیر بار بسم اللہ کرد و شب تمام
شد تفسیر بای بسم اللہ تمام نشد ما خود تمام کردیم کہ باحرف جراست عامل محذوف ابتدء و یا اقرأ مقدم و یا
مؤخر تقدیر کنیم آن چہ علم بود و شب گذشتہ تفسیر آن یکحرف تمام نشد و ابن عباس میگوید و حدث فیضی عندہ
کالجرۃ عند البحر من نفس خود را نزدیک مرتضی رضی اللہ عنہ ہمچنین دیدم چنانکہ سبوی پیش دریا از امام زین العابدین
چند بیتی منقول است۔ **ابیات عربیہ**

وَ اِنِّیْ لَاَکْتُمُ مِنْ عِلْمِیْ جَوَاہِرَہٗ — کَیْلَا یَرَی الْحَقَّ ذُوْ جَہْلٍ فَیَفْتَتِنَا
وَ ہٰذَا الَّذِیْ تَقَدَّمَ فِیْہَا اَبُوْ الْحَسَنِ — اِلَی الْحُسَیْنِ وَ وَصّٰی قَبْلَہٗ الْحَسَنَا
فَیَا رُبَّ جَوْہَرِ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِہٖ — لَقِیْلَ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ تَعْبُدُ الْوَثَنَا
وَ لَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ جَاہِلُوْنَ دَمِیْ — یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَاْتُوْنَہٗ حَسَنًا

رجال جاہل کسانرا میگویند تابعین و تبع تابعین کہ در ایام او بودند و ابو ہریرہ میگوید در بیان آیت یتنزل الامر
بینہن لو اخبرتہ بہ والآیۃ لکفرتمونی اگر بیان کنم این آیت را مرا تکفیر کنند و ابن عباس میگوید در آیتی دیگر
وجاء ربک والملک صفا صفا لو حدثتنی بالمجازۃ اگر بیان کنم سنگسار کنید شما مراد و خطاب مر علما
اہل زمانہ خویش را میکنند و ایشان را اہل لایق و ذائق و فایض بدان نمی دانند ہیچ کسی معلوم ہست کہ آن
علم چیست کہ ما خود بریں تمام کردیم کہ کودکی در مسجد شاندند بست و نہ حروف تہجی آموختند بعد از ان اعراب تلقین کردند
مثلا بٌ سپس آن تنوین آموختند بعد از ان مرکبات اول شناسی اَبَّ بعدہ ثلاثی و رباعی و خماسی پیش آن
خوانانند ندیا نظرہ و یا یاد خط آموختن ہم بر سند تعلیم بعدہ فرود ونام و یا دوات و میزان بدست دادند قدری خود را
شناخت کہ ضَرَبَ بر وزن فَعَلَ یَضْرِبُ بر وزن یَفْعِلُ در ین میان ناگاہ چند تعلیلے و صرفی پیشتر آموخت ناگاہ مصباح
و کافیہ تمام کردند قدری خواند چند مسئلہ از قدوری یاد کرد نسبتی بزرگی بستر بر وطن بریں طعن ای او جاہلے وای تو نادانی
این رد وانر ایں ردوانہ سپس پنج سالی ہدایہ و بزدوی خواند و کشاف گذشت بسم اللہ الرحمن الرحیم مجتہد زمانہ اول و آخر
شد نشست فلان شیخ جاہل فلان صوفی دیوانہ ہر چہ ہست ہمیں علم است باقی جہل و دین ہمیں است کار ہمیں دیگر
ہمہ جہالت و وبال سبحان اللہ و دین ہمیدین تمام شد اگر دین ہمیدین تمام شد خود آن چہ علم بود کہ موسیٰ باذن اللہ در
با مردہ وبال خضر گرفت از خودش راند گفت انک لن تستطیع معی صبرا با اینہمہ شرطیکہ برو کہ از من آنچہ بینم نپرسی و او
صبر برآں کردن نتوانست تا آنکہ میان ایشان جدائی افتاد کہ ہیچ موسیٰ را ایں ندیدہ و بر موسیٰ نگفت چہ ہمیں مسائل
احکام شرع بود خود موسیٰ صاحب شرع است بر وچہ احتیاج داشت زہے خسران عظیم زہے حرمان جسیم کہ این دانشمندان
را خدائی روزی کرد کہ ہم بر تعلق زبانی ماندند و از خدائی خویش بکلی محروم گشتند تلاوت قرآن ہم برین مختصر شد کہ صاد از
لب مخرج بیرون آید و ضاد از ین دہان و طا و ظا از ین و معنی قرآن ہم بر بیان کشاف تمام شد افسوس **بیت**

جمال حضرت قرآن نقاب آنگہ براندازد — کہ دار الملک معنی را مجرد بیند از غوغا

و اکثر اہل علم ظاہر کردیدم ہمہ را گرفتار بوسوسہ یافتم ہم ازیں بلا نالہ کنند و یک ساعتی ازیں بلا خلاص نیابند و خطرہ
خطری عظیم و بلائی بیرون اندازہ است کہ در تقریر نیاید و در تحریر نگنجد زیرا چہ خطرہ ہم خطرہ است منبی و نسبتی وا سطے

لہ صاحب ذوق باللہ قایل است ۲

نماز وا نچنیں نیست کہ برای اوراد لیلے و نہاری باید بعد از در دل آید بلکہ یکایک آنچہ در وہم کسی نبود ناگاہ خطرہ مزاحم
شد معاذ اللہ اگر خطرہ سو در عقیدہ کہ اصول دین است در آخر وقت مردم مزاحم شد وقت آں نیست کہ در دفع آں
کوشد از آنچہ روح در انزہاق است و آں وقتی است کہ از شدن آں وقت جملہ انبیا و اولیا تا آنکہ پیغامبر علیہ السلام
و ابراہیم خلیل اللہ خبر دادہ اند کہ اصعب الحالات ہمیں حال است و دشوار ترین حالتہا ہمیں حال است مرد کہ بر روے
گندہ و اند تن برنج آں مشغول و دل در اضطراب و ذہول و ذہول و عشایر و اقارب و اہل و ولد بجانب خود میگشتہ
کہ بہر حالیکہ ہستی باید کہ ایں زمان عزیزی آں مرد بحکم طبیعت مائل بجانب ایشاں و جانب خانہ و غلام و کنیزک و دوستاں
و ملک الموت در کار خود و شیطان در کمین معاذ اللہ آں خطرہ سو یکبار دوبار گذشت تا آنکہ وطنہ شد اگر ہم بریں حالت
کار او تمام میشود عاقبت او چیست مردمان بدیں بلای عظیم گرفتار و ہیچ از آں شعوری ندارند شب و روز دریں حال
او جاہل من عالم او بیرون شرع او مرد و خدا ما بر جادہ شرع و مقبولان حضرت **شعر** سَوفَ تَرٰی اِذَا تَجَلَّی الغُبَارُ
اَفَرَسٌ تَحتَکَ اَم حِمَارٌ بعدہ و ملایم ایں معنی حکایت فرمودند کہ خواجہ سالار می گفت کہ ما در جماعتخانہ شیخ یعنی شیخ
نظام الدین نشستہ بودیم مسافری گوشہ گرفتہ نشستہ بود خواجہ اقبال آمد بداں مسافر گفتن گرفت کہ ای خواجہ چہ کاری
کردی تو خواجہ را از دست دادی بروی چہ حکایت کردی کہ از گریہ خبر رفتہ است بلکے متغیر شدہ او گفت من چہ کردم
بندگی شیخ از من حکایت سفر و شہرہا و بلاد و مردم بلاد و مشائخ و علمای پرسید من حکایتی گفتم ایں مقدار گفت
خواجہ اقبال بازگشت ما نزدیک آں مسافر شدیم پرسیدیم کہ خواجہ بگو چہ حکایت بود کہ خواجہ را بدل ایں گریہ و ایں تغیر
پیدا شد گفت بندگی شیخ از من پرسید کہ کیانرا دیدی گفتم خیلے مشائخ را دیدم خواجہ محمد بخارا ہم دیدم پرسید میدانی
کہ تعریف او از بخارا ز چہ شد گفتم میدانم گفت بگو گفتم خواجہ محمد سوداگر بچہ بود خدا تعالیٰ او را انابت کرامت کرد از دنیا و
از متاع دنیا بکلی تائب شد خواست صحبت با درویشے کند کہ ہیچ بادی علاقت دنیاوی نباشد ہم در شہر خویش
درویشی دید لستہ درتہ دار دو نماز بر زمین میگذارد و ہیچ بادی دیگر اسباب دنیا نیست صحبت او اختیار کرد چند گاہ در
خدمت او بود ناگاہ اختیار سفر شد آں درویش گفت میخواہم در شہر خویش بروم گفت مرا برابر ببر او قبول نمیکرد و الحاح بسیار
کرد قبول فرمود بیروں آمد کہ از عمرانات گذشت گفت مرا کنار بگیر دانست کہ بجہت وداع میگوید گریہ کردن گرفت گفت
سر بر سینہ من بنہ چشم بر بند پنہاں کرد گفت چشم بکشا کشاد خود را در شہر آبادانی معموری یافت چوں خلق آں شہر دید کہ شیخ آمد
ہمہ اکابر و معارف پیش آمدند ملاقات کردند شیخ رفت در خانقاہ خویش نشست خانقاہی بلندی عظیمی ہجوم صوفیاں
مشغول برای شیخ مقامی بلندی سجادہ آراستہ اند و میان آں صوفیاں یکی خواہر شیخ بود و او نیز مشغول در حجرہ بود ہر یکی از
میان آں صوفیاں انچنیں کہ در ہوا بر در بر آب روند چند گاں کہ طعام نداند کہ چہ باشد شب بقیام و روز بصیام گذارند

۵ دستگیر خیار صاف شود و غذا شود باشد معلوم شود کہ درخت و اسپ است یا خر ۱۲ ۵ آبادی ۱۲

محمد بخارا ہم حجرہ یافت مشغول شد چند گاہی گذشت ناگاہ رحمتی شیخ را حادث شد ناگاہ رحمت بجائی رسید کہ امید حیوٰۃ شیخ
منقطع شد خواہر بدیدن شیخ رفت درون حجرہ در آمد و در بست خواجہ محمد گفت کہ ایں خواہر است و وقت آخر شیخ است ہرچہ
باشد از دفینہ و خزینہ و سری نہانی ہمہ ایں زمان بر خواہر خواہد گفت بر در حجرہ رفت متجسس شد کہ میان ایشاں چہ مقال
و چہ گفتار میرود ناگاہ شنید خواہر آغاز کرد ایں سخن بگو خواجہ محمد حیراں ماند بر شیخ کہ ایں حال باشد کہ بگوید ایں سخن بگو ساعتی ماند باز
آں عورت گفت ترا میگویم ایں سخن بگو باز بتکرار گفت باز آغاز کرد ای بدبخت ایں سخن بگو ای سخن گواہی ترسا بگو داسی
جہود بگو خواجہ محمد سر بر در زد و گفت ای عورت درون چہ میشود بلا زاد عورت در کشاد و موکناں گلہ کناں دست بر سر زناں
بروں آمد کہ ایں جہود آنرا و ترسا بازاد بود انزا کہ رسوم خویش بریں مرد کنند کہ ایں مرد با ایمان نرفت و در وقت نقل انکار
کتاب اللہ و انکار وحدانیت پیغامبر و سایر اصول میکرد و ہمہ میگفتم بگو و او میگفت تا آنکہ ہمبراں مرد از آں وقت خواجہ بخارا
گریہ فرو گرفت انچنیں کہ تمام رخسارہ و ریش گرفتہ بود و ہم گریہ می ماند خدمت شیخ نظام الدین شنیدہ است از گریہ بے تاب
افتادہ است و حال خطرہ بر جملہ است کہ انچنیں بزرگان از بلا امن نیست دیگری در چہ حساب است

روز پنجشنبہ شانزدہم ماہ ذی قعدہ سنہ ۷۰۲ھ

روز پنجشنبہ شانزدہم ماہ مذکور وقت چاشت ذکری در باب عقیدہ خلق بود در لطایف قشیری در ذیل آیت وَکَانَ ذٰلِکَ
عِندَ اللّٰہِ وَجِیہًا می نویسد کہ لا عبرۃ قول الخلق لا سیما العوام فانہم یقبلون بلا شئ و یردون بلا شئ و قول خواص را اعتباری
نمی کنند عوام در چہ حساب اند و اگر نہ لا سیما درست نباید و مناسب ایں حکایت فرمودند کہ چہار نفر مسافر بودند و یکی ایشاں
سگی بود در کنارہ آبی سگ سقط شد ایشاں گفتند ایں مسکین ما را صاحب بود و ایں را اینجا فرو دبریم و علامتی کنیم چوں وقتی
باز گردیم ما را یاد آید کہ ایں جای آں سگ ما است تودہ خاکی کردند و رفتند صورت گوری شد ناگاہ آنجا قافلہ رسید
بر شہر راہ مخوف شنید آنجا گوری شکل و دید بر سر آں گور درختی بود دانست کہ ایں تا کدام قبر بزرگی است کہ کنارہ آبی و زیر
درختی دفن کردہ اند برائی آں مقبور عشر مال کارباناں نذر کردند کہ اگر ما بسلامت بگذریم عشر مال کارباناں برائی آں
شیخ بزرگوار بیاریم قضا را میان دزداں یکدیگر اختلاف شدہ رہ کشادہ شد کاروان بسلامت گذشت بازگشتند آنجا آمدند
گنبدی و خانقاہی و مقامی بنیاد کردند در میان مردماں شہرت شد آنجا شہری آبادانی گشت بادشاہی شد چند گاہی
بریں گذشت بحکم مسافرہ آں چہار نفر باز بر سر آں آب رسیدند آنجا شہری آباداں دیدند با خود گفتند کہ اینجا آبادانی نبود ایں
شہر از کجا شد از مردماں شنیدند اینجا بزرگی دفن است آمدند و دیدند تامل کردند کہ ایں ہماں سگ ما نباشد آں درخت
آں آب آں مقام تحقیق دانستند کہ ایں بزرگوار آدمی نیست ایں سگ است سخن ایشاں در شہر فاش شد خواستند تا بر
ایشاں چہ کنند کلندی بیارید بہیا اگر استخوان سگ بیروں نیاید ما را بکشید کافتند استخوان سگ بعینہ بیروں آمد مردم استوار
داشتند و قصہ خویش بگفتند رہا شدند ایں حال اعتقاد خلق است و حکایتی دیگر فرمودند کہ در دو لشکر باد و سنگ شخصے

مُردکودکاں گفتند ما زیر آں درخت فرود بریم و بریں درخت جامه بیاویزیم تا ما بدانیم که اینجا سنگ ما مرده بود مردمان آمدند چوں آں جامه آویخته دیدند جائی ریسمان بر نیت بستند چوں آں مردماں بازگشتند چه بینند که جای انگشت نهادن ودال درخت نیست که مردم ریسمانها و جامه ها بسته رفته اند۔

روز جمعه هفدهم ماه ذی قعده ۲۰ ھ

روز جمعه هفدهم ماه مذکور وقت چاشت جوانی چند بجهت بیعت آمدند تعلیم و تقوی و ورع و جهد مبالغت نمودند فرمودند این وقت بهار عمر است درخت عمر تو بر است هر چه امروز بنیت یابد همان شود و هر چه درین ایام بدست آرند همان بکار آید مایه او همان باشد مناسب این معنی حکایتی فرمودند که چند گاهی بر شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمة الله علیه مسافراں نرسیدند با مادری گفت هر که امروز خبر آمدن مسافراں اول بدهد هر چه بطلبد بدهم اول پسر شیخ آمد خبر کرد بعده گفت شما گفته بودید هر که اول خبر کند هر چه بخواهد بدهم گفت بخواه بدهم گفت من نخواهم برای خواندن کسی جهد نکند شیخ فرمود نیکو باشد و لیکن اگر سورهٔ ملک بخوانی و یک لفظ هر روز مرا بشنوانی من ترا بمقابل هر لفظی یک دینار زر بدهم بطمع دینار زر هر روزی یک لفظی یاد میکرد و شیخ را می شنوانید و یک دینار زر می ستد تا آنکه شیخ پس پرده شدند مریدان و معتقدان بر سجادهٔ شیخ پسر را نشاندند و این عامی هیچ نمیدانند هر کسی گفت که سجادهٔ شیخوخت بی علم و تعلم چگونه راست آید در میان مجلس چیزی باید بر سیم خود خواهد گذاشت شخصی برخاست گفت من از مخدوم زاده التماس دارم سورهٔ ملک بشنوم فی الحال خواند گفت اعوذ بالله من الشیطان الرجیم تمام خواند بهای های گریست بیهوش شد افتاد و حیران ماندند آں وقت باز کسی بیجائی امتحان نایستاده سجادهٔ شیخی بر پسر شیخ مسلم شد شیخ بکرامت معلوم کرده بود که این روزگار پیش خواهد آمد تا بدان نمط همین سورهٔ ملک یاد کنانیده بود و هم از ینجا ذکری در سبب حال خواجه حبیب عجمی دو سه بار بود فرمودند خواجه حبیب عجمی مردی رباخوار[1] بود و وقتی از دست مال نخوردی همیشه از پا مزدی هر که قسط نرسانیدی از و پا مزدی استدی آں خوردی یک روز هم جا رفت قسط نیافت و پا مزدی ازکه بستاند شخصی فقیری بود قرضی داشت بروی رفت او گفت من امروز قسط ندارم پا مزدی طلبید گفت در خانه امروز چیزی نیست بجز گوشت گفت همان گوشت بده گوشت استد در خانه آورد با زن گفت امروز پا مزدی جلبه نیافتم جز این گوشت غذای ما امروز همین است دیگ بجوش ام گوشت پخت درویشی چیزی خواست او راند بعده خواست از دیگ بکشند بخورد کفچه پر بریان دیگ انداخت جمله کفچه پر ز از خون بر آمد حیران ماند تامل کرد مگر آں درویش گرسنه بود دلش قدری نرم شد برخاست آں روز مذکر خواجه حسن بصری بود در تذکیر و رفت در میان راه کودکاں بازی میکردند میان خود یکدیگر گفتند گوشه گیرید و دره بدهید که حبیب رباخوار می آید تا گرد رسیم نباید گرد او ما بر سد از شومت او ما هم دوزخی شویم دلش نرم تر شد گفت ای حبیب زندگانی کردی که خلق درباب تو اینچنین گویند گذشت در تذکیر خواجه حسن نشست

۱ رباخوار یعنی سودخوار ۱۲ ۲ حیرت ناداں ۱۲ ۳ ... ۱۲

ساعتی سخنان شیخ شنید دل بکلی نرم شد ایستاده پیش حسن بصری توبه کرد و در دل خود محکم کرد که از جمله مال ربا بیرون آرد بخصماں دهد همیں دل کرده در خانه می آمد در اثناء راه کودکاں بازی میکردند چوں شیخ را دیدند گفتند هوشیار باشید که حبیب تائب می آید نباید که بحضور او از ما بی ادبی رود که از شومت آں دوزخی شویم گریست گفت سبحان الله چندیں سال دوست را رنجانیدم بیک توبه این ندا عام بر روی خلق دادند رفت در خانه نشست صلاء عام داد که بهر خلق که از ایشاں ربا ستده است بیائید و مال خود بستانید هر کی آمد مال خود را ستد و آں مال که از آن او بود همه را بفقرا قسمت کرد و از زن گفت برای قوت ما چه خواهی کرد گفت مزدوری خواهم کرد صباح شد بیروں آمد کنارهٔ فرات و دجله گرفت مشغول شد در نماز و عبادت خدای تعالی بود چوں شب شد بخانه باز آمد زن پرسید که مزد کجا گفت بر خوند کاری که خدمت میکنم کریم و رحیم خوند کاریست مرا گفته است که سه روز تو مرا خدمت بکن من مزد یکجا خواهم داد دوم روز هم بهماں کرد مشغول شد سوم روز وقت نماز دیگر متعلق شد که عورت است با او چه خواهم گفت باری چیزی دست کرده پیش او برم و دستارچه پر از سنگریزه کرده رو بخانه گرفت که اول نظرش بدستارچه رسد و اند چیزی در میان آں هست چوں بر در خانه در آمد بوی طعام یافت درون آمد دید خوانچه پر از طعام نانهای سپید و ماهی بریاں و بیضه و شهد و جز آں الوان اطعمه دیگر و صد دینار زر در گوشه خوانچه انبار نهاده پیش زن است پرسید گفت از کجا یافتید گفت خوند کاری که سوم روز است که خدمتگاری او می کنی همو فرستاده است جوانی خوبصورتی جامها سپید پوشیده و خوانچه طعام بر سر گرفته آورد و گفت بگوی بر حبیب عجمی که این مزد تست لبستان و همچنیں در خدمت زیادت کن تا مزد هم همچنیں خواهیم افزود و علم الله که این معنی مخصوص بحبیب عجمی نیست هر که آنچه حبیب کرد بکند این و بهتر ازیں و بیان مثل و مانند پیش او آید و اما همچنیں که البته دادن بدیں طریق لازم حال متوکل است و شرط او در کار او دست تواند بود و کیکی توکل کنند و کار بر موارد نباشد و در دستی بود توکل کرد و صحرا گرفت ترک تعلق اسباب که در آبادانی بود سه روز گذشت هیچ نرسید صابر بود زیادت از آں شد و ماند قریب هلاکت رسید از حضرت خداوند تعالی تقدس روزی طلب کرد گفت الهی اگر کشتنی ام بکش و اگر نه چیزی بده بجوم ندا شنید و عزتی و جلالی لا ارزقک حتی تدخل الامصار و تاکل من ایدی الناس ندا شنید بسوگند عزت و جلال خود ترا رزق ندهم تا در شهر نیائی و از دست مردماں نخوری در شهر در آمد فجاء هذا الطعام و هذا الشراب کسی طعام آورد و کسی آب آورد در دلش آمد ندا شنید اثر بذلک تبطل حکمتی بزهدک تو میخواهی که حکمت مرا بتوکل خود باطل کنی و تمهید این معنی است که ابو یزید سلطان العارفین بر شقیق میگوید رحمة الله علیه که باز آ تو کل گرد آری ترسم که از شومت آں تو با آں شیخ هم فرود آئی یعنی توکل از معین شرک و خود بینی و عزت نفس است۔ حاضری عرضداشت که بند این تکمه بر سر کلاه چشتیاں میباشد و بر سر کلاه سهروردیاں نمی باشد این را چیزی سندی است یا نه فرمودند این سخن که میگویند این سخن میان چشتیاں نیست تکمه بی تکمه فرقی ندارد

خیاط را اگر خوش آید بکند و اگر خوش نیاید نکند این را با خود مردمان راست گرفته اند این را از مشائخ سندی واسطه
نیست و آن فرموده اند صورت طاقیه از کجا شد رسول الله را به شب معراج فرمان شد که در قبة النور برو رفت دید قبا است
در او بسته اند در زد از درون آواز شنید کیستی تو گفت منم محمد گفت برو اینجا منی و مائی نمی گنجد باز گشت بحضرت آمد
فرمان شد رفته بودی در قبة النور گفت الٰهی تو بهتر میدانی رفته بودم ولی در نگشادند پرسیدند کیستی تو گفتم منم محمد گفت
منی و مائی اینجا نمی گنجد باز گرد فرمان شد راست میگویند در حضرت مائی و منی چکنند برو در باز همچنین بگو بیچاره مسکینے
مضطر بی یتیم از بیوه که قدید خوردی روزگار گذرانیدی پرورده کافری هیچ نیستی نابودی باز رفت در زد گفتند
کیستی تو گفت مسکینے بیچاره یتیم از بیوه پرورده کافری مضطر بی هیچ نیستی و نابودی از درون آواز خواست مرحبا بیا
که سالها است هم ترا منتظریم رسول الله درون رفت در درون شش شش نفر بودند رسول الله بالای ایشان نشست
ندا آمد این آوازی نغمه دلربائی و دلکشائی برآمد رسول الله از غایت ذوق برجا نماند اضطراب کرد چنانکه دستار
مبارک افتاد چون بخود باز آمد حاضران مقام گفتند حق تعالی ترا ازین ذوق و حالتے جدید بخشید برائی ما نصیبه کن همان
دستار مبارک در میان نهاد که این میان شما افتاد هم میان شما باشد چند پرکاله کردند لبستند آن پرکاله را چکنند
با خود گفتند در موضع کرتشسته ایم صورت قبا است هم بصورت این مقام بدوزیم بر سر نهیم و این فتوح خاصه مقام
یادگار باشد فی الحال همه آن نمط کردند صورت کلاه عین صورت گنبد است این کلاه در میان صوفیان افتاد هم
ازین سبب افتاد که گفته شد والله اعلم بعد نماز پیشین ذکری در میان صحوبت و ریاضت دوستان خدا بود فرمودند
که رسول الله علیه السلام میفرماید که مَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ خَیْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ[1] قصه این
حدیث برین جمله است که رسول الله با جمعی از صحابه در راهی میگذشت جنازه آمد همه خلق ذکر او بشر کردند رسول الله
فرمودی وَجَبَتْ یعنی ثابت شد و جنازه دیگر گذشت همه خلق او را بخیر ذکر کردند رسول الله فرمود وَجَبَتْ۔ عمر
رضی الله عنه پرسید یا رسول الله برائی اول هم واجب شد و برای دوم هم فرمودند برای اول دوزخ واجب شد و
برائی دوم بهشت واجب شد بعد از آن گفت مَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ خَیْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ
اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ ثلث مرات شما گواهان خدائید بر روی زمین هر کرا شما به نیکی کنید ثابت شود برائے او
بهشت و هر کرا شما به بدی کنید واجب شود برائی او آتش تجنیس آن فرمودند این سخن چگونه راست آید در باب
مردمانیکه چیزی دیگر باشند و چیزی دیگر نمایند یعنی نباشد شخصی که ایشان را بینند و گمان بخیری در باب ایشان برد
معاذ الله که از ایشان نا شرعی زاید لیکن چنین نماید چنانکه حضرت عیسیٰ چنین نمود مگر گشتند و بر دار کردند خدائی خبر دارد وَمَا قَتَلُوْهُ

[1] جس شخص کی تمام لوگ تعریف کریں اس کے واسطے جنت ثابت ہو جاتی ہے اور اس کے برعکس جس کی تمام لوگ برائی کریں اس کے واسطے دوزخ واجب ہے [2] اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا اور نہ سولی پر چڑھایا گیا بلکہ وہ لوگ شبہ میں پڑ گئے ہیں واقعہ حقیقی نہیں ہے ۱۲

وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ[2] این نوع درین طایفه بسیار باشد و پیشتر از اهل وداد بوده دوستان خدا مستتر بلباس کریه فاحش باشند و
اما در لباس ما هم هستند ولیکن اندک بیشتری درین صورت متصنع و مرائی می باشند و آنکه صادق میان صورت مائی میباشد
نیک عالی مرتبه و سروری میباشد خداوند تعالی دوستان خویش از میان مردمان مخفی گردانیده است تا ایشان را
کسی نه بیند و در نیابد و ایشان نیز متعلق بکسی نباشند و کلام بهمین معنی فرمودند که حدیث قدسی است که اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ
قِبَابِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ[3] و فرمودند که سوداگری بود مالی از مغلی ستد و آن تلف کرد مال مغل در ایام سلطان محمد بود از بهر
کسی که مغلان گله کنند بی تامل او را می کشتند آن سوداگری بر شغلی که مرید خواجه ما بود همسایه او بود گفت بیا رویم قصه خود
بگوئیم او گفت تو مال بجوری تلف کسی شیخ ما برای آن چکند گفت هم می باید گذرانید ملاقات بندگی خواجه آمدند ساعتی
ازین و از آن حکایتی فرمود ایشان را از هیبت خواجه مقصود خویش فراموش شد وقت خاستن همان سوداگر یاد داد آن متعلم را
که بگو او پیش شد قصه حال باز نمود بندگی خواجه قدری تامل نمودند بعد از آن گفتند که بر مولانا جلال برو و این قصه
بگوئید مینیم که کدام جلال و دو می یا جلال تبریزی در آن ایام هر جا که صاحب می است در بسته دربسته در خانه افتاده است
هر که از میان ایشان با وی می نشست و سخن می گفت کیفیت پیش برو نمکرا و گشتند ایشان هر دو رفتند و مولانا نماز و نذر
مولانا پیش در آمد پرسید ایشان سلام بندگی خواجه رسانید نذیر شد قصه خویش تمام گفتند گفت بندگی شیخ محمود را چنین
دفتی البته مرا نیکگذارند بسیار اظهار ناخوشی کرد بعد از آن گفت هیچ نمیکنم گفت که تو اند میان شما بیرون دروازه بهیله
بخسپید در آن ایام سیوان می آیند سر سنند میر بند نماز دیگر بالای حوض سلطان کسی نمی باشد همه درون شهری آیند جهان
سوداگر صاحب غرض اختیار کرد با او گفت تمام شب پیش دروازه باش چون بامداد در دروازه کشایند منتظر باش اول
کسی که از دروازه بهیله بیرون آید حاجت خویش بر وی بگو ندان باز گشتند آن متعلم هم اختیار کرد برای آنکه به بینیم
خواهد شد تمام شب هر دو در یک گوشه خزیده بوده اند چون وقت بامداد شد دروازه کشادند چه می بینند مخنثی است نزدیک
دروازه بهیله مشهوری شوخی و علانیه خدا داند که هر یکی با او چه میگویند و او با مردمان چه کلمات میگوید بیرون آمد متعلم
بافراط خندید گفت اینک این شخص است که تو ترا و حاجت گوئی آن برآید این مرد مترصد[4] سوداگر ساعتی تامل کرد باز
گفت مرا باین چه کار است باری مرا آنچه گفته اند بکنم پیشتر شد دنبال او گرفت و او در خنده فتاد دروازه بهیله گرفته بود
از بس دید مردی که آید با ایستاد و آغاز کرد که کیستی دنبال من کجا می آئی مگر مطلوبی داری که درین خنده فتاد کاری کنی
بیا در آ کاری بکن گفت ندارم مطلوبی جز آنکه مولانا جلال بخدمت شما فرستاده و گفته حاجتی که داری بر وی بگوئی
آن حاجت بر وی گفتم باز آغاز کرد که مولانا جلال کدام حاجت که اگر مطلوبی داری بیا این خنده فتاده است دنبال گرفته

[3] وہ [illegible] ہے اس کے معنی محبت کرنا ہیں، میرے اولیاء میرے قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں میرے سوا ان کو کوئی نہیں پہچانتا
[4] از ترصد چشم داشتن و چیزے، کسی سے امید رکھنے والا یا خوف رکھنے والا ۱۲

ماندم بعد ازاں ساعتی متفکر ماند بعد ازاں گفت بلہ برابر بیا و گفت بالا حوض سلطان نزدیک چبوترہ شیخ جلال الدین
تبریزی رفت درمیان حوض درآمد وضوئی کرد بالا آمد دوگانہ گذارد و روی سوی آں مرد کرد گفت بجز حاجت تو
برآمدہ است ایں مرد حیران ماند چہ حاجت برآمد و چہ غرض حاصل شد اندوہگین و مخمول و خراب از بالای حوض
بازگشت آنکہ پنہاں شدہ می بود از مغل آنہم رفت بیروں افتاد دراں تحیری و بیہوشی یکایک در زیر چبوترہ آں مغل
گذشت آں مغل دید و او نشستہ شراب میخورد نقراں دوانید گفت بروید مولانا را بگیرید بیارید نقراں دویدند او را
گرفتند دانست آمد تقدیر بر سر رسید پیش او بردند آغاز کرد مولانا بشنو بر ما بادشاہ مرحمتہا بسیار کردہ است سی ہزار تنکہ
بر حمت انعام دادہ است چہ با تو بجہت آں مال گفت و شنیدی بکنیم ما از سر آں گذشتیم اکنوں بیا آنقدر مال دیگر ستان
برو کار خود دراں وار سوداگر شاد شد شکرانہ آں حلوائی کرد بخدمت خواجہ آورد خواجہ فرمود کہ ایں حق مولانا جلال است
برو ببر بر مولانا جلال الدین آورد مولانا جلال گفت حق آنکس است کہ کار تو او کردہ است برو ببر حلوا ببرو آورد ناگاہ
دید مخنثی ہنہادی ہشتادی گرد خانہ او آمدہ اند بر در او ہجومی ہست پرسید چہ ہجوم است گفتند دیروز فلاں وقت ہماں
وقت کہ از بالای حوض بازآمد پر کالہ جامہ کہنہ پارہ برداشت فراز کردہ سجدہ براں کرد جاں بحق سپرد او مخنث نبود ولیکن
چنیں نمود مقربی از مقرباں حضرت و ہمنشینی از ہمنشیناں عزت بود و نیز فرمودند متعلمی بود کہ در روز پنجشنبہ ہر بار ناغہ
کردی استاد پرسید کہ چہ سبب است کہ تو ہر پنجشنبہ ناغہ میکنی اہتمام بسیار و جد سخت نمود گفت در ہر پنجشنبہ ملاقات
خواجہ خضر میشود سبب آں ناغہ می افتد گفت باشد بنوعی با ما ہم ملاقاتی بکنانی گفت بروم بگویم اگر قبول کند روز پنجشنبہ
چوں ملاقات شد بالحاح تمام گفت قبول کرد درمیان ایں شش ماہ ملاقات استاد تو بکنم برا استاد آمد بشارت رسانید
کہ درمیان شش ماہ گفتہ است ملاقات شما بکند استاد منتظر بود تا بکدام صورت مہیب و جمیل تا بکدام عزت و عظمت و
جاہ و جلالت خواجہ خضر خواہد آمد ناگاہ روزی بر صورت درویشی شد جامہ رنگیں قطرہ قطرہ و رگ ہا دادہ و بعضی جاہا پلید
رسیدہ و اثر آں عین میناید سر فرود کردہ چوبے کثری کوری بدست گرفتہ لنگان و دوکان شدہ آمد ایشاں بخیال استغفار
و استخفاف کرد کہ ہیچ کسی بجانب او ندید ہمہ فریاد برآوردند کہ درویش باہست باہست او دراں می آید و نی
ایستد آں متعلم دراں مجلس نشستہ تماشا می بیند بایستاد کوزہ آبی طلبید استاد گفت آب بدہید کوزہ آب بدست
دادند فی الحال بر زمین انداخت کوزہ شکست آب بر کاغذہا افتاد طائفہ متعلم کاغذ را آب رسید چگونہ معاملت کنند
ہر کسی از دست شد اہانتہا بسیار کردند آں درویش بیروں آمد شش ماہ گذشت استاد گفت وعدہ تمام شد خواجہ
خضر نیامد گفت آمدہ بود و لیکن شما ندانستید گفت کی آمدہ بود گفت آں درویش کہ جامہ پارہ پارہ در بر داشت و
تنک خوار و زار بر شما آمد و شما گفتید باہست باہست و کوزہ آبی طلبید و بر زمین ریخت شما بجہت تر شدن کاغذہا
بر او بسیار استہانت و استنقار و استخفاف کردید ہماں خواجہ خضر بود حکایت آں مخنث ہم ازیں جملہ میباید دانست

و نیز حکایت کردند کہ سبلتو نام دیوانہ بود سبلتہا نیک دراز داشت پریشانی سرگشتی بی التفاتی خرابی بیرو ل
افتادہ بی ضبطے کہ جمع طرہا[ے] از خوف او گریختی و ہیچ فاحشہ بر در خانہ نماندی از خوف او بجز آنکہ در طرہا باز آمدی جمع خلق از
طرہا و احتراز کردی و فواحش جملہ خانہ خالی میکردند چشمہائی او بدرد آمدہ بود کلی سرخ گشتہ بود رنداں دیگر یاراں او بدردی
گفتند کہ سبلتو دارو در چشم خود بکنی گفت باش گفت چہ دارو کنم سخت مزاحم شدند گفت امروز دارو چشم کنیم دوا آں م
خاک پائی فواحش گرفت در چشم مالید و گفت الٰہی بحرمت خاک پائی بندگان خود چشم مارا نیکو کن خاک مالیدن ہماں
نیکو شدن ہماں ہمہ خلق حیران ماندند باز گشت در خانہ آمد بر زمیں غلطید جاں بحق سپرد اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ و حکایتے
دیگر فرمودند کہ در قدیم الایام دہلی استاد متبحر مولانا برہان الدین بلخی بود خلق ہمہ تلمذ پیش او میکردند خیاطی بود او ہم در
مجلس مولانا آمدی نشستی ناگاہ سخنے در عقاید بود متعلماں میان خود بحثے میکردند او سخنی از درویشی شنیدہ بود دراں
باب اگرچہ اختلاف شرع نیست ولیکن بر منطقی کہ او میگفت چنیں نماید کہ خلاف شرع است بجز آں کہ ایں سخن گفت
دانشمنداں کل و آں استاد تکفیر کردند و طعنہا بسیار گفتند چنانکہ رسم دانشمنداں است کہ صوفیاں را گویند کہ اول بار می
مسلماں شوید بعد ازاں صلاحیت پیش کنید شما جاہلانید دین ندارید ملحدانید مثل و مانند ایں کلمات گفت ایں مرد خیاط
حیران ماند کہ ایں سخن از آں من نیست راست کردہ پس پشت نمازگاہ بیراں دیوانہ رفت گفت کہ شما انچنیں سخنی گفتہ
بودید من در مجلس مولانا برہان الدین بلخی گفتم ہمہ تکفیر کردند و بدہا بسیار گفتند آں درویش غضب کرد و گفت کہ
ما کتاب مولانا بپیچیدیم ہر دو دست باہم زد بعد ازاں مولانا سبقی فرماید دوم روز آں متعلماں بر عادت قدیم بوقت سبق
حاضر شدند منتظر مولانا ماندند سبقی فرماید مولانا از معہود خویش درنگی کرد بعد ساعتی نیک ناخوش گرفتہ بیروں آمد برہم
متعلماں یکی کہ سابق بود پیش شد سبق خود خواند مولانا من اولہ الی آخرہ نشستہ شنید و گفت باللّٰہ واللّٰہ تاللّٰہ کہ اصلا
من فہم نمیکنم کہ تو چہ میخوانی متعلم گفت شما مخدوم ایں را استادید بی شفقتی در باب من از کجاست لطف کنید بگوئید باز
بسوگنداں گفت اصلا من خبر ندارم کہ تو چہ میخوانی گفت شب خواندم بعضے سبق تا ہنوز ہیچ ندانستم کہ کتاب چہ میگوید مہر
بستہ من شدہ است متعلماں حیران ماندند مولانا حیران تر بعد ساعتے متعلماں بازگشتند آں خیاط نشستہ ماند
آغاز کرد کہ دیروز سخنے کہ من گفتم من کیستم و کدام کسم کہ میان شما سخنے بگویم از آں من نبود مرا با درویشے صحبتے ہست
آں سخن او بود شما را تکفیر کردید من بر وے رفتم گفتم او تفت شد آغاز کرد ما سبق مولانا بپیچیدیم از فردا باز سبق
نگوید چہ خواہد گفت دو دست بر دست زد مولانا گفت آہ ہمیں بلا است پائے خیاط گرفت برائے خدائے راچناں کہ
ایں بلا بر من انداختہ تدبیر دفع ایں ہم بکن خبر از تو نشنود گفت بروم بروی باز بگویم شاید او باز آید رفت بروی گفت کہ
علم مولانا کلی ماند و خلق از و نفع میگرفت و علم کلی و مسائل فقہ کلی مہمل شد برائے خدائے راشرع محمدی است کلی خواہد
رفت در باب خلق لطفے بکن از سر آں مولانا بگذر بعد الحاح بسیار آغاز کرد کہ آنچہ بگویم مولانا نخواہد کرد گفت عزت خود را

[ے] طرہا معنی مطرب گویا قوال ۱۲

بگوشہ کند و قوانین علم را فرو پیش سازد و از خانہ کہ بیروں آید و در ہر گامی سر بر زمین جانب سادہ دارد ہمیدیں نمط بیاید
گفت نکو باشد ہمیدیں نمط بیاید خیاط آمد بشارت بمولانا رسانید و گفت بریں نمط قبول کردہ است کہ بیاید مولانا
صاحب غرض چہ کند از خانہ کہ بیروں آمد ہر گامی سر بر زمین داشت و پیشتر می شد تا آنکہ از شہر پس پشت نمازگاہ
رفت دیوانہ لنگوتہ بر عورت غلیظ بستہ و باقی تمام برہنہ بر چوترہ بستاں افتادہ است آں خیاط گفت کہ ایں
ہماں درویش است مولانا دید حیران ماند چہ گوید جای گفتار نیست باز ہمچناں روی بر زمین سید اشت و میرفت
تا آنکہ نزدیک رسید ایستاد ساعتے منتظر بود ند ناگاہ چشم کشاد آغاز کرد ہاں مولانا کجا آمدہ آید خیاط پیش شد
آغاز کرد مولانا عوضہ میدارد مرا باعلم چہ کار من جاہلی مسکینے ام بگدای بر شما آمدہ ام و گفت ہاں مولانا بنشیں و گفت سبب آں
شما آمدہ است کہ اگر کسی حاجت خواہد دوگانہ بگذارد و چنیں خواندنی بخواند و چندیں بار درود گوید حاجت او برآید مولانا
گفت آری آمدہ است گفت ایں کار باری بکن مولانا تجدید وضو کرد و دوگانہ کہ آمدہ است بگذارد و درود گفت
باز نحوہ آمدہ سدی کہ بود ہمچناں باقی است دیوانہ پرسید گفت ای مولانا چہ حال است چیزی نفعی کرد گفت ہنوز ہیچ
نفع نکرد پس چہ باشد حال روایت شما است ہیست گفت چہ دانم تا چگونہ آمدہ است دیوانہ گفت نہ مولانا چناں کہ
آمدہ است ہم ہمچناں است و لیکن تو خواندن گذاردن نمیدانی گفت آری ہم چنیں من خواندن و گذاردن نمیدانم
باز گفت ہاں مولانا معلوم کردی کہ تو ہیچ نہ گفت آری معلوم کردم کہ من ہیچ نہ ام و از ہمہ جاہلاں بدترم گفت
بیار آں کاغذ ہا کہ برابر آوردہ مولانا آں ہمہ کاغذ کشید پیش او نہاد خاکی کہ بر تن او آلودہ بود برگرفت آں خاک
بر صفحہ کاغذ زد گفت ہاں مولانا ببیں اکنوں مولانا چہ بیند ہماں دانشمند کہ بود ہماں است مولانا باز گشت چہ بود کہ
آں دیوانہ بی ستر بود و باز ہیچ خلاف شرعی در ذات او می آید والعیاذ باللہ و لیکن چنیں مینمود ابتلاءً من اللہ تعالے
و رسول اللہ علیہ السلام بیان جادہ کردہ و اما آنکہ طرق مختلف کہ غیر جادہ نماید و لیکن متباین ایں نباشد آنرا انتہا ہیچ
و اندازہ نیست و آں در بیان در نگنجد قولہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ
بیان جادہ است و قولہ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ[1] بیان طرق مختلف
کہ غیر جادہ نماید و خلاف نباشد لِکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَا غَایَةَ وَلَا نِہَایَةَ وَ لِطُرُقِ الْوُصُولِ اِلَیْہِ تعالے و حکایت دیگر فرمودند کہ
روزی بندگی خواجہ گفت یعنی خدمت شیخ الاسلام نظام الدین درون سماع شنید نہ خلوت بود و خواجہ مبارک را
پیش در نشاندہ کہ کسی را درآمدن ندہد ناگاہ درویشی ژندہ پوشی رسید خواجہ مبارک او را داشت گفت خواجہ در سماع
است محل ملاقات نیست بنشیند ساعتی گذشت باز خواست کہ درون رود باز او را داشت ساعتے نشست
برخاست کہ درون رود باز او را داشت ساعتے نشست برخاست کہ باز درون رود منع کرد ۔ وقت برد

[1] ترجمہ اگر کلمات رب کے لکھنے کیواسطے تمام سمندر کی سیاہی بنائی جائے تو تمام سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن کلمات رب کا اختتام نہ ہوگا ۱۲

غلبہ کرد بخواست درون برود سماع بشنود خواجہ مبارک باشارت شیخ مانع می شد برخاست دست بدامن زد گفت
ای سوختہ چند بسوزی رواں شد ہماں ساعت شیخ دستک زد طلبید گفت آں درویش را طلبید او خود رفتہ بود ہماں
ساعت خواجہ مبارک را تشنگی تشنہ گرفت آب بخورد تا آنکہ بعد ازاں فرو بعد وداع خلق فرمودند کہ ایں چند بیت
امروز نگم وقت املا افتادہ ابیات این ست غزل

ترا حسن است از اندازہ بیروں — مرا اندوہ غم ہر روز افزوں
ترا در دلبری میلی کشہ ری — منم در عاشقی استاد مجنوں
بپیش تو ہمہ خوباں بجو وند — عیاں دیدند دانم ہر تب لے چوں
مثال تو میان خوبرویاں — صدف اندر میانش در مکنوں
ندیدہ چشم من روی عنو دن — ندانم تا کدا مین خواند افسوں
ز لعل او ہمہ عالم شدہ مست — سر زلفش جہاں را کرد مفتوں
ہمای بوسہ را از دل بدر کن — یقین دیدم لبش موہوم مظنوں
لب لعل تو گوئی ساقی مست — پیالہ بردہد ہر دم بہر گوں
مبارک مطلعے میموں صباحی — کہ آید یار خوردہ مے و معجوں
بہ ہر در پریشانی محمد — کہ زلف او برآشفتہ است اکنوں

روز یکشنبہ نوزدہم ماہ ذی قعدہ ۸۰۲ھ

روز یکشنبہ نوزدہم ماہ مذکور وقت چاشت دُہل در ہمسایگی میزدند فرمودند عجب آوازی مہیب دارد ہر کہ ایں
را ندیدہ باشد اول بشنود حیران ماند بگوید تا کدام ہیکلی و بلائی است کہ تا کدام چیز ہی ہیبی و حیوانی عظیم است کہ ایں
فریاد میکند چوں نزدیک بیاید ببیند چوبی است چرمی براں چوب گرفتہ با چوبی دیگر میزند گمان برد مگر درون
ایں حیوانی مہیبے است کہ او فریاد میکند چوں پارہ کند بیند ہمہ خالی است چیزی در میان نیست عین مثال دنیا ہمین
است ہر کہ بر حقیقت کار او اطلاع یافت او داند کہ جز تا بودے را صورت بودی ساختہ و نفسی براں گماشتہ و گرچہ عطے
وجودی و حقیقتے ندارد ہم ازینجا ذکری در میان ایں مثال افتاد و تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ شاعری بود بادشاہی نام
و وصف آں شاعر بسیار شنیدہ بود چوں او را بدید محقر بود کہ شنیدہ بود و ایں سخن گفت تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ
و ایں مثل شد یعنی سخن در مناقب و محاسن اہل بیت بود و فرمودند خرقہ مشائخ با امیر المومنین علیؓ میرسد و از امیر المومنین علی رضہ بہ
حسن بصری و کمیل زیاد رسد شجرہ ماد شجرہ سہروردیاں بحسن بصری میرسد و از آن کبرویاں[1] بکمیل زیاد و در تذکرہ می نویسد

[1] یہ بھی ایک بزرگان دین کے سلسلہ کا نام ہے جو شاید حضرت نجم الدین کبریٰ سے منسوب ہے ۱۲

کرا امیرالمومنین علی بحسن رسید و از حسن بحسن بصری رسید و اجازت علی کہ بحسن بصری داد دو نوع میگویند یکی آنکہ
در بصره وقتی بستہ آمده بود و ہمہ منبرہا شکستہ چوں بمنبر حسن بصری رسید گفتند ایں منبر حسن است نشکست یک نوع
اجازت ایں بود یعنی وعظ و نصیح او مستقیم داشت پس بدیں معنی اجازت باشد نوع دوم حسن بر تقیقی را در بصره دید
کسی نمی شناخت حسن شناخت پیش شد التماس کرد بطلقی او وضوء مراد وضو کردن بیاموزید فعلا او وضوء آب و وضو
طلبید پیش حسن نشست وضو کرد او را تعلیم شد ہمیں تعلیم و اجازت حسن باشد ہر کہ بہ ولیتی رسید ہم از طفیل اہل بیت
رسید ابو یزید سلطان العارفین صد و سیزده پیر را خدمت کرد مقصودی کہ داشت ہیچکسی نشان نداد بر ہر کہ می گفت
او جواب میداد کہ طیفور سخنی کہ تو میگوئی ما فہم نمی کنیم بر امام جعفر آمد آں مطلوب خود گفت امام جعفر ایں فرمود کہ طیفور ایں
خبر در خانواده ما بیابند بعد ازاں فراشی فرمود ایں حکایت کرد کہ صد و سیزده پیر را خدمت کردم و نشان آں مقصود
از کسی نیافتیم امام جعفر فرمود طیفور ایں مقصودی کہ تو میگوئی جز در خانواده ما نیابند طیفور دوازده سال خانہ امام فراشی
کرد روزی بود کہ گفت طیفور کاغذی در طاقی کہ در سرای من است بیار ابو یزید گفت در سرای شما طاقی ہست امام جعفر
گفت سبحان اللہ طیفور دوازده سال فراشی کردی ندیدی کہ طاق کجا است گفت ای فرزند رسول اللہ صلعم عجب از
کسی دارم کہ خدمت تو کند از چپ و راست او را خبر باشد نظری در کار او کرد و گفت برو در بسطام کہ من کار تو تمام کردم
بو یزید باز گشت در بسطام آمد آں سلطان العارفین سید العاشقین را ہمہ بزرگی ازاں یک نظر بود خواجہ معروف کرخی رح
دربان بود ابو یزید فراش بود معروف کرخی سوم جا پیر جنید است و از وسری سقطی است و از سری سقطی جنید است
و سری جنید خال باشد امام اعظم و سفیان ثوری شاگردان امام جعفر اند و در عوالیس می نویسد کہ روزی چہار نفر از
احبار یہود بر امیرالمومنین عمر آمدند کہ تو دوم خلیفہ علم پیامبر شما بشما باز گشتہ است چند سخنی می پرسیم اگر بگوئی دین شما
برحق است و گرنہ بر باطل عمر گفت بگوئید چند سخنی طریقہ متعا از عمر پرسیدند گفتند قفل در دوزخ چیست و کلید آں
چہ و قفل در بہشت چیست و کلید آں چہ و کدام مقبور است کہ در گور بوده گرد عالم گشت و کدام مولود است جز آدم ع
بی مادر و پدر زاده است و فرس در صہیل چہ میگوید و گوسفند و شتر در دو غا چہ میگوید و زاغ در نعیق چہ میگوید و حمار
در نہیق چہ میگوید و مانند مثل ایں چند سخنی پرسیدند امیرالمومنین عمر اندیشہ کرد بعد ازاں گفت چہ عجب آید بر عمر اگر
چند سخنی نداند ایشاں خندیدند و بخر کردن گرفتند عمر آستہ پیکر علی بود و دال بر علی آمد فریاد کرد اغثنا الاسلام
یا علی گفت چہ زاد گفت چہار نفر از احبار یہود آمده اند و سخنی چند از عمر پرسیدند عمر گفت چہ عیب لعمر اگر چند سخنی
نداند ایشاں سخر میکنند و می خندند امیرالمومنین علی جبہ رسول اللہ در بر کرد و دستار رسول اللہ بر سر بست و دواں
آمد با عمر باہم نشست گفت پرسید از من کہ مراد چیست بر من رسول اللہ ہزار در علم کشاد و از ہر دری ہزار
در دیگر مرا کشاد پرسیدند قفل در دوزخ چیست گفت کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و
کلید آں چہ گفت الاشراک باللہ قفل در بہشت چیست، گفت الاشراک

باللہ و کلید آں چہ گفت کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ گفتند کدام مقبور بود کہ در گور بود و گرد عالم گشت گفت چوں
یونس پیغامبر در شکم بود و ماہی در دریا گرد عالم گشت گفتند فرس در صہیل چہ میگوید گفت ایں میگوید و کذلک
گوسپند و شتر ہمبریں نمط ہر یکی در بیان فرمود سہ نفری از ایشاں ایمان آوردند یکی ماند گفت اگر بر من نسب
دقیانوس و در سم شہر او و نام مادر و پدر او و خاصیت و عدد بنا نہ او بگوئی و حصار او را بگوئی چہ قدر بود و چند دروازه داشت
و چند برج و چند کنگره بتو ایمان آرم بتمامت چنانکہ گفتہ بود نسب و حلیہ و نام پدر و مادر و رسم ولایت و شہر و خاصیت
آں زمانہ گفت او نیز ایمان آورد ۔ و فرمودند در یں تتبع بودم کہ باشد ہم جائی در مسئلہ علی در ماند کسی دیگر او را یاری کرد
دانه و حل شد تا امروز در کتابی ندیدم اما مقالتی میان پدر و پسر وقتی بودی چنانکہ در باب محبت و شفقت سخنی بود کہ حسن
پرسید ای پدر کرا دوست داری گفت خدا را و ترا حسن گفت ای پدر دل یکی است دو دوستی در وچونہ گنجد گفت
راست میگوئی اما در خودی یا ہم حکیم گفت ۔ شفقت بر من دو دوستی باشد علی گریست گفت ایں سخن از پشت من نیست
از شکم فاطمہ است و فرمودند کہ در خانہ انصاری زفاف بود بر رسول اللہ آمدند کہ فاطمہ را بر ما بفرست تا بحضور او زفاف
شود رسول اللہ نو آمده در مدینہ رعایت ایشاں کرد قبول کرد بر فاطمہ گفت کہ خانہ فلاں انصاری امروز زفاف است
ترا می طلبند برو گفت یا رسول اللہ دامنی درست و پیراہن درست ندارم ہمہ پاره و رنگین شده و کہنہ پیوند زده است
چگونہ بضیافت روم خلق مراں استنکار خواہد کرد گفت بحکم من قبول کرده ام ترا میباید رفت اطاعت فرمان رسول اللہ
کرد و در خانہ ایشاں رفت دید ہمہ عورات از دری بہ در میشوند کسی نزدیک نمی آید با خود گفت کہ نمی گفتم کہ ایشاں از من
استنکار خواہند کرد و نزدیک من نخواہند آمد و لیکن فرمان رسول اللہ بود بضرورت آمدم چوں در خانہ باز آمد بر رسول اللہ
گفت کہ من نمیگفتم کہ ایشاں از من کاره خواہند بود و نزدیک من نخواہند آمد ہمہ از من استنکار کردند رسول اللہ گفت
بشنو شخصی از ایشاں بطلبم و حکایت تو پرسم کسی را طلبید او گفت یا رسول اللہ تو میگوئی کہ من فقیرم در خانہ من چیزی
نیست آں چہ جامہ دوایں چہ زر و چہ نقره و چہ مروارید و چہ زبرجد و سنگپاره بود کہ فاطمہ پوشیده بود و ماز اجمال
آں نبود کہ چشم بداں بداریم از غایت لمعانی براقت چشم ما خیره می شد ما ہمہ می گریختیم رسول اللہ فرمود فاطمہ بشنو تو چہ
گمان می بری ایشاں چہ می گریند۔

روز دوشنبہ بتاریخ بستم ماه ذی قعده ۸۰۲ھ

روز دوشنبہ بتاریخ بستم ماه مذکور بعد نماز پیشیں ذکرے در باب حسن مودب بود فرمودند ہر کہ بجائے رسید بحسن
ادب رسید روزی رسول اللہ نشستہ بود و جمعی از صحابہ بخدمت حاضر بوده اند بجوم بود جایگاه تنگ بود جائے
نشستن دیگری نبود سہ نفر بر رسول اللہ آمدند یکی جا یافت در جمع صحابہ نشست دوی جا نیافت پس پشت
نشست سوم اعراض کرد از مجلس رفت رسول اللہ فرمود ہر کہ در میان نشست خدای تعالی و رسول خدا او را

جا و او هر که در میان ما پس پشت نشست او در مینه خدا و رسول خدا جا یافت و هر که از ما اعراض کرد خدا و رسول خدا از وی اعراض کردند بعد از آن شخص عریضه جلال خان بن ظفر خان گذرانید بجواب مشرف شد مکتوب بجانب او نوشته شد بدین مضمون. برادر و بی خان اعظم خاقان معظم جلال خان دعای محمد حسینی مطالعه کند هر جا هستیم هستیم و اینجا نیکه باشیم باشیم و هر کجا باشیم باشیم باید که نفسی پاکی در یاد خدا باشیم اگر این با ما بود خیر باید همه سعادتها در وا بستن برسته بود خداوند تعالی سعادتی که سید او ختم او هم برین شود روزی ناگردانند و از برادر عزیز خان اعظم ما همین منتظر و متوقع باشد انشاء الله الکریم هم برین درود ما را در دعای خود تصور کنند والسلام. و این سه غزل به حکم اوقات مختلف املا افتاده بود جمع کرده آمد غزل اول این است

غزل اول

هر که از درد من خبر دارد — دست بر سینه یا کمر دارد
آه من هر که در سحر شنود — تا دم صبح چشم تر دارد
شوخ چشمی و فتنه بار بود — هر که بر روی او نظر دارد
همچو من مبتلا شود یک بار — هر که در کوی او گذر دارد
ترک غمزه اگر کشاید تیر — سینه را اهل دل سپر دارد
کبک رفتار از بلند پری — مرغ دل را بریده پر دارد
جعد او بر سرین چه می نازد — مار بر گنج کشیده سر دارد
ای ابو الفتح عشق را بشناس — مرد عاشق کجا خبر دارد

غزل دوم

دیدگانم شراب خواهم کرد — جگر و دل کباب خواهم کرد
ترک خود مهمان بخواهم خواند — خدمت جان شتاب خواهم کرد
دست در جعد او بخواهم زد — خانمان را خراب خواهم کرد
لب او با زبان بهم جوشم — شکری در گلاب خواهم کرد
تا حسودی خیال ذوق برد — نام او را لعاب خواهم کرد
نفس را گر دریغ آید جان — نفس را احتساب خواهم کرد
خون دل را ز دیده خواهم ریخت — ناخنش را خضاب خواهم کرد

غزل سوم

تا که با ما است جان ما بوجود — یار از ما نمی شود خشنود

کن ز اندوه و درد و غم والم — یار از لطف خود همین فرمود
تا کجا و وصال او ز کجا — همدمین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون بر — هر که با درد ساخت او آسود
راه وصلش دراز بی پایان است — مانده شد هر که راه را پیمود
با تو نقد است درد همواره — نقد بهتر ز وعدهٔ مجلود
ای محمد نه مونس است نه یار — هست اندوه و درد و غم موجود

روز سه شنبه بست و یکم ماه ذی قعده

روز سه شنبه بست و یکم ماه مذکور ذکرے در باب قهر عشق و سلطان او و غمزه و کمال او بود فرمودند عشق مرغ ازلی است سافر از فرانه آمده است و از آن کسی نشود بیگانه از همه است و هیچکسی روی او و نهایت او ندید و بغایت کمال او نرسید چنانکه گفته اند بیت

معشوق تمام روی بکس ننموده است — این نعره و شور عاشقان بیهوده است

هر کسی بقدر حوصله خویش وصلی ساخت و با خیال خود بقدر فهم خود وصولی و وصالی پرداخت و الا او کجا و نهایت کار کجا مراتب وصال باختلاف اهل طلب متفاوت و متباین است تا کسی بر حقیقت حال خود مطلع نشد چه چیز را وصال نام نهیم و مثلاً عاشقی است در هوا آنکه نام او و پیش معشوق برند عمری بسر برده چون نامش پیش او رود چگونه به نسبت حال او کدام راحت و کدام خوشی و کدام فرحت بالاتر او را باشد و بقدر حال او همین وصال بود چون از این بیشتر شود خواهد که مر او گذری بکویش دهند روزی که از آن گذرد یا بد چه گوئی این را نیز وصال نام یا نه و هم و هم تا کار بجائی رسد که او بشنید سخن و حکایت گوید با او و با نچه مراد او باشد مباشر آن شود با این همه مطلوبی باشد که جهد را همین فراق و محض هجران داند آتش عشق و بلا و شوق هر روز مزید تر گردد و چاره اش بجز سوختن و از و عشق بنا شد و حاصلش بجز اندوه و درد و غم و بلا و محن نبود بیت

حاصل عشقش سه سخن بیشش نیست — سوختم و سوختم و سوختم

این نه آن دریا است که کسی جز از پایان این گفت پایان نیابد و لیکن بقعر دریا رسد لا والله هر که در این دریا غوطه خورد ابد الآباد در سیر باشد و هر ساعتی فرود تر میرود نه او را احتمال بازگشت باشد نه از وی خبری رسد و نه او روی قعر بیند و اگر چند گاهی طلبی نمود و چون بمعشوق رسید قرار گرفت عشق نبود هوس بود عشق اینست که هر چند بیشتر بمعشوق بر حسب کامول بر و بلا و اندوه و حزن و غم زیادت تر گردد چنانکه شیخ سعدی گوید بیت

عجبی نیست که سر گشته بود طالب دوست — عجب اینست که من واصل و سرگردانم

و ملایم این معنی حکایت فرمودند که قاضی شهاب الدین حکایت میکرد مولانا عارف شاعر مردی بود او را عشق بر دف زنی افتاد بعد اللتیا و اللتی او را خواست زن خود ساخت و از وی بچگان زاد و بعد مدتی ملاقات شد گفت فلانکس حکیم چندین سال در هوای او بودم تا او را بنکاح خود آوردم و از وی چندین بچگان زادم هر چند که صحبت با او دراز میکنم درد و غم و اندوه زیادت تر میشود هوای او ندم ناگاه می بینم بالا تر از آن طلبی دیگر خاست که از همه او رشته کامل و اندوهی تمام پیش آمد هم و غم عمرم بسر شد هیچ از مطالب تمامی نیافت اکنون کار من امروز بجای است که هلاکت قریب رسید مردن نزدیک آمد و این دو بیت خواندند رباعی

من از عشق تو خون خوردن گرفتم — تو دیری زی که من مردن گرفتم
مرا عشق از جهالت کرده محروم — که رشک از چشم خود بردن گرفتم

سپس آن گفت ندانید که من بطریقه مبالغه شاعرانه گفته ام دو باری سر فید عقده خون از درون سینه برون انداخت بسیار روز نگذشته بود که برحمت حق پیوست. تحقیق سخن در بیان فضیلت صحابه و امیر المؤمنین علی و اهل بیت رسول الله و کرامات ایشان بود فرمودند ایام خلافت امیر المؤمنین ابوبکر رضی الله عنه فتنه مسیلمه کذاب خاست او دعوی نبوت کرد و شرعی جدید آورد و فرضیت زکوٰة از میان فرائض بر داشت خیلی از قبائل عرب مرتد شده بدو پیوست امیر المؤمنین ابوبکر با صحابه بمشورت نشست هر کسی گفت که رسول الله بر سر ما بود مدد سماوی بواسطه او بود امروز او از سر ما رفت مدد سماوی منقطع شد ما بکدام قوت جنگ توانیم کرد وَلَنَا تَتَّخِذُ بِدِينِهِ هر کی بدین خویش جدا گانه شود آنچه از رسول الله رسیده است بر آن رود هر چه میشود گو شود امیر المؤمنین ابوبکر رضی الله عنه جست خاست گفت لا والله تیغ من و گردن مخالفان دین تا جان در قالب من است تیغ برای دین میزنم یا دین بجا آید یا جان من فدای دین گردد بر خاست تنگ اسپ خود کشیدن گرفت یکبارگی زور کرد اسپ بچهار پای خود زمین گذاشت بر هوا شد همه صحابه دیدند و این را کرامت امیر المؤمنین ابوبکر گویند این سخن با امیر المؤمنین علی رسید آن روز گفت که نعم ما حکم خلیفه رسول الله خوش حکمی کرد خلیفه رسول الله آن روز خلیفه خواند آن روز گویند که بیعت علی همین بود ابوبکر را خلیفه خواند پس آن جماعت بقتال برون آمد مسیلمه نیز بقتال پیوست چند روز قتال شد که تنها یکدیگر شکست تیرها تمام شد نیزها شکست امید فتح جای نیست چند روز بر آمد که شب و روز جز جنگ نبود ناگاه مسیلمه در اثنای جنگ بود بر سر کوه چون رسید وحشی قاتل حمزه به کوه نشسته بود بزد حربه دوم طرف کشید مسیلمه افتاد و لشکر او شکست فتحی عظیم شد و این فتنه باز گشت زکوٰة از سر استقامت یافت شرایع تازه گشت.

و فرمودند و آنچه صحابه در نهب فارس افتادند قریات فارس و زمین او را از دن گرفتند خبر به یزدجرد کسری رسید او گفت که ما وقتی این عرب را نزدیم از جهت آنکه مردمانی اند مردار خورند پشم پوشند و قطع صله رحم کنند

و روز نندہ دوش و سوسمار خورند و بچگان زنده فرو برند بسبب گرسنگی ایشان خود چیره شده امروز همه بر ما تاختند برو یکی را از میان بطلبید بیارید ابوموسی اشعری را فرستادند همین کلمات بر ایشان گفت ابوموسی جواب داد آری چنانکه تو میگوئی همچنان بود و لیکن حق تعالی و تقدس از میان ما یکی را برگزید و از خدا بر ما این حکم رسانید که مردار نخورید ترک کردیم و بر ما آورد که قطع صله رحم نکنید و زنده نزنید و بچگان زنده بسبب گرسنگی فرو نبرید همه ترک آوردیم و تیغ بکشید برون آید هر که این دین شما را قبول نکند و یا جزیه ندهد او را بکشید اینک ما تیغ کشیده بیرون آمده ایم اگر امروز در دین ما در می آئی و یا ما را جزیه میدهی و مال و ولایت قبول میکنی ما ترا میگذاریم و زمین ترا امان میدهیم و اگر نه این تیغ و گردن تو بخندید و گفت چه شوخ مردمان اند یک توبره خاک بیارید بدست این مرد بدهید آوردند و دادند ابوموسی خوش شد چیدن گرفت پرسید چه می چینی و چه خوش میشوی گفت ما آمده ایم که زمین شما بگیریم شما بدست خود ما را زمین خود داده اید ما خوش نشویم ابوموسی باز گشت یزدجرد فرمود که تا هر جا که لشکر من است جمع شود در بیان شوخ شده اند هم یکبار ما کار ایشان تمام کنیم فرمان باطراف رسید تمام جمع شدن گرفت خبر بر امیر المؤمنین عمر رسید صورت حال برینجمله است عمر صحابه را طلبید بمشورت نشست علی گفت تو امیر مائی هر چه تو گوئی همان کنیم عمر گفت درینجه شبهه است و لیکن رای سلیم امیر المؤمنین عثمان آغاز کرد چون کل لشکر ایشان میشود و بادشاه ایشان خود می آید تو بادشاه مائی تو هم با کل لشکر خویش بیرون آئی عمر روی بعلی آورد و گفت تکلم انت یا علی تو سخن گوئی اے علی رای تو معتبر است امیر المؤمنین علی گفت اینکه کل لشکر همه یکبار بفرستی غلط است زیرا چه اگر کل لشکر بشکنند لشکر دیگر از کجا یابی تا بر ایشان بفرستی و اینکه تو خود بیرون آئی آن نیز غلط زیرا چه عزت تو فرود آید گویند هذا ملک العرب همین که اشارت سوی تو کنند عزت تو فرود آید تو بر جای خود باش ثلث لشکر بگو از هر جائی نامزد شود همچنان کردند ثلث لشکر بود نزده پنجاه و شصت هزار مسلمان جمع شد و از آن فارس هر روز جمع میشود دیر آن شهر برادر زاده یزدجرد سر لشکر شده هر روزی از هر ولایتی سی گان هزار چهل گان هزار میشوند صحابه با خود گفتند که ولایت عجم نهایتی ندارد بعد از آنکه از حد گذرد ما را قابل مقاومت نباشد نشستند چکنیم تدبیری کنیم که ایشان با ما مقابل نشوند رفتند یکی را از میان ایشان گرفتند آوردند و او را لت محکم کردند رو در خساره او شکستند انداختند تا او را ذبح کنند او گفت که از ذبح کردن من تنها یک نفر چه غرض شما بر آید گفتند ما ترا ذبح نکنیم اگر تو یک کار ما بکنی گفت نیکو باشد بکنم سوگند یزدان دادند که خلاف نکنی برو بگو که امیر المؤمنین ایشان مرد و با ماده همه خواهند گریخت اگر میتوانند تعاقب بکنید رفت بر ایشان گفت که مرا گرفته برده بودند نهاد و شد هنا بسیار کردند برای ذبح انداخته بودند خبر رسید که امیر المؤمنین ایشان مرده مرا گذاشتند در گریز شده اند با ماده خواهند گریخت با ماده عرب سوار شد ایشان دانستند مگر برای ساختگی گریز میکنند نیز برای تعاقب ساخته شدند قدری دور عرب بجائے پشت رفت بعد از آن بگشت ایستادند جنگی قائم شد که از حد بی و اندازه نیست سر دز

برآمد کسی از پشت اسپ و شتر فرود نمی آید خلق جانبین بیحد و بی اندازه کشته می شوند و عمر هفت سر لشکر کرده بود
که چون این میرد تو بایستی اگر تو میری این بایستد هم برین نمط از پنج کشته شده اند دو مانده اند یکی استاده شده
و دوم را هنوز نوبت او نرسیده است عرب درمانده اند قریب برین است که بکشند درین میان ساریه با ده هزار
سوار از بصره رسید ایشان گفتند تو میان ما خلط مشو تو بر کوه بایست تا آنچه طاقت ماست فارغ کنیم بعد از آن تو بیا
پیش ما بایست ما در عقب تو باشیم تا جنگ قائم ماند لشکر فارس با خود گفت که ما ایشان را زده ایم عاجز کرده ایم طایفه
از ما بالا کوه بر شوند ایشان را سیاست کنیم بستانیم امیر المومنین عمر در مدینه خطبه میکرد روز جمعه بود ناگاه در اثنای خطبه گفت
یا ساریة الجبل الجبل ساریه کوه مگذار کوه نگهدار این سخن را ساریه نشنید سوم بار شنید گفت باری کوه گیرم بر کوه بر رفتن
گرفت از آن سوی لشکر عجم دید که لشکری تازه از پس کوه بر می آید شکست بر لشکر خویش آمد پرسیدند چرا شکستید
گفتند لشکر عرب نهایتی ندارد وراء این کوه لشکر است تازه و ایشان درمانده و قوت خویش صرف کرده بودند همه
بگشتند عرب را فتحی عظیم رو نمود مواشی و برده و اسباب و مال و جامه و ولایت بی نهایت بدست آمد امیر المومنین
عمر هر روزی چند فرسنگ از مدینه افتی بیرون استاده شدی تا چه خبر رسد تا آنکه سواری رسید مژده فتح آورد و عمر بخانه
تکبیر برآمد بجای طبل وقت صحابه رسول الله تکبیر بود و میر آن شهر برادرزاده یزدجرد که سر لشکر بود اسیر گشته خواستند بکشند
گفت مرا بر امیر المومنین خود زنده برید من ایمان خواهم آورد در مدینه روان کردند روز دیگر گفتند امروز مدینه در آئیم نزدیک
حصار مدینه رسیدند میر آن شهر پرسید مدینه شما کجاست گفتند این حصار که می بینی از آن مدینه است حصار مدینه
خورد و گلین بود در میان مدینه خانه چند کوچک و خورد دید حیران ماند می پرسید که امیر شما کجا گفتند بیا ترا در خانه
امیر المومنین می بریم او گمان برد که گرچه کوشکها خواهد بود برابر طاق کسری که از جد و پدر خویش دیده است
در ینحال بخانه عمر رسیدند گفتند این خانه امیر ماست دید خانه خوردی و دیوارها گلین حجره شکسته که هیچ در آن موضع
عمارت هم نیست سنگی بر سنگی و گلی بر گلی داشته تستری کرده اند آمدند زنجیر در زدند شخصی بیرون آمد پرسید گفتند امیر المومنین
کجاست گفت در خانه نیست به نخلستان رفته است در نخلستان رفتند دیدند زیر درختی بر زمین قیلوله کرده است
و فرموده سر بر دره داشته و در بر شرندی که از هر جنس پیوند زده از یک جنس پلاس بود گفتند این امیر المومنین است میر آن شهر
گفت که این آن کسی است که از خوف این ما را شب خواب نبودی گفتند آری این همان کس است گفت این
آن کسی است که این ولایتهای ما را خراب کرده است گفتند آری این همان کسی است عمر برخاست صحابه سلامی
گفتند جواب سلام گفت مرحبائی بر ایشان نکرد و ترش کرده ره خانه گرفت ایشان گفتند ما چه خطا کرده ایم اینچنین
کاری بزرگ و فتحی عظیم کرده ایم بر ما مرحبائی و بشاشتی نکرد با خود گفتند که ما جامهای سپید پوشیده ایم و فربه گشته
ایم لباسی کرده ایم که در ایام رسول الله نبود گفتند از فربهی لاغر شدن فی الحال نمی توان و لیکن زند هائی که عهد

رسول الله بر اندام ما بود همان بپوشیم پوشیدند در خانه عمر رفتند چون آن لباس دید خوش شد مرحبائی گفت و
با ایشان آغاز کرد و دید پدید رسول الله و صحابه بر او وقتی فربه و جامه سپید پوشیده گفتند ندیدیم گفت شما اقتدا بکه کردید بر
رسول الله و صحابه یا بفرعون و نمرود پس آن عمر برای ایشان طعام آورد و گوشت گردن شتر جوشانیده و نان جو
آوردند پیش نهادند مردمی که نعمتها عجم خورده اند کام بران لذت گرفته است چگونه این طعام خوش می آید چنان
پیکه و بیره بود که هیچ کسی نتوانست خورد و امیر المومنین عمر رضی معهود خویش خورده گوشت گردن بدندان گرفت
میکشید استخوان زنخ بود از دست عمر رها شد استخوان بر رخساره عمر رسید رخساره مجروح شد صحابه با خود گفتند
امیر المومنین پیر شده است و ما را دعا یم امروز بسیار شده احتیاجی و فقری نیست اگر نان گندمی و در گوشت او
قدری روغن انداخته بخورد نیکو باشد و دین کار تقویت دین بود گفتند این سخنی نازک است که بر روی او نتوان گفت
نادرونش چه آید بر حفصه رضی الله عنها رفتند که عمر از گفت تو نگیرد و تو بگو که عمر بسبب آنکه حرم رسول الله بود تعظیم
ام المومنین میداشت گفت سخنی نازک است بر روی پدر خود نتوانم شما در گوشه باشید من پدر را بطلبم و این سخن بگویم
عمر در حجره بود طلب دختر شنید برخاست آمد پرسید گفت ای پدر فلان بن فلان صحابه آمده بودند می گفتند که
امیر المومنین پیر شده اگر نان گندم خورد و در گوشت قدری روغن باشد بخورد تقویت باشد دین را امیر المومنین
عمر گفت ای دختر که من یکی بزرگی بوده و دو نفر یار او بوده اند آن بزرگ رهی رفت بمنزلی که مقصود او بوده رسید
آن یار دوم هم در آن ره رفت همانجا رسید و آن بزرگ ما رسول الله بود و ما دو یار بوده ایم رسول الله در راه
رفت بجائی رسیده که مقصود او بود ابوبکر هم بدان ره رفت همانجا رسید که او رسیده بود من مانده ام اگر هم بدان ره
نروم چگونه من هم آنجا که ایشان رسیده اند یا بنت لا تؤذینی فی دینی ای دختر که من مرا ایذا در دین من مکن و نیز فرموده اند
که روزی امیر المومنین در حجره نشسته بود عورتی آمد بچه چند ماهه پیش عمر داشت پرسید که این چیست گفت زاده
پسر توست کدام پسر ابو شحمه و آن درون خانه شد ابو شحمه با مادر خود طعام میخورد پرسید که ای ابو شحمه تو اینچنین
کاری کرده اقرار کرد باز گرفت بجهة حد بیرون آورد مادرش گفت ضعیف است از زحمت خاسته صبر کن تا
قوت گیرد گفت ای عورت ضمان عمر این پسر که عمر من شود ضمان عمر که تواند شد بیرونش آورد صحابه گفتند ضعیف
است بگذار چون قوی شود بزنی گفت ضمان عمر من و عمر این پسر شوید با انداخت و خود زدن گرفت بهشتاد رسیده
بود که جان ابو شحمه قالب را خالی کرد عمر بست درّه دیگر بعد موت زده است سبحان الله در مرض و در ولادت حتی
النفاس تأخیر کرده اند تا مهلک نشود زیرا که چه حد برای تادیب است نه هلاک این حکایت برین جمله است
در تاریخ مسطور است مشکل است که عمر چگونه با وجود ضعف حد زند تا بمیرد و گفته اند چون فارغ کرد در مسجد در آمد در آن
درون بست بمناجات شد که خداوندا اگر بشفقت پدری دره چند بآهستگی زده باشم مرا بدان نگیری و تقصیر فرموده

که ایام عبدالملک در موسم حج زین العابدینؓ حاضر بود عبدالملک هشام خواست بجهت تقبیل حجرالاسود پیشتر شود خلق
ره نداد و با وجود آنکه او خلیفه بود دست سید زین العابدینؓ آمد بشاهده جمال و عزت کمال او راه دادند تا نزدیک
حجرالاسود آمد طلب بوسید شخصی پرسید ای عبدالملک که بود که او را ه بحجرالاسود دادند و ترا که خلیفه ندادند
خود را نادان ساخت تا خلق ولایات مختلف میل بخلافت او نکنند گفت نمیدانم فرزدق شاعر درانوقت حاضر
بود در خاست گفت من گویم که او که بود زبان بیان کشاد شعری فصیح بر بدیه آغاز کرد عبدالملک را خوش نیامد
این قصه بزین العابدینؓ رسید امام زین العابدین برای او هدیه از جنس نقد فرستاد و گفت ما اهل بلائیم تو
دنبال ما کجا افتادی این هدیه بستان واز سر ما بگذر او گفته فرستادی ای فرزند رسول خدا که عمر من در مدح مردمان
برای دنیا بسر شد و این بیشتری دروغ بود امروز شعری برای دین در مدح تو گفتم و همه راست گفته ام اینهمه کفارت
آن دروغهای من است مال را باز گردانید زین العابدین جواب فرستاد که نیت تو یافتست ولیکن رد امدار
کانچه از ملک خود بیرون کشیده باشم باز بستانم زین العابدین را در عنفوان زهر دادند و فرزدق شاعر را در
محال دیگر رو فرمودند که چند مشهد اهل بیت نیک معتبر است یکی از آن مشهد علیؓ دوم مشهد حسینؓ سوم مشهد زین العابدینؓ
چهارم مشهد علی موسیٰ رضا سلطان خراسان هر کوری و کری و گنگی و لنگی و کوکی که در مشهد ایشان رفت و بدان طریقه
میان ایشان آمده است بر گور ایشان افتاد والبته چشم یافت و پا یافت زبان کشاده شد هر که در مشاهد مذکور
حاضر شده بود والبته چند بار معائنه کرده باشد مولانا حسام الدین[1] خرکوشی در دهلی بود حکایت میکرد یکباری بعد فراغت
موسم حج در قافله کربلا شدم دیدم عورتی زال نزدیک او جوانی نشسته که نه پای دارد و نه چشم پرسیدم ترا چه باشد
گفت پسر من است مال فراوان دارم و هیچ پسری ندارم جز یک پسر شنیدم که هر کور در مشهد حسینؓ میرود و بر گور او
می افتد اگر کور هست باشد چشم می یابد گفتم بردم مگر پسر را چشم شود باری این مال خصم باشد و عورت گفت شنیده ام هر چه
برحمت رفته باشد او نیکو میشود باز میگردد آنکه مادرزاد آن نیکو نمی شود چشمهای این برحمت رفته اند اما همچنین مقعد
مادرزاد است اگر پائی نیست باری چشم شود من گفتم برکت امیرالمومنین حسین چشم هم خواهد شد و پا هم خواهد شد رفتم
در کربلا مجاوران آمدند مقصود خود با ایشان گفت مالی فراوان ایشان داد و ایشان بردند بر گور او را انداختند و بالا غلاف
گرفتند بعد ساعتی دیدیم جوان چشم و پا تیز رو دوان بیرون آمد اهل مشهد گرد او آمدند خواستم تحقیق کنم که چه قصد بود از
بس هجوم نتوانستم چون شب شد همه هجوم کم شد مرا با او آشنائی بود رفتم از وی واقعه حال پرسیدم گفت بعد ساعتی که مرا
انداختند دیدم امیرالمومنین حسینؓ بر اسپی سوار و زره و جین بر دست و طوق زر در گلو که محل ذبح بود و چندی دیگر با او

[1] مولانا حسام الدین کا کچھ حال دوسری کتب سے نہ معلوم ہو سکا اور یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ یہ کس کے مریدوں میں سے تھے۔ اور یہ واقعہ بھی کسی دوسری مستند کتاب میں نہیں ملا ۱۲

همه را نکاها بسته بعضی را طوق زر در گلو و بعضی را در حمایل و بعضی از طرف شهرگ نور بیرون می آید بطرف دوم
همچنان که زخم خورده اند آمد بر سر من ایستاد و فرمود بیارید این مرد را که بر تربت انداخته اند مرا بردند گفتند
یا ابن رسول الله این چشم ندارد گفت نزدیک من آرید هر دو دست بر دو چشم من فرود آورد چشم کشاد و گفتند
پای نیز ندارد گفت برگیرید بالا کنید مرا بالا کردند یک دست بیک پا دوم بدوم پا فرود آورد و گفت بگذارید تا برود
مرا گذاشتند من برخاستم بیرون دویدم۔

روز شنبه بست و پنجم ماه ذی قعده ۷۵۵ھ

روز شنبه بست و پنجم ماه ذی قعده وقت چاشت صفوئی پرسید بندگی خواجه یعنی شیخ الاسلام نصیرالدین
پس امام فاتحه بخوانند فرموده بخوانند پرسید در ختم سوره بسم الله هم میگفتند یا نه فرمود نه از شیخ نشنیده ام
پرسید شما چه کنید فرمود نمیگویم گفت آمین کافی است پرسید بعد سلام فریضه متصل سنت میگذاردند یا مشغول
بوردی شدند گفتند آیة الکرسی خواندن ان می ایستادند تمام میکردند متصل که تکبیر بهمت سنت می گفتند و اما
پیش بندگی شیخ الاسلام نظام الدین دعائی که مشهور است بعد از فرایض که اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا
مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ الی آخره۔ امام بعد سلام می خواند و مقتدیان نشسته میخواندند
بعد از ان برخاستند و اما پیش خواجه ما متصل سلام امام و مقتدیان سر برزمین مینهادند و بیرون می آمدند پرسید
که بندگی مخدوم در دوگانه حفظ ایمان هفت بار قل هو الله میفرمایند و در حدیث شش بار است و در هر رکعتی
سوره تین میفرمایند و در فوائد الفواد یکان بار سوره تین است هر رکعتی فرمان شد این سخن پیش بندگی خواجه بود
خواجه فرمود یکجا در فوائد الفواد هفت بار و یکجا شش بار است ولیکن صحیح همچنین هفت بار است و در حدیث
سوره تین هر دو رکعتین است و فرموده ما اهل السیریم و دیگر پرسید که مزامیر بندگی خواجه
می شنیدند گفتند خیر گفت یاران شیخ نصیرالدینؒ فرمودند کسی نه مجز من در ابتدا که با مولانا صدرالدین طبیب و با
خدمت قاضی عبدالمقتدر رحمة الله علیه و با مولانا علاؤالدین یکجا می شدیم و هیچ مزامیری بمزامیری دیگر فرق نکردیم
این قصه بخواجه رسید گفت او همچنین می شنود طریقه استنکار نبود و در ان مجلس من نبوده ام حکایت شنیدم
گفتم هر چه خواجه بدین طریق گوید بعد از ان نشنوم اما مولانا برهان الدین غریب و یاران او جمله جمیع مزامیر شنوند
خواجه ما هرگز نشنیدی مگر آنکه کسی پیش در آمدی گفتن منع هم نکردی ساعتی میگذشت برائی او چیزی میدادند
و باز میگردانیدند روزی سماعی بود و در ان سماع پنج سنگک بود مولانا برهان غریب می شنید خواجه آمدند و میان
ایشان یاری بیرون حد بود خواجه بمجرد آنکه سنگک دید باز گشت بر مولانا گفتند او هم از ان باز نماند با وجود چندین
یاری نماز سماع او بانا مدند و در سماع در آمد شیخ باز گشت و مولانا هم در سماع بود پس آنکه پرسید صورت

عورت می شنیدند فرمودند شیخ وقتی قصداً نشنیده اند و پس پرده نداشته نزدیک خود نشانده و اما اگر در کار خیری
و مهمانی در خانه مولانا زین الدین و مولانا کمال الدین و قوالان سرود می گفتند منع نه کردی و پیش از وفات سه
روز در خانه مولانا کمال الدین کار خیر برادر بزرگ مولانا سراج الدین بود و قوالی مشهور سرودی میگفت و لیکن
سبب زحمت شیخ گویا که سنگها میزد و پس آن منع کردند شیخ فرمود چرا منع کردید گفتن بد بود باز او گفتن گرفت
و اما بر شیخ الاسلام نظام الدین عورتی آمدی و زیر دیوار مقام شیخ سهیله گفتی و شبانه هم گفتی بر در خانقاه
ناگاه وقت شیخ خوش شدی بالا بام لحاف و نهالی و جامه و دیگر هر چه پیش او افتادی بجانب او انداختی و اما
مولانا برهان غریب و اصحاب او جمله قوالان را می طلبیدند و سرودی گفتند و می شنیدند و رقص ها میزدند و جبه ها میکردند

روز یکشنبه بست و ششم ماه ذی قعده ۲۰ه

روز یکشنبه بست و ششم ماه مذکور وقت چاشت ذکرے در باب این بود که روا باشد که ولی مامون العاقبت
شود که در لطائف قشیری میگوید در تفسیر إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا مَن كَانَ لَهُ أَصْلُ الاستقامة أمن
من حلول و من كان له كمال الاستقامة أمن من أن يعيد من غير أن تلحقه الشوق بحال امین از وعید در دار دنیا باشد
زیرا چه در آخرت وعید نمانده است فقد شده و حکایتے ملایم آنهمی فرمودند که خدمت قاضی عبدالمقتدر روزی
در حظیره شیرخان بر من آمد و گفت خوش سخنی از ذوالنون مصری صاحب تعرف نقل میکند من رجع رجع عن الطريق
و من وصل لا يرجع هر که باز گشت از ره باز گشت آنکه رسید او را رجوعی نباشد گفتم نیکو سخنی است ولیکن
یک شکل میشود فعلے حد مامون العاقبت باشد گفت نیکو میگوئی بخدمت شیخ رفت از این سخن پرسید خواجه یک
دو باری سخن باز گردانید و گفت چه دانیم ایشان چه گفته اند دوم روز از حضرت خواجه سن پرسیدم فرمود همان که
دینه روز قاضی عبدالمقتدر می پرسید گفتم آری فرمودند أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ
سپس آن این حکایت فرمودند که شیخ الاسلام بهاؤ الدین زکریا بر شیخ علے کموکھری لت زد و شهوت و گرسنگی
زیادت شد او بخوشی طعام بخورد و شهوتها میراند و شیخ بهاؤ الدین را التهاب ها میگفت و می گشت لختے سخن در
باب خطابات باری که از غایت کرم و لطف در باب بعضی اولیا مقربان حضرت خویش میکند بود فرمودند
کسی را شیخ الاسلام گوید و کسی را شیخ المشایخ نامد و کسی را چه و کسی را چه و بعضے را خطابی کند که آن عین دشنام
باشد و لیکن چنان ذوق و بهر آن مخاطب را که صد هزار خطابات عزت و القاب جاه و جلال آن ذوق ندهد
روزی دیدند خواجه محمد سرجی بر چهار پا می رود پرسیدند گفت امشب از حضرت پرسیدم هر کسی را به لقبے
میخوانی مرا به کدام لقب مخصوص کرده فرمان آمد محمد سرجی سگ درگاه ماست دوست مرا سرجی سگ درگاه
خود خوانده است از غایت شادی و ذوق میخواهم در راه هم صورت سگ بروم فرمودند چند کاسه پیش لیلی

آوردند و میان آن یک کاسه مجنون هم بود کاسه مجنون شناخت کاسه همه را پر کرد و داد و کاسه مجنون را شکست
مجنون شنید لیلی کاسه ترا شکست رقصی زد چندان ذوق و راحت گرفت که اگر صد بار پر کردی و دادی آن ذوق
نبودی. لختی ذکرے در باب رؤیا بود فرمودند عین القضات میگوید هفتاد بار پیغامبر را در خواب دیدم گمان بردم
که مگر پیغامبر را می بینم چون نیک بدیدم آن من بودم که متمثل بشخص پیغامبر میشد فرمودند آری كل امرء يزين بحلية هر که
عمل او برابر اتباع دین پیغامبر است همان عمل اوست که بر صورت نبی پیش او مثال کند حاضری سوال کرد که شیطان
متمثل بمثال رسول الله هم میشود فرمودند آری شود و لیکن شیطان بر صورتیکه او داشت متمثل نتواند شد بر غیر صورت
او شود و دعوی کند که من پیغامبرم و در یک شب پیغامبر علیه السلام را چندین هزار آدمی بجهت مختلف و بصورت
مختلف و جهات متباین می بینند آن یک صورت چگونه از مغرب بمشرق رسید پس آن همین بیقین شود که رسول
است و معتمد نباشد سائلی دیگر پرسید که در بیداری هم کسی رسول الله را بیند فرمان شد آنکه خواب او بیداری
گشته است ارواح خلاصه و ظهور غیبیات بنابر کمال صفائی روح او بر و دایم و لازم گشته است او بیند و ملایم
آنهمی فرمودند که خواجه محمد غزالی روزی بر طعام نشسته بود بغیر آنکه دست بطعام برد لقمه در دهانش افتاد بخورد
پرسیدند گفت رسول الله این زمان آمد پر کاله از این نان شکسته در دهن من نهاد این حکایت بر خواجه احمد رسید
گفت هذه خزعبلات تربى بها الاطفال هذه الطريقة این خیالهایی است که پرورده میشوند بدین بچگان این راه و فرمودند
امروز غزلی نبشته ام

غزل

می بینی آن جوان خوش خو — آن قد بلند دراز گیسو
آن ماه جبین زهره رخسار — با هیچکے نه کرد یک سو
با جمله جهان نفاق بازد — گوید تو منی و من همین تو
چون نیک نگه کنی بدانے — اسرار کثیر آن دو ابرو
آن چشم گشاده چشمکی زد — بربست خیال سحر و جادو
آن جعد نگر که مار خانه است — وان پنجه کفر راست بازو
آن لعل شکر که خون بنوشد — وان خال که کافرست هندو
بوالفتح مدار استوارش — آن ظالم کافر است بدخو

روز دوشنبه بست و هفتم ماه ذی قعده ۲۰ه

روز دوشنبه بست و هفتم ماه مذکور سخن در اشکال دادن دست بیعت مردمان بود فرمودند فائده ارادت
اول خلاص از عذاب دوزخ است یعنی دادن دست بیعت این است که امروز در دامن خود را بر بندم که فردا

پا، تو من برگیرم و جواب تو بر من باشد و ضمان تو من باشم این چنین کاری عظیم امروز چه مردان دلیر شده اند
بای گفتار نیست هم خود معلوم خواهد شد و پس آن حکایت فرمودند که بزرگی را مشکل شد که فائده پیوند چیست
مریدی از آن شیخ اجل سرجی بود و پریشان حال بود و بعد نقل او آن بزرگ بر سر گور او رفت و دید روزنی
است از آتش که در گور او کشاده اند آتش بدو در گرفته است با خود گفت اگر این مرد صالح بودی خلاص
یافتی امروز که صالح نبود آتش دوزخ بدو رسید ناگه هم درین میان دید که برو اجل سرجی آمد بران روزن گور
ایستاد آتش را ازین مرید باز داشت و گفت ای مرد دیدی که پیر برای این روز می باید پس آن ذکری
در باب شرف توبه و عظمت تائبان بود فرمودند هر که او بصدق دل توبه کند بمرتبه محبوبی رسد و مقام محبوبیت
میان صوفیان بیک عظیم درجتی و بلند مرتبتی دارد و بیک سخن بدین مقام فایز و ظافر گردد قال الله تعالی
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ هم ازینجا سخن در سبب توبه فضیل عیاض رح بود فرمودند که خواجه فضیل
اول عیاری بود که در میان مرو و باورد غاری بود آنجا ره زنی کردی و با این هم تسبیح دایم بر دست بودی و صوم
دوام داشتی و هیچ وقتی عورتی را برهنه نکردی و ره هر که زدی آن مقدار سیم او را دادی که او تا بخانه خود رسد وقتی قافله
میگذشت دران محل رسید شخصی مالی داشت گفت اینجا فضیل عیاری میکند بروم این مال بجای دفن کنم بعد از انکه
فتنه او گذشته باشد مال بگیرم بستانم دران بادیه دید شخصی خیمه زده نشسته است مردی پلاس فرود بالا پوشیده و است
و تسبیحی بر دست دارد و گفت این مردی دیندار و متدین باشد هم این را بدهم چون از محل خوف بگذرم بیایم
ازین بستانم گفت خواجه اینجا فضیل عیاری گرانست من از وی می ترسم و تو مردی درویش با امانت می نمائی
این مال مرا تو نگاهدار چون آن قافله بر سر غار رسید یاران فضیل غارت کردند و آوردند مال پیش فضیل قسمت کردن
گرفتند آن مرد چون بیاید چه بیند آن شخص که بدو مال سپرده است هو نست سر و زد دانست مال قافله پیش او
قسمت میشود دست از مال بشست خواجه فضیل او را طلبید گفت مال تو اینجا دفن است از آن خود ببر حیران ماند
آمد مال خود برداشت از فضیل پرسید که این چندین کار تو صوم و صلوة و تسبیح با این کار چه نسبت دارد گفت دوست
را بسیار میر خانم جائی آشتی نگاه میدارم این آیت خواند خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا و آنکه فضیل توبه کرد سبب
آن بود قافله میگذشت سر قافله گفت فضیل عیاری خدای ترس است مقری خوشخوان را بسیارید بر سر هودج شتر
بنشانید او از مرو قی و لطیف آیات کلام الله خواند چون فضیل کلام الله بشنود در لذت آن مشغول شود و دنبال ما نکند
همچنان کردند مقری بر شتر رفت بالحان خوش این آیت خواند أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ
بمجرد آنکه در سمع فضیل این آیت افتاد و گفت آمد یا رب آمد یاران را پشت داد و آبادانی گذاشته ره بیابان
گرفت میر قافله چون بر حد آن غار رسید گفت تعجیل کنید بگذرید این غار فضیل است این سخن شنید گفت

بی غم باشید چنانچه شما از فضیل میگریختید فضیل امروز از شما میگریزد و مال هر که ستده بود تمام او نبشته بود و شهر او
نبشته بود و در خانه هر یکی گشت و بحلی از وی خواست روان شد رفت بر جهودی که مال او ستده بود از و بحلی
خواست او خشنود نمی شود عاجز شد پس آن آغاز کرد گفت یکی پلی بزرگ در باغ من است که اگر چند آدمی
متواتر چند ماه بکاوند تمام نشود اگر از آن من بتنگی بدهی از تو خشنود شوم کلند[1] و سبد استد و در کنارهٔ آن پل
نشست کلند و سبد بران پل نهاد و خود بنماز مشغول شد کلند خود برمی آید و بر آن پل میزند و سبد پر میکند
و خود سبد میرود بیرون می اندازد و خود باز می آید و باز بر میشود و باز میرود هم برین حال پل تمام شد آن جهود
معاینه میکرد چون آن تمام شد جهود در خانه آمد گفت آن زر بر سر آن[2] من نهاده ام بیار رفت آورد و گفت از
دست تو آمدم ستانم که مرا آنچه در دین تست بر من عرضه کنی آنچه در دین اسلام بود عرضه کرد جهود مسلمان شد گفت
در کتاب ما آمده است هر که در دین محمد است اگر کسی توبه بصدق دل کند دست بر سنگ نهد زر شود امتحان
میکردم که تو توبه بصدق دل کرده یا نه و دین محمد این فضیلت دارد یا ندارد من زیر سر آن خود سنگ نهاده بودم بمجرد
رسیدن دست تو عین زر شد معلوم کردم که تو بصدق دل توبه کرده و دین محمد برحق است بعد از آن بخدای
چنان مشغول شد که کسی از خضر پرسید که غذائی تو چیست گفت بعد از شش ماه فضیل ما را بخود راه می دهد
با شش ماه همان ملاقات او ما را بجائی غذائی ماست پس آن این دو غزل خویش آوردند غزل اول اینست غزل

پس از دهری جمالی یار دیدم — رخ زیبائی آن دلدار دیدم
شبی با ماه روی خوش غنودم — دو چشم بخت خود بیدار دیدم
خوشی و خرمی افزود دولت — غم و اندوه را از یار دیدم
بزیر سایهٔ سروی نشستم — نهال آسودگی بر بار دیدم
بساط کامرانی را گزیدم — دگر با تو لفاف خار دیدم
بهر پائی و بهر فرحت گشاده — درون خانه خمار دیدم
محمد و یر باز از وی دوری — دیار و ویر را و تار دیدم

غزل دوم این است غزل

کمند جعد او دام هوائی است — دو گوشه ابروانش کنج بلائی است
رخ تابانش شمع مهرافروز — لب خندانش چون میخانه جائی است
کنار عرق دریای محبت — نشسته درد و غم چون آشنائی است
چه پرسندم سیدی ای خواجه زهد — بروی خوب ما را ابتدائی است

[1] کلند چاوڑا سبد ٹوکری ۱۲ [2] سرآن یعنی سرہانے، بالین ۱۲

نظر کردن بخوبان دین سعدی است — محمّد اہل دل را مقتدائی است

ہر آں زاہد کہ زہدش کرد مغرور — چہ گویم یعلم اللہ ژاژ خائی است

روز سہ شنبہ بست و ہفتم ماہ ذی قعدہ سنہ ۰۲ھ

روز سہ شنبہ بست و ہشتم ماہ ذی قعدہ وقت چاشت سخن در فضیلت مردے بود کہ دین و دنیا برائی او جمع
گردد ہم بنعمت دینی فائز و ہم بلذائذ دنیا ظافر باشد فرمودند چہ دولت بالا تر ازیں بود کہ خدائی تعالیٰ دارین
برائی بندہ ساختہ گرداند نیکبخت بندہ کہ او باشد و ایں محال بعید نیست ہر کرا خدا یتعالے دنیا دہد و ہم دنیا
نفسے پاکی و دلی متوجہ بیاد خدا روزی کند دین برائی او ساختہ شود و باز بودن ہر کجی از ہوا باندازہ او دست فقیر کہ
دست گہی ندارد و ہوائے زحمت میدہد چگونہ کہ سر بر دیوار نزند و خود نماند و اما باز بودن آنست کہ باوجود دست
گرد و کمال قدرت محض برائی خدا و اتباع مصطفیٰ ترک ہوا کند و بدانچہ رضائی خدا باشد بداں رود و باز بودن او
عند اللہ تفضلے دارد کہ باز بودن فقیر ندارد و از آنِ او ضروری وجبری است و ازاں ایں قصدی و اختیاری است
سپس آں ایں حکایت فرمودند بادشاہی بود بر تخت نشستہ نظر بسوئی آسمان کرد و دست و سر گردانید طریقہ
حسرت باز سر و روئی بسوئی زن خویش کرد ہمراں طریق دست گردانید باز روسوئی پایگاہ کرد و چشم پر آب
کرد زنش پرسید گفت روی سوئی آسمان کردم در لوح محفوظ دیدم کہ مرگ من نزدیک است دست
حسرت بگردانیدم باز در دل من آمد بہ بینم کہ زن من بعد من خواہد ماند یا شوہری دیگر خواہد کرد دیدم نخواہد ماند
باز بخود گفتم ایں ملک و مملکت کرا باشد و ایں زن کرا خواہد گفتند حبشی است در پایگاہ تو سرگین اسپان تو می کشد
ایں ملک و اسباب او را باشد و زن او شود اینجا چشم پُر آب کردم ہمدراں ساعت آں حبشی را طلبید
انعام شوہایند مرحمت کرد جامہ ملکی در بر او کرد و خطابی کرد و ولایتی بخشید لشکری با او داد و رواں داشت آنجا
رفت با مردمان معاملت نیک کرد خلق بسیار بروی در آمد زن پرسید چہ سِکنی گفت آنچہ در لوح محفوظ
نبشتہ است آں نگردد ہماں شود من چکنم اجل بادشاہ در رسید خلق ہمہ بجا بر وبیعت کرد و بادشاہ شد
در شہر در آمد و آں زن او را در نکاح خود آورد و فرمودند کہ سلطان شمس الدین سام کنیزک ترکیہ بہا خرید بر خود
خواند و درسخت دوست میداشت خواست بر او فراہم آید ناگاہ خونی از وجدا شد کہ قابل تقرب نماند و دانست
گر عذر زنانست چند شبی گذشت پرسید کہ عذر او رفت گفت عذر زناں نبود ہمدراں ساعت کہ شما گذاشتہ
بودید ماندہ بود باز طلبید چوں خواست با او جمع شود خون رواں شد چند باری ہمچنیں معاینہ کرد حیراں ماند کہ
اطبا و حکما را جمع آورد و پرسید گفتند اگر مادہ مرضی باشد دارو می کنیم امر غیب را ما چہ دانیم برائے ایں معنی

بازگشت با اہل دل باید کرد خواجہ زکی سختیاں گرو در لاہور بود دیر و فرستادند زمانی پیر بمراقبہ برد و آغاز کرد
ہمچنیں مینماید کہ شمس الدین ولی از اولیاء حق است خدا یتعالیٰ میخواہد کہ در ذات او ایں چنیں فاحش[1] بگذرد چنیں
گماں میبرم مگر آں عورت خواہر حقیقی سلطان شمس الدین باشد بر بادشاہ نشستند بادشاہ او را طلبید گفت از
کدام شہری گفت از سام و محلت تو کدام است و مادر تو کدام و پدر تو کدام و خانہ تو کدام ہر یکی را گفت معلوم شد
کہ خواہر حقیقی سلطان شمس الدین است و فرمودند کہ راوت غلام شمسی بود عماد الملک در عہد او بود و دراںچہ مسجد
خویش نزدیک دروازہ مندہ بود در درون دہلی کہنہ عمارت میکنانید خود طلبیدہ بودہ است دید غلیوازی ماری
زندہ در دہن گرفتہ آوردہ و بر سر آں مزدوراں کہ آنجا نخت اند سیگر و دید یکی را طلبید فرزند من او را دو دانگ
می آید شستش چیل داد گفت در خانہ بر و او راں جمع بیروں آمد آں غلیواز برابر شد در خانہ رفت فی الحال
ماررا بر و انداخت مار گزید او بمرد مادر او گریاں آمد کہ ملک چرا پسر مرا ازیں جمع بیروں کردی گفت بحکم دیدم
غلیواز مار برائی پسر تو آوردہ است خواہد انداخت اگر ہمیں جا انداختی مسجد من بدنام گردد گویند کہ یکی در عمارت
ایں عمارت بمرد ہم در خانہ خویش برد بمیر فرمودند در ہر شب جمعہ خود در خانہ عورات زاں و فقرا گشتی دیگاں
کرہ سیم چہار گان پنجگان تنکہ و چند کان سیر شیر پیا پیش ایشاں داشتی و پائی ایشاں افتادی و گفتی کہ من بندۂ
شمام و غلام شمام شما بیبیاں ما یید۔

روز جمعہ بست و نہم ماہ ذی قعدہ سنہ ۰۲ھ

روز جمعہ بست و نہم ماہ مذکور بعد نماز جمعہ ذکری در باب عمل صالح و برکت و تاثیر آں بود فرمودند در حدیث
آمدہ است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با جمعی از صحابہ نشستہ بود صحابہ التماس کردند کہ رسول اللہ حکایتی فرما رسول اللہ صلعم
ایں حکایت فرمودند کہ سہ نفر مسافر در رہی می گذشتند باران آمد پناہ گوری گرفتند در غار آں کوہ خزیدند ناگاہ
سنگی چند ہزار منی از کوہ بجنبید و دہن آں غار بہ بست ہلاکت ایشاں متیقن شد با خود گفتند باشد کہ عمل صالح
خویش از ما ہر یکی شفیع بحضرت حق آرد کہ ازیں بلا خلاصی باشد یکی آغاز کرد کہ مادر و پدر من پیر بودند و من
ایشاں را خدمت بسیار و رعایت بیروں حد میکردم اول طعام ایشاں را بخورانیدم بعد ازاں فرزندان خود را
میدادم اول شیر پیش ایشاں میدادم بعد ازاں بفرزنداں میدادم شبی ناگاہ مادر من آب از من خواست
کوزہ آب دست کردم آوردم تا آں زماں کہ بیایم بخواب رفت گفتم اگر کوزہ باز برم شاید بیدار شود آب موجود
بودہ نباید و اگر بیدارم بردم بیدار شود ہم آب نیابد استادہ ماندم تا الصبح ہوا نیک سرد بود و کوزہ از غایت
سردی از جرم من گذشت بگوشت رسید خداوندا اگر ایں عمل من برائی رضائی تو کردہ ام مرا ازیں بلا خلاص

۱؎ فاحش سے مراد امر فاحش یعنی خراب کام ہے۔

ده سنگ یک جنبید نی بجنبید اندک فرجه پیدا شد ودی گفت در خانهٔ من گوسپندی زاد که در قبیلهٔ ما آنرا
شوم دارند اگر در خانه زاید همان زمان ذبح کنند واگر بیرون زاید ذبح کرده در خانه آرند خواستم ذبح کنم درویشی
چیزی می خواست گفتم همین را به هم بدرویش آن بره را من گذاشتم وقت که می آیم از در ها گدای کنم بیایم ببرم
تا آنکه برفت باز بیاید آن گوسفند بزرگ شد تا شیخ آورد واز دو گر شد تا آنکه یکرمه از آن گوسپند شد بعد چند
گاهی آن درویش آمد گفت که روزی من درین قبیله آمده بودم بدآن مرد ملاقات شد شخصی مرا گوسپندی
داد ومن هم بره او گذاشته رفتم چنین معلوم میشود مگر آن مرد تو ئی گفت آری آن مردم منم گفت آن گوسپند من
مانندی بیلے آن مرا بده گفتم از آن گوسپند تو یک رمه گوسپندان شده است از آن خود ببر برد وتمام رمه
بستان دانست مگر بازی میکند گفت اے عزیز با من بازی چه میکنی گفتم بخدای که بازی نمیکنم
راست میگویم از آن خود ببر رفت آن درویش آن رمهٔ گوسپندان بتمام برد الٰهی اگر این عمل من برائے
رضائے تو کردم شائبهٔ هوائی وغرضی درمیان نبود ما را ازین شکنجه کشادگی بده سنگ یک جنبید نی دگر جنبید
فرجه کشاده تر شد سوم گفت که سال قحطی بود قبیلهٔ من جز بر من غله نبود بالقرض یا بجزیه هر که بردی از من
بردی عورتی صاحب جمال جوان در غایت حسن وخوبی در قبیلهٔ ما بود ومرا در وطمع بود بر جهت غله او آمد باو
گفتم اگر اینچنین خیری باشد غله بتو بدهم عورت گفت من از خدای خویش ترسم ودر بستر شوهر خویش خیانت
نکنم بکلی با او رد او گفت من نیز غله ندادم اوّل روز گذشت دوم روز گذشت همبرین صفت سوم روز شوهر
او باز فرستاد گفت ای عورت هر چه میشود بشو گو چیزی بیار که خواهیم مرد سوم روز باز آمد از من غله طلبید
من همان سخن باز گردانیدم قبول کرد خود برهنه شدم واو را برهنه کردم دیدم که او را لرزه سخت گرفته است
واو بکلی از دست شده ورنگ دو دهیبت بکلی گشته پرسیدم ترا چه شد جواب گفت آن بدبخت شوهر مرا
بدین کار شنیع اجازت داد ولیکن خدای من می بیند می ترسم تا بر من چه کند با خود گفتم این عورت از خدا چندین
خوف دارد وچندین شرم میکند تو که مردی چرا ازین عورت کم باشی ازین کار باز آمدم جامه پوشیدم واو نیز پوشید
او را خواهر خواندم وغله بردی بسیاری دادم معذرت کردم خداوندا اگر این کار برای تو کردم ازین هلکه ما را
فرجه بخش سنگ بکلی جنبید افتاد هر سه نفر بسلامت بیرون آمدند فرمودند که شخصی را بدوی گرفت گفت بر تو
مال است گفت آری گفت چه قدر گفت پانصد درم شمرد پانصد درم بود بدو گفت تو مرد صادقی از آن تو
نستانم رها کرد فرمودند حسن بصری رح روزی از کسان حجاج گریخته در خانهٔ حبیب عجمی درآمد کسان او
متعاقب در خانهٔ حبیب عجمی آمدند پرسیدند که حسن اینجا آمد گفت آمده است درون این حجره خزیده

له تاریخ به معنی آنکه بچگان زایند ۱۲ ـه حدیث شریف میں جہاں یہ واقعہ آیا ہے وہاں عورت کتخدا بتلائی گئی ہے ۱۲ واللہ اعلم

است در دل ایشان وهم افتاد که اگر باشد هرگز نگوید بے شک دروغ است او اینجا نیست باز گشتند
خواجه حسن بیرون آمد گفت ای حبیب چه کرده بودی چه گفتار بود که گفتی گفت ای استاد از تو شنیدم آن صدق
نجی راست گفتم خلاص تو همراه بود وکمترین بندگان مؤلف جوامع الکلم عرضه دارد که ملفوظ مذکور جزا بعد جزا
الی تاریخ روز مذکور در مجلس تا هر دوم جز مطالعهٔ بندگی مخدوم تصحیح لفظا بعد لفظ کلمهٔ بعد کلمه حرفا بعد حروف
از جهت معنی ولفظ وترکیب وترتیب وسیاق وسباق مشرف گشته بتوقیع صح الجزو در آخر هر جزو تصحیح
ومؤکد گشته هر دوم جز بعد تصحیح بر طریق مذکور بدیں بنده کمینه دادند وفرمودند که کار این ملفوظ از جهت تحقیق
وتدقیق بجائی است که گویا که من خودی نویسم وملفوظ خود را من گرد می آرم وجمع میکنم پس آن هر دوم جز
طلبیدند بجهت مطالعه وتصحیح حق تعالے بکرم عمیم خویش سایه دولت مخدوم جهانیان را بر سر عالمین باقی و
پاینده دارد وکمترین بندگان را بعبادت خدمتگاری وشرف ملازمت بندگی مستعد ومشرف دارد وتوفیق
رفیق این ضعیف دارد تا این جواهر اسرار الٰهی وغوامض نامتناهی در سلک نظام انتظام آرد وچون از نماز
جمعه روز مذکور مراجعت فرمودند این دو غزل دادند

غزل

شعاع آفتاب مهر افروز — بر آمد صبحگه روشن تر از روز
فروغ شمع از پروانه پرسند — چه گوید جز مزید سوز بر سوز
بقدر هر وجودی جامه دوزند — بلاؤ غم لباس ماست در روز
مرا زان سرو قامت روی گلگون — بهاری تازه هر بار است نوروز
سپر سینه است دل را تیر غمزه — چگونه جان رود زان ترک فیروز
گذشته دی وفردا نا بیاید — بنقد وقت خوش میباش امروز
محمد خیره کرد است دیدهٔ عقل — شعاع آفتاب مهر افروز

غزل

نگر آواز خاست از قعر چاهے — زده است درد مند از سینه آهے
نگر از آشیان وجنت دوری — تو ای قمری که می نالی صباحے
چو من می باش درد آشام وغمخوار — که من هم زین نمط دارم کلاهے
ترا من دوست میدارم دگر هیچ — نکردم من جز این دیگر گناهے
چه براُفتد ترا اے شاه خوبان — اگر باشد گدائے نیک خواهے
اگر خوانی وگر رانی تو دانی — ندارم من بجز این دیگر پناهے

محمد جز درش دیگر دری نیست ‖ ندانم من جز این ره هیچ راهے

روم اکنون کجا آواره ای دل ‖ بگروه موسفید و روسیاهے

غزل سوم که وقت مختلف گفته شده بود آں نیز بجمع آمده است **غزل**

دلبری نیست بی تو یک پسرے ‖ بیدلی نیست همچو من دگرے

هر کس روی خوب دارد دوست ‖ اهل دل را بود دگر نظرے

نقد ما را بدل به نسیه مکن ‖ درد نقد است وصل در خطرے

قصه عشق احسن القصص است ‖ فهم این سر کجا کند بشرے

مادرش را همیں ازل نامند ‖ مثل عیسیٰ ندارد او پدرے

عشق در اجتهاد نعمان نیست ‖ شافعی را نه شد از و خبرے

ماه را قامت بلندی نیست ‖ سرو را نی سری ست نی کمرے

سرو من ماه رو بلند سر است ‖ دلبری نیست همچو او دگرے

روز شنبه سی ام ماه ذی قعده سنه ۸۰۲ھ

روز شنبه سلخ ذی قعده سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت سخن در صعوبت احوال مردمان بود در روز قیامت و بعد مرگ فرمودند باشد هیچ نبی و ولی از گفت و شنید ی بعد موت فردای قیامت خالی نباشد تا آنکه روح سرور انبیا محمد مصطفیٰ حبیب الله را بردند با او خطاب شد که محبت با زن زید چه بود گفت من نکردم - و از من نبود فرمان آمد آنکه بهشت و دعوت مردمان چه باشد رسول متحیر ماند فرمان شد اذهب فقد غفرت لک برو که آمرزیدم لفظ اذهب دلیل بدین است که باستحقاق احتساب هیچ یکی مغفور و مرحوم نیست که اگر رحمت من نباشد مغفرت من بتو نرسد و امیر المومنین عمر را در قوت القلوب می نویسد که بعد نقل دوازدهم سال خواب دیدند که جامهای سفید پوشیده غسلی کرده چنانکه از مهمی فارغ شده باشد پرسیدند از حال او جواب داد که بعد از نقل دوازدهم سال از محاسبه این زمان خلاص یافته ام هم در قوت القلوب می نویسد که چون حال اعدل خلق این باشد حال دیگران بریں قیاس بکن و فرمودند که بندگی خواجه ما را بعد نقل بخواب دیدند پرسیدند که خدای با شما چه کرد گفت اگر عبادت اول ایام ما نبودی حال ما نیک دشوار بودی کمترین بندگان عرضه دارد که این سخن قریب بقول جنید است که ضاعت تلک العبادات[۱] و فنیت تلک الاشارات و اندرست تلک العلوم و ما نفعنا الا رکعات رکعها وقت السحر فرمودند آری مفهوم قولین یکے است پیش آں این غزل خویش خواندند این ست **غزل**

[۱] آں عبادات ضائع شده و آں ارشادات و نصائح به فنا و آں علوم و معارف به باد گشتند و هیچ نفع نداد مگر چند رکعات که وقت سحر خواندم ۱۲

دلم را ابتلا شد با جوانی ‖ ز غمزه اش ندارد کس امانی

بیک چشمک بسازد شیوه چنداں ‖ فرو بالا کند هر دو جهانی

لب لعلش ببیں خون نوش ترکی است ‖ جگرخوار است هر دم دلستانی

صدف را در شکم دو سلک لولو ‖ لب و دندانش هستند درفشانی

دلم از دست تنهائی بجاں شد ‖ چگویم بلکه افتادم بجانی

غیور من و هرجائی است یارم ‖ کجا جویم ندارد او مکانی

ز چشم مست او غلطیده خلقے ‖ بر آمد هر طرف از وی فغانی

محمد پیر گشتی توبه کن ‖ نظر بازی رفیق آرد نشانی

بعد نماز خفتن فرمودند در خوردن طعام مردمان سه صفت گفته اند یکی آنکه نور میخورد و دوم طعام خورد سوم گاه میخورد دانکه بیاد خدا به نیت عبادت میخورد او نور میخورد و آنکه بقدر قیام بنیه و بقائے طبیعت حیوانی میخورد او طعام میخورد و آنکه محض شهوت و هوا میخورد او گاه میخورد۔

روز یکشنبه غره ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز یکشنبه غره ذی الحجه وقت چاشت ذکری در نسب امام اعظم ابو حنیفه کوفی و شرف ذات عالیه او افتاده بود رضی الله عنه فرمودند امام اعظم از آن سادات است شنیدم مادر امام اعظم سید جعفر صادق رض را وضو کنانیدی و هر آبی که از آن وضو بودی آں خود خوردی هم از برکت آں بود که اینچنیں پسری حق تعالے در رحم او پیدا آورد و ذالک[۱] فضل الله یؤتیه من یشاء و این غزل نیز از آن بندگی مخدوم است **غزل**

جانان دل من پی جوانی ‖ در هر خم موی او جهانی

مقتول لبی است قاتلت کم ‖ بر لعل لبش مرا گمانی

بر لعل لبت سیاه خالی است ‖ از موت و حیات مانشانی

برخور ز عمر نیک بختی ‖ با یار عزیز یک زمانی

گر آیدم خلوتی میسر ‖ با ذوق و فراغت و امانی

بو الفتح مدام باده می نوش ‖ کز مستی پیر و با جوانی

غزل

اگرچه پیر فرتوتی کهن ساز ‖ محمد با جوانی عشق می باز

[۱] و این سعادت فضل خداوندی است که عطا می کند بکسیکه می خواهد ۱۲

کنارش گیر و دور بر کرده میدار — بهشتی کرده با حق باش همراز
بدل دزدیده ضعیف آں جواں گیر — به پنهانی حریفی کرده دم ساز
صفت پیری چو آهن سرد باشد — به آتش عشق گرمش ساز بگداز
بدل کن ضعف پیری را بقوت — جوانی باش سرمست و سرافراز
جوانی را بر کن ایها الشیخ — کشیده سینه پا نه بصد ناز
لب سینه به سینه لب بلب نه — بگیر از وی نفس چوں نفخ اعجاز
برهنه کرده پیراهن بر دل کش — کنار و بوسه با یکدوی گاز
ابو الفتحا همین است عاقبت چیز — ترا با بهشتیاں کردند انباز

روز دوشنبه دوم ذی الحجه سنه ۸۰۲ه

روز دوشنبه دوم ذی الحجه سنه ۸۰۲ه وقت نماز دیگر سخن در فضائل خدمت و عظمت و حضرت با جلالت بی بی فاطمه زهرا بود فرمودند در رساله فقیه ابو اللیث صاحب عرائس می نویسد که هر بار که دل رسول الله گرفته شدی و هیچ نوعی کشاده گشتی بینی مبارک بر تارک فاطمه داشتی و دلش کشاده شدی ام المومنین عائشه پرسید رسول الله فرمود در شب معراج سیبی مرا داده بودند آں سیب را خوردم در من فرحت و خوشی افزود قوت شهوانی زیادت شد بر خدیجه اتفاقی افتاد هماں شب فاطمه در شکم ماند هر بار که من تارک او بویم بوی آں سیب می یابم دل من کشاده میگردد و فرمودند هم در رساله صاحب عرائس می نویسد که روزی بی بی دیدن فاطمه نماندی روزی بدیدنش بخانه او شد و بسته بود آواز داد از درون فاطمه گفت یا رسول الله برهنه ام چگونه پیش در آیم رسول الله فرمود هیچ جامه و گلیمی هم با خود نداری گفت گلیمی دارم که اگر برتن کنم و با ستیم برهنه نمایم رسول الله ردای مبارک خویش از بیروں انداخت گفت گلیم فرو بر زور ردا بالا پیچ رداش به پیچید در بکشاد رسول الله درون شد فاطمه نشسته بود رسول الله هر چند با فاطمه سخن میگفت فاطمه جوابی نمیداد رسول الله فرمود من چندیں سخن با تو میگویم مرا هیچ جواب نمیدهی موجب چیست گفت حمل بروفا ادبی نشود گرسنگی بر من آنقدر روز آورده است که مرا قوت سخن نمانده است رسول الله صلی الله علیه وسلم جامه پیش را دور کرد شکم بفاطمه نمود بر شکم خشتی بسته بود دست با فاطمه گفت من هم سخن گفتن نتوانم اگر ایں خشت بسته نباشم همدریں میان جبرئیل آمد گفت یا رسول الله فرمان میشود که اهل بیت تو فقر بسیار می کشند ایں کلید خزائن روی زمین است بستاں رسول الله فرمود میخواهم که امروز اهل و ولد من به تنعم دنیاوی مشغول شوند و فردای قیامت بحساب آں گرفتار گردند باز گشت باز آمد گفت یا رسول الله فرمان

میشود بستاں بشرط آنکه حساب با اهل و ولد تو نباشد مشورت با ابو بکر کرد ابو بکر گفت یا رسول الله اگر بیحساب است که اهل بیت تو دشواری می بینند بستاں روی بجانب جبرئیل کرد جبرئیل اشارت کرد و سر فرود آورد که آں تواضع فقر اختیار کن رسول الله فرمود یا ابن ابی قحافه انی ارید ان اجوع یوما و اشبع یوما فاذا جعت تضرعت واذا شبعت شکرت. بازماں ای پسر ابو قحافه و ایں کنیت پدر ابو بکر است میخواهم که روزی گرسنه باشم و روزی سیر چوں گرسنه شوم تضرع و زاری بحضرت حق نمایم و چوں سیر گردم شکر باری تعالی بگویم و هم در رساله مذکور می گوید که فاطمه را هیچ وقتی نماز قضا بسبب نفاس نشده است همدران ساعتی که زادی برخاستی وضو ساختی دوگانه گذاردی و اقل نفاس را حدی نیست بداں بلائی که عورات علی العموم مبتلا اند آں عیب و دروی نبود و فرمودند چوں قریب برحلت شد فرمود که علی مرا غسل دهد دست دیگری باندام من نرسد و جنازه مرا امیر المومنین حسن و حسین رض برگیرند مرا شب بیروں کشند تا کسی بجانب جنازه من نظری نکند و موضعیکه بدارند متصل من هفت تربت دیگر بکنند تا هیچ کسی تربت مرا نداند و نگوید که ایں تربت فاطمه است شب بیروں آوردند و همچناں کردند هفت تربت ساختند تا ایں روز آں هفت تربت باقی است نمیدانند بیقین که تربت فاطمه کدام است هر هفت را زیارت میکنند تا میان آں هفت زیارت تربت فاطمه هم کرده شود و فرمودند بتمام خود مشابهت برسول الله بود و چوں در ره رفتی هیچ کس گماں نبردی که فاطمه است می پنداشتند مگر رسول الله می آید هم ازینجا سیدی پرسید که چنیں میگویند جبرئیل گفت بر رسول الله که خدای تعالی میگوید ما فاطمه را بعلی دادیم چوں نکاح در ملکوت شده باشد نکاح دیگری چه محتاج الیه بود و فرمودند خبر جبرئیل حکایت از تقدیر و اخبار از حکم لوح محفوظ بود و نکاحی که رسول الله کرد نفاذ هماں و ظهور آں تقدیر بود و بار عایتی و شرائطی که در دین ثابت کرده است ازاں چاره نباشد. طرفی و دیگر نفس اماره و لوامه و مطمئنه بود فرمودند اینچنیں است که هر یکی نفسی دیگر است نفس دیگر نیست نفس همیں یکی است ولیکن با احوال مختلف و صفات متباین نامی دیگر و صفتی دیگر میگیرد و نفس همه در اصل خلقت نفس اماره است بعد مجاهده و ریاضت و تصفیه و تخلیه لوامه میگردد و پس ازاں مطمئنه میشود قال علیه السلام وما من مولود الا وقد وکل قرینه من الجن الا مریم وابنها وقیل ولا انت یا رسول الله قال ولا انا الا ان تغمدنی الله برحمته فاعاننی فاسلم شیطانی وانت یا رسول الله قال وانا ایضا الا انه اسلم فلا یامرنی الا بخیر اسلم شیطانی. اشارت بر انست از رسول الله که نفس من مطمئنه جبلی است میخوانند مگر گونکی قول یوسف وما ابری نفسی آں حکایت اصل خلقت اوست و نفس او اماره نیست او را است نفس مطمئنه و کذلک کلمه قدسی یا داود عاد نفسک ای نفسک الاماره بالنظر الی اصل الخلقه بقبل المجاهده والتصفیه

سائلی پرسید ایشاں را همین مطمئنه است فرمودند آری همین نفس مطمئنه است پس گفت ذلت از کجا است
فرمودند ذلت انبیاء منبع منشاء او از قهر حق است سبحانه و تعالی خدای نمیخواهد که هیچ کس در حضرت او
سرافراشته باشد همه را منکسر و شرمنده و سر فرو کرده میخواهد بدارد بنابریں حکمت با ایں که نفس ایشان
مطمئنه است بقهر قدرت غالبه خویش از ایشان ذلت پیدا می آرد تا منکسر خاطر و متوجه و متضرع و ملتجی
و خایف و راجی باشند و سترہ دو علیه السلام پیش از ذلت گفتی اَللّٰهُمَّ لَا تَغْفِرِ الْخَاطِئِیْنَ و چون ذلت افتاد
گفتی اَللّٰهُمَّ اغْفِرِ الْمُذْنِبِیْنَ لَعَلِّیْ اَکُوْنُ فِیْهِمْ خداوند گناهگاران را بیامرز شاید که در میان ایشان یکی من هم
باشم فقال الله تعالی جاءت الذلة مبارک علیک یا داؤد بر تو ای داؤد ذلت مبارک آمد داؤد
گفت خداوندا ذلت چگونه مبارک آید خداوند فرمود گفت تجیٔ من قبل بجی المطیعین والآن تجی بجی المذنبین
سرافراشته سینه کشاں پیش از ایں می آمدی امروز سر فرو کرده شکسته وار می آئی۔ و هم از ینجا ذکری و قصه
مهتر آدم بود فرمودند چون او را در دنیا فرستادند در کوه سراندیب فرود آمد سر در آسمان می سود فرشتگان
که تخت او ابر سر گرفته می گشتند فریاد کردند خداوندا ما از بوی بدی آدم گنه گار سوده می گردیم خدایتعالی
قد آدم را کوتاه کرد تا هفتاد گز قد شد چون ساعتی گذشت آتشی بلائی از درونه مهتر آدم خاست از جبرئیل
پرسید که آتش از درون من خاسته است نمیدانم که چیست جبرئیل گفت ایں را گرسنگی گویند رفت در بهشت
هفت دانه گندم آورد هر دانه نه صد درم سنگ بود گفت بخورم گفت نه گفت این را کشت کن گفت چگونه
کشتم رفت از بهشت ستوری سرخی آورد و ریسمانی و آهن و چوب آورد آں جفت بر دوشش ستور نهاد و اندران
شو گفت بریں نمط بران مهتر آدم راند گفت ایں هفت دانه بکار کاشت در ساعت بر آمد پخته شد گفت
بخورم گفت نه از درخت فرود آرد آس کن گفت چگونه آس کنم رفت دو سنگ آورد و صورت آس کردن
نمود مهتر آدم خود شست آس کرد گفت بخورم گفت نه بپز گفت چگونه بپزم رفت از دوزخ آتش آورد
آں آتش مهتر آدم بدست گرفت دستش سوخت بیرون انداخت میان دریا افتاد هفت غوطه خورد باز
مهتر آدم کشید و آرد را خمیر کرد و نان پخت چنانکه گویند فَخُبزٌ خُبزَةً لِسته سوداگران غله و مردماں صحرای
می کنند پیش آں گفت بخورم گفت بخور مهتر آدم صلوة الله علیه خورد بعد خوردن ساعتی ذکر شد وغدغی
دیگر و آتشی دیگر خاست با جبرئیل گفت جبرئیل گفت که ایں تشنگی است رفت از بهشت معولی کلندی
آورد گفت زمین بکاو آدم کاوفت بر شریک گزی آب بروں آمد و خورد ساعتی بخوشی بود بعد ساعتی
بلائی دیگر درون شکم خاست با جبرئیل گفت جبرئیل گفت ایں را من نمیدانم جبرئیل در حضرت رفت
گذرانید دو فرشتگان آمدند دو سوراخ کردند یکی پیش و یکی پس از شکم مهتر آدم علیه السلام شده طعام

بیروں آمد بوئی در بینی مهتر آدم رفت هفتاد سال گریست و فرمودند عجب کاری میگوید اِنِّیْ جَاعِلٌ[1]
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً و او را در بهشت می فرستد او در بهشت چگونه قرار گیرد تعالی و تقدس یَفْعَلُ اللّٰهُ
مَا یَشَاءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ[2]۔

روز چهار شنبه چهارم ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز چهار شنبه چهارم ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت سخن در اهل دل بود فرمودند اهل دل میان صوفیان
او باشد که او را فتح دل شده باشد که صوفی در هوا برود بر آب رود و بر هرچه دست زند زر گردد و او را
فتح دل نه شده باشد و خبر از دل بنوده باشد و لایم ایںمعنی ایں حکایت فرمودند که سهیل عبدالله تستری
مرویست که در دنیا صایم آمد و از دنیا صایم رفت در روزی که زاد ند پستان نگرفت چون شب شد
دهن بر پستان زد باز چون صبح دمید پستان گذاشت و در روزیکه مُرد صایم مُرد و خانه او را بیت
السباع گویند و شیر و گرگ روز و شب در مقامش می آمدند گرد خانه اش میگشتند و بوئی او می
بوئیدند و در آمدن و رفتن کسی را در میان مضرتی نمیرسانیدند جنید رحمة الله علیه در باب او می گوید
برادر ما سهیل چنیں و چناں مرویست و لیکن خبر از دل ندارد۔ لختی سخن در حسن خلق اهل بیت بود
فرمودند روزی کنیزکی پیش حسین رضی شاخی سبز آورد و گفت السلام علیک یا ابن رسول الله حسین رضی گفت
علیک السلام وَ اَنْتِ عَتِیْقَةٌ[3] لوجه الله پرسیدند عَتَقْتَ بِرَیْحَانَةٍ آزاد کردی بیک شاخی گفت خداوند
فرمود فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا[4] اَوِ الْاَحْسَنُ لَمَّا عَتَقْتُهَا تَحِیَّتُ بِاَحْسَن فرمودند حسن در باب او عتق اوست و فرمودند
روزی بر غلام خود امیرالمومنین حسین رضی تفت شد غلام گفت وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ گفت تحمل کردم گفت
وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ گفت برو بخشیدم گفت وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ گفت اَعْتَقْتُکَ لِوَجْهِ اللّٰهِ

روز پنجشنبه پنجم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز پنجشنبه پنجم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ ذکری در باب دوستان خدا بود فرمودند هر کرا دلی متوجه
بخدا و نفسی پاکی باشد غلام باشد خواجه باشد کاسب باشد تاجر باشد خان باشد ملک باشد بادشاه
باشد او دوست خداست او مقرب حضرت است و اگر ایں دو چیز نیست خود هرچه شود و شو گو که هیچ نمی
ارزد و بجله سنجیده نمیشود و لایم ایںمعنی حکایتی فرمودند سالی در بصره امساک باراں شد حسن بصری و ثابت بنانی

---

[1] میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنا رہا ہوں ۱۲ [2] اللہ پاک کی ذات نہایت بلند اور نہایت مقدس ہے۔ جو چاہتا ہے وہ
کرتا ہے اور جس کام کا ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم دیتا ہے ۱۲ [3] اور اے کنیز اب تو آزاد ہے ۱۲ [4] قرآن پاک کی پوری آیت یہ
ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا۔ ترجمہ: جب کوئی تمھیں سلام کرے تو تم اس سے بہتر طور پر اس کا جواب دو ۱۲

و مالک دینار و محمد بن سیرین و جملهٔ اکابران عهد با ستسقا بیرون آمدند هفت روز برآمد که شب و روز در نمازگاه دعا و تضرع و زاری در حضرت حق می کنند جائی اثر اجابت پیدا نیست مالک دینار میگوید که من در گوشه نشسته بودم و مصلا فراز است و خالی است می بینم شخصی آمد بر مصلا ایستاد و دوگانه گذارد و دعا آغاز کرد ایشان که آمده اند در طلب باران همه بزرگان دین محمد اند و امروز هفت روز شد که ایشان از تو باران میخواهند و تو دعای ایشان قبول نمیکنی این دین دین محمد باز آید بیگانگان گویند که اگر ایشان را در حضرت حق عزتی و قربتی بودی هرگز ایشان را همچنین خوار نکردی باران نفرستادی یعنی بر گناهگاران قهر و انتقام میکنی ایشان یاری چیستند و کیانند که تو بر ایشان انتقام کنی فضل کن و رحمت کن مسکینانند بخشش باران بده این سخن گفت ابر از چهار طرف جنبید تقاطر آغاز شد و خورده آبادانی گرفت من دنبال شده آمدم تا آنکه بدیدم در خانه در آمد من آن خانه را شناختم با خود تعیینی کردم باز گشتم باران کشاد جهانی تر شد من باز در آن خانه در آمدم که پای بوس آن مرد بکنم پرسیدم که این خانه کیست گفتند سوداگری درین خانه فرود آمده است بردگان بجهت سودا آورده است گفتم مگر همان خواجه باشد استیذان کردم درون شدم می بینم خواجه متمتع نشسته و غلامان بسیار دست بسته پیش او ایستاده اند دانستم که او نیست از آن واز این حکایت گفتم پرسیدم چه سودا آورده گفت غلامان آورده ام با خود گفتم میان غلامان باشد گفتم بنمائید مرا غلامان خوبی که را خواهم خرید صد غلام داشت از آن جمله نود و نه آورد شمردم که یکی نیست گفتم یکی دیگر کجا گفتند آن یکی کاهلی حرام خواری کاری نکند افتاده باشد من خریده اورا پشیمان گشتم باری به بینم شاید دل من رغبت کند هو را نخواهم بعد مقالت بسیار آوردند دیدم شناختمش هو ست گفتم من این را خواهم خرید همه بیک زبان بگفتند که خواجه مادروغ نمی گوئیم که این مرد هیچ کاری است از این مرد کاری نیاید افتاده بخسپد هیچ کاری نکند گفت با جمله عیبی که شما میگوئید من بها خریدنی ام بها صد دینار شد فی الحال فروخت و برابر آورد و در اثنائی راه آغاز کرد ای خواجه آنچه ایشان می گفتند همه راست میگفتند تو چرا خریدی گفت بشنو تو آن نباشی که آخر شب آمدی بر مصلا ایستاده در نمازگاه دوگانه گذاردی و با خدای چنین نوع سخنان گفتی و همان زمان باران بارید گفت تو دیدی گفتم آری دیدم گفت باری بایست شکرانه خدا را دوگانه بگذارم گوشهٔ مسجد گرفت دوگانه گذارد و سر بسجده نهاد جان بخدا سپرد احوال بندگان خدا جز خدا دیگری نداند پس آن این غزل خویش خواندند

غزل

محمد عشقبازی می خوش خصالے — شب و روز آن خیال خدو خالے
غم فرزند و زن یکسو نهاده — نمانده در دلش میلی تمالے

اشارت بوسه کردن چه مقصود — عفاک الله خیالی هست خالے
همه شب یاد زلف ماه روئی — بهر صبحی دو چشمی بر جمالے
چنین سروی بدین حسنی نمک زیب — نباشد در گلستان نهالے
لب او در خیال و هم نا نیست — ولیکن هست جائے قیل و قالے
محمد بوسه زد او از گه برخاست — نبود ستت در میان جز احتمالے

غزل

من سوخته و دل مرا جگرها — من ریخته تن مرا خطرها
از دست تو ای جوان خود کام — در سینه مرا بسی جگرها
کشتی نه برد ز آه شبها — بدبخت رقیب بسته درها
ثابت قدمی نه تو ای یار — بنگر بدرش فتاده سرها
بوسے ز دوشش بقصد کازید — دهنم شده بین پر از شکرها
دارم هوسی که اندکی تو — بخرامی و من کنم نظرها
دیدم سگ پاسبان این کو — در نی همه شب کنم گذرها
بخرام ببین تو مردمان را — مانند دو دست بر کمرها

روز دوشنبه نهم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز دوشنبه نهم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ وقت چاشت جمعی از اصحاب بخدمت مخدوم حاضر بودند هر یکی بشرف تجدید بیعت مشرف می شد تفحص حال او را هر باری میفرمودند و هر یکی را بقدر حال فوائی بود باندازه مرتبهٔ هر شخص مرحمتی مبذول میداشتند پس آن ذکری در باب رویت خداوند تعالی و تقدس بود فرمودند دولتی عظیم و مرتبتی بس بزرگ است که حق تعالی دوستان خویش را و مقربان خود را بخشیده و درین دنیا تنبیه کرد اولین و آخرین که از سبب آن دنیا چو گذشت همین دولت رویت خداوندست تعالی و تقدس قال الله تعالی لَنْ تَرَانِیْ موسی را خطاب شد تو نه بینی از ینجا این نباید که کسی دیگری در جهان نه بیند چرا نباشد که حق تعالی نبی دیگر را مخصوص بدین دولت کند و تابعان او بدولت اتباع او ازین شربه جرعهٔ چشیده و نیز میگوید تو نه بینی یعنی بدین چشم نتوانی دید بحاذی و مقابله که در مرئیات است و از العرف در رویت معاینه می کنند بدین صفت خدا تعالی را نتوانی دید و هرگز نه تو و نه دیگری بدین طریق بنگرند تا آنکه رحمت حق تعالی ذات بندهٔ خویش بکلی بیرون آید پس

حق تعالیٰ را ہم بنور او تعالیٰ بیند با این ہمہ نہ کہ این چشم بیند بلکہ تمام ذات عبد بصر گردد کل او را
بکل خویش بیند حق تعالے میگوید وُجُوہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ نگفت عیونٌ بلکہ گفت وُجُوہٌ ای
ذواتٌ وصف ناظریت بذوات کرد و آں عبارت از تمام بندہ است بیت این است **بیت**

ہمہ چشمیم تا بروں آئی　　ہمہ گوشیم تا چہ فرمائی

چنانکہ آفتاب را ہیچ چشمی نتواں دید مگر آنکہ بنور آفتاب استمداد گیرد پس آفتاب را ہم بآفتاب تواند دید آفتاب
میگوید چشم را اَنْتَ تَدَّعِیْ اِنِّیْ مُرِیْکَ وَلَسْتَ تَرَانِیْ اِلَّا بِیْ اَنَا تَسْتَحْیِیْ وَشِیْمَتُکَ الْحَیَاءُ تو دعویٰ میکنی ای چشم
کہ من آفتاب را می بینم و تو نہ کہ مرا بہ بینی مگر آنکہ استمداد ہم از نور من یابی چرا شرم نمیداری و ترا صفت بشرم
کردند پس روا باشد کہ اینجا آفتاب گوید چشم را لَنْ تَرَانِیْ اَیْ بِذَاتِکَ وَنَفْسِکَ با اینکہ او را می بیند ولیکن باستمداد
نور او می بیند نہ بخود و در رویت در آخرت نیز ہمبدیں طریق باشد ہیچ کسی او را بہشت بنور چشم خویش نخواہد دید
ولیکن ہمبدیں چشم خواہند دید بعد آنکہ منور بنور او تعالے و تقدس و مؤید بفیض ذات او خواہد شد و تمام تن
خواہد دید نہ چشم تنہا فقیہان با معتزلہ در حرمان از رویت در دنیا شریک اند اما در آخرت بطریق الوجوب
والفرضیت بر ہمہ اہل بہشت یکبار بیش نباشد و عجب آنکہ ہمہ اہل بہشت او را بداں جمال و کمال و
لطافت بیند ولیکن ہیچ کسی عاشق نشود و باکل و شرب و جماع و بدانچہ مشغول بودہ اند باز گردند اگر
فقیہان و معتزلہ دانند کہ از کدام دولت محروم سند ہم بسوگند خدای کہ مالک زمین و آسمان است کہ ہر یکی
را زہرہ آب گردد بر جا مانند و فرمودند صوفی بر ذوالنون بنالید کہ سی سال است کہ بمجاہدہ و ریاضت عمر
بسر بردم ہیچ لمحہ یار با من آشتی نیامد و بصلح باز نگشت خواجہ ذوالنون فرمود ہشت برو بر بخور و پا دراز کن
بنخسپ آں مرد صادق شب بخورد و پا دراز کرد و خفت ہماں شب خدای را بخواب دید و گفت بگو آں رہ
زن را چیست کہ رہ دوستاں ما میزنی بامداداں رفت بر ذوالنون مصری حکایت کرد ذوالنون بگریست
گفت دیدم کہ براہ آشتی نمی آید شاید کہ براہ جنگ آید و اما این تداوی تداوی بداون زہر ماند چنانکہ طبیباں
در بعضی وقت آخر الامر زہر دہند کہ اگر نکو شد فبہا و الا ازین مرض خلاص یابد ہم ازینجا سخن در علو رتبت
عشق بود فرمودند این است کہ ہر کہ روی خوب بیند عاشق شود عشق دولتی دگر است تا کدام نیک بخت
باشد کہ بدیں دولت رسد حضرت یوسف صلوٰۃ اللہ علیہ در ایام قحط پس ہفت روزی یکباری روی بخلق
نمودی تا ہفتہ دوم خلق بیطعام و آب بقوت جمال او بماندی با این ہمہ عاشق جز زلیخا نبود و آنکہ در جملہ شرایع
اشارت بعشق و اہل عشق و معاملت ایشاں باشد مسئلہ حج است زیرا چہ شرط طالب عاشق ترک اہل
و ولد و اخوان و احباب و بلدان و محلت و عشایر و اقارب است و بذل جاہ و مال است **بیت**

ترکِ جاہ و بذل و مال و ننگ و نام　　در طریق عشق اول منزل است

وآں لازمۂ حج است زیرا چہ سفر برای حج ضروری باشد و لازمۂ سفر ترک اہل و ولد و بذل و جاہ و مال
ضروری ست **بیت**

ہوای کعبہ چناں می دواندم بنشاط　　کہ خارہای مغیلاں حریر می آید

چوں بجوار حرم معشوق رسید وقت آں شد کہ در حرم او در آید و جمال او مشاہدہ کند بضرورت بر خود آنچہ
از لذائذ دنیاوی است حرام گرداند و دوختہ نپوشد و سر تو نشوید و خوشبوئی نمالد و بدیں و بداں مشغول
نگردد و جائی را نرنجاند جز نام دوست و یاد دوست و ذکر دوست دگر کارش نباشد چوں در حرم معشوق
در آید از غایت شوق و اشتیاق ایں سو میدود و آں سو میدود وقتی بر کوہ مروہ میرود و وقتی بر کوہ صفا
میشود وقتی بسکونت میراند وقتی رمی میکند بلکہ تیز تیز چپ و راست میدود مگر اینجا یابم چوں آنجا نمی
یابد پیشتر میشود ہمبریں صفت میباشد ناگاہ بر کوہ عرفات وقوف میکند گاہ در صحرا منا جولانی مینماید ہمدریں
میان ناگاہ نظری بر جمال معشوق افتاد چہ کند از و چہ آید و با چہ باز آید جز فدای خود کاری دیگر نہ بیند و چارہ
دیگر نباشد بضرورت طواف میکند یعنی کہ خود را فدای ساختم و سر بازو کہ حلق راس عبارت از دادن سراست
و کذلک قصر والحلق افضل و در رمی جمار اشارت بدین است کہ ہر چہ کردیم در طلب تو ہمہ ہیچ بود بدیں سنگریزہ
کہ انداختیم ماند و فدایہ او بذبح آمد و دعاء ماثورہ کہ در وقت ذبح آمدہ است اَللّٰہُمَّ ہٰذِہٖ فِدَائِیْ لَحْمُہَا لَحْمِیْ وَ
دَمُہَا دَمِیْ وَعَظْمُہَا عَظْمِیْ ہمبدیں معنی است کہ گفتم چوں وصال بمقصود حاصل شد اکنوں معشوق بلطف
باز آمد فرمود مشقتی دیدید بار سیدید در خانۂ آمدید اکنوں بر رسم مہماناں سہ روز طعام و آب ما بخورید
مہمان ما باشید روزہ شما مکروہ[1] بود اگر مہمان طعام مہمان دار نخورد و از و اعراض کند بضرورت مہماندار
برنجد او بداں راضی نباشد لابد کہ صوم ایام العید والتشریق معصیت بود مکروہ[1] باشد ایں صورت کہ من
گفتم در حقایق سلمی دیدم کہ از شبلی بعینہ نقل کردہ است و ایں دو بیت عربی ہم در وصف عشق خواندند **شعر**
اَلْعَقْلُ عُقَیْلَۃُ الرِّجَالِ ÷ وَالْعِشْقُ مُحَالَۃُ الْعُقَالِ ÷ وَالْعَقْلُ یَقُوْلُ لَا تُخَاطِرْ ÷ وَالْعِشْقُ یَقُوْلُ لَا تُبَالِ ÷
عقل پابند مرداں است عشق کشایندۂ آں بند است عقل گوید خود را در خطر میندازد عشق گوید از خطر باک
مدار و ایں بیت فارسی خواندند **بیت**

عقل گوید شش جہت حد است بیروں راہ نیست　　عشق گوید ہست راہی رفتہ ام من بارہا

بعد نماز پیشیں سخن در فضیلت فضل دریافت دل در ماندہ بود فرمودند بندگی خواجہ میفرمودند بزرگی در ایام

[1] دونوں جگہ مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی قریب قریب حرام قطعی کے ہے۔

سوم در حطیم کعبہ مشغول بود فرشتہ با فرشتہ دیگر میگوید چہ قدر آدمی دریں بار جمع آمدہ بودند فرشتہ دوم گفت شش لک چند ہزار آدمی بودہ اند گفت حج چند کس قبول شدہ است گفت حج کسی قبول نشدہ است گفت پس ایں قدر مسلمانان ضایع آمدند وضایع رفتہ اند ولیکن بطفیل شخصے کہ او در حج نیامدہ بود حج ہمہ قبول شد وحجی مبرور ومقبول بنام او بنشیند گفت کیست او گفت پارہ دوزی است در بغداد خواجہ عبد اللہ نام آں بزرگ سفر کردہ در بغداد آمد تا با عبد اللہ پارہ دوز ملاقات کند واز عملش پرسد در بغداد آمد با او ملاقات کرد نشست با او گفت کہ اگر تو با من عہد کنی کہ آنچہ پرسم بگوئی من ترا بشارتی برسانم گفت مرا بشارتی دہ آنچہ تو پرسی بگویم گفت در حطیم کعبہ مشغول بودم فرشتہ از فرشتہ دیگری پرسد حج کسی قبول شد گفت نشد ولیکن بطفیل مردی پارہ دوزی عبد اللہ نام در بغداد است او در حج نیامدہ است بطفیل او حج ہمہ قبول شد وحج مبرور بنام او بنشیند برای خدا مرا بگو تو چہ عمل کردہ کہ بدیں دولت رسیدی گفت عمل نکردہ ام جز آنکہ دریں بار من ساختہ شدم برای حج کردن زاد و راحلہ موجود ساختم ناگاہ زن من در خانہ ہمسایہ برای آتش رفتہ بود وحاملہ بود دید کہ در خانہ او چیزی می پزند پرسید کہ آنچہ می پزید گفت کبوتر است وعورات حاملہ را ہوس ہر چیزی باشد قدری ازو طلبیدہ گفت کہ چوں شما نخورید چیزی برای من ہم بفرستید قبول کردند بازگشت آتش آورد ومنتظر آں کبوتر ماند ہمسایہ نفرستاد زن من بر من گلہ کرد کہ من از ایشاں قدری کبوتر طلبیدم مرا ندادند من بر ہمسایہ خود گلہ کردم گفت سہ روز است بر ما مخمصہ است کبوتر مردار بر کنار سر افتادہ بود آوردیم پختیم خوردیم وشما را روا نیست چگونہ بدہم ایں حکایت بگوش من رسید گفتم از حج من چہ کشاید گیرم کہ ایں زاد و راحلہ بدیں ہمسایہ دہم تسلیم او کردم جز ایں عمل نکردم آں درویش بگریست گفت راست میگوئی ہم از برکت ایں عمل است کہ بدیں دولت رسیدہٗ۔ ہمدریں میان شخصی التماس تعویذ کرد فرمان شد بخادم کہ مصحف بیار مصحف آورد بر دست ایں ضعیف دادند و فرمودند ہمیں تعویذی نبشتہ بودم اگر ہست ہماں بیار تفحص کردم نیافتم فرمودند دوات و قلم و کاغذ بیار مولانا شیخو جلال سرستی و آں خادم بلغہ اللہ با علامناہ دوات و قلم و کاغذ آورد سہ لفظ اللہ نبشتند بریں صورت

اللہ اللہ اللہ و پس آں فرمودند کہ تعویذ درویشاں نشان ایشان است وایں حکایت کردند ہا من کہ در خدمت خانقاہ شیخ الاسلام نظام الدین کافتند آب سخت شور بیروں آمد خواجہ اقبال بحضرت التماس کرد کہ خواجہ آب نیک شور است اگر آب شیریں بودی خلق را بسیار آسودگی بودی شیخ فرمود چوں در سماع باشم بگوئی روزی سماع بود خواجہ اقبال در اثنای سماع در گوش گفت خواجہ آب ہا سخت شور است خواجہ گفت دوات و قلم و کاغذ بیار تعویذی نبشت و گفت ببر ایں را در میان ایں آب بشوی رفت شست

آب شیریں شد بحدیکہ خلق ہمہ خوردن گرفت مقصود ایں بود تعویذ شیخ نشانی فرستاد و کمترین بندگان و خدمتگاران کاتب حروف عرضہ میدارد اکثر مردم بہ ہر نیتی وحاجتی و بہر مصلحت و غرضی کہ التماس تعویذ از بندگی مخدوم کردند ہر کہ باشد گو باش گو از سلاطین و ملوک و امرا و علما و مشایخ و عوام مردم ہمیں صورت تعویذ کہ نبشتہ شدہ بود از بندگی شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین ہم نیز ہمیں نوع میفرمودند وایں چند غزل باوقات مختلف فرمودہ بودند جمع کردہ آمد

غزل اول

امروز ماہ من بطریقی برآمد است   گویا کہ آفتاب ز مشرق برآمد است

سلطان خوبرویاں سالار دلبراں   حسن و فریب و زیب نمک چاکر آمد است

از صحبتش میسر صبری نمی شود   آیندہ ناز نیندہ خلقش سر آمد است

انکار درد عشق و محبت کسی نکرد   الا کہ زاد و بوم کسی از خر آمد است

یاران عشقباز کی تحفہ بشنوید   سیمیں تنی بنقرہ و زر در آمد است

اسرار درد عشق ابو الفتح را بپرس   کو کنہ و دمند بل عاشق تر آمد است

مرغ دلم بدام محبت اسیر شد   باز او ہوا نگیرد و رفتہ بر آمد است

غزل

شادی بروزگار جوانان عشق باز   فارغ ز بود و نابود از خویش بے نیاز

دل بر یکی نہادہ نہ از دیگری خبر   گاہے بذوق بوسہ و گاہے بدرد و ناز

گاہی کنار و بوسہ گاہی در او فتاد   عشاق را ز حسرت دلہا شدہ گداز

بت را چہ می پرستی ای مشرک پلید   ابروی یار من بہیں آں سمت کن نماز

عین العیاں ببینی در خم گہ دو ابرو   یک صورت حقیقت در پردۂ مجاز

خانہ خراب کردی پی جعد شہسواری   ای سید محمد ای گیسوئی دراز

بالولوی پریشاں در گوشہ گلستاں   ساز و بر؟ یں ترانہ ابو الفتح را چہ ساز

غزل دیگر

ابو الفتح حدیث عشق کم کن   اگر دوستی وہ اینجا قدم کن

ز لعل شکریں لطفی بفرماں   سپس ایں جعد را گیر و ستم کن

تو وعدہ کشتنم کردی ہلا زود   ولیکن ہم بدست خود کرم کن

اگر ماہی بدیدی چہرہ او   کنوں توبہ ز تصویر صنم کن

ملولی محرمی یاری نداری — محمد مونس خود درد و غم کن
هوای ابر باران است بوالفتح — شرابی یا کبابی را بهم کن
لب او هم شراب و هم کباب است — تو بوسه کاز یکباره صنم کن
نگنجد عشق در تحریر و تقریر — تو کلک قال و قیل از سر قلم کن

غزل

بس جعد و سرین آن ستمگار — او بار نمود روی اے یار
از لعل لبش که می چکان است — سرمست شدیم بلکه هشیار
دانیم ذوق نے و مستی — کردیم ز توبه توبه صد بار
گر هست هوائی کشتن ما — مارا تو بدست هجر مسپار
من سر بنهم تو تیغ میران — لیکن بهزار ناز و انکار
آهسته تری بران مسکن — تا گیرم ذوق در و بسیار
هر دو ابدی شوند محمدؐ — می میرد و میزید بهر بار
افسانه شنیدهٔ محمدؐ — با محنت درد و غم گرفتار
تو هرچه کنی بدیدهٔ و سر — دارم دلکے دلے وفادار
این عالم پر ز خوبرویان — الحق که به پیش تست اقرار

غزل

دلبستگی است جان مارا — باخانهٔ گیسوئی تو یارا
هرکس بتعلق گرفتار — مارا پس جعد تو سوارا
شفتالوی دوسه فرما — از لعل حیوة بخش مارا
مانی که بنائے چهره بازان است — حیراست ز نقش تو نگارا
من منکر عشق را چگویم — گاویست خریست سنگ خارا
فریاد ز دست تست هر بار — ای ستمگار روزگارا؟
سروی ز تو دلفریب و زیبا — در باغ نیست و در صحارا
از فضل خدا مراست معشوق — زو دیدم صورت خدارا
زان سرو قباپوش دهرو — بوالفتح کیست شرمسارا

روز دوشنبه هفدهم ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز دوشنبه هفدهم ذی الحجه وقت نماز پیشین سایلی عرضه داشت که چه معنی است گفته اند اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَکْبَرُ و بعضی گفته اند حِجَابُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فرمودند کل ما سوی الله تعالے حجاب لذاته تقدس و تعالے هرچه جز خدای است حجاب ذات خدا است اما حجاب دیگر همه قبیح و کثیف اند و حجاب علم حجابی لطیف و حسین و ممدوح و مقبول است از ین خواستن نیک و شوار است بخلاف حجب دیگر مثل حسد و حقد و غضب و کینه و بغض و باقی صفات خفیه نفس که همه قبیح و مذموم است خاستن ازان نیک آسان باشد بخلاف علم که نیک ممدوح و مستحسن است خاستن ازان سخت دشوار است فلابد که اعظم حجاب بود و ازین علم علم نحو و صرف و حدیث و فقه و تفسیر مراد نیست و مراد علم بالله است و آن علم ذات و صفات باریست نه بدلیل و برهان بل بمشاهده و عیان و تعلیم من الله بلا واسطه و ترجمان آن علم حجاب اعظم است و غیر این را پیش ایشان علم نه گویند زیراچه آن علم مجازی ست نه حقیقی که قابل تغیر معلوم است فلا بد حجاب او باشد و لیکن اعظم زیراچه خاستن ازان نیک دشوار است چنانکه گفته اند اِسْتِحْلَاءُ الطَّاعَةِ قُرَّةٌ اَوْ خَشْيَةٌ مِنَ الطَّاعَةِ طاعت خدا یتعالی غیر خدا یتعالے است استحلاء او محل که هم برو بدارد پس وحشت از خدا و حرمان او از حق باشد۔

روز چهارشنبه نوزدهم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز چهارشنبه نوزدهم ماه مذکور وقت نماز خفتن ذکرے در باب سیر رسول الله بود فرمودند رفتار رسول الله خراماں بودی پای مبارک از زمین برداشته رفتی کَاَنَّمَا یَنْحَدِرُ مِنْ صَبَبٍ چنانستی که فرود می آید از بلندی یعنی که پای مبارک بر زمین کشان کشان نه رفتی بلکه یک پائی مبارک برداشته دوم بر زمین نهاده رفتی یعنی خراماں و جولاں کناں رفتی و صحابه رسول الله چون برابری بودند در عقب شده میدویدند و هیچ کسی نرسیدی اگرچه جهد بسیاری می نمودند و مشقت میدیدند که بر رسول الله برسند رسیدن نمی توانستند و از پس دیدند رسول الله بر کار خود و قرار خود رفتی و التفات بحال ایشان نکردی سید الانبیا خیر الاولین والآخرین صلے الله علیه وسلم سینه کشاں رفتی فی الجمله هرچه از اوصاف حمیده در عالم ممکن باشد صورت و سیرت همه ذات مبارک او موجود بود و بتمام و کمال کمترین بندگان این بیت خواند

بیت

شیوه و شکل و شمائل حرکات و سکنات — آنچه خوباں همه دارند تو تنها داری

و خواند که لَیْسَ عَلَی اللّٰهِ بِمُسْتَنْکَرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ فرمودند عجب این ست که با آنچناں این کفار بدبخت

جها باختند وجها کردند وبجاینڈ پیش آمدند دشنام دادن بر تیغ وتیر مقابل شدند وقفا زدند وگلو
شلبیدند وبکه زدند کوچه تنگ گرفتند روزی رسول الله علیه السّلام در رهی میگذشت وابوجهل بدبخت
درمیان راه ملاقات شده دید چند وبکه زد رسول الله بر روے افتاد چند لگدی محکم زد در وال شد وثوبیه کنیزک
ابولهب که اول شب پیغامبر را شیر داده بود وایستاده میدید دلش سوخت دردناک شد وحمزه پیشتری در
بادیه بودی هما بجا شکار کردی وهم از آں شکار خوردی وشب در بیشه بسر کردی بعد چند روزی درمیان
مکه آمدی اتفاقی درآں روز بمکه آمد همراں ره گذشت ثوبیه ایستاده بود فریاد کرد ای حمزه دیدی امروز
بر محمد ابوجهل چه کرد گفت چه کرد گفت درمیان راه میگذشت چند وبکه زد محمد را بر زمین انداخت پیش
آں چند لگدی زد حمزه را غضب فرود گرفت دوال زحرم کعبه درآمد نزد صنادید لکه مال کردن گرفت
وسر وروئی او شکست ابوجهل حیران ماند گفت من چه کردم که تو مرا می زنی گفت محمد را تو چرا زدی گفت
اگر تو بشنوی آنچه او میگوید تو او را بکشی گفت آنچه او میگوید همه راست است درمیان ایشاں شکل سخن
همی بود که گویند محمد برحق است چوں ایں سخن گفت دوال بر رسول الله آمد وگفت ای محمد من دینی تو
اختیار کردم آنچه تو بگوئی بر من آں بر من بکنم کلمه گفت ایمان آورد عجب انقیادی که حق تعالے داد برادر
زاده او باشد او در تحت فرمان او در آید یکی از کساں او گرد دو نیز فرمودند که رسول الله شیرخواره بود
حارث وحلیمه بجهت پروردن در قبیله خویش برده بودند ناگاه روزی غایب شد حلیمه وحارث در جست
وجو شدند هیچ جائی نیافتند نماز دیگر از جانب بادیه تنها ضعیف ونزار ولاغر شده پیدا شد پرسیدند
که تو کجا بودی گفت بازی میکردم دو مردی آمدند مرا بر گرفتند در بادیه بردند درمیان فلاں کوه سینه مرا
پاره کردند طشت وآفتابه آوردند روده درود گانی مرا کشیدند شستند بنور پر کردند باز درآوردند
وددوختند اثر دوختن عین پیدا بود پیراهن بالا کرد ونمود عین نمودار بود ودر انجا ی بازی باختن ناگاه گشتی
وگفتی من پیغامبر آخر زمانه ام وختم همه پیغامبران ام من آنم که دین عیسیٰ را باطل کنم من آنم که دین موسیٰ
را محو کنم تا بنز الشکنم ملک همه عالم من بگیرم حارث وحلیمه دیدند که ایں پسر عبدالمطلب پسر عبدالله رئیس
مکه است وایں کلمات گوید ودر بادیه وصحرا تنها باشد وجاتی ایں را عداوت میکنند شاید کسی تلف کند
مارا جواب چه باشد رفتند بمکه رسانیدند بازگشتند.

روز پنجشنبه بستم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ھ

روز پنجشنبه بستم ماه مذکور وقت چاشت آینده پابوس آمد عرضه داشت کرد که دیدن روی شما
بر ما مبارک است فرمودند ایں برحسب اعتقاد شما است روا باشد که یکی محض خیر بود ویکی از وتوقع

شری کند لابد او را همان شر پیش آید ویکی محض شر بود ویکی از و اعتقاد خیر کند همان خیر پیش آید روئی
مبارک رسول الله را چوں ابوبکرؓ دیدی همه انتظار خیر وبرکت کردی ومبشر شدی که لامحاله در پیش امید
خیری عظیمی ونفعی بس بزرگ است وابوجهل ملعون مخذول صباحی که روی مبارک رسول الله دیدے
فال بد گرفتی وباخود گماں بردی تا کدام شری عظیم وزیانی بزرگ در پیش است که روی محمد دیده شد وملایم
ایں معنی فرمودند که روزی بزرگی در بادیه برابر قافله میگذشت ناگاه پس مانده ره گم کرد وبی آبی بود و
هلاکت راستعین دید پنه درخت گرفت نشست تشنگی سخت گرفت انتظار مرگ کردن گرفت وشنیده
بود که چوں کسی تشنه میرد چند قطره آبی از چشم او بر رود میرد همدرینحالت است که ایں زمان چشم پر آب
خواهد شد وجان برون خواهد آمد همدریں میان ناگاه دید ماری بزرگی سپیدی قصد کرده دواں جانب
اومی آید مجرد آنکه مار را دید گریخت مار تعاقب کرد او پیش شده میگریخت مار دنبال شده می آید نه مار
از و رخ گرداند ونه بد و میرسد او میگریزد وهم در اثنائی دویدن تودگی پیش آمد فی الحال بر آں بلندی
بر رفت دید حوضی پیش بزرگ است ومار در عقب نیست ایستاده شد قدری قرار گرفت دست
روی شست پس آں قدری آب خورد خوش شد ودر کناره دیگر رفت ناگاه دید قافله تمام همان جا
فرود آمده است هر بار که آں بزرگ مار را دیدی توقع خیری کردی وایں سه غزل خویش خواندند

غزل

مسلمانان مرا فریاد فریاد   نکرد است آں جوان گاهی دلم شاد
همه کس در خوشی وذوق مستی   مرا مادر برای درد وغم زاد
ز تو جور وستم تسلیم از من   قضا را ایں چنیں تقدیر افتاد
ز من از لذت دشنام خوباں   پریشاں شد همه تسبیح واوراد
مرا از آتش هجراں امید است   که سوزد خاک وسازد تا بهر باد
غباری افتد وشاید وراں در   بدیں دولت شود جاں از غم آزاد
چناں از سقف چشم می فتد آب   همی ترسم فرو افتد ز بنیاد
عفاک الله ز درد ومحنت وغم   سلام الله محمد را است یزداد

غزل

برد دل را جوان ساده زاد   عقل را کند عشق از بنیاد
هر کجا عدل راست انصافی   نیست در شرع عشق جز بیداد
لعل شیریں بکام خرد ده   کوه شیریں سپار بر فرهاد

مرغ در دام عشق گر افتاد — زین قفس کی بگردد او آزاد
نیست امید زیست و خلاصش — هر که او تیر عشق خورد افتاد
هر که او را شود مزید جمال — درد و اندوه من شود بزداد
ذوق دشنام یار بر دز من — راحت ذکر و لذت او بر اد
ای محمد بجز تو کیست دگر — بندهٔ وقت از جهان آزاد

غزل

آن ساده که هست خواجه زاده — دین و دل من بباد داده
او را همه روز نیست کاری — جز گشتن باغ و نوشش باده
آن غنچه را هر آن که دیده — زنار به بسته بر کشاده
ای دوست هم شود میسر — من گردم خاک در فتاده
گر عاشق پارسا است زاهد — او منحرف از طریق و جاده
بوالفتح اگر تو عشق بازی — بر بند گلوی خود قلاده
انکار بدست یار بسیار — هر سو که برد بر دکشاده
در کعبه و در کلیسا هم رو — اخلاص و ریا وداع داده

روز یکشنبه بست و سوم ماه ذی الحجه

روز یکشنبه بست و سوم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ هـ وقت نماز پیشین ذکری درباب زیارت اهل دل بود فرمودند که روزی بزرگی در گورستانی گذشت شوری در اهل قبور دید پرسید که چه شور است این میان شما گفتند که یک هفته باشد که خواجه حبیب عجمی بر ما گذری کرده بود یک فاتحه به نیت ما خوانده بود مزیدی و ثوابی که از آن حاصل شده است میان ما قسمت میشود هنوز پایانی نیست این شور از آنست و فرمودند روزی رسول الله صلعم بر سر دو گوری گذشت گفت که مردگان این هر دو گور معذب اند و لیکن در کاری دشواری گناه نیست یعنی گناهی نکرده اند که گذاشتن بر آن نفس دشوار بودی یکی ازیشان از بول استنزاه نه کردی یا استبرا نه کردی دوم آنکه سخن چینی مردم کردی شاخ تری شکست و بر آن دو گور نهاد و گفت تا آنکه این شاخ تر باشد عذاب بر ایشان سبک بود بعضی علما گویند که تا که تر باشد تسبیح میکند از برکت این عذاب بر ایشان سبک گردد فرمود حق تعالی و تقدس میگوید وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ شی بعموم خود خشک و تر را شامل است تخصیص بچه می توان کرد اما وجه تخفیف

عذاب بر ایشان معجزه نبی است که خواست از حضرت حق تا آنکه این دو شاخ تر باشد بر ایشان عذاب تخفیف شود کمترین بندگان عرضه میدارد که در شرح مصابیح تورپشتی که میسر و نام دارد معین همین سخن میگوید وَفِی الْمُیَسَّرِ وَجْهُ تَخْفِیْفِ الْعَذَابِ اِنَّہٗ سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یُّخَفِّفَ الْعَذَابَ مَا دَامَ الْغُصْنَانِ لَمْ یَیْبَسَا وَ مَنْ قَالَ اِنَّہُمَا یُسَبِّحَانِ مَا دَامَا رَطْبَتَیْنِ فَلَا اعْتِبَارَ بِہٖ عِنْدَ اَہْلِ الْعِلْمِ وَ قَوْلُہٗ لَا طَائِلَ تَحْتَہٗ و هم ازینجا سخن در احوال ابوطالب عم رسول الله بود فرمودند که چه عدل کرده بود نوشیروان و چه بذل کرده بود حاتم طی بر ایشان که عذاب تخفیف شود گویند که ایشان در تابوتی اند در دوزخ که آتش دوزخ را بر ایشان رسیدن نمی دهند عدل نوشیروان بنسبت جبابره ملوک زمانهٔ او بوده بذل حاتم بنسبت زمین عرب که قحط و فقر آنجا با فراط است حصب و ارزانی کم باشد جزاء نصرت ابوطالب که با رسول الله کرد موجب تخفیف عذاب بود اگرچه این نیز نصرت الٰهی است و لیکن ابوطالب بدین موفق شد او علیه السلام تنها و تمام صنادید قریش عدو بودند و ماندن هم میان ایشان اگر همچو ابوطالبی یاری ده و ناصر و معین او نبودی کار نیک دشوار بودی روزی جمله بزرگان قریش جمع شدند در خانهٔ ابوطالب آمدند گفتند یک سخنی براه انصاف آورده ایم ابوطالب گفت باید گفت گفتند که یک جوانی زیبائی معروفی زیرکی عظیمی عزیزی از قریش بستان و او را پسر خود کن نسبت او بتو باشد او را بنام تو خوانند میراث و همه قسمت و نسبت هم بحکم پسری و پدری باشد اعانت محمد بگذار ما او را نیم او دانند گفت عجب مردمانید شما کسی کرده است که از آن خویش را از دست دهد و بیگانه را از آن خود کند باز گشتند وی گفتند که چاره نیست جز کشتن محمد بعد از آن هرچه می توانند ابوطالب بکنند تا چند آدمی را پس خواهد آمد این سخن بسمع ابوطالب رسید و رسول الله مشغول در کوه حرا بوده است و قضا را آن روز از معتاد قدری بیگاه کرد گمان برد مگر نکبت بمحمد رسانیدند جوانان بنی هاشم را گرد آورد و فرستاد که حرم کعبه بروید بر سر جمله بزرگان قریش که در حرم اند یگان نفر تیغ برهنه بر سر گرفته ایستاده باشید و نفران دوانید در تتبع حال مصطفی شوید ناگهی رسول الله بصحت و سلامت پیدا آمد پس آن تیغی در حمایل گرفته خود در رفت در حرم کعبه گفت ای صنادید قریش شما میدانید که امروز برای چه خبر ساخته کرده بودم گفتند نمی دانیم گفت شنیده ام که شما چون از من باز گشتید میگفتند که بمحمد نکبت رسانیم و محمد بیگاه کرد جوانان بنی هاشم را فرستادم که یگان نفر برود بر سر هر یک نفر بایستد که

ك ترجمہ کتاب میسر میں تحریر ہے کہ ان دونوں اہل قبور پر عذاب کی کمی کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم نے حق تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی کہ جب تک یہ دونوں شاخیں ہری رہیں اس وقت تک عذاب میں کمی رہے اور جو اس کی تعبیر اس طور کی جائے کہ ہر شاخ تر تسبیح کرتی ہے تو یہ غیر معتبرات ہے اہل علم اس کو قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ تسبیح تو ہر شے کرتی ہے خواہ وہ خشک ہو یا تر۔ مترجم

اگر همچنین باشد هم یکبار بر شما افتد یکی از شما در جهان زنده نگذارند قریش گفتند که این بلا قابل دفع نمی نماید و حکایت دیگر فرمودند که روزی فاطمه مادر علی بر ابوطالب گفت که علی پسر با محمد دوستی نشیند و محمد سخنان بوالعجب میگوید عجب نبود که قریش جمع شوند و بر محمد بعداوت پیش آیند لابد یک نفر چندین آدمی را بس آید عاقبت هلاک شود پسر ما اگر بادی وفاداری کند خود تلف شود اگر خود وقت کارزار رو بگرداند خود در جهان روی ما سیاه شود داغ بیوفائی بر جبین ما نشیند و این سخن در مجلدات نویسند البته چنان کن که برود او را از صحبت او باز دار ابوطالب آمد در رسول الله در کوه حرا مشغول بود و امیر المومنین علی و زید حارث هم با رسول الله بوده اند در رسول الله با امیر المومنین علی نماز میگذارد و باز علی می آید بالائے کوه می نشست و زید حارث خبر میگرفت نماز میکرد و همدرین میان ابوطالب رسید و اتفاقی نوبت علی بود که با رسول الله نماز میگذارد گفت یا محمد این چه کار است که تو میکنی گفت ای عم این را نماز میگویند این کاریست که اسمعیل کرد و ابراهیم کرد ای عم نیکو دینی است در آئی درین دین اگر می توانی پرسید درین دین چیست گفت فردای قیامت شود گفت چه باشد قیامت شود گفت همه مردگان را بر کنند هر که درین دین مرد است او را در بهشت در آرند پرسید بهشت چه باشد فرمود آنچه صفت بهشت بود گفت وانکه بدین دین نباشد او را در دوزخ اندازند گفت دوزخ چه باشد آنچه صفت دوزخ بود گفت بعد ازاں اجداد خود پرسید گفت عبدالمطلب هم در دوزخ است گفت آری هر که هست کو باشد گو اگر بدین دین نیست او در دوزخ است گفت ای محمد راست میگوئی که این دین نیکو دینی است برو این دین را اظهار کن از کسی مترس که ترا درین دین منازع و خصم باشد من دانم و او گفت ای علی نیکو دینی است درین دین در آئی و این دین را اختیار کن گفت ای پدر من این دین را اختیار کردم او گفت نیکو کردی مبارکت باد و نیز در خطبه نکاح خدیجه وصف رسول الله صلعم میکند میگوید بهترین جوانان و راست گوترین مردمان با این همه حق تعالے آخر وقت ایمان بدو روزی نکرد و گفت انا علی دین[1] عبدالمطلب چوں نصرت در باب رسول الله کرده باشد و اعانت در دین حق کند چرا تخفیف عذاب او نباشد و چرا دعای رسول الله در حق او برائے تخفیف عذاب مستجاب نشود و این غزل خویش داده اند

غزل

شراب عشق را لعل تو پیمان ست   بهر که پرد وی سرمست و حیران ست
سر زلفت که دام صید دلهاست   جهان سرگشته دیوانه پریشان ست
لب لعل و سیه خیالی بران لب   درین صورت جمال کفر و ایمان ست

[1] میں عبدالمطلب کے مذہب پر قایم ہوں ۱۲

تو در عیش و خوشی احسنت انصاف   مرا گوئی که دردت جای درمان ست
ترا با من همین عکس و عداوت   مرا دل هر نفس ای یار خواهان ست
بلای من درین پیری دگر نیست   مگر که دل گرفتار جوانان ست
محمد پیر شد عیش همین است   همین با کودکان در گوی و چوگان ست

و این رباعی فرموده اند این ست :

در کوی خرابات مغانرا به برم   در مجلس طامات جوانرا به برم
من هر چه کنم مرا روا هست ولیک   شیخلست محمد بلے من تذویرم

روز پنجشنبه بست و هفتم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ هـ

روز پنجشنبه بست و هفتم ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ هـ وقت نماز خفتن ذکری در باب شوست توجه بدنیا بدرویش بود فرمودند مولانا جمال الدین هانسوی جد شیخ قطب الدین منور مجانا از خدمت شیخ فریدالدین بود هم در حیات شیخ برحمت حق پیوسته بود بعد نقل پسر او را مولانا برهان الدین پیش خواجه بردند والتماس کردند که خواجه این پسر مولانا جمال الدین است نظری که در باب او کرده بودند در باب پسر او همان نظر کنید فرمودند نظری که مارا بود نماند حاضران مجلس گریستند که خواجه این سخن چرا می فرمایند گفتند میدانیم که این نظر هر روز تیز تر است گفت ازاں روز باز که بادشاه بر ما آمد یک بدره سیم آورد ما قبول نکردیم و هیچ کسی از متعلقان ما هم قبول نکردند التماس کرد که خواجه فرمان شود پیش در شما بنام شما صدقه بدهم دیدم نیک خجل میشود گفتم بده ازاں روز باز که این سیم پرور ما بنام ما صدقه دادند آں نظری که بود مارا نماند و این غزل فرمودند غزل این ست

غزل

شیریں بخسرو آب ده فرهاد را سنگسار کن   وعلت بخاصان بخش شد مارا خصوص انکار کن
خاطر پریشان میرود جمع آمدم لطفی بکن   گیسوی سرپیچیده را بگشا هی بر نجبار کن
نشنیده مار سیه دعوی قتالی میکند   بنما سر گیسوی خود افسوں گری در کار کن
بر طور موسی بوده ام بر کوه لبنان گشته ام   جنبان سر حلقین را پس هر دو زیر بار کن
خود سرو را آں پا کجا با تو برابر ایستد   گر گل بشوخی رخ کند او را قرین کار کن
گر حسن با احسان خود پیرایه زیبا شود   از ما همه جرم و خطا تو رحمتی ایثار کن
گر پرتو چهره بری بوالفتح را سایه فگن
دیوانه شد ای ساحرابت روم را احضار کن

روز جمعه بست و هشتم ماه ذی الحجه ۸۰۲ھ

روز جمعه بست و هشتم ماه ذی الحجه ۸۰۲ھ بعد از نماز گفتن ذکری در باب اهل دنیا بود فرمودند عجب کاری مردمان را برین قرار شد که خوار بزیند مردار بمیرند و شرمسار بخیزند عمر بدنبال پر کردن شکم و پوشیدن جامه سپید و از جهت آں خدمت بیخودی اختیار کردن لابد خوار زیست و چوں تصفیه دل و حیوة و اسباب حیات او را مباشر نه کنند بضرورت مردار بمیرد و چوں مردار بمیرد هر آئینه شرمسار بخیزد و هیچ چیزی بدست مردم عزیز از عمر نیست زیرا چه هر که بجای رسید هم بعمر رسید اگر انبیا را و اولیا را عمر عزیز را به لهو و بازی و طیبت و مالایعنی بسر میبرند و بباد میدهند و ضایع و خوار میگذرانند و فرمودند که بزرگی بود از خلق بکلی منقطع بودی و هیچ یکی نپرداختی و بیشتر احوال غمگین واندوهگین بودی محدثی در شهر او آمد خلق شهر بدو متوجه گردد این درویش شنید هر کسی گفت که اگر شما هم بر او برو ید حدیثی بشنوید نیکو باشد گفت یک حدیثی از رسول اللّٰه صلعم بمن رسیده است سی سال است که در کوشش آنم که بداں عمل کنم میسر نمیگردد و آں حدیث این ست اِنَّ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ[1] و مالایعنی من جز خدای من دیگر نیست انشاء اللّٰه از عهده این حدیث بیروں آیم بعد ازاں بجست استماع احادیث دیگر قصد نمایم و این غزل خویش خواندند غزل این ست

غزل

گر با سر زلف تو نه نازم چه کنم — در باغ غم سوز تو نسازم چه کنم
از یار اگر بلا رسد می شاید — چوں بوسه زنم اگر نگازم چه کنم
در بسته اگر بیار بازی شینم؟ — گر دست دراں طرف نفرازم چه کنم
گر دست رسد که سر نهم در تا پا — اکنوں نه که خود بخود فرازم چه کنم
آں سرو توئی که سبزه آرد بار — گو سر و بگوید من درازم چه کنم
گر گویدم خواجگاں فلاں بندهٔ ماست — انگه چه سزد که در گدازم چه کنم
محمود اگر نیخرد بنده خود — بوالفتح اگر چه من ایازم چه کنم
گفتم بغلط بری نمک دارد خود — شرمنده شدم همیں گدازم چه کنم

و این سه رباعی خویش خواندند رباعی اول این ست

رباعی اول

پی شمع رخی اگر نه سوزم چه کنم — صد پاره دل شده ندوزم چه کنم
چوں عکس وی و مهر در چشم آید — ای مردم اگر نمی فروزم چه کنم

رباعی دوم

از درد فراق اگر ننالم چه کنم — شب و روز اگر نه در خیالم چه کنم
میگوئی با تو ام نه ام هرگز دور — در عین حضور بی وصالم چه کنم

رباعی سوم

دل در پی دلبری نپوید چه کند — از درد فراق جاں بخوید چه کند
دل آئینه عکسی ست درو شد پیدا — دل خود را عین بت نگوید چه کند

روز شنبه بست و نهم ماه ذی الحجه ۸۰۲ھ

روز شنبه بست و نهم ماه ذی الحجه ۸۰۲ھ وقت اشراق سخن در فضائل مکارم و اخلاق خدمت شیخ الاسلام نصیر الدین بود فرمودند شانزده ساله بوده ام و یا آخر پانزده که خدمت شیخ رفته بودم و بشرف ارادت مشرف گشته ام و خود موازنه هفتاد و ساله مرد بوده و دریں کودکی در باب من لطفی کرد که هیچ کسی در باب کسی نکند آنقدار مرحمت و ملاطفت در باب من بودی که هر را حسرت آمدی و آں مقدار حکایات با من فرمودی در خلوت که اگر می خواهم ملفوظ بنویسم در یک سال موازنه یک جلد ملفوظ شدی سالی بود در دهلی و باشد کار بجائی بود که غسال از شستن تنگ آمده بود و به کهات و جامه و اسباب مرده دست نزدی و از گرانی سیم و چیتل که آستین او پاره شود در محلت ما چندیں خانه را در بسته بوده اند دراں ایام مرا زحمت و باشد احتراقی انگیخت که در تحریر نیاید همه خلق خانه دست از حیات شسته بشی کار بجائی رسید که عورات برای گریه جمع آمدند و مستعد گشته و والده برادر را بخدمت شیخ فرستاد که کیفیت حال بسمع شیخ برساں بامداد آں بر شیخ رفت وقت اشراق بود و شیخ بر سر دو پا شده و مصلا فرازیده تا اشراق بگذارد برادرم رفت شیخ رفتناں پرسید که برادر تو چگونه است بغیر قصد قطرات از چشم رواں شد بر زمین افتاد شیخ از دست شده فرمود بگو سید ما چگونه است گفت ایں زماں که بردم اگر زنده یابم زهی کاری همچناں بر سر دو پا نشسته ماند و سر در کشید و از معتاد زیادت ماند سر بر آورد و گفت برو مادر خویش را سلام من برساں بگو اگر پسر ترا چیزی شود من ضامن و برادر میگوید که در خاطر من میگذرد که بندگی شیخ چه میفرماید باری کار از دست رفته می نماید من بازگشتم از صحن خانقاه مرا باز گردانیدند و فرمودند که ایں زماں در بازار خواجه جهاں شده بر در دکان گاندهیان سیدانی ایشاں که خریطها گرد بر گرد دوکان بسته میدارند گفتم میدانم از دوکان ایشاں دو چیتل بده گرد چراکته بخر برادر خود را بده دواں آمدم از بازار خریدم و در خانه رفتم و میاں راه می آیم

در محلت دری آیم و بجانب خانه گوش می نهم که آواز گریه هست یا نیست در آمدم دیدم عورات بچنان
با هجوم نشسته اند مادر بحجره آنکه مرا دید برخاست دوید گفت شیخ چه فرمود گفتم فرمودند برو مادر خود را
بگو خاطر جمع دار اگر بسر ترا چیزی شود من ضامنم همه خلق و مها سر و برآوردند گفتند چه جای اُمیدهاست
اما نفس شیخ است بر سر ماست و گر و چرائته دادم که شیخ فرموده است این را در میان آب ترکنید
بدهید بیک زبان همه فریاد کردند که کدام وقت این تلخ است اگر درین وقت نباتی و گلابی باشد
بدهند برادر فریاد کرد که آنچه شیخ گفته است بکنید باری افسوس نماند که گفته شیخ نکردیم آواز او در سمع
من رسید و نام شیخ در گوش من افتاد چشم کشادم پرسیدم که چه میگویند گفتند شیخ فرموده است
که ترا گر و چرائته بدهیم اشارت کردم که بدهید داو پرکاله چوب است شب تر می کنید بیدار ند بعد
ازاں بامداد قدری آب او بروں می آرند فی الحال چنانچه مهره بشویند بچنان شستند آں آب در
حلق من کردند سبحان الله در دادن آں آب تلخ گویا که آب حیات در کام من چکانیدند بمجرد خوردن
برخاستم نشستم تب دوید آخر چند روزی دیگر زحمت بود و لیکن اُمید منقطع نبود و فرمودند
یکباری بندگی خواجه زحمتی بوده اند مرا فرموده اند که برای صحت من مشغول شو مشغول شدم پرسیدند
حال چه میگوئی گفتم خواجه را صحت است فرمودند چه میگوئی گفتم تحقیق است که من عرضه داشتم دوران
وقت دیده بودم زحمت سخت دراز است و نیک ضعیف شده و تنگ گشته سپس آں دامن فراز
کردم پیش ایستادم فرمودند بخواه چه میخواهی و این سخن معتاد خواجه نبود گفتی دایم بگو چه میگوئی اما آں
روز در باب من مرحمت فرمودند گفتند بخواه چه میخواهی عرضه داشتم میخواهم که خدای تعالیٰ مرا مرگ
پیش خواجه دهد تا دیری متامل ماند بعد ازاں سر بر کرده و سے سردی زد فرمود ما نیز این آرزو داشتیم
که پیش خواجه بمیریم خدای تعالےٰ خواجه را بر دو ما را داشت گفت بنشیں نشستم و آں روز این مصیبت
خود را داشتم که روزی باشد خواجه از ما برود و شربت فراق او ما بچشیم لمحه سخن در باب انواع
خوشبوی بود از هر جنس مختلف که در زمین خراسان و عرب و هندوستان می باشد ذکری میرفت
فرمودند خوشبوترین خوشبویها در زمین عرب وقت رسول الله خوی اندام مبارک رسول الله
بود در احادیث می نویسد که رسول الله در حجرهٔ از حجرات مطهرات خواب کرده بود و بر جبین مبارک
خوی شده بود صاحب آں حجره زنی از زنان رسول الله حفصه بود یا اُم سلمه رضی الله عنها از جبین
مبارک خوی را گرد می آورد و رسول الله درین میان بیدار شد دید خوی مبارک گرد می آرد پرسید
چه خواهی کرد گفت ما این خوی ترا در خوشبوئی می اندازیم هیچ خوشبوی بداں نمیرسد بهترین

خوشبویها نزدیک من همین است رسول الله گفت آری راست میگوئی ـ لحظه در بعضے مدایح
امیرالمومنین حسنؓ و حسینؓ بود ذکری در بعض مکارم اخلاق آں نور دیدگان مصطفےٰ و فرزندانِ
فاطمهؓ زهرا و جگر گوشگانِ مرتضےٰ اعنی حسن رضا و حسینؓ شهید دشت کربلا صلوٰة الله علیهم اجمعین
بود فرمودند این دو شاهزادگان کرامۃً آبی می گذشتند دیدند پیری در کرانهٔ آب وضو میکرد و وضو کردن
نمیداند گفتند باخود کودکان ایم این پیر را چگونه بر روئے بگوئیم که وضو کردن نمیدانی هر دو برابر پیر
آمدند گفتند پیر را تو مضعف باشی ببیں میان ما وضو کردن که میداند پیش تو وضو کنیم تو ببیں اگر
ما جائی غلط کنیم ما را بیاموز هر دو نشستند و وضو کردن گرفتند چوں وضو تمام کردند آں پیر دوید و در
پائی افتاد و گفت ای فرزندانِ مصطفےٰ شما وضو کردن میدانید و لیکن من نمیدانستم شما بدیں عبارت
مرا وضو کردن آموختید از شما دیدم امروز آموختم

روز یکشنبه سلخ ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ ھ

روز یکشنبه سلخ ماه ذی الحجه سنه ۸۰۲ ھ شب ماه محرم وقت نماز خفتن کمترین خدمتگاران برائے مبارکباد
ماه رفت سر بر زمین داشت فرمان شد امشب شش رکعت نماز میباید گذارد و در هر رکعتے بعد فاتحه
یک بار آیة الکرسی و یازده بار سورهٔ اخلاص و در انتهائی هر رکعتی سبحان الله الملک القدوس تا آخر سه بار
میباید خواند برو بگذارد و هر کسی را بگو۔

روز دوشنبه یکم محرم الحرام سنه ۸۰۳ ھ

روز دوشنبه غره محرم سنه ثلاث و ثمانمائة وقت نماز دیگر ذکری در باب گریه بود فرمودند مرا
گریه بافراط بودی و لیکن ازاں روز که در تفسیر این آیة وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ[1] قول حسن بصری
دیدم که گریه هجده نوع است یکی نوع بر اخلاص و باقی بر نفاق ازاں وقت باز گریه گرد آوردم و
می نویسد ذَالِکَ الرَّجُلُ النِّفَاقِ تَمْلِکُ عَیْنَاهُ الْبُکَاءَ چوں مرد مالک نفاق گردد دو چشم او مالک گریه
شوند هر وقت که بخواهند بگریند گریه کم کردم و کوشیدم که گریه نباید زیرا چه اطلاع بر غموض اسرار
گریه نیک مشکل شد پس امتناع ازاں مهما امکن بهتر باشد۔

روز سه شنبه دوم ماه محرم الحرام سنه ۸۰۳ ھ

روز سه شنبه دوم ماه محرم الحرام سنه ۸۰۳ ھ وقت چاشت فرمودند خدمت مخدوم زاده خورد و سمع
مبارک از مقالات بارے رسانید که مگر کسی در سمع هیبت خاں چنیں رسانیده که در خانقاه [illegible]

[1] حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے والد صاحب کے پاس عشا کے وقت روتے ہوئے آئے ۱۲

خرج است او یک سلوخ و مبلغ مال بخدمت فرستاد بندگی مخدوم فرمودند دعائی من بجان
برسان و بگو این مال کسی را بده که در سمع تو رسانیده که برما بخرجی است اینچنین نیست که ما بخرج نیستیم
روزی باشد که در ملک ما از تنگه زر تا انکه خداوند تعالے مهری آفریده است نباشد و روزی باشد که آنروز
آنقدار خرج باشد که آنرا حدی و اندازهٔ نبود و اگر این وصف ما نباشد خود درویش نباشیم شب فاقه
ما عید ما است ۔ و ملایم اینمعنی فرمودند که روزی خدمت شیخ الاسلام نظام الدین در برجی بزرگ که متصل
دروازه مندہ ایست انکه میان دروازه یک برج است مشغول بود چند روز گذشت چیزی نرسید
بر شیخ فاقه بود متعلمی ازاں حال خبر داشت بعض حایکاں کو چکا نرا خبر کرد که اینچنیں مردی در همسایگی شما
می باشد و چند روز است که فاقه دارد طعامی ساخته کرده آوردند پیش شیخ بجهت دست شستن آب
طلبید خواست که طعام بخورد که از غیب آمده آرندگان حایکان بودند گفته اند آرنده را هم عقلی باید و انجانی
دست شستن گفت خدای بران بنده رحمت کند که ما را ازیں حال خبر کرد شیخ دست از شستن داشت
و فرمود چه خبر کرد گفتند ما را فلاں متعلم خبر کرد که شما را چند روز چیزی نرسیده است تا ما ایں طعام آوردیم
خواجه گفت که سر شیخ ایں طعام نخورم و هر چند ایشاں جهد کردند طعام ایشاں نخورد و پس آں آرنده که از جهت
هیبت خاں آورده بود با یستاد با یمان و قرآن و بخدای و مصطفے سوگنداں خورد که اینمعنی که در سمع
مبارک بندگی مخدوم رسانیده اند تفاوت است ایں وجه به نیتی دیگر فرستاده و هیچ کسی از سمع او
ایں سخن نگفته و او را از حال خانقاه علمی نیست پس آں التماس پسران کرده که او گفته است که در خانه من
پسران نمی شوند فاتحه به نیت او خواندند معذرت فرمودند ۔

روز پنجشنبه چهارم ماه محرم الحرام سنه ۷۰۳ ھ

روز پنجشنبه چهارم ماه محرم الحرام سنه ۷۰۳ ھ ذکری در باب آں بود که خدا را دوستاں باشند که ایشانرا
چناں پنهاں دارند که هیچ کسی را خبری نباشد فرمودند فردای قیامت بعضی دوستانرا در صند وقها از نور
کنند و در قعر دوزخ فرود برند هیچ یکی از حال ایشاں خبری نباشد و شعوری نبود که ایشاں کجا اند و با ایشاں
چه معاملت است ایشاں دانند و خدائی ایشاں اما معذب به دوزخ نباشند و فرمودند که در تاریخ عرایس
می نویسد که مهتر سلیمان علیه السلام روزی از خازن بحر پرسید که از عجائب دریا چیزی بمن نما گفتند از خدا
بخواه که مرا هم بر غور آں اطلاعی نیست از خدا خواست ناگاه دید صندوقی بزرگی پهنی و درازی شل حجره
پیدا شد جوانی از درا و بیروں آمد جامها سفید در بر آورده و نیک سپید و قطرات آب بر روئی او می چکد
پرسید تو کیستی از آدمی بحر باشی گفت آدمی در یانه ام پس قصه تو چیست گفت مادری داشتم پیری

در باب او احسان میکردم او دعا کرد وقت نقل خدایا پسر مرا چناں کن که هیچ یکی را از حال او علمی نباشد او
جز ترا نپرستد و جز ترا نه بیند و نداند خدایتعالے دعائی او قبول کرد روزی من در کنارهٔ دریا آمدم ایں
صندوق را دیدم در کرانه آمد با خود گفتم درون او بروم به بینم که چیست من درون رفتم در با خود بر بسته
مرا در قعر دریا بردند سالها بر آمد که من دریں دریا هستم هیچ نمی بینم جز ظلمات در ظلمات و مرا اینجا امید ارند
بعبادت او میباشم ۔ الحمد سخن در معنی قول جنید افتاد که پائی او بوسم که دریں کار قدم بدروغ نهاد دو معنی
فرمودند یکی آنکه بدروغ پائی دریں کار نهند عظمت ایں کار در دل داشته است و چیزی عظیم دانسته
و او را قصدی و همتی و میلی و رغبتی دریں کار هست آنکه خود را بدروغ بر بندد و معنی دوم آنکه دریں کار قدمی
بدروغ نهاد بتدریج بمحل که نیت او صادق گردد و نفس او بعبادت خدائی خوی گیرد از نیت بد بنیت
نیک باز آید و از آں باز نتواند ماند ۔ و ملایم اینمعنی حکایت فرمودند در فوائد الفوادی نویسد که جوانی عاشق
عورتی شد آں زن گفت که رسیدن من بتو ممکن نیست مگر آنکه در محلت ما مسجدیست تو بیائی آنجا
صلاحیت و تقوی و عبادت خدا پیش گیری شوهر و خسر من و برادران من و والد من با صالحان سخت
اعتقاد بسیار دارند بنده ایشاں باشند من از ایشاں اجازت طلبم که بر تو بیایم مرا باز نخواهند داشت
همچناں کرد و همدریں نیت در مسجد آمد مشغول شد تا کار بجائی رسید که میان همه خلق مشهور شد شوهر و
برادران و والدان عورت معتقد شدند از ایشاں اذن پابوس آں زاهد خواست آمد و او را خدائی تعالی
و تقدس چناں بجانب خود کشیده بود که او را از حال او شعوری و خبری نمانده بود آں عورت آمد خلوت
بود با او هم بصورت قدیم پیش آمد و او را استنکاری کرد او را یاد دهانید گفت من هماں عورت نباشم که
برائی من ایں زهد و ایں نماز اختیار کردی یاد آمد و گفت ای عورت راست میگوئی بود اینمعنی ولیکن
چند گاه است که لذت عبادت در کام من چناں نشست که من ازیں باز نتوانم ماند مرا ابتلائی با خدا تعالے
خود افتاد که هرگز یادی از غیر او در دل من نماند اکنوں هاں سر در کار خود گیر که مرا سر در کار تو نیست و مرا
روزگاری دگر در پیش آمده است از برکت آنکه او خود را بعبادت خدائی داد اگر چه نیت بد بود حق تعالیٰ
به نیت نیکو روزی کرد و چناں مشغول بخود گردانید که پروائی دیگر نماند و فرمودند مالک دینار سی سال
در مسجد جامع دمشق برائی تولیت اوقاف مشغول تدبیر شد متولی دمشق در مال و اسباب بحکم از بادشاه
نباشد همه روز بتلاوت و نماز و تسبیح مشغول بودی چوں شب شدی بعد از نماز خفتن از مسجد بروں شدی
با یارانی که حریف او بودند همه شب با ایشاں شراب خوردی و رُباب زدی و انچه لایق آں مجلس باشد
براں مشغول بودی قریب صبح شدی در مسجد در آمدی شبی اینچنیں یاران خفته اند و شسته

رباب میزد از تار رباب آواز خاست یا مالک یا مالک آن لا انتوب. مالک ہماں زماں توبہ بصدق دل
کرد و باند و بصدق دل بخدائی خویش مشغول شد ہماں روز می بینید خلیفہ با ہجوم خویش آمد و وقف نامہا
آورد و پیش شیخ داشت و تولیت جز اصلح مرد ما نزانند ہند چندیں سال خواجہ مالک دینار گفت کہ ای خلیفہ
ہمراہ ایں کاغذہا سی سال باشد کہ بتند دیر عبادت کردم ہمہ شب بخدای خویش باز آمدم و دل را
بدو دادم و از غیر او بر داشتم اکنوں امروز پروا ندارم کہ بدیں کاغذہا پردازم مرا ازیں بگذارد و کاغذ خود را
بدیگری بسیار ہر چند کہ خلیفہ جہد کرد قبول نفرمود باقی عمر بخدای مشغول بود تا ختم کار او ہمراں بود و
ہمیں معنی قول پیغامبر است علیہ السلام أَجْمِعُوا عَلَى اللهِ بِجُمُومِ الْكُذَا بِيْنِي فَإِنَّ الصِّدْقَ فِي مُنْقَطِعَةٍ اند کہ سخن
در تجمیل طایفہ افتاد کہ ایشاں بند شرع از پا بگسلند بریں گمان کہ ہمہ اوست فرمودند سلّمنا[1] ہمہ
اوست یعنی ہموست کہ صورت بہشت را از رحمت خویش پیدا نمود و بیافرید و ہمواست کہ صورت
دوزخ از قہر خویش نمودار کرد و بیافرید و نیکی پیدا کرد و بدی پیدا کرد و قہری را بقہری باز آورد و کہ نسبت
با او دارد و لطفی بالطف کہ جنس میل بجنس خود بر وصفت رضا در نیکی آمد کہ منبع او رحمت و لطف است
صفت کراہیت و غضب و سخط در بدی آمد کہ منشا او قہر است پس ای مرد احمق و ناداں و گرفتار
ہوای ایں مقدار اندیشہ کن کہ از تو چہ می آید بدی و یا نیکی ہر چہ ہستی ہماں باشی و ہمبداں باز گردی
و ختم کار تو ہمبداں باشد فکلٌّ میسّرٌ لما خُلِقَ لہ[2] قہری و دوزخی میسّر بکارہای قہر است و لطفی و بہشتی موقف
بکارہائے رحمت و لطف است با ہمہ عرفاں و با ہمہ دانش کہ ترا با خدائی خود باشد ازیں دو صفت بیروں
نتوانی آمد سیومی کہ وجود ندارد مختص نباشد و نیکی جز باتباع پیغامبر ما نیست و ہر چہ خلاف اوست بد است
و بہشت جز بنیکی نیاید کہ لطف جز در باب لطفی نسبت نبرد و جہانی از عارفانِ خدا باشند کہ در دوزخ باشند
عذاب دوزخ بکشند و بنالند و بزارند و با او ہم دانند کہ ہمواست کہ ایشاں را عذاب می کنند و او تعالیٰ
گویا آری منم کہ شما را عذاب میکنم ایں نباشد چنانکہ مرد ایں ہم ہمواست و ہم از و میدانند کہ تک در
دوزخ ہمیں مثال میداں از و و ہمو بداند و بسوزند و ہیچ ازاں عذابی کہ بر کافراں و جاہلاں میشود
کم بدیں عارفاں نباشد عرفان خلاص از آتش دوزخ جز باتباع نبی صلعم نباشد بیانی کہ کردیم ہمہ
مسایل شرع و امور اخروی و دعوت و بہشت نبی و با ہمہ معارف و حقایق راست شست و ہیچ
اشکالی نماند۔ حاضری پرسید مسئلہ اختیار را چہ میفرمایند فرمودند او تعالے و تقدس مارا و اختیار مارا
آفرید و ر آنچہ ما میکنیم آں را در ازل تقدیر کرد و در ما آفرید و دوزخ آفرید و اہل او را آفرید بہشت آفرید

۱؎ ہم نے تسلیم کیا ۱۲ ۲؎ جو شخص جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس کو اس کام میں سہولت دی جاتی ہے ۱۲

و اہل او را آفرید و جدان الم در ما پیدا آورد و آتش را او گماشت و ایذای و تالمی کہ در عقب آں پیدا آمد
او آفرید نالہ و زاری و گریہ کہ دوزخی کرد ہمہ از و شد و کسی دیگر را احتمال وجود ندارد و مبدا ہم اوست و معاد
ہم اوست اگر من بمثال بندہ می بودم و او بمثال خداوندگاری او مرا کاری فرمودی و من میکردم و براں
عذاب کردی ہر آئینہ ظلم آمدی ہر جا کہ کافریست و مکابریست حجت ہمیں است کہ اگر خدائی خواستی
ما کفر نمی ورزیدیم خدائی با ایشاں در قیامت گویا آری آں ہم من کردم و اینہمہ من میکنم ایں بدال
و بہ سوز و اگر از تو بتو چیزی باشد آں را ظلم بگو و جفا نام بنہ و اگر حقی داری دعوئی آں بکن اول منم و آخر
منم مبدا ہم منم و معاد ہم منم۔ پس آں پرسیدند کہ معنی انا الحق چہ باشد فرمودند معنی ایں سخن مرداں
ندانند و گماں برند کہ ایشاں مگر خلاف شرع سخنی گفتہ اند معاذ اللہ ایں معنی باشد مراد ایں سخن چیست
کہ حسین منصور از خود بدر شد و ہیچ روئی او با او نماند حق در مظہر او گفت انا الحق چنانکہ در مظہر درخت
با موسیٰ گفت اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا کذلک در مظہر حسین منصور بی کام و بی زباں گفت انا الحق و
ایں صورت و حروف خلق کرد و بخلق شنوانید و بر سر ایں سخن مرداں اطلاع نیافتہ اند جمع شدند و او را
کشتند اما ہیچ از حسین با حسین جرمی نبود چنانکہ رسول اللہ صلعم کلمات قدسی حکایت عن اللہ میفرماید
من چنیں گویم کہ حق تعالے در مظہر نبی سخن نیز کلمات قدسی ہر چہ از مشایخ ازیں کلمات در آمد و در غلبہ
وقت صادر شدہ محمول ہم بریں است کہ ما گفتیم کہ حکایت عن اللہ باشد و ایں معنی خاصہ سخن نیست
در عوارف ہمیں نویسد کہ در واقع ثابت است ہمیں است جز آنکہ معنی ہر چہ گویند ہمہ گماں مرداں باشد
کہ در باب مشایخ برند و ساخت ایشاں از آں بیزار بود و وقت نماز خفتن سخن در شناعت حال دنیا و
قباحت مآل و سوء عاقبت اہل او بود فرمودند بندگی خواجہ می گفت کہ خواجہ محمد غزالی رحمہ می نویسد کہ مثل
اہل دنیا و لذتہائی دنیا بحلوائی اند کہ گرمی و نرمی و چربی و خوشبوی و لطیفی باشد و لیکن در او قدری زہر
ہم یار کردہ باشند مرداں نیک گرسنہ باشند علی العموم قصد خوردن آں کنند مردی بیاید بگوید کہ
ای گروہ مرداں ایں حلوا مخورید و بچربی و شیرینی و لطافت آں غرہ مشوید کہ درین زہر است ہلاک
خواہید شد بعضی او را استوار دارند حلوا نخورند و صبر بر گرسنگی کنند سالم مانند و ہلاک نگردند و بعضی استوار
ندارند دست انداز نند بخورند خورندگان ہلاک شوند خدای تعالے در مردم ہوا را نہاد و در راندن آں ہوا با ہلاکی
کرد و انبیا را فرستاد کہ خبر از ہلاکی او دہند بعضی استوار دارند بر مقتضی ہوا کہ شیریں تر از جملہ ہوا ہاست
بروند و باز بودن از ہوا سخت تر از جملہ گرسنگیہا است صبر کنند و تعب آں بیش جملہ رنجہا بکشند
سالم مانند ہلاک نشوند عاقبت با آتش دوزخ باز نیایند و بعضے استوار ندارند بر مقتضاے ہوا روند
عاقبت آتش دوزخ باشد۔ و فرمودند کہ در افسانہ می نویسد کہ مردے درو ے

رفت بار شیشہ بہا خرید مزدوری را بر سر داد و رہ خانہ گرفت شش تنکہ مزدوری او گفت بر دروازہ
شہر مزدور آمد بار شیشہ نہاد آں مزدور نشست باخود گفتن گرفت کہ ایں شش تنکہ را اگر ایں ماں
بخورم چہ چیز است فی الحال ناپید اخواہد شد ازیں شش تنکہ یک چوزہ مرغی بہا بخرم از او پرورم مرغی
شود بیضہ آرد آں بیضہا را نخورم بفروشم فرود و نیم از آں بیضہا چوزہا شوند ایشاں را پرورم مرغاں
بسیار شوند ایشاں را بفروشم گوسپند بہا خرم از آں نتایج شود گوسپنداں بسیار شوند ایشاں را ہم بفروشم
مادگاو بہا بخرم مادگاو بسیار شوند ایشاں را ہم بفروشم مادیانِ اسپ خرم از نتایج ایشاں اسپاں
بسیار شوند بعد ازاں ترک بچگاں بہا خرم آں ترک بچگاں را تیر انداختن و تیغ زدن آموزم مرا قوت
بسیار شود با ایں لشکر سوار شوم خروج کنم بادشاہ را بکشم خود بادشاہ شوم چوں بادشاہ شدہ باشم
عورتی کہ بہترین عورات در خوبی و حسن و حسب و نسب باشد او را بخواہم از و پسرے بزایم او را سواری
و تیر دوگوی و چوگاں باختن آموزم و علم و ہنرہا دیگر بیاموزم اگر با در او چنیں و چناں گفت من نشنوم بزنم
لکد بر سینہ او ہم بدریں خیال لکد برآورد بر بار شیشہ بزد آں شیشہا ہمہ بشکست خصم شیشہ آں
مردک ناداں را گرفت ریسماں در گلو انداخت رواں کرد کہ مال شیشہ من بدہ آں جملہ خیالہای ایشاں
تمام شد آں مردک گرفتار بلائے دیگر شد مثال ہوا و ہوسہائے دنیا و امل و خیال ہائے ایشاں
ہمیں است۔ بعدہٗ سخن در ذکر طرفی از خوارق و کرامات بعضی دوستان خدائی بود فرمودند بندگی
خواجہ فرمودند کہ سلطان علاء الدین جہاں سوز در غزنی آمد فتح کرد برادر خود را گذاشت خود در ولایت
خویش بازگشت خلق غزنی کہ متفرق شدہ بود جمع آمدہ برادر او را کشت باز غزنی را بدست آورد سلطان
علاء الدین را ازیں حادثہ خبر شد لشکر با جمع کرد بقصد تمام آمد باز غزنی را نہب کرد آتش زد تمام شہر را
سوخت او را جہاں سوز ازاں روز خطاب شد و در میان لشکر جہاں سوز ترکی بود لشکریاں در کشت
گندم چنانچہ رسم لشکریان است اسپاں را گذاشتہ اند در میان کشت مسلماناں بیچ ند آں ترک کہل
بریدہ است اسپ را دہن گرفتہ کہل را بیچرانید لشکریاں گفتند چرا ایں اسپ را نمیگذاری کہ بچرد ترک
گفت ایں کشت مردمان است ما را روا نیست کہ اینجا تصرفی کنیم گفتند چناں سخن میگوئی ولی ہستے
ترک گفت اگر من ولی باشم شما را عجب چیست باز ایشاں گفتند چناں سخن میگوید ہمیں زبان ایں
کوہ ہا را خواہد گفت بروید ہمیں زمان ایں کوہ بگفت ایں رواں خواہد شد گفت باللہ اگر کوہ ہا را
گویم بروید کوہ ہا بروند کوہ ہا بریں گفتار رواں شدند ترک گفت کوہ ہا را من شما را نمی گویم کہ بروید
من حکایت می کنم کوہ ہا ایستادہ عرضہ داشتم کہ در میان لشکر آنچناں ظالم اینچنیں مردی چگونہ اقل

نکمر سواد ضروریست فرمودند کار ہا خدائی در حساب ما نیست چہ دانم تا برائی چہ کار با ایں طائفہ بد
کردار نامزد شدہ است و تا بچہ غرض میان ایشاں آمدہ است واللہ اعلم۔ پس آں فرمودند کہ مثل
ایں حکایت از خواجہ ابراہیم ادہم نیز نقل کنند کہ روزی شخصے پرسید کہ ای ابراہیم ملک بلخ را کہ
گذاشتی ترا بدیں چہ بدست آمد گفت آنچہ مرا بدست آمد بیان آں نتوانم کرد اقل این ست کہ اگر بخواہم
ایں کوہہا رواں شوند ہمہ رواں گردند ایں سخن گفت و کوہہا ہمہ از جای بجنبید ابراہیم ہم بر کوہ نشستہ بود
دست زد بر کوہ گفت رواں شدن نمی گفتم حکایتی میکنم شما بر جای خود باشید کوہہا ہمہ بر جائی خود ماندند۔

روز دوشنبہ ہشتم ماہ محرم الحرام ۸۰۳ھ

روز دوشنبہ ہشتم ماہ محرم الحرام ۸۰۳ھ وقت چاشت ذکری در باب حرماں خلق از درجات
قربات باریتعالے و نامت ہمت ایشاں کہ پسند بغیر او کردہ اند بود فرمودند ای برادراں و ای دوستان
آنچہ باید و شاید از زن و فرزند و مال و جاہ و علم و زہد و تقوی و اجتہاد و درس و فتوی ہمہ داریداما
با ایں ہمہ ہمیں قدری ہست کہ از خدای خویش محروم ماندہ و جملہ دانشمنداں بریں قرار گرفتند کہ
دریں جہاں کاری کنند دراں جہاں بہشت یابند و از دوزخ نجات باشد رویت ہمچو وعدہ رفتہ است
یکباری باشد ما و شما بریں قرار گرفتہ ایم چہ چیز است کہ ابویزید میگوید صد و سیزدہ پیر را خدمت کردم
مطلوبی کہ داشتم بر ایشاں گفتم ہمہ گفتند ای ابویزید سخنی کہ تو میگوئی ما فہم نمی کنیم چہ بود آں صد و سیزدہ
پیر فہم نمی کنند و بویزید طالب آنست و ما یاد اندیشید است آں حکایت کہ در تذکرہ مینویسد
کہ آیندہ بر امام جعفر صادق ؓ روزی آمد و گفت اَرِنِی رَبِّی[1] امام جعفر صادق ؓ گفت ای مرد ایں چہ
بے ادبی است کہ در حضرت حق میکنی موسیٰ را فرمان شد لَنْ تَرَانِیْ[2] ترا چگونہ رویت حق باشد آں مرد
گفت آں دین موسیٰ بود ایں دین احمد است آری موسیٰ ندید و امتان او ندید ند اما محمد دید و امتان
او بینند گفت ایں مرد را در دجلہ بیندازید بر دند انداختند و جلہ فرود برد یک غوطہ خورد بیروں آمد
گفت یا صادق الغیاث امام فرمود بار دوم غوطہ دہید دراں بار ہم فریاد کرد یا صادق الغیاث الغیاث
بار سوم ہمچنیں کردند سید فرمود ای دجلہ فرود بر باز نیاری زمانی در آب درنگ شد در ماند
کارش از دست شد دراں باز گفت یا رب الغیاث الغیاث بعد آں گفت مطلوب من حاصل
شد گفت مرا بروں کشید امام فرمود بروں آوردند طلبید ند گفت بگو مطلوب تو چہ حاصل شد گفت
تا دل بتو متعلق بود غرضی حاصل نبود چوں کار من از دست شد دل از تو نا امید گشت بخدا باز آمد

[1] مجھے خدا کا دیدار دکھلایئے ۔ [2] مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے ۔

وازجزاو یکی بر ید روزنی از درون دل من کشاد من دران خدایرا دیدم امام فرمود نیکو نگاهداری
آن روزن راکہ تمام جہان خدا فرود آں روزن است ہاں اکنوں چہ میفرمایند ایں حکایت راست
است یا نہ حاضران جواب عرضہ داشتند کہ حکایت امام جعفر شیخ فریدالدین عطار در تذکرہ می نویسد چہ
ہمبریں قرار شد افسوس احتمال غیر صدق باشد انکہ شما و ما درچہ کاریم چرا خود را فدائی ایں کار نمی
سازیم وجان وجہان خود را برائی ایں دولت درنمی بازیم تا بدیں درجہ رسیم۔ سپس آں حاضری
حکایت خواجہ ابویزید کرد کہ اہل عرصات تمنا دیدن ابویزید کرد ابویزید گفت خداوندا تراجز برائی تو پرستیدم
امروز در بہشت چناں دار کہ بندگان تو نہ بینند چندیں ہزار فرشتہ را صورت بایزید کنند بایزید میان
ایشان در بہشت رود وکسی درمیان ایشان نداند کہ بایزید درمیان ایشان علی الیقین کیست فرمودند مثل
ایں حکایت از خواجہ اویس قرنی میگویند کہ رسول اللہ تمنائے دیدن او کرد خدا تعالے چندیں ہزار
فرشتگانرا بر صورت او گردانند بتعیین معلوم نشود کہ اویس کیست سائلے عرضہ داشت کہ از حکایت
خواجہ محی الدین ابن اعرابی میگویند کہ روزی شیخ را پانزدہ محل حاضر شدہ بود شخص واحد زمان واحد
درا مکنہ کثیر چگونہ بود فرمودند شخص واحد ہم در مکان واحد است بزمان واحد ودرا ماکن دیگر ارائت
داین از خواص حروف است شیخ محی الدین خواص حروف داشت چندیں تمر وزد ورا دبر خلق ہم ازاں
بود او خود در ہیچ یکی ازیں پانزدہ محل نیست و با خود در یکی ازیں مواضع است ودر باقی دیگر ارائت است
وآں ارارت نہ چنیں است کہ مجرد صورت باشد بلکہ بکل سخن گوید طعام خورد بجہد برقصد انچہ از افعال بشر
باشد ہمہ بکند ولے او نباشد۔ ہم ازینجا ذکری درباب سیمیا وکیمیا بود فرمودند نیست انکہ قدم صدق
دریں راہ نہادہ باشد واو را بریں سود عوی امتحانات نکردہ اند دریں ہم امتحانات باری باشد واو را
می آزماید کہ ایں مرد طالب ایں متاع ہست یا نیست اگر ایں مرد طالب ایں متاع باشد خود او از آن
من نیست او بندۂ مال وجاہ است واگر لحظہ ایں سو نظر د باصد گونہ فریب وباصد نوع ترغیب ودوست
من است واز آن من است مرد باید کہ بدیں غرہ نشود واز قدم خویش نلغزد و ملایم ایں معنی حکایت
فرمودند کہ خواجہ فخرالدین نام مردی از مریدان شیخ الاسلام نظام الدین بود بدیں کار شیفتگی داشت
بندگی خواجہ باما دی حکایتی میکردند واو بدیگران گفتہ کہ من ورا ودہ ہر روزی از خانہ بیروں می شوم وانجا
مقامی است آں بُستان کافور میگویند مشغول می بودم ودانا و ما محمود سر خود با من ملازم بودی جماعت
ہمانجا میکردم ونماز شام باز میگشتم ودر خانہ می آمدم یک جوگی از جای فرود اں بُستان آمد ماند چند
روزی مرا دید کہ ہر روزی می آید وچیزی نمی خورد نزد یک من نشست گفت چہ حالت است تو

چیزی نمیخوری وتمام روز ہمیں جا میباشی گفتم میخورم شب کہ در خانہ میروم گفت روی تو از ان خوردن
نمی نماید خموش کردم ماندم از خریطہ خویش دار و کشید پیش من نہاد کہ ایں را لبستان کہ میدانم ترا
کار نخواہد آمد ولیکن شاید در ماندہ فقیری مدیونی وضیع را بدہی آوردم در گوشہ طاق خانہ کہ من مشغول
می بودم داشتم روزی در خاطر من آمد من بقوت ایں بدیں توکل نمیکنم برگرفتم پرتاب کردم روزی
بران آمد بندگی خواجہ یعنی شیخ الاسلام نظام الدین نقل کردند ایں کار بما باز گشت چند روزی بر آمد
بر ما تنگیچہ خرج بود ویاری چند ملازم بودند در خاطر من آمد اگر آں دارو امروز بر من بودی مرا کار آمدی
تعلق خرجی نبودی ہمدریں خیال جانب نمازگاہ بیروں شدم ناگاہ دیدم مردی دراز بالائی ملاقات
من کرد وگفت کہ خاطر بران دار ومی بری شرہ خود بستاں ہمیں ہماں باشد دیدم ہماں ست وباز
گفت بر نہیم مختصر نیست ایں گیاہ نزدیک پہاڑ در کنارہ فلاں لب آب بر آمدہ است آنقدر است کہ
آنرا حدی واندازہ نیست اگر ترا آرزوی آں باشد خود آنقدار کہ خواہی بیار بندگی خواجہ فرمودند ہما نجا شرہ
انداختم وتوبہ واستغفار کردم کہ باز خطرہ بران نکنم ایں نوع آزمایش خداوند است تعالے وتقدس
دوستاں خود را می آزماید کہ شاید لغزشی افتد ہماں بہانہ رد وطرد باشد ہر کہ ایں عمل باوی باشد
اول اینست کہ او را از زمرۂ فقراء بدر کنند ودل او تاریک سازند از مواہب ومواہد باری اورا نصیبی
نباشد وفرمودند چندیں جوگی بر من آمدند ایں عمل ہائے دیگر آوردند ہر یکی را جواب گفتم کہ مرا بکار نمی آید
وکمترین بندہ عرضہ میدارد کہ چندیں نوع از حکایت جوگیاں کہ بجہت ایں عمل بر بندگی مخدوم سلمہ اللہ
تعالے آمدہ بودند وبا ایشاں چہ معاملت رفت وہر یکی را چہ جواب دادند چگونہ خجل باز گشتند شرح و
کیف در مجالس بالا تیر نوشتہ شدہ است مکرر اینجا ثبت نیفتاد وفرمودند کہ کبیاری در خانہ امیر المومنین علی چندروز
فاقہ شد فضہ کنیزک امیر المومنین پیش خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا عرضہ داشت کہ اگر اشارت شود من روم پاچکے ہیزم
بیارم تا در خانہ وسعتے باشد اجازت یافت بیروں شد پاچک وہیزم آورد وقدری گیاہ وگلی خیری ہم
آورد آمد تا قدری گل ایستہ بوتہ[1] ساخت ودریں بوتہ دستوانہ خویش کہ از قلعی بود کشید وبآتش
گرم کرد وکوفت وغدہ ساخت ودرمیان ایں بوتہ انداخت ریخت وشیرہ آں گیاہ ہمدراں بوتہ انداخت
ودہن بوتہ را مہر کرد در برنج[2] پاچک ساخت بوتہ را درمیان انداخت مقدار یکپاس آتش کرد آتش را
کشت سرد کرد بوتہ کشید شکست وہماں مقدار نقرہ پیش بی بی برد فاطمہ پرسید کہ ای فضہ انچہ آوردی
گفت من ایں عمل را در جاہلیت آموختہ بودم امروز دیدم خانہ خواجہ من بیخرجی است گفتم ایں ہنر را بکجا

[1] بوتہ: مٹی کے ایک چھوٹے سے ظرف کا نام ہے جس میں سونا چاندی پگھلاتے ہیں ۱۲ [2] برنج یعنی حصہ وبہرہ یعنی ٹکڑے ۱۲

کار آید اگر امروز عمل نه کنم بی بی رضی فرمود بروایں را خورده بکناں بیار خورده کنانید آورد فرمود ده ورا بده
دست اورا بده پنج اورا بده وشش اورا بده تا آنکه یک فلس هم برائی خود نگذاشت کنیزک حیران
ماند روز دوم بی بی رضی فرمود قفصه باز برائی هیزم و پا چک برود در فلاں موضع گیاهی است بدیں نشان
و برگهائی او بدیں طریق آنرا بشکن بیار آورد گفت چنانچه دنیه روز بوته کرد بوده ی بکن همچناں کرد گفت
آتش بکن سنان عصای امیرالمومنین علی رض بود از چوب جدا کرده استند در میان آتش انداخت تا
آنکه ریم[1] او بکلی رفت پس آں فرمود که در میان بوته بکن وشیرهٔ آں گیاه دراں بینداز همچناں کرد بعد
ساعتے زری خالص بروں آمد باز فرمود برو خورده بکناں بیار آورد همه را داده هیچ فلسے برائے خود
نداشت قفصه پرسید ای فرزند پیغامبر خدائی اینچنیں علمے که تو میدانی اگر قدری ازیں در کار داری ایں
بخرچی چرا باشد فرمودند اگر ایں عمل بکنیم آنچه از خدا بما میرسد آں نرسد فرمودند ایں عمل نیکو است ولیکن
موجب تاریکی دل است پس آں فرمودند یاران ایں همه ضایع و باطل است هیچ ثباتی و اعتباری ندارد اگر
میتوانید از خداوند خویش چیزی برخورید و اورا بخواهید و اورا بخوانید که هیچ ازیں دیهات عنقریب
باشما نماند جز فسوس و پشیمانی و ایں رباعی خواندند

رباعی

دنیا شداد و قیصر و خاقان را — دوزخ بدرا بهشت مر نیکاں را
تسبیح فرشته را ثنا انساں را — جاناں ما را و جان ما جاناں را

تحقیق سخن در تاثیر نظر پیر و عجائب برکات آں بود فرمودند البته هرکه در باب او پیری نظری کند
اگرچه ظاهر حال او نه براں اندازه می نماید ولیکن البته عاقبت کار او بخیر باشد و اورا آں نظری بجای
رساند و آنکه در باب او لطف پیر و مرحمت او و نظر شفقت او نیست اگرچه در زهد و تقوی و مجاهده و
ریاضت بمبالغت جهدی تمام مینماید البته در عاقبت کار او را مآل بخیر نیست ایں نوع تجربه کرده شده
است والله اعلم - و ملایم اینمعنی حکایت فرمودند که مریدی از مریدان بندگی خواجه ما بود خواجه عطاء الله نام
گفتندی در زهد و تقوی و ریاضت و مجاهده مکانتے تمام داشت و شفقتی کامل دیدی و خبری از ملفوظ
خواجه ما هم جمع کرده بود اما خواجه را در باب او چنداں نظری و شفقتی نبود ما را دریں کار تحیری تمام بود اگرچه
باندک از صلاح و تقوی شیخ در باب مریداں دیگر مرحمت فراواں میفرمودند ولیکن در باب او چنداں
لحظه نبود تا آنکه بندگی خواجه را اتفاق رحلت شد خواجه عطاء الله چند سال هم در شهر بود همیں وصف
که در حیوٰة خواجه بود آخر الامر اورا عزیمت سفر خانه کعبه شد در سامانه رفت آنجا تاتار خاں بود ذکر عطاء الله

[1] ریم، کثافت بیل، زنگ وغیره ۱۲

پیش او کردند مایل شده که البته ملاقات کنند گفته فرستاد که شما بر من خواهید آمد یا من بر شما بیایم ایں
جواب نبشت که بئس الفقیر من یاتی باب الامیر و نعم الامیر من یاتی باب الفقیر تاتار خاں خود آمد
ملاقات کرد از وی پرسید تا کجا عزیمت است گفت عزیمت خانه کعبه است زاد و راحله میباید گفت اگر
شما چند منزل جانب شهر باز گردید من زاد و راحله برای شما ساخته کنم قبول کرد یک هزار تنکه نبشت داد که
بمجرد رفتن بشما زود بدهند همچناں کرد نبشته رسانید ایشاں فی الحال ادا کردند آں مال را در خانه آورد
اتفاق خانه کعبه از دلش رفت مطرب و زنچه و شراب و کباب آرانید و مشغول تمام بداں شد تا آنکه آں
مال تمام دریں روز به خرچ کرد پس آں جز پانزده روز نه زیست چوں عاقبت او بدیں روز بد شد معلوم
کردیم که سر آنکه نظر خواجه در باب او نبود همیں بود که امروز ظاهر گشت و ایں غزل خویش دادند

غزل

وارد دل من ز من جگر ها — از جان و تنم لبسی حذر ها
باری که نهاده ام بدیں تن — من دانم و دل کجا دگر ها
از کوزهٔ دل شرر که برخاست — هفت در که ازاں پر از سقر ها
از دیدن خوب تو بحاشا — من دارم بهر طرف نظر ها
بے روئے کسی است آں جوانمرد — در کوئے اش کرده ام گذر ها
وقتی بغلط نه گفت کیں کیست — افروخته مهر بر خطر ها
آں جهد و سُریں که دید استاد — بر حسرت دو دست بر کمر ها
با الفتیح نه پخت خام تر ماند — کرده ست اگرچه بس سفر ها
با ایں که خراب و نزار و خسته ست — وارد دل من ز من جگر ها

قدر بے حکایت در محبت بود فرمودند خواجه قدس الله سره میفرمودند علامت محبت ایں ست که خواب و
خور بر دو باز گفته نرود اما کم شود همیداں مقدار که بخواب و خور افتد همان مقدار از دوست حرماں باشد
چنانکه جوانی بود با عورتی ابتلائی داشت میان ایشاں طلوقی البته میسر نمی شد آں عورت گفت امشب
من اجازت از شوهر یافته ام که در خانه پدر روم محفه در فلاں ره و کوچه خواهد گذشت همانجا منتظر من باشی
ساعتی من با تو بخلوت نشینم جوان همه شب نشسته میگریست و ایں رباعی میخواند

رباعی

در دیده بجائے خواب آبست مرا — زیرا که بدیدنش شتابست مرا
گویند بخسپ تا بخوابش بینی — ای بیخبراں چه جائی خوابست مرا

اتفاق تقدیر بریں جمله بود همان نفس که او را غنودن آمد محفه معشوق همان وقت گذشت بیدار شد دانست

کر مصحف معشوق گذشت جزوای و بلاو مصیبتا بدستش نبو و با ملاءآں وعده تذکیر خواجه ابو سعید ابو الخیر بود
ایں جواں وراں تذکیر حاضر آمد شخصی از شیخ پرسید که علامت محبت چیست گفت باش تا در بلاے محبت
در جوش آید پرسی زمانی گذشت سخن در محبت افتاد وقت بر شیخ غلبه کرد سایل برخاست بار دیگر
پرسید علامت محبت چیست شیخ فرمود علامت محبت این ست که خواب و خور کم شود همانقدر که بخواب
و خور مشغول شود همانقدر راز محبوب محروم ماند اشارت بداں جوان مبتلا کرد و گفت چنانکه ایں جوان مبتلا
همه شب بود شب بوعده معشوقه نشسته آں رباعی میخواند غنودنی آمد هماں غنودن او موجب رماندن او بود

روز چهارشنبه دهم محرم الحرام ۷۰۳ھ

روز چهارشنبه دهم ماه محرم الحرام ۷۰۳ھ وقت چاشت ازہجوم آیندگان بر در بود مطربان رسیده
بودند در جماعت خانه سرود می گفتند و بعضی اصحاب می شنیدند فرمودند امروز همه خلق عاشوره کرده است
و در میان خلق سماع بروح حسنؓ و حسینؓ گفتند و برائے ایشاں بگریند امروز روز ماتم است سماع نبباید
شنید اما چوں وقت غالب باشد ایں اندیشه نمی آید روزی من و مولانا علاء الدین سماع شنیدیم در حظیره
شیر خاں در روز عاشورا پس آں متنبه شدیم که با خود میباید گرفت که دریں روز سماع نبباید شنید و فرمودند
که در میان صوفیاں آمده است که سماع در مصیبت بشنوند در سماع عمل همه بر پیر میباید کرد ایں نیز سماع
صوفیان است که اگر کسی از پیر خود جدا افتد بموت یا سفر در فراق او بر قصد و بگرید و بنالد و بزارد و نیک
بر نهج صواب باشد زیرا چه هر چه باشد باید که با پیر باشد مقصود ایں قوم شهود جمال پیر است هر که اطلاع
بر پیر یافت او باعلیٰ درجات کمال صوفیاں رسید و اگر در نیافت هرگز بدرجه اعلیٰ ورء اصول نتواند یافت
هم از ینجا ذکری در باب سماع خدمت شیخ الاسلام نصیر الدین بو خدمت شیخ پیر بوده اند اما در سماع
اینچناں بزور پیر فتندی و بجهیدندی و بر قصیدندی و چرخ میزدندی که هرگز هیچ جوانی توانائی قوی نتوانستی
رسید و هیچ وقتی در سماع نکوکیده اند مگر یکباری در خانه ما سماع بود و آں روز قوال این بیت میگفتند بیت

بیت سگی دنبال آں محمل طفیل او و وال من هم — منش لبیک میگویم گر او سگ را همی خواند

برخاستند و دویدند بزوری که میان کسی نتوانست رسید هم دراں میان پائی مبارک لوکیده باں ساعت
نشستند و خود وقتی نخاسته اند اگر ذوقی بودی نشسته اضطراب میکردند تا آنکه دیگری نخیزد اگر
کسی خاست خود سماع شنیدند و رقصیدند و الا نشسته اضطراب میکردند تا آنکه دیگری بخیزد اگر کسی
خاست خود سماع شنیدند و رقصیدند و الا نشسته اضطراب میکردند ماندند هر ذوقی هست باشد که وقتی
بر هندوی و بر خورده صوفی کم رفته اند بیشتر بر لفظ بیت فارسی رفتی و فی الحال دستار انداختی مطرب

بخشیدی و جامه و قتی در یاد باره نکرده است یکباری طاقیه از سر مبارک در خانقاه قدیم شیخ الاسلام
نظام الدین که سماع بعد نقل شیخ کرده بودند و ایں مصراع بود ع مجلس یار همان است و لی یار کجا ؟
کُله بر زمین زدند و نیز فرمودند که چوں آخر سال وصال شیخ بود مارا معلوم شده بود در ایام و بامرا خلطِ شد
و خون سرفیدم خدمت شیخ نیک تعلق کردند خدای کرم کرد صحت شد بعد چند روز پای بوس خواجه
آمدم و آں روز سوم ملک براهیم رئیس انقطاع نزهت یافته بود مولانا زین الدین و ملازمان خانقاه همه
از خانقاه در خانه او رفته اند وقت اشراق در خانقاه رسیدم خواجه بشیر میان خادمان در خانقاه بود خبر کرد
خدمت شیخ سخت خوش شد ند طلبیدند بجره و انکه نظر بر من افتاد بلند گفتند الحمد لله سر بر زمین نهادم
بسیار مرحمت فرمودند نزدیک آمده نشستم فرمودند که چه زحمت بود گفتم خلط بود و خون سرفیدم نیک
تعجب کردند و گفتند سخت زحمت بود خدا کرم کرد ترا صحت شد خواستم چیزی عرضه دارم فرمودند اینک ایں
آفتاب بر آمده است من هم اشراق بگذارم تو هم بگذار بعد ازاں بیائی بفراغ خاطر بگوئی بشنوم بروں آمدم
تا آنکه خواجه اشراق گذارد جمع از آیندگان پای بوس آمدند خواجه بشیر خبر کرد که سید محمد هم نشسته است و
آیندگان هم آمده اند خواجه فرمود سید محمد باشد گو آیندگان را طلب و میان ایشاں خدمت قاضی
عبد المقتدر هم بوده اند خواجه محمود درویش سندیله هم بود آیندگان را سکبرتگی و هر چیزی بدست
ایشاں دادند معذرت کردند قاضی عبد المقتدر و خواجه محمود هر دو یاران عزیز اند ایشاں نشسته بودند خواجه
فرمود که سید محمد خون سرفیده بود و خلط داشت خدائی کرم کرد که او نیکو شد باز ساعتی ماند همیں سخن فرمود
باز ساعتی دیگر ایں سخن فرمودند بعد ازاں گفت شما بروید بنشینید او را بر من بفرستید یاران فرود آمده
خدمت قاضی را دشوار آمد بر من گفتند خوند سید شما را طلبیده اند ما را بروں کردند شما بروید من بالا رفتم
چند چیزی عرضه داشتم نیک خوش شدند و دست مبارک بر روی فرود آوردند و گفتند الحمد لله رب العٰلمین
و چند نقلی دیگر براں نمط فرمودند که آخر شده و بنماید پس آں گل از پیش خود استدند و بر هر دو دست
دادند و محکم گرفتند فرمودند کسی که دنبال کسی شفقتی می بیند برائی چیزی می بیند چند سخنی اینجا فرمودند از بیان
خود گفتن شرم می آید پس آں فرمودند قبول کردی بود جای امتناع ضروری قبول شد بار با دیگر از ین
جنس بسیار کلمات میفرمودند اما هم بسوگند خاکپائی او که هر باری در بحثی و گفت شنیدی می انداختم
میگذرانیدم اما ایں بار چناں بزور گرفته است و مرا فرود انداخته که قابل جنبیدن نیست بضرورت قبول
کردم باز و بگذاشت فرمودند که از من قبول کردی عرضه داشتم قبول کردم و ایں دو وصیت فرمودی آنکه
اورا و ظاهر خود را ترک نکنی آنچه از واقعات خویش پیش شیخ آں روز گفته بودم آں براں دلیل کند که چند

حاجتی بنوافل و اوراد و نمانده است سبب آن وصیت میکنند که سنت ما رها مکنی و اتباع ما فرو نگذاری و دوم
با این متعلقان رعایتی کنی این حکایت چهارشنبه بود و شب جمعه زحمت آغاز شد شب جمعه آینده نقل بود
انا لله و انا الیه راجعون

روز پنجشنبه یازدهم ماه محرم الحرام سنه ۸۰۳ھ

روز پنجشنبه یازدهم ماه محرم الحرام سنه ۸۰۳ھ وقت چاشت سخنی در لا ثباتی دنیا و بی قراری او بود فرمودند
دنیا هم افسانه ایست حاصل او جز حکایتی نیست اگر کسی در جهان معاملتی نیکی کرد نیکی او در جهان ماند و اگر
والعیاذ بالله خلاف آن کرد همان ازو در جهان ماند نبشته اند لیکن حدیثا حسنا ذکره فانما الناس
احادیث مردمان همه افسانه بیش نه اند تا توانی حکایت افسانه نیک شو کاری بکن که در جهان حکایت نیک
تو ماند پس آن شخصی برخاست عرضه داشت کرد که بنده امشب خوابی دیده است که بندگی مخدوم در مقامی
بلندی نشسته اند و مردی بزرگی پیری نزدیک مخدوم هست و پنج سپاره بر دست مخدوم هست
آن پیر گفت که این پنج سپاره بمن بدهند و من دور ایستاده ام بندگی مخدوم فرمودند میان تو و میان
آن مرد قسمت باشد نیمی تو بستان و نیمی او را بده او نیمی مرا داد و نیمی خود استد بندگی مخدوم سلمه الله تعالیٰ
فرمودند دلیل برین کنند که دین تو با تو سلامت ماند و ترا چیزی از مراتب و دین نصیبه شود هم از جا ذکری در
باب تعبیر رویا بود فرمودند تعبیر رویا و فال مصحف از یک قبیل است حکم نتوان کرد مگر با الهام معتبر شخصی باشد
که بر و بطرف نسب اطلاع یافته باشد و با این هم الهامی از طرف خدا باشد تا حکم او بر صواب افتد فرمودند
که خواجه حسن بصری علم تعبیر رویا را چندان مرتبتی نداشتی و خواجه محمد بن سیرین مخصوص بدین کار بود و
خواجه حسن بصری بخواب دید که بر سر مزبله برهنه ایستاده و رباب میزند در تعبیر آن خواب متحیر ماند گفت
این خواب را بمحمد بن سیرین برند بردند گفت امروز این خواب مزبله را جز حسن بصری نه بیند دنیا مزبله
ایست و او برهنه بر وی ایستاده که هیچ علاقت با دنیا ندارد و دل او خوش و خرم است و رباب میزند شخصی
آمد پیش محمد بن سیرین خواب گفت که من دیدم که فرج زنان و دهن مردان مهر میکنم فرمود مگر تو موذنی گفت
آری گفت در ماه رمضان بانگ نماز کمتر گو بعد دمیدن صبح بگو و آنکه کمتر میگوئی خلق از جماع باز می ماند
فرج عورات را گویا که مهر میکنی و خلق از خوردن و آشامیدن باز می ایستند دهن مردان را می بندی
شخصی دیگر گفت که سفر جل را بخواب دیدم فرمود ترا سفر پیش آید که اول او سفر است و فرمودند مردی خواب
دید که ماه از آسمان فرود آمده است و در دامن نشسته و من آنرا در آستین خویش انداختم فرمود زن تو حامله
است گفت آری گفت که پسری بزائی و او را عمر نباشد ماهتاب پسر است و آستین صورت گور است و

انداختن تو در میان دفن کردن باشد و در گور او پسر زاد و هفتم روز نقل کرد و نیز مردی در خواب دید که سه در
پروین در آمده است گفت وزیر بمیرد میان چند روز خلیفه قصد بر وزیر کرد و او را کشت زیرا چه سه وزیر
است و پروین صورت گور است و مردی پیش شیخ رکن الدین آمد و گفت در خانه من دردزه گرفته است
خدمت شیخ فال ببینند شیخ فال دید بیرون آمد بسم الله الرحمن الرحیم و شیخ فرمود پسری بزائی و با تو نماند زیرا چه
بسم الله وقت روان باشد و وداع کردن میگویند پسری زاد و عمر نیافت و فرمودند که امیرالمؤمنین حسین رض
در حرم مدینه رسول الله نشسته با برادران میگفت که امشب خواب دیدم سر معاویه در صحرای افتاده و سگی
بران نشسته تعبیر کرد که معاویه بمیرد و این کار را بیزید و هر برادران گفتند اگر اینچنین اتفاق شده باشد
شما را برای بیعت مزاحمت دهند چه کنید گفت چگونه کنم بیعت بر کسی که در بیت المال خیانت کرده و مستورات
از وا ایمن نباشند همدرین مقالت بود که طلب ضابطه آمد حسین رض فرمود که این طلب من بجهت بیعت یزید
آمده است جواب گفت که شب را خواهم آمد برادران و موالی را گفت که ایشان از من بیعت او خواهند
طلبید و من بیعت نخواهم کرد ایشان قصد کشتن من کنند شما با اسلحه برابر من باشید و بر در بایستید
چون بگویم انشدتک یا عدو الله شما یکایک با اسلحه در درون در آئید همچنان کردند و نبشته یزید کشید
بحسین رض نمود که بیعت از حسین رض بکنانند اگر کند فبها والا هم برجای بکشید حسین رض ابا آورد و گفت با برادران
مشورت کنم خواست بکشد امیرالمؤمنین حسین رض فرمود انشدتک یا عدو الله موالی و برادران با اسلحه درون
در آمدند ضابطه ترسید و جای دم زدن نبود حسین رض بیرون آمد آخر بر حسین رض گفتند که شما را مکه مناسب است
در مکه بروید چند روزی ساختگی کرد و روان شد چنین گویند در مدینه سه بار قیامت قایم شده است یکباری
روزی که رسول الله نقل کرد دوم آن روزی که امیرالمؤمنین علی رض نقل کرد سوم آن روزی که حسین رض از مدینه
بیرون آمد و فرمودند که در ایام مامون خلیفه مردی دعوی پیغامبری کرد او را فی الحال در حجره بست و مسدود
کرد منجمان را طلبید گفت اگر امروز مردی دعوی چیزی کند آن دعوی ثابت باشد و آن کار او درست و به
و راست باشد یا نه همه شمار کردند اتفاق کردند که دعوی او راست باشد و این کار او درست و به و گفت
ابو معشر دمشقی را نیز بیارند او را آوردند او استاد ایشان بود آمد نشست همان شمار کرد آخر الامر حکم کرد
دعوی آن مرد دروغ باشد و این کار او درست نه و به همه ضایع باشد با ایشان مباحثه کرد گفت آنچه شمار
کرده اید در آن شبهه نیست ولیکن چندین دقیقه چنین و چندین مرتبه چنان برتر است نحس ستاره
دیگر گرفت و خاصیت آن ستاره این باشد همه متحیر ماندند همان ساعت آن مرد را کشتند و فرمودند زنده
دفن کنید مقصود شمار در نجوم خطائی نیست و احکام خطا می افتد زیرا چه دقایقی که هر یک ستاره فیض

از ستاره دیگر میگردد آنرا حدی و اندازه نیست و نیک اشکال دارد و لابد خطا در حکم می افتد بعد ازیں میان
شخصی التماس بیعت دختر خویش کرد و او را بسیار تزکیه کرد و بندگی مخدوم رومال مبارک خود را که موازنه
دو نیم گز باشد استدند و بمولا وکیل کردند و فرمودند که یک کوزهٔ آب بیار خادم قدح آب پر کرد آورد و آنرا
درمیان نهاد و فرمودند مولانا بشنو زبان تو نائب زبان من است و دست تو نائب دست من دختر خود را
بگو وضو کند بیاید و ترا از دورتر خدمت کند چنانکه پیش پیر کند بعد ازاں او را بگو انگشت سبابهٔ خود را بجامهٔ
آستین خویش درپوشید در مقدار یک درمے سر انگشت از جامه بیروں آرد و آں را در آب اندازد
و تو هم انگشت سبابهٔ خود را بجامهٔ آستین خویش درپوشد و مقدار یک درمے سر انگشت از جامه بیروں
آرد و آں را در آب اندازد و بگو که عهدے کردی با ایں ضعیف و با خواجه ایں ضعیف و ازیں ضعیف مارا و از
خواجه ایں ضعیف خواجه مارا مراد داری و با خواجهٔ خواجه ایں ضعیف و با مشایخ طبقات رضوان الله علیهم اجمعین
چشم نگاهداری و زبان نگاهداری و بر جادهٔ شرع باشی همچنیں قبول کردی او گوید آرے قبول کردم بگو الحمدلله
بعد ازاں تکبیر بگوید و ایں رومال را بر سر او اندازد و بگو دوگانه گذارد و بیاید بگو پنج وقت نماز ناغه نکند و بعد نماز
شامی شش رکعت نماز بگذارد و بسه سلام هر رکعتے بعد فاتحه هفت بار قل هو الله احد و یک بار قل اعوذ
برب الفلق و یکبار قل اعوذ برب الناس بخوانی بعد سلام سر سجده نهی سه بار بگوئی یا حیّ یا قیوم ثبتنی علے
الایمان و بعد از نماز خفتن یک دوگانه دیگر بگذاری در هر رکعتے بعد فاتحه ده گان بار اخلاص بخوانی بعد از
سلام هشتاد بار بگوئی یا وهاب یا وهاب یا وهاب و در هر مه سه روزه بداری سیزدهم و چهاردهم و پانزدهم
و بشتری یا وهاب یا وهاب و استغفرالله بسیار بگوئی و زبان از فحش نگاهداری و بجائے فحش در منزل
همیں تسبیح گیرد و خورده پیش تو بیارد که آنرا در راه خدائے خرچ کنی. کمترین بندگان و خدمتگاران عرضه
داشت کرد که در راه خدائے جائے خرچ کند که پیش پیر رسانیدن نتواند اما ایں مرد متعلم بود برائے او همیں
مناسب بود که هم تو در راه خدائے خرچ کند صورت پیوند عورت ایں بود که نبشته بود و فرمودند که رسول الله
درج وداع عورات که برائے عهد بیعت می آمدند همیں انواع بیعت کردے آب درمیان داشتے
و دستش بگرفتے وقت نماز دیگر.

روز جمعه دوازدهم ماه محرم الحرام سنه ۸۰۳ھ

شجرهٔ خواجگان کمترین بندگان و برادران فرمودند.

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه انبیا ابوالقاسم محمد رسول الله الهاشمی صلے الله علیه وسلم

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه اولیا ابوالحسن العلی الوصی الهاشمی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ابوالنصر الحسن البصری

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ابوالفضل عبدالواحد بن زید

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ابوالفیض فضیل ابن عیاض

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه امان الارض سلطان ابراهیم ادهم البلخی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه سدید الدین حذیفة المرعشی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه امین الدین ابوهبیرة البصری

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ابواسحاق ابراهیم علو دینوری

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ابواسحاق ابراهیم چشتی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه قدوة الدین ابومحمد چشتی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ناصر الدین ابویوسف چشتی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰهی بحرمت خواجه ناصح الدین محمد چشتی

بسم الله الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین مودود چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ حاجی شریف زندنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالانوار عثمان ہارونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ معین الدین حسن السنجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ قطب الدین بختیار وتکمیل الباب الاوشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ فرید الدین گنج شکر بارحریقۃ المحبت المسعود الاجودھنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت سلطان العاشقین رحمۃ للعالمین خواجہ نظام الدین محمد بداوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ ابراہیم الثانی نصیر الملت والدین محمود اودہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی بحرمت خواجہ صدر الدین ابوالفتح الولی الاکبر الصادق سید محمد بن یوسف الحسنی الملقب بگیسو دراز

وایں غزل از گفتار بندگی مخدوم است

غزل

گر دادہ حق ترا فراغ است　　امروز ہوائے گشت باغ است

جز دلبر یا حکایت او　　وہم است وخیال وہزل ولاغ است

دہ دیدن سوئے روئے اغیار　　بر سینۂ یار سنگ داغ است

جز بر در تو سرے ندارم　　بر کرسی وعرش ہم دماغ است

مرغ دل من بدام شخصے است　　طاؤس بہ نسبتش کلاغ است

ہم سرو بلند پائمال است　　ہم کبک براں خرام زاغ است

بوالفتح بنقد وقت خوش باش　　گر دادۂ حق ترا فراغ است

روز یکشنبہ چہاردہم ماہ محرم الحرام سنہ ۸۰۳ھ

روز یکشنبہ چہاردہم ماہ محرم الحرام سنہ ۸۰۳ھ وقت چاشت ذکرے درباب فضائل اہل بیت مصطفیٰ بود فرمودند سید ابوالحسن جنیدی دوازدہ ہم محل جد با باشد وزیر حصار دہلی متصل دروازہ شکار مقبرہ حضرت سید است وہر شب جمعہ انجا نور فرود می آید اکثر ہمسایگان ایشاں بدیں گواہی میدہند وہمہ خلق آں مقام دیدہ اند و اورا شہید انار میگویند وتمام درخت انار از ایمان پُر است گفتند کہ مردمان حاجتمند بستہ اند وہر کسی را حاجتے بر آمدہ پیش از ایام فتح دہلی سید با شانزدہ نفر آمدہ بود وپیش دروازۂ بزرگ شب ماندہ شورت کردند کہ وقت بیروں شدن مواشی با مداد در شہر در آئیم پنہاں کردند قتالی عظیم شد بسیارے از ہنود کشتند ہر شانزدہ نفر از برج دروازہ شکار بروں افتادند بسلامت بیروں شدند شب یازدہم بروں دروازۂ بزرگ اقامت کردند آنجا سجدے کردند چند سنگے نہادند محرابے کردند بانگ نماز گفتند نماز گذاردند بامداد بازگشتند بار دوم باز آمدند پنہاں وقت مواشی در آمدند قتالی بس بزرگ شد جماعے از ہنود زیر تیغ آوردند در شہر شورے عظیم انداختند باز دردہ حصار دروازۂ شکار بیروں افتادند ودر آں محلے کہ سید افتاد ہم انجا ہجوم ہنود بود وہمہ یکبار بر سید افتادند۔ ہم دراں محل کشتند ہمدراں موضع تربت سید است ہر آئینہ فرزند رسول اللہ تعالیٰ برائے خدا کردہ وہم براں رفتہ لابد یکے از مقربان حضرت ومشفقان اُمت باشد واللہ اعلم بالصواب۔

روز دوشنبہ پانزدہم ماہ محرم الحرام سنہ ۸۰۳ھ

روز دوشنبہ پانزدہم ماہ محرم الحرام سنہ ۸۰۳ھ وقت چاشت از شہر نہروالہ جانب کنبھایت مراجعت فرمودند خیلے از اکابر ومعارف ومشاہیر وعلماء وملوک وامراہم دررکاب سعادت بودند ودر موضع پائیں نزول فرمودند وقت وداع گریہ ونعرہ وشورے از خلق بود کہ تحمل ہیچکسے از پسران بنقل پدر کمتر گریہ کوچ بکوچ متواتر آمدہ می شد واللہ اعلم بالصواب۔

روز یکشنبہ بست ویکم ماہ محرم الحرام سنہ ۸۰۳ھ

روز یکشنبہ بست ویکم ماہ محرم الحرام سنہ ۸۰۳ھ در قصبہ اساول رسیدہ شد چہار روز آنجا مقام بود جمیع از معارف قصبہ بخدمت حاضر بودند ذکرے درباب فائدہ پیوند پیران بود فرمودند اینست کہ فردائے قیامت دستگیری کنند واز آتش دوزخ اورا خلاص دہد وملایم اینمعنے حکایت فرمودند کہ یکی از مریدان بندگی خواجہ ما پریشان حال نقل کردہ بود فرشتگان عذاب بروے آمدند طاقیہ شیخ بر سرش دیدند برجائے ایستادند پرسیدند کہ ایں طاقیہ کیست گفتند ایں طاقیہ شیخ نصیر الدین است در حضرت

بازگشتند که خداوند! بر سر او طاقیهٔ شیخ نصیر الدین است بر وے دست چگونه دراز کنیم و تا آنکه درویش را توقیع از حضرت عزت ایں مقدار نباشد که هر که بر تو پیوندد او را خلاص از آتش دوزخ باشد او را دست بیعت دادن بخلق حرام باشد خواجه محمد نام مردے بود او خاله زاده شیخ بود و ازاده بود خاله زاده نبود و لیکن لقب خال بندگی خواجه بود پیوند بر خواجه داشت روزے پیش بندگی خواجه آمد گریستن گرفت خواجه پرسید که چه میگوئی گفت خواجه از دوزخ میترسم خواجه فرمود که خاطر جمع دار هر که دست بر دست ایں ضعیف نهاده است امید دارم که او را فردائے قیامت نجات باشد و فرمودند که جوانے بود پیش بندگی خواجه شیخ الاسلام نظام الدین آمد و گریستن گرفت بندگی شیخ فرمودند که چه میگوئی گفت پدر آں مرد نیک فاسق و پریشان حال بود او نقل کرد نمیدانم که حال او چیست بندگی شیخ فرمودند وقتے بر ما آمده است جوان گفت خیر پرسیدند وقتے دست بر دست ما نهاده است گفت خیر گفتند وقتے ما را دیده است گفت خیر گفتند در غیاثپور راه گذشته است گفت خواجه روزے کارے داشت بسبب آں آمده بود برا و امید دارم همان او را کافی است و نیز فرمودند درویشے بود که ایں کار میکرد یعنی دست بیعت بخلق میداد روزے وشش گرفت ازیں کار تنگ آمده جانب نمازگاه رفت آنجا ابدالی پیدا شد دست او را گرفت که بخدائے ازیں خطره باز آئی آں درویش گفت تو ضامن میشوی که هر که دست بر دست من نهد او را امان از آتش دوزخ باشد آں ابدال گفت من ضامنم بعد ازاں درویش بازگشت جانب خانه آمد کمترین خدمتگاران عرضه میدارد ایں حکایت بندگی مخدوم بود که بلفظ فیضیت فرمودند چنانکه عادت ایں طائفه باشد زیرا چه بسیار بار برایں ضعیف بر حکم محرمیت برحمت ایں حکایت بتصریح فرمودند و نیز فرمودند که شیخ بهاء الدین چوں از بام افتاد سبب آنکه در خانه کسی آتش گرفت شیخ بالائے بام بود و بام را دیوار نه بود و بام با صحن برابر نمود شیخ دانست مگر بام نیست پیشتر شد پائے نهاد از بالائے بام افتاد کنیزگان جوی کوفتند دانستند مگر دزد است دویدند ناگاه دیدند شیخ است و سجده گاه شیخ فرود آمده شیخ فرمود که با من گفته اند هر که درایں سه روز روئے تو بیند او را بیامرزم اکنوں رحمت بر خلق تنگ چه کنم ڈوله بیارید مرا سوار بکنید در شهر ملتان بگردانید سه روز ڈوله شیخ را در شهر گردانیدند بعد ازاں خواستند که سجده گاه شیخ را بر ساند خبازاں را طلبیدند و حالت رسانیدن درد سخت شد شیخ نالیدن گرفت و خلق بسیار بود شیخ صدر الدین شیخ را گرفته بود چوں ناله شیخ شنید گفت بابا خلق حاضر اند ایں ناله چیست خوردالغیب بدمید شیخ فرمود بابا چه میگوئی خوردالغیب بدهم گفت آرے همانکه چشم بست غائب شد رفت باز نیامد خلق شیخ صدر الدین را عیب کردند که ایں سخن بر محل نبود بر درویش ایں سخن نه گویند ایں سخن بخدمت شیخ الاسلام

فرید الدین رسید که شیخ بهاء الدین گفته بود که هر که دریں سه روز مرا بیند آمرزیده شود شیخ فرمود ما میگوئیم هر که ما را بیند و پیوستگاں ما را بیند و پیوستگان پیوستگان ما را بیند خدائے او را بیامرزد و فرمودند که ایں جمله بداں ماند که یکے را بادشاه اقطاع میدهد بادے کاغذ مواضعت می باشد ملتمسات او همه باشد همه قبول می شود و اصلا دراں ترددے نمی باشد که ناگه چوں یکے را ولایتے می دهند هر چه او التماس میکند همه قبول می باشد تا دراں وقت آں مرد چه التماس کند یکے التماس میکند که هر که بمن پیوندد او را بیامرزد یکے دیگر میگوید هر که مرا بیند و دیگرے هر که در شهر من باشد و دیگر هر که مرا دوست دارد و هم همچنیں هر چه دراں وقت بخواهند همه قبول باشد۔

روز پنجشنبه بست و پنجم ماه محرم الحرام سنه ۸۰۳ھ

روز پنجشنبه بست و پنجم ماه مذکور از قصبه اساول کوچ کرده شد در منزل گاه کابلهضت کرده نزول فرمودند بعد از نماز خفتن فرمودند که معنی لا اله الا هو چیست هم بجهت ایں معنی خدمت برادرم و خدمت سید ابو المعالی را هم طلبیدند پس آں فرمودند که یعنی ماهیت او تعالے زاید بر ذات نیست ماهیت او عین ذات اوست و سخن صاحب لطائف قشیرے که کونهٗ وجودهٗ همیں معنی دارد و میگوید لطفه قهره قهره لطفه جلاله جماله جماله جلاله یک معنی آنکه صفات اعیان اند نه اعتبار معنی دوم آنکه شی واحد در محل قهر میشود و در محلے لطف بلکه بر شخصے واحد بجهتے قهر و بجهتے لطف مثلاً باراں بر مسافر قهر و بر مزارع لطف و همان باران بجهت رویانیدن غله و احیائے اموات و خصب و نحت سالی لطف و آں خراب کردن عمارتها و غرق کردن مردماں و تاریک کردن شبها ماندن راهها از جهت اسباب آبگینها قهر است بر هر یکے هم لطف و هم قهر در هر چه تصور کنند البته خالی از منفعتے و مضرتے نیست پس آں بنده را اشارت فرمودند که میباید ایں هر دو معنی در ملفوظ بنویسی تا همچنیں ضائع نه رود والله اعلم بالصواب بست و ششم ماه مذکور مجلس در شهر کهنبایت نزول فرمودند بالخیر والسعادات۔

روز جمعه پنجم ماه صفر المظفر سنه ۸۰۳ھ

روز جمعه پنجم ماه صفر المظفر سنه ۸۰۳ھ بعد نماز جمعه جوانی از ابنائے ملوک بخدمت آمده بود ذکرے هم در باب فضل جوانی و قابلیت جواناں و غنیمت ایں وقت برائے عبادت خدائے و اکتساب درجات قربات الٰهی بود دراں باب خیلے مبالغت فرمودند و بسیاری از حکایات مشائخ که بدایت حال ایشاں بود از تحمل شاق و محن و متابعت در راه خدائے من المهد الی اللحد بود و فرمودند اکثرے در مجالس متقدم نبشته شده است تکرار اینجا نبشته نشد ازاں جمله ایں حکایت بود که بندگی خواجه میفرمودند که در دوازده سالگی

شب خواب نمیدانستم که چه باشد تمام شب مشغول می بودم اگر خواب زحمت دادے قدرے پلپس
گرد آں میگردم برخود می داشتم انگشت بلعاب ترمیکردم وآں پلپلی بلعاب میگرفتم و درون چشم
می انداختم تا تیزی او درون چشم برد و آب شور بیروں آید خواب زحمت ندهد و نیز فرمودند که خدمت
شیخ الاسلام فریدالدین قدس الله سره العزیز در کودکی پیشتری در مسجد جامع کهوتیوالی بنوافل مشغول
و مستغرق بودے تا آنکه خلق قصبه شیخ را قاضی بچه دیوانه میگفتند روزے شیخ جلال الدین تبریزی در کهوتیوال
رسید پرسید که اینجا درویشے هست نشان شیخ دادند که کودکے هست دیوانه شکل در مسجد جامع افتاده
میباشد شیخ جلال الدین بدیدن او آمد شیخ مشغول بود طلبید انار بدست شیخ داد شیخ صایم بود و خلل قسمت
کرد یک دانه افتاده ماند وقت افطار هم بداں دانه روزه کشاد و آں مزیدی و ترقی بالا تر یافت با خود گفت
کاگر تمام انار هم من بخوردم والله اعلم چه مزید یا بودے چوں شیخ الاسلام قطب الدین پیوست ایں
حکایت کرد شیخ فرمود با فرید هرچه بود هم دراں یک دانه بود که برائے تو داشته بودند تحقیق سخن در مبدا
اصل و نسب خواجه خضر افتاد فرمودند اکثر اقاویل برین است که خضر نبی است هماں ارمیا پیغامبر است
که در بیت المقدس غائب شد چوں بخت نصر تخریب کرد و بعضے گویند نام خضر بلیا بن ملکان بن قانع
بن ارفخشد بن سام بن نوح خضر ازاں گویند که بر توده ریگ خشک نشسته بود فاخضرت ازاں توده
خاست تمام سبز شد قسمی خضر براں توده سبز روئید قسمی خضر اخضر نام شد و بعضے گویند پسر بادشاه است
آں بادشاه را همیں یک پسر بود بادشاه پیر شد مقربان او با او گفتند تو پیر شدی و پسر تو علمے و هنرے
ندارد و تدبیر ملک و سیاست آں که خواهد کرد ایں را بر معلمے بفرست تا او را تعلیمے کند در کودکی او را بر معلمے
برائے خواندن فرستاد و در میان راه زاهدے بود بر وے رفتے نشستے تمام روز با او مشغول بودے
هرچه او کردے هماں کردے و هیچ اصلا دنیا و کار دنیا شغلے نداشت تا آنکه جوان شد خبر بادشاه بردند
که او بخواندن نمیرود و در میان راه زاهدیست با او بعبادت مشغول می باشد از رفتن برائے خواندن منع
کرد هم در خانه بگوشه مشغول گشت وزرا بر پدر او گفتند که ایں ملک از خانه تو خواهد رفت زیرا چه تو پیر
شدی و هیچ پسری از آں تو نیست و اگر هست خود منقطع از دنیا و کار دنیا گفت چه حیله سازم گفتند بنوعے
او را در کار دنیا در آر فرمود چه حیله باشد گفتند او را زن بده که او بلذت او گرفتار شود والتفات بدنیا بکند
عورتے جوانے جمیلے آراستند بر وے فرستادند او در نماز بود در رفت نزدیک او نشست بعد فراغ
پرسید تو کیستی آں عورت گفت پدر تو مرا برائے تو فرستاده است گفت میتوانی با من در کار
خدائے که بندگی او بهترین کارهاست مشغول شوی یکے دریں کار باشیم سخنش در دل آں عورت اثر کرد

و هم با خدا مشغول گشت بعد چندگاه تفحص حال او کردند ناگاه دیدند آں عورت هم مشغول بخدا شده است
و هیچ بدو التفات ندارد گفتند آں عورت خام بود چوں عورت دانا بزرگ پخته کامله بفرستند تا بحیله
او را بخود کشد همچناں کردند چوں بر او در آمد پرسید کیستی گفت منم آنکه پدر تو برائے تو فرستاده است
گفت که میتوانی با من در عبادت خدا یار باشی سخنش در دل او هم اثر کرد او هم در کار خدائے مشغول گشت چوں
حال ایں عورت نیز بر همچنیں معائنه گفتند عورتے بدکاره مکاره غداره بلاکاره میباید فرستاد همچناں کردند
هم غرضے حاصل نه شد او نیز بد عورت بکار خدائے مشغول و مستغرق گشت گفت اکنوں چه چاره است
گفتند اکنوں بیارید در حجره اندازید در از بیروں بر بندید و طعام و آب منع کنید همچناں کردند بعد چند روز
تفحص کردند در حجره نیست ازاں وقت باز غائب است بر ایں قول ولی از اولیائے خدا باشد نبی نبود
و الیاس هماں الیاس پیغامبر است که بر بعلبک مبعوث بود و یونس بن متی را که زنده کرده او ست خلیفه
گرفت و خود از خلق غائب شد مشقت و معالجت با خلق و از اندوه رد و تکذیب ایشاں غائب گشت و در
هوا برید الیاس بری است و خضر بحری است سائلے عرضداشت کرد که خضر زنده است فرمودند آرے
هماں خضر زنده است سائلے پرسید چه معنی باشد که رسول الله صلعم فرمود لَوْ کَانَ الْخَضِرُ حَیًّا لَزَارَنِیْ ۔
فرمودند چنیں گویند که چوں سکندر شاه سد یاجوج و ماجوج بست خضر آنجا بجهت محافظت نصب کرد
و چوں ایام بعثت رسول الله برسید بر و خواب انداختند صد سال بخفت بعد ازاں چوں بیدار شد
از رسول الله آخر زمان پرسید که مبعوث شد یا نه شده است هنوز گفتند مبعوث شد و گذشت که ایام
رسول الله از بعثت و مولود و موت شصت و چند سال بود او صد سال بخفت ملاقات با رسول الله نشد
و ایں که در احیا و در قوت القلوب روایت مسبعات عشر از ابراهیم تیمی و او از خضر و خضر از رسول الله میکند
چنیں دلیل کنند که با رسول الله ملاقات بود و اگر گویند ملاقات روحانی باشد گویم پیش فقیهاں برائے
احتجاج روایت ملاقات روحی معتبر نیست و در روایت مسبعات عشر در جمله کتب همیں سند وارد و بس
است که تلقین بقبول کرده اند هم بدیں روایت است پس معنی حدیث لَوْ کَانَ الْخَضِرُ حَیًّا لَزَارَنِیْ بعد
صحت حدیث الله اعلم ایں باشد نوم که اخ الموت است موت خوانده و گفت لَوْ کَانَ الْخَضِرُ حَیًّا لَزَارَنِیْ
ای یقظانًا یعنی اگر بیدار بودے بروے خواب گماشته نمی بودند مرا ملاقات کردی۔

روز شنبه ششم ماه صفر المظفر سنه ۸۰۳ھ

روز شنبه ششم ماه مذکور وقت چاشت ذکرے در باب مذمت طایفه بود که برسم و عادت مانده اند
و در بند تحقیقے و دریافتے مستترے نشده اند فرمودند ایں طایفه قلندر و حیدری و براگی و امثال ایشاں

کہ خود را بیرون از رسم و عادت مردم گویند و دیگر ان را عالمیان خوانند چنداں بر رسم و عادت لایعنی و بیفائدہ
گرفتار اند کہ در تحریر نیاید و در تقریر نگنجد پس فائدہ بیرون شدن از رسوم شرع جز ایں نباشد کہ گرفتار
بر سوے باشند کہ ہیچ فائدہ شرائع و طریقت و حقیقت بداں متعلق نیست مثلاً گویند در خانقاہ تکیہ نہ دہند مگر
کس را کہ پوستے بالا باشد و او را پوست تکیہ گویند و آں وقت کہ تکیہ گیرند پیش چہ نہند و پس چہ نہند
و راستا چہ بدارند و چپا چہ کنند و ہر کہ ایں را رعایت نکند او درویش نہ باشد و ایں کنگ ترا کہ داد
و ایں کچکول بتو کہ رواں کرد وابستہ از گدیہ در بدر خالی نباشد و در فلاں ولایت رفتی بگو چہ دیدی منارہ
آں شہر چونست مزار چند است مسجد چہ صفت دارد لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایں خرافات است
کہ ہیچ نسبتے بتحقیق ندارد و اہل تحقیق ندارد و علایم ایں حکایت فرمودند کہ روزے پس پشت نماز گاہ دہلی کہنہ
درویشے بود حکایت میکرد گنبدے دیدم درون آں درویش بود دست بر سر میزد و آہ میکند و گریہ
میکند و سینہ میکوبد متحیر شدم گفتم چرا چنیں عقوبت بر خود میکنی نزدیکش شدم پرسیدم گفت اے پسر
بیا بنشیں واقعہ حال خود با تو گویم من مردے سوداگر بچہ بودم مال فراواں داشتم خواستم کہ اختیار رہ خدا
کنم و آں رسم و عادت کہ عوام مردم بداں مبتلا اند برہم دیدم طائفہ قلندراں سر و ریش تراشیدہ از رسم
و عادت بیروں آمدہ اند ہمیں صورت اختیار کردم چوں در میان ایں طائفہ آمدم اے پسر چگویم آں
مقدار رسوم و عادات بیفائدہ دریں قوم دیدم کہ در ہیچ طائفہ نیافتم اکنوں سر میکوبم و میگریم بر حال
خویش کہ کجا روم چکنم تا ایں بلا خلاص یابم سپس آں فرمودند طالب خدا را با رسم و عادت چہ کار ہر چہ
در جہاں بدوست رہ برد او ہماں را التزام نماید و از ہر چہ رہ بدو نبرد و از و معرض باشد ہر صفتے کہ ہیچ
خطرہ آں او را مزاحم نبود و الا طالب صادق نباشد و تلایم آں حکایت فرمودند کہ درویشے از میان
ابدالاں در بادیہ میگذشت زیر سایہ درختے شخصے را نشستہ دید از بود و معلوم کرد کہ او ولی از اولیائے
خدا ست ایستاد تا با وے ملاقات کند چپ و راست گشت رہ ملاقات نیافت کہ او چناں مشغول
است بخدائے خود کہ ہیچ پروائے ملاقات ایں ابدال ندارد درویش دست و پا زد و تنخنخی کرد باز نی آید
نشست ماند با خود گفت چوں سایہ بگردد بریں مرد آفتاب بتابد بہر آئینہ بطبیعت خویش باز آید با او
ملاقات کنم تا آنکہ سایہ درخت گشت چوں آفتاب بروے تافت برخاست در طرف دوم رفت
سلام علیک کرد او جواب سلام باشارت داد و دوم طرف زانو بالا کرد بہر ساز مراقبہ سر در مراقبہ کشیدن
گرفت ایں درویش دید کہ ہمیں وقت است اگر چیزے بگویم گفت اے درویش ما ئیم کہ ہر چہ
از خدائے بخواہیم یابیم سر بالا کرد گفت اگر شما آنائید کہ ہر چہ از خدائے بخواہید بیابید از خدائے

بخواہید کہ سایہ درخت نگردد تا ایں قدر وقت من ضایع نشود کہ از انجا بخیزم و اینجا بیایم و فرمودند کہ در صفا حک
می نویسد کہ شخصے بر بادشاہ آمد و گفت من مردے کاہلم کار و بار کردن نمیتوانم برائے خدا مرا نانے
تعین کن کہ بجورم افتادہ باشم بادشاہ فرمود ایں چہ استحقاق است وزیر عرضہ داشت کہ ایں استحقاق
نیست و لیکن در میان مردم حکایت شود کہ شخصے از بادشاہ نانے بر شکم طلبید بادشاہ نداد و فرمان
داد ایں قدر ناں ایں را بدہند کہ شکمش پر شود چند روزے گذشت دیگرے عرضہ داشت کرد کہ
من کاہلم برائے او ہم شد تا آنکہ دیگرے و دیگرے می آید کار بجائے کشید دفترے شد مجموعے خیلے
مال خزانہ در خرج رفت و ہر روز مزید میشوند وزیر گفت ایں خلق ہمیں شیوہ گرفت جملہ خلق ہمیں ساز
گیر و مال از کجا بدہند یک امتحانے بکنیم ہر کہ در واقع کاہل باشد بماند و ہر کہ خود را کاہل ساختہ است
برود آتش در مقام ایشاں در زنیم ہمچناں کردند چوں آتش در مقام در زدند ہمہ از دیوار ہا جہیدہ
بیروں افتادند پنج نفر کمی گفت آتش گرفتہ است خانہ میسوزد دوم گفت ہیہات ترا در گفتن ہم زبانے
نیست سوم گفت ہمی بس چہارم ہمیں روے کج کرد پنجم را حرکتے و سکنتے در میان نبود بعد از آں
آتش را کشتند ہمیں پنج نفر را مستقیم داشتند دیگراں را بیروں کردند سپس آں فرمودند طالب خدا در
ہر چہ راہ بخدا نبرد کم از ایں کاہلاں نباشد و ایں دو بیت خواندند **بیت**

نبینند چند مرا دہ برائے مستی را … کہ سیر گشتم ازیں زیرکی و ہشیاری
نہ رہبری تو مرا راہ خویش گیر و برو … ترا سعادت بادا مرا نگونساری

سپس آں غزل خواندند غزل این ست۔

شاد باش اے عاشق دیدار یار … فارغ از نابود و بود روزگار
غرقہ در دریائے مستی و خوشی است … آنکہ او میگوں بے دار و کنار
ہر کہ با خوباں نشستہ خاستہ است … از سر زہد و صلاح و رسم و عار
جعد او دیدم رسیدہ بر سریں … و ہم بر دم بر کھی بر رفتہ مار
ہر چہ از یاراں رسد خوشتر بود … گرچہ باشد محنت و درد و فگار
جرعہ یابم اگر از جام عشق … جان و دین و دل کنم بروے نثار
اے کہ پندم می دہی از یار دل بازدار … بازی آرم ولے بے یار دل آمد چہ کار

ہر کہ با خوباں نشیند خیزد از جان و جہاں
عاشق و دیوانہ گردد گم کند صبر و قرار

روز یکشنبه هفتم ماه صفر المظفر ۸۰۳ھ

روز یکشنبه هفتم ماه مذکور وقت چاشت در میان این آیت وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ فرمودند روزے فرمان شد منصور ابدال را که او از میان ایشان عمرد راز دار دعا تابک امیر المومنین حسین رض همو است و خبر شهادت حسین رض همو آورده بود و در روز جنگ پیش حسین رض همو ایستاده بود که برو چهل نفر از هر طائفه کسی برو شد از خیاط و حایک و کفش دوز و پاره دوز جمع کرد و ایشان را از خود بکلی خبر رفته بیهوش گشته در بادیه با آخر مسجد است آنجا آوردند جمع کردند عمران نام قطب ابدال بود در اشغاد سیر ناگاه دخترکی در بادیه نشسته دید نزدیک او آمد پرسید تو از آن کیستی گفت پدر من برائے بریدن هیزم آمده است مرا اینجا نشانده رفته است زمانے بیاید مرا ببرد و این دخترک جمالے داشت و نیک جمیل بود نظر عمران بروے افتاد و در دلش گذشت اگر من درین طائفه نبودم این را بخواستم یک کلوخے پیش داشتند بالیش کو لیدا افتاد و جان بجان داد همبرین نمط هر چهل نفر ابدال افتادند همان منصور ماند تنها سیر همه تمام کرد و بعد ازاں منصور در حضرت نالید الٰهی چه فرمان میشود در باب ایں برهنگاں فرمان شد بروایں چهل نفر را که جمع کرده بیار آورد و سمی هر یکے بجا دیگرے ازاں هلاک شدگاں تعین می شد و بجائے او می ایستاد و هر یکے را دهکه میزد و رواں میکرد تا نزدیک یکهفته هر یکے از ایشان عارفے کاملے شد و صاحب قدمی و دمی سری و سروری و صاحب بیانی و اشارتی گشت تا کسے مغرور نشود که از من بمن هم چیزے هست و ایں ابیات خویش داوند امنیت غزل

سرو را استاد بهتر چوں تو رفتارے کنی   طوطیاں را بخموشی چوں تو گفتارے کنی
هر چه بر ما میکنی میکن همه مطلوب ماست   لیک یارا می نشاید گر دگر یارے کنی
یار گر فرمود لطفے بوسه را گشتی مجاز   حفظ حرمت را تنک کازی و آزارے کنی
هر که در کوئے تو آید گاه و بیگه بے ادب   حق او انصاف فرمود است سنگسارے کنی
عقد ملحی بر سر و پس دعوی عشق ایاز   آه محمود ایں بلا از عشق بیزارے کنی
نی انکه غزان جواں مرد یست باجاه و جلال   سر نهد بر آستان تو و تو خوارے کنی
اے پسر لب را بپوشی و برقعه بر روئے بکش   چند مردم زهد را سرگشته میخوارے کنی
جعد را خوش بر سریں افگنده اے خوش نگار   چند کس را بپس روایں کار در کارے کنی
اے محمد عشق بازی را یکے رمزے کنی   ماه در خور بنگری پس عکس انوارے کنی
عشق آں صورت ندارد نقش آں مانی کند   عشق در هر صورتے با فیض اظهارے کنی

بعد نماز پیشین ذکرے در باب فضائل قاضی عین القضات رحمة الله علیه بود فرمودند چوں او را سوختند در خانه آمدند کاغذهائے او تفحص کردند که هر چه از جنس کلمات مخالف باشد دور کنیم در میانه شیشه کاغذے نبشته یافتند دراں ایں رباعی نبشته بود رباعی

بامرگ شهیدی ز خدا خواسته ایم   از دوست سه چیز کم بها خواسته ایم
گر دوست همان کند که ما خواسته ایم   ما آتش و نفت و بوریا خواسته ایم

و فرمودند که خدمت خواجه فرمودند من و قاضی عین القضاة شش ماه در یک مقام بودیم و ما درویشی دیگر این گوید که من با عین القضات یکروزے چیزے کم بودم بعد ازاں از مقام او کار بیشتر بردم والله اعلم

روز یکشنبه بست و یکم ماه صفر المظفر ۸۰۳ھ

روز یکشنبه بست و یکم ماه صفر المظفر ۸۰۳ھ وقت نماز خفتن ذکرے در باب ارباب ذوق سماع بود فرمودند والدی گفت صوفی بود از مریدان خواجه ما وقت خصوصیت گفت بهندوی او هنوز ماده یه کهن شر اما کر هوا ایں سخن او را ذوق داد در خانه آمده در حجره بست ایں سخن میگفت و میرقصید صندوقے درون حجره بود دنباله قفل او نو و تیز بود در پائے آں صوفی خزید از غایت ذوق التفاتے بداں نکرد همچناں میگشت تا آں صندوق هم که آں دنباله قفل از رگ و پے و استخواں گذشته آں مرد بیتاب شد افتاد جان بجان آفرین داد بعد زمانے خلق خانه اش تفحص کردند که دیر است در حجره نمی کشاید و سخنے نمیگوید و هیچ حرکتے احساس نمی شود در حجره کشادند درون رفتند دیدند مرد تمام شده افتاده است و دنباله قفل صندوق در میان پائے است و حجره تمام پر خون است و نیز در رساله قشیری می نویسد که بو الحسن نوری بسماع ایں بیت وقت غلبه کرد از خانه بیروں افتاد و از محلت ببازار شد از بازار ره بیاباں گرفت در نیستاں افتاد نی بریده بودند سیخها باقی بود دراں میان غلطیدن گرفت سیخهائے نے از یک پهلو می شد بر پهلوے دیگر در می آمد نقل شیخ همراں بود فرمودند ایں را موت بسماع نگویند بداں ماند یکے در راهے میگذشت دیوارے افتاد شهید شد رفتن در راه سبب موت نه شد همچنے در میان افتاد هلاک کرد چنانکه سیخ نے و سیخ قفل در میانه افتاد و هلاک کرد هم ازینجا سخن در غلبات عشق و فدا کردن عاشق جان عزیز خود را در راه معشوق افتاد فرمودند در موضع سیبره در زمین مالوه هفت برادر برهمن بوده اند یکے میان ایشان گنگا نام داشت عاشق فاحشه شد سلمی نام فاحشه را بعشق خاست میان ایں طائفه هر که ایں چنیں کند و غیر جنس را زن کند ازوے بیزار شوند و در مجلس خود نشستن ندهند بجه برهمناں او را از میان خویش بیروں کردند و او گرفتار او شده ازاں بازنمی تواند آمد بکلی از ایشان جدا شد هم

باوساخت ناگاہ دیہے بدیہے میرفت رہ قطع شد دراں میان گنگا گشتہ شد براداں را خبر شد
سلمی ازیں واقعہ خبرے ندارد برحسب معتاد سرمہ وشانہ میکند وآنانکہ گرداو ہستند میان خود سخنے
میگویند کہ ازیں حال آں عورت را خبرے نیست وہیچ پی نمی برد تا آنکہ برادر گنگا بر سلمی آمد واو را تعظیم
داشت وحیران ماند کہ برہمن در خانۂ فاحشہ چکند پرسید کہ چگونہ آمدہ اید باوجود چندیں استنکار واستکبار
کہ برادر را ازجہت من بیروں کردہ اید شما برمن کجا او گفت مادر بر تو امروز کارے افتادہ است او نعرہ
زد وخاست گفت مگر گنگا تلف شد گفت آرے پرسید چہ کار دارید گفت تو او را تنہا گذاری گفت آں عورت
فاحشہ شما برہمن بامن چونہ اجتماع شود گفت آرے ایں آتش است ہرکہ درو افتاد سوخت پاک شد
ہیچ گنہی باوے نماند گفت ایں قدر کنید کہ مرا زہر دہید وایشاں رسم دارند کہ عورتے کہ دل بسوختن نمی
تواند او را برگ بید ہند دوراں زہر یار میکنند تا اگر بہلاک نرسد وپشیمانی دروے خواہد آمد ازاں نگردد
ونتواند گشت تا عار بماداحق نشود گفت نیکو باشد ما ترا زہر ندہیم گفت برویدجاے کہ او کشتہ شدہ است
ببینید جامہ وپای زاری وسلاحی بیارید باو بسوزم تفحص کردند ہیچ نیافتند چند روز دریں تفحص گذشت
او طعام وآب گذاشتہ منتظر براے سوختن در راہ معشوق خود نشستہ است ہر چند کہ جستند البتہ ہیچ نیافتند
میان ایشاں شرط است چیزے ازاں شوہر باشد سلاحے جامہ لنگوٹہ نعلینے کہ آنرا در کنار گیرد میان آتش
افتد گفتند اکنوں چہ کنیم برہمناں گرد شدند گفتند اکنوں چیکہ می باید کرد گفت چیکہ چہ باشد گفتند کمین
ودہ سیر جو بیارند واو ماہریاں کنند آس کنند وپوتلہ بر صورت گنگا سازند واو را گنگا نام نہند در کنار گیرد
بسوزد ہچناں کردند دریں محل گریست کہ ایں ہم نشد با چیزے از آں او بسوزم در آں وقت چیکہ
بکنار سلمی فاحشہ دادند خواست تا در میان آتش افتد مردمانے کہ حاضر بودہ اندر وے سوے ایشاں
کرد گفت یک افسانۂ یاد دارید سلمی فاحشہ ازکردہ گنگا خود را سوختن خواست ازآں او چیزے نیافت
چیکہ ساخت در کنار گرفت در راہ گنگا خود را سوخت ایں سخن گفت درمیان آتش افتاد واللہ اعلم۔

روز سہ شنبہ بست وسوم ماہ صفر المظفر سنہ ۷۰۳ھ

روز سہ شنبہ بست وسوم ماہ صفر ذکر شجرہ مشائخ بود فرمودند از رسول صلعم با امیر المومنین علی رسید واز امیر المومنین
علی با امیر المومنین حسن وحسین وحسن بصری وکمیل زیاد رسید واز امیر المومنین حسین بزین العابدین رسید
واز زین العابدین بمحمد باقر رسید واز محمد باقر بجعفر صادق رسید واز وے بموسیٰ کاظم واز موسیٰ کاظم بعلی موسیٰ
رضا واز وے بمعروف کرخی رسید واز وے بسرے سقطی رسید واز وے بجنید رسید ایں شجرہ سہروردیاں است
واما از حسن بصری ایں شجرہ چشتیان است واز شجرہ کبرویاں بکمیل زیاد بسیار اسرار حقانی وسخنان

سر امیر المومنین علی با کمیل زیاد داشت کہ با کسے دیگر کم بود واو را با علی رضی اللہ عنہم طول صحبت وکثرت
معاشرت بود خیلے از اسرار فوائد از کمیل زیاد بمردماں رسیدہ است. آخری چہار شنبہ بست وچہارم
ماہ صفر وقت چاشت طعام ہر سہ بودیم مختلف جمع آمدہ بودند چوں بازگشتند خدمتگار خود را کہ کاتب جوامع الکلم
است فرمودند امروز تعویذ حرزی می نویسند نسخہ آں بیار بنویس کہ آں نیک مجرب است ودر دہلی نسخہ
بسیار بود ہمہ تلف شدہ در گلوے کودکے یافتہ شد اما بعضے حروف مشوش بود گردانیدہ شد ہر یک لفظ
را تصحیح کردند پس آں نوشتن فرمودند نسخہ آں این است **دعا** بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم انی اسئلک الامان والایمان یکفی بک عیشنا اللھم اعطنی صلاح الدنیا
والآخرۃ واقض دینی من خزائنک یا اجود الاجودین برحمتک یا ارحم
الراحمین احیا اشر اھیا اذوفی اصبیاوت یا محلی عطایہ الامور یا حی یا قیوم
یا حی حین لا حی یا شفیق یا رفیق انت ربی علی التحقیق خلصنی عن کل
مضیق حرمن ولا ا یا حی یا قیوم یا حکیم یا جلیل برحمتک یا ارحم الراحمین
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین ۵

الله ۱ الله الله ۲	الله ۲ الله الله ۲ الله	الله ۲ الله الله ۲	الله ۲ الله الله ۲ الله	الله ۲ الله الله الله	الله الله الله الله	الله الله الله الله	الله الله الله الله
الله الله	الله الله	الله الله الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله
الله الله الله	الله الله الله	الله الله الله	الله الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله
الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله الله الله	الله الله	الله الله	الله الله
الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله الله	الله الله الله	الله الله الله الله	
الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله	الله الله الله	الله الله	الله الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا حی یا قیوم یا حکیم یا جلیل برحمتک
یا ارحم الراحمین

لہ حرز یعنی منع دعا محافظ یعنی یہ ترکیب غسل حصن حصین کے ہے ۱۲

وقت نماز دیگر کاتب حروف چند نسخه این تعویذ و تعویذ سرخ باده که نسخه آں این است.
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ پیش
بردم فرمان شد در مصحف من بدار که در مصحف داشتن تعویذ اثرے عظیم دارد والبتہ تعویذ در مصحف
می باید داشت والبتہ عادت بندگی مخدوم ہمیں بود کہ تعویذ می نوشتند و در مصحف میداشتند برائے
حاجتمندے میکشیدند عطا میفرمودند و آنرا اثرے عظیم بودے روز جمعہ ۲۶ صفر ۸۰۳ھ بعد نماز جمعہ ذکر در بیان
این آیت لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ بود فرمودند در لطایف قشیری می نویسد کہ آنچہ خدا فرمودہ دراں رضائے
او بود دوستان او کردند جزائے آں ایں آمد کہ ہر چہ امروز ایشاں خواہند برائے ایشاں را باشد و مزید علیہ
را خود حدے و عدے نیست فرمودند چنانکہ خدمت شیخ الاسلام فریدالدین میگوید کہ چہل سال آنچہ
خدائے فرمود بندہ مسعود آنرا کرد امروز سالہاست آنچہ بندہ مسعود میگوید خدا ہماں میکند۔

روز دوشنبہ بست و نہم ماہ صفر المظفر سنہ ۸۰۳ھ

روز دوشنبہ بست نہم ماہ مذکور وقت نماز دیگر در باب طواف غیر کعبہ بود کمترین خدمت گاراں روایت
تجی لصحابہ خواند کہ عن علی رضی اللہ عنہ رأیت رسول اللہ صلعم والحلاق یحلقہ واصحابہ یطوفون بہ حولہ و
یقصدون ان لا یقع شعرۃ من شعراتہ علی الارض۔ علی می فرماید کہ رسول اللہ محلوق میشد در حجۃ الوداع
و یاران رسول اللہ گرد رسول اللہ میگشتند و اہتمام و قصد مینمودند تا موئے مبارک رسول اللہ بر زمین نیفتد۔

روز شنبہ یازدہم ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۳ھ

روز شنبہ یازدہم ماہ ربیع الاول سنہ ۸۰۳ھ در بیان ایں آیت ذٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ فرمودند ہر کہ
ہمت او از دائرہ لذت حسی دینی و یا دنیاوی تجاوز نکرد مبلغ او از علم ہماں باشد منتہائے کار او نبود
مگر ہوائے آخرت خواہد از برائے قلیہ و حلوا باشد و اگر دنیا خواہد آں بدو اولے تر است و این بیت را
انشا کردند۔

خم کردی پشت ایں مست عقلہ در رکوع ۔۔۔ گر نہ در جنت امید قلیہ و حلوا ستی

فرمودند زہے نا قصان عقل و دین کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ برائے بہشت گویند و مرد خدا صد ہزار بہشت
بدہد مقابلہ آں کہ یکبار کلمہ گوید پس آں نخستے سخن در اہل دنیا و حسن معاملت ایشاں بود فرمودند
دنیا بشابہ زہر است و پرسیدن درویشے فقیرے بشابہ پازہری باشد دنیا بدین است اگر بمصارف
صرف کنند چہ بکنت کسی کہ او را دنیا دست دہد و دراں میان کار آخرت کند ہم دنیا جمع شدہ باشد

۵ سے مراد حجۃ الوداع یعنی آخری حج ہے نیز حلق بمعنی پورے سر کے بال منڈانا مسنون و مشروع ہیں ۔۔

برائے او و ہم آخرت سعادت دارین برائے او مہیا گردد و ملایم این معنی حکایتے فرمودند کہ ابدالے
در شہرے می گشت در کوچہ کودکاں بازی میکردند یک کودکے بزرگے توانائی و قوی و دیگراں خرد و
ضعیف ایں ضعیفاں آں قوی را میزدند و بر و جور میکردند و او ہیچ جہتے مکافات ایں نمیکند ابدال با خود گفت
ایں کودک بزرگ و توانا و ایشاں ضعیف و ایں را کہ میزدند و او تحمل میکند از سر فہمی و معنی است و یا از
سر خست طبع و دنائۃ ہمت اوست پیشتر شد پرسید کہ ایشاں ترا میزدند و تو از ایشاں قوی تر و بزرگتر و
ایشاں را چرا مکافات نمی کنی گفت درویش چہ میگوئی ایشاں نیک میکنند و یا بد گفت بد اکنوں تو چہ
سیفرمائی من ہم بد کنم درویش دانست کہ سر فہم است کہ بازی می ماند ابدال با خود گفت کسی را کہ در کودکی
ایں قدر فہم باشد امید بسیار باشد اگر بزرگ شود تا چہ کند ساعتے در وے سیری کنم ببینم آخر کار ایں
کودک بکجا کشد زمانے آں ابدال دراں کودک سیر کرد بدیں گمان کسے کہ در کودکے ایں فہم کند تا آخر کار
بکجا کشد از آں عاقبت کار او معلوم کرد کہ وقتے ایں کودک دریں شہر بادشاہ شود گفت شما چہ کارہ اید
گفت ما پشم تابانیم با خود گفت من اینجا نشانے کنم بردم روزے آید کہ آں نشان یادگار باشد گفت
اگر پشم بدہم مرا تابانی بدہی گفت آرے بتابم بدہم یک نمدہ پشم داد گفت کے خواہی داد گفت فردا دوم
روز درویش آمد او تافتہ بدست آورد و داد درویش مزدوری آں داد و چند نخود ے از لنگوتہ خود کشید
آنہم داد گفت کہ ایں از آں من باشد تو نخودی او برادر و پدر رفت آں مزدوری براں ایشاں سپرد و چند گاں
دانہ نخود میان ایشاں تقسیم کرد ایشاں گفتند از کجا یافتی گفت درویشے کہ نمدہ دادہ بود ایں نخود از آن خویش
مرا داد گفتند از آں درویش نباید خورد چہ دانند مردم کہ آں درویش چہ کسی است گفت اکنوں ایں
برائے من است شما را دریں حظے نیست ہمہ استد خود خائید فرو برد بعد چند گاہے آں ابدال ہمراں
شہر شد اتفاقے گذر ہمدراں کوچہ شد آں کودک یاد آورد تفحص کنیم کہ حال او چہ شد ہنوز بادشاہ نشدہ
است یا شد گذشت چوں تفحص کرد دانست کہ بادشاہ بمونت گفت اکنوں با وے ملاقات کنم کہ او ہیچ ابداں
فہم است و یاد دنیا مفسد و مبطل او را از حالے بحالے دیگر برد تجسس کرد کہ او چوں سواری کند و بیشتر کدام
سوئے بروں آید خبر یافت رہ گرفت بجایگاہے بلندی ایستاد چوں فوج بادشاہ دراں محل رسید
او ایستاد اگر طرفے کنی ناگہاں ہمی ایستد بطبیعت آں سوئے نظر می افتد نظر بر وے افتاد با نگشت
اشارت کرد و بجنبانید چنانچہ کسے را از حال او نشانے دہند بادشاہ شناخت ایستادہ بر خود خواند نزدیک
طلبید در گوش او گفت داری پشمی کہ بتابم بدہم درویش گفت تو ہماں پشم تابی گفت آرے من
ہماں پشم تابم و پشم تاب بچہ ام بلکہ از آں بدتر و کمتر درویش گفت بحمد اللہ ہر روز ترا دریں ترقی و مزیدی

بنم من امشب بر تو خواهم آمد ترا خواهم دید گفت سوار شو برابر من بیا گفت چه حاجت باشد هر جا که تو
خواهی بود من هم آنجا آمد گفت مرا کجا یابی دور دون ترا که گذارد گفت ما آں طائفه ایم که مارا مانعی نباشد گفت
اختیار بدست تست بادشاه در خانه آمد نماز شام شد درویش همدراں محلے که بادشاه نشسته بود پیدا
شد سلامی کرد نشست ازیں واز آں حکایت کردند بادشاه گفت بروم طعامے بیارم بخوریم خود
برخاست درویش گفت برائے طعام خود چه میخیزی گفت مخصوص طعامیکه هست که هم من میخورم و
کسی نمیخورد آں بیارم درون حجره رفت حجره بسته بود آنرا کشاد زنده کهنه پوشید و چوبی گزی کوزی بر
دست کرد و بیروں آمد چند درے گشت پرکاله چندے یافت همبراں صفت پیدا شد لنکاں ولوکاں
آمد درویش پرسید که این چه حال است گفت طعام من اینست که هر شبے خرقه پوشم رہے کرده ام
دریچه درمیان دیوار با این گوشک است و بروں آیم چند درے بگردم قوت خود ازاں سازم گفت
لنکاں ولوکاں چرا گفت امشب بامن در گدائے سگ گزید از برکت قدم تو گفت انچه برکت قدم
من است گفت از خدائے چیزے من خواستم خدائے بامن گفت شبے که در گدائی پائی تو بگزد ایں
مراد بدامن تو دهم اکنوں امشب آں شب است که سگ پائی من در گدائی گزید آں پرکاله چینید که
آورده بود پیش درویش نهاد گفت بخور درویش گفت سالهاست که من طعام و آب نخورده ام
امّا ایں طعام بخورم قدرے نان شکست در دهن انداخت بعد ساعتے وداع کرد بادشاه التماس کرد
گفت مرا پندے بده گفت دانشمند و درویش را حرمت بداری و هر چه کسی بخواهد آں بدهی ایں سخن
قبول کرد روز دیگر بجهت امتحان او لباس گردانید متقلی فقیری بید ولتی با جامه قطره قطره و از
سکینی روزیه گرفته آمد عرضه داشتے در دیوان واو کیفیت بردند پیش طلبید تعظیم تمام داشت پرسید
گفت چه مطلوب داری گفت منم متقلے فقیرے و فقیر بچه و روز بد گرفته و با ایں هوس دارم که بادشاه شوم
داری سر آں که بادشاهے خویش بمن دہی گفت خدائے بر تو رحمت کند زود باش بیا بر تخت من
بنشیں و ایں لباس بپوش مرا ازیں بلاخلاص بده فی الحال آں درویش هم براں صورت شد
که معهود او بود و بداں بشناخت گفت من هماں درویش ام که بر تو آمده بودم باش بر تخت خود قائم و
ثابت که بساط معدلت بقدم مبارک تو رواجے و زینتے کامل دارد و دعائے و ثنائے گفت باز
گشت۔ و فرمودند که فقیرے را که حاجت دارد با فقیرے دیگر ملاقات شد حاجت خود را بر دے عرضه
کرد فقیر تهیدست چه وهد همیں حاجت پیش غنی بر داشت غنی آں حاجت او بکفایت رسانید
اکنوں چه میگوئی فضیلت از میان ایشاں که برد غنی و یا فقیر اما در یافت معارف و بذل آں برحل

و بازداشت از هوائے نفس و مکائد[1] شیطان نیک مشکل کاریست تا کدام سری و سروری باشد
که ازیں بلاخلاص یابد بره سلامت وامن همیں راه فقیر است۔ و فرمودند رسول الله صلعم فرموده است
صَاحِبُ الْقَمِيصَيْنِ لَا يَجِدُ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ صاحب دو پیراهن حلاوت ایمان نیابد ازیں شخص ایں
مراد است که یکے را پوشد و دیگرے را بدارد که چوں ایں پاره شود آنرا بپوشم پس در دل او اعتماد نیست
تا آں زماں خواهم زیست که ایں پیراهن پاره خواهم کرد و آں را نخواهم پوشید و مومن را از یک دم تا
دم دوم اعتمادے نمی شاید۔ و فرمودند درویشے بود در حرم کعبه چهار صد دینار بروے فتوح آمد همه در
راه خدا تعالے داد درین معنی وقت نماز دیگر بود چوں حالت افطار شد دیدند که در بادیه حرم مردے
از گیاہ بگیاہ تفحص کناں میگردد دیدند هماں درویش است پرسیدند درویش بر تو چندیں
مال آمد چیست برائے افطار خود یکدرم هم نداشتے و اگر میداشتے ایں قدر تعلق نمی شدی گفت چه کنم
اگر میدانستم که تا نماز شام خواهم زیست چیزے برائے افطار هم میداشتم۔ بعدہ ذکرے در استراق[2] سمع بود
فرمودند نشاید که اسرار بد زوے باستراق سمع بشنود که برخوردار نباشد و ملایم ایں معنی ایں حکایت
فرمودند که خواجه ابو عثمان مغربی پیر خواجه حسین منصور حلاج رساله در سر آدم و ابلیس نبشته بود در زیر مصلا
داشت بجهت وضو خاست خادم را گفت که هوشیار باش که پسر حلاج یعنی خواجه حسین ابن منصور متجسس
بود چوں شیخ در وضو رفت آمد از زیر مصلا برد چوں شیخ باز آمد دید که کاغذ نیست گفت مگر آں پسر
حلاج برد خادم گفت آرے همو آمده بود شیخ در غضب شد گفت زود باشد که پائے او ببرند و او پرکاله
پرکاله کنند و بر دار بزنند مدت مدید نگذشته بود که بر و گذشت آنچه گذشت۔ بعدہ سخن در منطق طیر بود
فرمودند در منزل ما شیخ دیہے است دراں بر قصبه اساول جانب نهرواله فرود آمده بودم مواشی
سبب بیگانے و بے علفے[3] بسیار مرده افتاده بودند من نیک متامل شدم که اینقدر مواشی مرده حال
ولایت چه باشد و ایں معنی در هر دیہے مشاهده می شد از حکایت ظاهر حال ایشاں ایں شنیدم
زاغانے که بر سر آں مردار می نشستند خدا را حمد میگویند و آں مردار را میخوردند و جمعے از زاغاں هجوم
کرده اند ایں سخن میگویند اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَسَّعَ عَلَیْنَا اَرْزَاقَنَا دانستم که خدا را بندگان اند و او را عالمهاست
و او را حکمتهاست در کار او فهم ما را در یافتے نیست والله اعلم۔

روز پنجشنبه شانزدهم ماه ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ

روز پنجشنبه شانزدهم ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ بعد نماز پیشیں جمع از صوفیاں بخدمت حاضر بودند سخن

۱؎ جمع مکمن کی ہے جس کے معنی پوشیدہ ہونے کی جگہ کے ہیں ۱۲ ۲؎ چوری سے کسی کی گفتگو سننا ۱۲ ۳؎ علف یعنی چارہ ۱۲

در فراغت وقت میرفت دریں باب خیلے مبالغه میفرمودند بدیں بحث میکردند صوفی گفت سفر حجاز
میخواهم فرمودند تشویشات حجاز معلوم کرده اید گفت آرے ولیکن اینهمه از جهت فراغ وقت می کنم
تا در بیت الله بروم چندروزے بفراغ بندگی خدا کنم فرمودند اگر تو قدر فراغ دانسته باشی و ترا
وقت بفراغ نقد بوده باشد هزار زیارت خانه کعبه ترک بدهی و یکزمانے بفراغ دل با خدائے خود
باشی که مشاهده حق بالاتر از مشاهده خانه کعبه است۔ **بیت**

بفراغ دل زمانے نظرے بماه روئے ... به ازانکه چتر شاهی همه عمر هائے هوئے

وملایم اینمعنی حکایت فرمودند که جنید رح در خانه کعبه میرفت درمیان بیابانے مقامے موحش و جنگلی
کش بود دراں میان جوانے نشسته بود نیک غمگین و حزین جنید از حال او استکشاف کرد که
دریں چنیں بیابان موحش اے جوان تو چه کنی گفت اے جنید حکیم که وقتے داشتم دریں مقام گم کرده
ام اکنوں بکدام قوت بخیزم پا از تو رفت و کمر از میان شکست چوں بخیزم و تو در خانه کعبه میروی اگر
وقت بر تو خوش شود نظرے در حال ما هم کنی شاید رفته ما باز آید جنید قبول کرد چوں در طواف کعبه
بود وقت جنید خوش شده بود ازاں جوان یادے برد نظرے در کار او کرد رفته او باز آمد گم شده او
بدو رسید چوں جنید بازگشت بر جائے خوشی همراں مقام دید گفت اے جوان اکنوں چه خوشی
گفت اے جنید از برکت خاطر تو گم شده من بمن رسید رفته من بمن پیوست مقامے را که وقت
گم کرده بودم نمی توانستم گذاشت مقامے که در وقت یافتم چوں توانم گذاشت۔

روز شنبه هیژدهم ماه ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ

روز شنبه هیژدهم ماه ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ هجری نبوی صلعم وقت چاشت در بیان ایں آیت
كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ فرمودند پادشاہے بود ازیں آیت وزیر را پرسید وزیر تاملے کرد و گفت مرا
مهلت باشد فردا بگویم در خانه رفت ازیں آیت هر کسی را استکشاف میکرد غلامے حبشی بود او گفت
که در خاطر من معنی می آید شاید که همان باشد گفت بگو گفت پیش تو نگویم اگر مرا پیش پادشاه بری بگویم
پیش پادشاه برد او معنی پرسید گفت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ اے يُعِزُّ ذَلِيْلًا وَيُذِلُّ عَزِيْزًا وَيُمْرِضُ صَحِيْحًا
وَيُصِحُّ سَقِيْمًا وَيُفْقِرُ غَنِيًّا وَيُغْنِيْ فَقِيْرًا پادشاه ایں معنی شنید یک موافق ملایم دید خوش شده وزیر را فرمود
خلعت و وزارت لایق ایں غلام است بکش در بر او کن خلعت و وزارت کشید و در بر غلام کرد آں
غلام گفت خواجه هٰذَا اَيْضًا مِنْ شُيُوْنِ اللّٰهِ فرمودند ایں حکایت از بندگی خواجه شنیدم آخر بعینه از کشاف
بروں آمد فرمودند اکثر حکایت که از بندگی خواجه شنیده ام همه در کتب معتبر مسطور است طرفه حکایات

صوفیان دیگر نیست که آنرا سندے در کتب اصول معتمد یافته نشود و ایں غزل خویش دادند **غزل**

تو از سر تا قدم حسنی و نازی ... فریفته گشت مارا عشقبازی
همه عالم اسیر جعد تو گشت ... ترا زیبد نگارا سر فرازی
سران سروران را بر درت سر ... ضرورت خاست از تو بے نیازی
ترا چوں تو نظیرے نیست دیگر ... سزد بر شکل خوب خود نیازی
نباشد زیر روے زیبا ترا اے یار ... برائے دلبرے از دل نوازی
محمد را نظر جز بر خدا نیست ... پندار عشقبازی او مجازی
محبت را مدان محمود غزنی ... تو خود را هم پنداری ایازی
محمد را محبت قصد و الحالست ... تو از سر تا قدم حسنی و نازی
رسد بر مه کسی کبر و کرشمه ... سزد بر سرو بستانی گرازی[1]
قمر بالا ست بالائی ندارد ... کجا هست آں سرودیں ترک تازی

غزل دوم

شبے با ماه روئے خوش غنودم ... همه شب در کنار و بوسه بودم
بے بالب بهم چسپیده مانده ... همه سینه بسینه باز سودم
چه لذت داشت آں دشنام او داد ... که گاه اعتناق[2] از وے شنودم
در افتادے میاں ما گذشت است ... مرا گفت آں بد و من می شنودم
دراں حالت محمد را به پرسند ... منم ترسا و یا مسلم جهودم
مَنِ اُو اُو منم و من در میانه ... بحکم الوقت در رقص و سرودم
ابو الفتح اگر از آں میخرامی ... شبے با ماه روئے خوش غنودم

روز جمعه بست و چهارم ماه ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ

روز جمعه بست و چهارم ماه ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ بعد نماز ذکرے در باب استقامت توبه بود فرمودند
صوفیان چنیں گویند که اگر کسی را بجرم احتلام افتد توبه او مستقیم نباشد تحقیق سخن در ضابطه صوفیان
در حالہ سماع بود فرمودند مردمان چنیں گویند که صوفیان را در سماع خبری نمی باشد ما صوفیان
را چنیں گویند که اگر دانه سرشف[3] بر دست صوفی پر شست باشد یکے ازاں دانه اگر بر زمین افتد و

[1] گرازیدن یعنی ناز سے چلنا ۱۲ [2] اعتناق یعنی بیاد کرنا ۱۲ [3] سرشف کو اردو میں سرسوں کہتے ہیں جس کا تیل بھی نکالا جاتا ہے ۱۲

نداند مرد صاحب وقت و مالک حال نباشد و خداوند ذوق نبود واللہ اعلم بالصواب

روز شنبہ بست و پنجم ماہ ربیع الاول ۸۰۳ھ

روز شنبہ بست و پنجم ماہ مذکور وقت چاشت ذکرے در باب تیقظ و تحفظ مرد دیندار بود فرمودند متع اللہ المسلمین بطول بقائہ ہر لحظہ و ہر زمانے مرد عاقل متدین را میباید کہ در خود فکرتے گمارد و اندیشہ مند باشد کہ سر چند روزے این تن چہ خواہد گشت بر کدام وصف باز خواہد آمد و ہر چہ حال سرانجام او خواہد شد آنرا کہ این قدر اندیشہ دامن گیر او شود البتہ از بسیاری ناشایستہا بدور باشد و از فعلے بفعلے و قولے بہ قولے و بودے بہ بودے تمیزے کند و تاملے نماید البتہ بداند کہ این ترکیب بافتراق باز آمدنی است و این اجزا بہ تجزیہ باز گشتنی است و این را کہ بناز و نعیم می پرورم عاقبت طعمہ گل و کرمان خواہد شد اکنون ہان و ہان یکے اندیشہ کن ازین زائل و فانی بدر آئی و گرد کارے بر آئی کہ با تو باقی باشد و دران وقت کہ اینہمہ زوالے و فنا پذیرد و ہیچ باز آید ترا صاحبت و مونس باشد و فرمودند این معنی ظاہر و کشادہ و بین و مکشوف است بر ہیچکسے پنہان نباشد کہ امور دینی عزیز و بہتر و بالاتر از امور دنیاوی است ولیکن یکے از اعجوبہ ہست کہ اگر یکے را دانگے و یا درمے و یا مضرتے دیگر از امور دنیاوی لاحق شود چندان بنالد و بزارد و بگرید و تحیر و تاسف نماید کہ آنرا حدے و اندازہ نیست و اما اگر نماز ہا قضا گردد و صد بار روزے غیبت و نمیمت[1] و افترا و سعایت[2] و سائر امور کہ منہیات شرع است در وجود می آید و علی التواتر و التوالی[3] زبان بر زبان میرسد اگر مرد دیندار و ہوشیار است غایت او ہر چہ می آید کہ ہی استغفر اللہ کار دیگر نہ کنم و باز ہمان ساعت ہمان فعل مراجعت می نماید و اگر نہ آن مرد ہوشیار است خود بے التفاتی میکند و ہر چہ خوش می آید میکند ہیچ بدان مبالاتے نمیکند ہر چہ خوش می آید نہ آنکہ این سخن از سر زبان است از صدق دل نیست زیرا چہ چون فعل با قول برابر نباشد دلیل بر صدق این قول نبود و فرمودند کہ خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ میانہ روز میان آفتاب در ہوائے تموز بدان حرارتے کہ آن سو گرمائی باشد بر زمین افتادہ و در نزع بود شخصے آمد خواجہ را درین حال دید دل او سوخت گفت اگر فرمان شیخ باشد در سایۂ دیوار ببرم بغلطانم گفت ہمین آرزو دارم گفت آنکہ بر گیرم گفت خود می توانم رفت گفت شیخ می گوئی آرزو دارم و میگوئی خود میتوانم رفت چرا نمی روی گفت شرم می آید کہ در آخر عمر چند گامے بہوائے نفس بزنم اگر چہ داؤد دین این بود کہ داؤد طائی داد اما اگر امروز آن دست ندہد اندک اندیشہ

[1] نمیمت چغل خوری ۱۲ [2] سعایت غمازی، بدگوئی ۱۲ [3] پے در پے مسلسل ۱۲

لابدی در کار باشد و قدرے بر آمد کردن و دستے بر جائے داشتن و پائے بہ اندیشہ سپردن ضرورت بود و این چند غزل باوقات مختلف گفتہ شدہ بود در کتاب آمد غزل این است

غزل

نمی دانم کہ آن بد خو بریں دل تا چہا بازد | سوارہ مست می آید سمند حسن می تازد
غبار از سینہ می خیزد و جان از درد می سوزد | مگر آن شہسوار من بمیدان گوئے می بازد
ہمہ عالم نظر دارد بجاہ و مال خود آخر | چہ عیب است گر جوان من بحسن خویش می نازد
تعالی اللہ نگارے ما چنان موزون و زیبائی | تواند جز خدائے من چنین نقش دگر سازد
لب لعل سیہ خالی حبش با روم یکجا شد | زہے مسکین دل بیدل دو لشکر یکطرف دارد
اجازت بوسہ گر یابد محمد عاشق بیدل | ہمین معذور میدارش ز مستی گر لبش گازد

غزل دوم

ترا از حال من آگہ نباشد | سبیل درد را ہم رہ نباشد
کسے را کو ہدایت عشق کرد است | ہمی گمراہ را بدراہ نہ باشد
بباید خود رود بے موجبے عشق | و لے در عاشقے یک رہ نباشد
جفائے یار بر چشم و سر ماست | ز جور یار نالہ رہ نباشد
برین شکل و روش سروے ندیدم | چنین حسن و نمک در مہ نباشد
بجان و دل اگر حکمے کند یار | حریف سوز غم را نہ نباشد
چہ کوہ دارد زنخدان تو یارا | بدان غورے بجا بل چہ نباشد
بعاشق ہر چہ از معشوق آید | بجز بخ بخ بجز خہ خہ نباشد
اگر طوفان آتش سر بر آرد | بتاب او تنے چون کہ نباشد
محمد نیستی مردان عشقش | دوائے درد تو جز وہ نباشد

غزل سوم

شاد باش اے عاشق دیدار یار | فارغ از نابود و بود روزگار
غرقہ در دریائے مستی و خوشی است | آنکہ او میگوں لبے دارد کنار
ہر کہ با خوبان نشستہ خاستہ است | از سر زہد و صلاح و رسم و عار
ہر چہ از یاران رسد خوشتر بود | گرچہ باشد محنت و درد و فگار
جرعۂ یابم اگر از جام عشق | جان و دین و دل کنم بر وے نثار

گر ترا با سرو بالائی فتد
پست گردد زیر پایش شد غبار

جدا او دیدم محمد بر ترین
وہم بر دم بر کسے بر رفته بار

غزل

ترا حق داد روئے پُر جمالے
مرا بخشید عشق پُر کمالے

ز حسن خویش اگر برخوری تو
که عشق من ز تو خواہد وصالے

بدیں حسن و نمک ناز و کرشمه
نمی بینم بتو دیگر مثالے

ترا ناز و کرشمه داد چنداں
که مارا برد از جالے بحالے

لبت باریک بس نازک تنگ تر
ندارد احتمال قیل و قالے

اگر کردی اشارت بوسه لعلش
یقین گشتے نماندے احتمالے

سوال بوسه از لعل لب شاه
محالے ہست بل فرض محالے

درخت سرو نخل و نیشکر ہم
نباشد ہمچو بالایش شالے

محمد در جبلت عشق بازم
نمی آید ز من دیگر خصالے

غزل چہارم

یک جرعه مے بجام ما کن
یک بار بے بکام ما کن

ساقی قدحے بدست ما ده
یک چشمک زن مدام ما کن

گر بر گذرے ببام آں شاه
اے باد یکے سلام ما کن

آہسته تری بگوشش برخواں
گستاخی کن ببام ما کن
نسخه بکن

اے شاہد غیب یک کرشمه
بس ہر دو جہاں بکام ما کن

دشنام وہی تو چاکراں را
مخصوص بدین بنام ما کن

غزل

امروز آں بلائے جہاں دگر نمود
عارض زده است وسمه و پرده ز رخ کشود
نسخه نگار

یک خنده ئی کشاد جہاں را حیات داد
یک چشمکے بر بست جہاں را نمک فزود

رخسار گلبن است لبش شکر لطیف
اے اہل دل بگوئے تو بر مصطفیٰ درود

سوز فراق شمع رخ جان و دل بسوخت
پروانه وش برآرد آتش ز سینه دود

ہر جا که ہست اہل دلے مبتلا اوست
ہر جا که خوب روئے او را کند سجود

خالے برخش که دید که از دین خود نه گشت
ترسا شود مسلماں مسلم شود جہود

یک بوسه که یافت ازاں لعل ہیچکال
مستاں بگشت ہر دم در رقص و در سرود

گر اہل ہند بینند ترک خطا ختن را
از دین بت پرستی توبه کنند ہنود

از قامتش چه پرسی سرو یست راست او
جعد و سرین چگویم مارے بکوه جود

یک چشمکے نہانی بوالفتح را بخش
پے کوری رقیب علی الرغم آں حسود

غزل

کف پایت ہلالے با جلالت
لب لعلت شراب بے ملالت

حکایت امرد شاب احسن الوجه
نباشد جز وجودت را مثالت

جہاں تا بود خوباں نیز بودند
نبودست ہیچ خوبے بر کمالت

نباشد سرو را ایں حسن و رفتار
نباشد قامتے بر اعتدالت

بسے حور و پری دیوانۂ تو
بسے انس و ملک ہم در خیالت

دمے بے تو جہانے حاش لله
زمانے بے تو بودن ده خجالت

مرا علمے که روئے یار نمود
مخواں علمے که ہست عین جہالت

شبے با ماه روئے خوش غنودم
محمد بوده در ذوق خیالت

روز چہار شنبه بست و نہم ماه ربیع الاول سنه ۸۰۳ھ

روز چہار شنبه بست و نہم ماه مذکور ذکرے در باب حسن معاشرت مشائخ با خلق با جتناب از مکروہات شرع بود فرمودند سلطان تغلق یک خوانچه طعام به آوند زر و نقره بندگی خواجه را فرستاده برابر شیخ الاسلام بود باعث فرستادن آں طعام جز ایذا نبود اگر با آرد وایں طعام نخورد ہمیں را بہانه سازم و بروز بد خویش برآیم و اگر بخورد بگویم نامشروع کردی ہم بہانه بدبختی من باشد خدمت شیخ ہیچ نگفت کند وری فراز کردند دست انداخت لختی از کاسه زریں که در آں ترشی بود کشید بر نان نہاد خوردن گرفت چوں شیخ الاسلام باز گشت پرسید گفت که صورت حال بر انجمله بود ماند گفت او سخت کیش است ہیچ ره بدبختی نیافت خائب و خاسر و مقہور ماند لختے سخن در قدر دنیا و آخرت و در نظر اولیائے خدا بود فرمودند که بندگی خواجه فرمودند که روزے سلطان الاولیاء ابراہیم ادہم بر بادیه قریب مکه میگذشت دید مردے پشتواره ہیزم در گوشه داشته نماز میگذارد سلطان بنور باطن شناخت که ایں مرد از اولیائے خداست بایستاد

وسلامے گفت واز وے پرسید کہ خواجہ اگر در دل یکے دنیا گذرد بروچہ واجب آید واگر آخرت
گذرد چہ واجب آید گفت اگر دنیا گذرد وضو واجب آید زیرا چہ او زائل وفانی ست پس
اندک گنہ باشد واگر بہشت در خاطر گذرد غسل واجب آید زیرا چہ او باقی ودایم است وبدل
ہمہ را دعوت کردند پس خطرات او عظیم ذنب باشد پس غسل واجب آید۔ لختی سخن در انواع
مراتب طالبان دنیا بود فرمودند طالبان دنیا بر انواع اند یکے راغب دنیا باشد واما بمصلحت
میان مردان مذمت ہم میکند او ہم یکے از طالبان وراغبان باشد۔ فرمودند در حقایق سلمیؒ می نویسد
کہ مردے پیش رابعہ بصریؒ مذمت دنیا بمبالغت میکرد گفت برو کہ تو طالب دنیا ہستی وراغب
دروی والا چندیں ذکر دنیا چیست ہر چیز را کہ اعتبار او از دل تو ساقط شد ہرگز نفس تو بمذمت
او مشغول نبود ہر چہ بمذمت او مشغول است ہنوز اعتبارے او از دل تو ساقط نہ شدہ است
پس معلوم شد تو طالبی وراغبی۔ لختے سخن در بذل وسخاوت بود فرمودند در لطائف قشیری می نویسد
اَلْبَخِیْلُ مَنْ یُّعْطِیْ عِنْدَ السُّؤَالِ بخیل اوست کہ در وقت سوال خواستن بدہد بے سوال وطلب نہ دہد
فرمودند عجب حکایتے کہ از مشایخ کہ در بذل وسخا منقول است شخصی بر ابو عبد الرحمن سلمی آمدہ
گفت حاجتے دارم شیخ فرمود مطہرہ[1] کہ در پیش من است بچند درم می ارزد اگر ترا بدہم خلق من
دنبال تو نگذارند ولیکن تو از پیش من بستاں بگریز ودریں رہ برو چوں بدور رفتہ باشی بگویم
شخصے از من بغصب برد ودریں رہ برد اشارت رہ دیگر کنم ایشاں دنبال بدوند تو بسوئے دیگر
بردہ باشی ہمچناں کرد اقارب را خبر شد نشان بسوئے دیگر داد رفتند ودویدند نرسیدند او خود بردہ
بود فرمودند کہ برابو علی دقاق شخصے آمد گفت دہ ہزار تنکہ داونی دارم شیخ فرمودند بر من چیزے
نیست ومال تو بسیار یک کارے بکن مرا در دیوان قضا برو دعوی دہ ہزار تنکہ بر من بکن
ومن اقرار خواہم کرد قاضی فرماید بدہ خواہم گفت ندارم حبس خواہند فرمود لابد اقارب من و
مریدان ومعتقدان روا ندارند کہ محبوس مانم بہر حیلہ کہ باشد مال تو بدہند مرا رہا کنانند ہمچناں
کرد مریدان واقارب شنیدند جمع شدند دہ ہزار تنکہ تا نماز دیگر بتمام ادا کردند وشیخ را رہا کنانیدند
رضی اللہ عنہم اجمعین مثل ومانند ایں حکایت معاملات ایشاں چنداں است کہ آنرا حدے
وپایانے نیست وحکایت چند ہم ازیں باب در رسالہ قشیری شیخ ابو القاسم در باب السخا
می نویسد لختے سخن در شفاعت اولیائے خدا بود برائے گناہگاراں را فرمودند ولی اگر خواہد

[1] مطہرہ۔ وضو کرنے کا لوٹا ۱۲

شفاعت گناہگارے بعد موت او کند اول در حال آں میت نظرے کند کہ او را چہ ہیئت است اگر
اندام بتمام سیاہ وچشم سبز وروسیہ وشکم آماسیدہ چنانکہ از آن جلندری باشد می بیند خود بداند
کہ ایں مرد از جہاں بے ایمان رفتہ است شفاعت ہیچ شافعے در باب او کار نیاید قبول نیست
لاقابل کار[1] نیست دنبال آں مشقتے زیادتی نہ بیند واگر مقدار کنجدے در پیشانی او سپیدی باشد
یا جائے در اندام تحقیق داند کہ ایمان او باقی است وقابل آن است کہ شفیعے شفاعت کند تحصیل
خلاص از آتش دوزخ یابد۔ بعد نماز پیشین ذکرے در باب غیرت مشایخ بود فرمودند خدائے
نگاہ دارد از مرشدے کہ غیور باشد دریں جائے تلف مریدان قابل وطالبان صادق است
شیخ بہاؤ الدین ہیچ یکے را نپرورد وآنرا کہ پرورد بر نیاورد ونگذاشت کہ برخورد چنیں گویند کہ
ہفصد وچند گوشہ نشیں بودند در خانقاہ شیخ بہاؤ الدین اما کسی را بجائے رسانید تا آنکہ روزے
شیخ جلال الدین تبریزی گفت کہ مولانا بہاؤ الدین ایں چہ میکنی گفت شما نمی دانید ایشاں را ہمچنیں
نیکو است وپسر شیخ بہاؤ الدین شیخ صدر الدین در صحبت شیخ جلال الدین پروردہ شد تربیت
از و یافت درویش ہمو شد بعد نقل شیخ بہاؤ الدین نہ من زر از میراث او آمدہ بود خارج اجناس
واشیاء دیگر مجموع اشیاء را باایں زر وآنچہ در خانہ ملک داشت در یک روز بداد یک لتہ
در تہ بست گوشہ گرفت بتجرد مشغول شد وفقیرے بودے فاقہ بر فاقہ کشیدے ہیچ بر سیرت پدر
خویش نبود وفرمودند کہ شیخ رکن الدین پسر شیخ صدر الدین بود شیخ صدر الدین دوازدہ سالہ
گذاشتہ مردہ بود واقارب ومریدان ومعتقدان اتفاق کردند کہ بجائے پدر ہمیں باشد از آنجہ روزے
شیخ صدر الدین نشستہ بود ودستار در پیش بود آمد دستار شیخ نہادہ بود برگرفت بر سر
نہاد ہر کس از نزدیکاں خواستند کہ از سرش بستانند شیخ فرمودند بگذارید باستحقاق بستہ
است ہمداں سخن خلافت بعد شیخ ہم میسر آمد واو دوازدہ سالہ بود۔ فرمودند مولانا برہان الدین
غریب را مریدے بود فرید نام نسخہ مولانا با او بود وہمو را ترتیب کردہ بود روزے پیش مولانا گفت کہ
امشب برائے من خوانچہ طعام از غیب آمدہ است مولانا ایں سخن شنیدند گفت ایں سخن جائے
غیرت درویشان است آں بیچارہ جز یکماہی دیگر نزیست وفرمودند بندگی خواجہ ہر کہ واقعہ
واشارتے از غیب بخلافتے وولایتے وشیوخیتے گذرانیدے ویا بنوع مائی احسانے کردے کہ
مرید بدیں کار لحظہ دارد وبکلی ناخوش گشتی وگفتی کہ ایں بلا بر سر تو از کجا افتاد وایں روز ترا از کجا پیش
آمد واو را از جملہ نعمتہا محروم کردی واز ہمہ قابلیتہا بیروں داشتی ومن پیش خواجہ مدت عمر ہیچ واقعہ

[1] ناقابل کار نیست یعنی بیکار اور نکما ہے ۱۲

نگذرانیدم جز آنکه نسبت به شیخ داشت که خواجه چنین داد و خواجه چنین گفت و چنین بخشید و خواجه
را چنین دیدم و آنچه از مواهب الٰهی که دراں ذکر خواجه نبودے پیش او نمی گفتم خوف آنکه ندانم
در دلش چه آید جز یک بارے که من کودک بوده ام و اول مشغولی مرا خواجه فرموده بود و بست و
یکم ماه رمضان بود هم درون خانه مشغول بودم مادرم از کرده من نشسته ماند چوں خواب برو
غلبه کرد گفت اے محمد تو کودکی ازیں جهاں چه چشیدی و ازیں دنیا چه برخوردی طعام تو سیر
نخوردی و آب سیر نیاشامیدی دریں ایام کودکی بدیں مجاهده خود را می سوزی دل من از
کردهٔ تو سوخته برائے خدا برامنت من بشنو برخیز بغلط و آں زمان غلطیدن بر من بلائی است
که آں بلا را نهایتے نیست سخن مادر رد نکردم رضا نگاه داشتم برخاستم غلطیدم هرچه یافتم همه دراں
شب یافتم تا امروز همیلرزم ایں زمان که پیش شما نشسته ام همه بر حاصل آں شب ام بامداداں
پیش خواجه رفتم کودک بودم ندانستم جمله مواهب آں شب گذرانیدم خواجه فرمود الحمد لله
رب العالمین و هر دو دست مبارک بر رو فرود آورد و ندا ما کارے پرخطر بود لیکن بر کودکی من
بخشید و عنایتے دگرے که در باب من داشت ازاں نه گذشت و دستار عین طریقه شیخ
درحیات شیخ بستن میدانستم هرگز نه بستم چه دانم تا خاطر او چه آید و هیچ کتابے و رساله و تصنیفے
درحیات او نکردم خوف آنکه شاید به و رسد تا در دلش چه آید چوں بعد نقل شیخ زبان بیان کشادم
و قلم تصنیف رواں کردم و دستار بر هیئت شیخ بستم نشست و خاست هم ازاں شیخ پیش
آوردم و مولانا علاء الدین یار من گفت ترا ایں چیزها بعد شیخ کشاد گفتم از صدقهٔ او هم در حیوٰة او
داشتم اما حرمت او نگاه میداشتم و مراعات جانب او میکردم و ایں جمله را پنهاں میداشتم و خود را دریں
معرض نمی آوردم خوف آنکه تا در خاطر او چه آید. فرمودند که سید نصیر الدین خلیفه مولانا برهان الدین
غریب سماع می شنید و بحضور شیخ می جهید و می رقصید شیخ استاده بگوشهٔ چشم جانب او میدید و لیکن
بنظرے تیزی من هماں ساعت با خود گفتم که ایں نظر شیخ نیکو نیست چوں شیخ در خانه آمد فرمودند
ایں سید نصیر الدین نیکو رقاصے است پای او را نیکو یاری سید هند بعد از چند روزے پایهائے
سید نصیر الدین را دردے و نشترے پیش آمد هم دراں مرض برحمت حق پیوست باز در سماعے
نه رقصید و در مجلسے حاضر نه شد و بدو پایه الستاد هم دریں مرض بعیادتے او رفتم بسیار عجز و
الحاح میکرد که پیش خواجه بگوئید که شما برحمت و یه روز مرا طعام از پیش خویش فرستاده
بودند من آں را خوردم و مرا بسیار تخفیف شد و نفع کرد و هضم شد هم چنیں وقت و قتی کرم کنید

و ما در ولایت شما آمده ایم در پناه شما افتاده ایم پیش خواجه عرضه داشت کردم خواجه فرمود موت
و حیات در دست خداست ایں کس را بایں کارهائے کارے نیست با خود گفتم که سید را کار
تمام شد قابل حیات نماند شاید در هفته بعد ازیں سخن سید جهاں را خالی کرد و هم چنیں عثمان سیاح
مرید شیخ رکن الدین بود او نیز پیش خواجه روزے در مجلسے سماعے گرمی و تیزی لا التفات کرد و
می شنید و شیخ به تکیه چوب ایستاده تیز بر طرف اوی دید و باز او در مجلسے حاضر نشد و سماع نشنید والله اعلم بالصواب

روز پنجشنبه غرهٔ ربیع الآخر سنه ۸۰۳ھ

روز پنجشنبه غرهٔ ربیع الآخر در بیان ایں حدیث که اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ الْقَمِیْصُ فرمودند
از آنچه ستر جمیع اندام همه یکبار میشود در فرجه و ردای بدیں سرعت اشتمال نیست هم ازیں جا ادب
ایں ست که بعد از غسل اول پیراهن پوشند بعده جامه و یگر ازار و بعده جامه دیگر زیرا چه پیراهن
ستر تمام اندام یکبار میشود لختے ذکرے در باب جهل علماء با احوال و مواجید صوفیاں بود فرمودند بندگی
خواجه روزے در خانقاه بریں بیت ذوقے بکمال گرفتند. بیت

جفا بر عاشقاں گفتی نخواهم کرد هم کردی — قلم بر بیدلاں گفتی نخواهم راند هم راندی

مولانا مغیث شاعری رساله پرداخت و ذکر ایں مجلس تمام دراں رساله کرد و بدیں معنی که ایں بیت
هیچ بحقیقت نمی تواں برد اگر جور و جفا نسبت بخدا کنند کفر لازم آید و مثل و مانند ایں چند کلمه فشار
جمع کرد مولانا معین الدین عمرانی برد او ایستد بر گرفت پیش شیخ فرستاد شیخ وید مولانا مغیث
را طلبید و ایں رساله بر دست او داد و دستار و دراع پوشانید باز گردانید و هیچ نه گفت مولانا
مغیث الدین نمیدانند که ایں چه مرحمت است که در باب او می شود روزے دیگر سماعے بود بندگی
خواجه بریں دو بیت میرقصید و اضطراب میکرد. بیت

ما طبل منا به دوش چه بے باک زدیم — عالی علمش بر سر افلاک زدیم
از بهر یکے مُغ بچهٔ میخواره — صد باره کلاه توبه بر خاک زدیم

بعد اضطرار بسیار شیخ بالائے بام رفت نشست و فرمودند مغیث را طلبید مولانا مغیث زود شد
رفت و دراں حالت پیش ایستاد بدو گفت هاں مولانا بنویس که اینجا چه عمل بود ایں سخن گفت و
مولانا را باز گردانید. بعد نماز دیگر سخن در ظهور غائبی بود فرمودند هر کسے که غائبی از عالم غیب شاهد
گردد و میان ایشاں مجاورت و محاکاتی باشد بر تحمل وقتے مردم دیگر هم به بینند و کلام او بشنوند اگر چه
آں مرد اهل و لائق آں نباشد خدمت برادرم سید السادات سید یوسف اطال الله عمره عرضه داشت

۱؎ اهم گفتگو ۱۲

کہ کنیزکی بندگی مخدوم اُمیدواری حکایت میکرد کہ بجہت وضو کنانیدن در مقام مخدوم افتادہ بودم ناگاہ دیدم مردے پیرے خود محاورہ دستار بستہ پیدا شد بر مخدوم سلام کرد و حضرت مخدوم جواب او فرمودند و مرا ہیبت او زد اینچنیں کہ کلی از دست رفتہ ام و ساعتے مکالمت شد من آں فہم نکردم و باز آں مرد غائب شد و کمترین خدمتگاران عرضہ میدارد کہ اگر ازیں جنس حکایات بندگی مخدوم در قلم آرم مجلدے دیگر تالیف می باید کرد و تحمل مستغرق آں شود یا نہ شود۔ و بعمرش[1] چنیں دانم کہ نشود۔ و فرمودند دیدم سگے بر مقدار خرے از بالائے بام من فرود می آید و ورا ہرچند کہ ہیبت می زنم و منع میکنم ہیچ نمی ایستد تا آنکہ در صحن خانہ من ایستاد و ہمچناں غائب شد گفتند کہ آہ بلا در شہر نازل شد کہ مدفعے آنرا نباشد و ملجائے از آں نبود پس آں بتصریح گفتم کہ دریں شہر چنیں و چنیں بلاہا بزاید بریں حد کہ زمین فرود بالا شود و کم خانہ بود کہ در حادثہ متحمل زمین آں خانہ نکافتند و آں خانہ را خراب و پرکالہ پرکالہ ساختند اگرچہ سنت من ایں نیست کہ آنچہ بینم بر خلق نگویم اما ازیں واقعہ بیانگ بلند بر خاص و عام و وضیع و شریف خبر کردم و ہمہ را گفتم بدیں اُمید کہ تحمل کسے گفت من بشنود ازیں بلا بگریزد و در شہرے و ولایتے دیگر برود۔

روز شنبہ سوم ماہ ربیع الآخر ۸۰۳ھ

روز شنبہ سوم ماہ ربیع الآخر وقت نماز پیشیں برادرم سید یوسف اطال اللہ عمرہٗ واقعہ گذرانید کہ من و برادر من یعنی کاتب جوامع الکلم اکتابۃ الشستہ شراب میخوریم و در اثنائے آں شخصے کتابے بر دست من داد و من ہمدریں بیدار شدم تعبیراں فرمان شد اشارت بریں است کہ باوجود نقدے کہ باشماست متعلق بہ علم ہم باشید ازیں بکلی خالی نمانید۔ و علایم آیمعنی فرمودند کہ روزے واقعہ بحضرت خواجہ گذرانیدم کہ پیش استادے سبق میخواندم پیش او نشستہ ام سبق میخوانم و دراں کتاب لغت است چنانکہ ہدایہ لغت و در اثناء آں دیدم ہمہ سبق اللہ اللہ نبشتہ اند لفظے دیگر نیست بندگی خواجہ فرمودند مانی گفتیم کہ از تعلیم فارغ شو بعدہٗ از آں ہمہ اللہ اللہ شوی و فرمودند بندگی خواجہ میفرمودند کہ خواجہ سیف الدین باخرزی ہر شبے دو جز تصنیف کردی بعد ازاں خفتے شبے تصنیف کردہ جز در سراں نہادہ خواب کردہ بود خاست چہ بیند ہرچہ نبشتہ بود ہمہ محو شدہ اللہ اللہ بتمام بروئے صفحہ کاغذ بر آمدہ است با خود گفت اشارت بچہ شود کہ اکنوں بگذر ازیں تصنیف و ازیں گفت و شنود توبہ کن وقت ایں آمد کہ ہم بخدا مشغول باشی و تمام خود را بعد بدیں تصانیف بگذاشت بحق مستغرق ماند۔ لختے ذکرے در باب حق بندگی خدا بود فرمودند آنکہ

[1] میری جان کی قسم ہے ۱۲

از ترس دوزخ و از حرص بہشت پرستند او خدا را نہ پرستید او دوزخ و بہشت را پرستید و آنکہ او را بغرضے دیگر پرستید او غرض خود را پرستید او خدائے را نہ پرستید مردے از سر یکے دستار بُرد و آں مرد دُنبال او دوید دُنبال آں مرد نہ دوید دنبال دستار خود دوید عاشق دنبال معشوق نہ دود و دنبال دل خود میدود کہ معشوق دلش را بردہ است و اما آنکہ خدائے را پرستید کہ بانّہٗ[2] اِلٰہُہٗ وَ ہُوَ عَبْدُہٗ خدا را پرستد و ہیچ مطلوبے و مقصودے در میانہ نداشت جز آنکہ من بندہ ام بندہ را جز بندگی کارے نیست او خودند کار رست و او را با خودند کارے خود کار است اگر رحمت کند ہم میشاید و اگر براند ہم میشاید۔ رسول اللہ صلعم از صہیب رضی ہمیں خبر میدہد کہ نِعْمَ الْعَبْدُ صُہَیْبٌ لَوْ لَمْ یَخَفِ اللّٰہَ لَمْ یَعْصِہٖ و بمعنی آں است اسراں لم یخف اللّٰہ لم یعصہ بحکم انّہ اِلٰہُہٗ وَ ہُوَ عَبْدُہٗ اگر او را خوف دوزخ نبودے ہم عصیان نکردے بدیں کہ او خدائے من است و من بندہ اویم۔ و فرمودند رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا روزے یک دست آب بگرفت و یک دستے آتش کرد در بعض غلبات وقت خود بر دل آمد ہر کسے پرسیدند کہ ایں چہ حالت است گفت کہ میخواہم کہ بدیں آتش ہشت بہشت خدا را بسوزم و بدیں آب ہفت درکہ دوزخ را بکشم تا ہیچ بندہ خدائے را بحرص بہشت و ترس دوزخ نہ پرستند ہمہ خدائے را بخدائے پرستند۔

روز شنبہ ہفدہم ماہ ربیع الثانی ۸۰۳ھ

روز شنبہ ہفدہم ماہ مذکور وقت نماز خفتن ذکرے در باب رعایت ادب بحضرت مشایخ بود فرمودند صحبت رعایت ادب بحضرت صوفیاں در حیز مقال نیست و نگاہداشت جزئیات آں در طوق وسع انسان نبود چارہ بہتر از دور بودن از ایشاں و محترز بودن از صحبت ایشاں دیگر نیست و خود اگر کرم ایشاں نبودے ہیچ یکے رہ بہ سلامت نبردے اما ایشاں متصف بصفات خداوند تعالیٰ اند و گفتہ است کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ[3] و ہم در بعض محال[4] اعمال قہر ہم میکند چنیں گویند کہ در حضرت شیخ الاسلام قطب الدین شخصے دستار چہ زیر گردن کردہ وجد یک بستہ آمد شیخ جانب او دید فرمود چیست سر از تن جدا کردہ پیش درویشاں می آئی بسیار وقت نگذشتہ بود کہ بادشاہ او را گردن زد روزے پیش خواجہ مولانا محمود معلم مسجد روات عرض یک

[1] عقب ۱۲ [2] یہ خیال کرکے کہ بیشک خدا اس کا معبود ہے اور وہ خدا کا بندہ ہے ۱۲ [3] میری رحمت غضب پر سبقت رکھتی ہے ۱۲ [4] یعنی وہ بعض مواقع پر صفت قہر کا مظہر بھی ہوتے ہیں ۱۲

آستین لباجه ناپوشیده رفت خواجه فرمود مولانا این چه وضع است که پیش ما می آئی از
هیبت این سخن مولانا محمود بکلی از دست شد که جز از آستین رفته دست در آستین میخواهد
بکند و جائے دیگر میرود خواجه ابراهیم خادم خواجهٔ ما بود گفت خواجه مولانا وضو کرده بود لباجه
می پوشید من طلب خواجه رسانیدم در آں هیبت رواں آمد جز از آستین ندارد و از غایت
خوف خدمت شیخ عذر او قبول کرد از سر آں گذشت و فرمودند برو آستین بپوش همچناں باز
گشت و همان معذورت بود. لختے سخن درین بود و روا باشد که صوفی را اطلاع وجود شے بنشئے
مخصوص دهند که تا مباشر آں شود مقصود با مضا پیوندد و لابدی باشد که مباشر آں اسباب کند
و ملایم این معنی فرمودند حبیبے بحضرت شیخ الاسلام فریدالدین آمد که خواجه مقطع ده ماه نهب کرد و زن
من در بند افتاد و من مبتلائے اویم طاقت صبر از و ندارم چاره کار من بکنید خواجه فرمود بنشین برون
آمد نشست بعد ساعتے برائے او طعام فرستاد و گفت خواجه طعام بے او خوش نمی آید خواجه
فرمود بخور گفت من بشنو بخور نماز پیشین شد باز بناله پیش آمد خواجه فرمود نشسته باش اندیشه
مکن همدرین میان نویسنده از دهلی بنده کرده بر مقطع سبب تهمتے می برند آں نویسنده بحضرت
خواجه آمد تعلق پیش گذرانید التماس خلاصے و مرحمتے کرد خواجه فرمود اگر تو رفتنان رها شوی و
بر تو مقطع مرحمت کند رفتنان برائے تو سراپچه دهد و پچوبے دهد و یک کنیزک دهد و شغل تو بر تو
مقرر دارد آں کنیزک مرا بدهی گفت بدهم بدل و جان قبول کرده خواجه آں حبیب را طلبید
فرمود این را بدهی آں حبیب گفت من کنیزک آں مرد چه خواهم کرد من زن خود را می طلبم
خواجه گفت قصه بگذار از انچه میگویم بکن حبیب برابر آں نویسنده رواں شد چنانکه اشارت
خواجه بود همچناں رفتنان مرحمت فراواں کرد و او را از بند رها کرد و یک سراپچه و یک چوبے
بخشید و یک کنیزک داد بمجرد آنکه در وثاق او آمد این حبیب از دور دید نعره زد و برخاست
و جانب او دوید که این همان زن من است بحکم فرمان خواجه آں نویسنده آں کنیزک را
تسلیم او کرد و او زن خود را در خانهٔ خود برد الغرض بندگی خواجه را اطلاعے شد که بدین سبب
مخصوص زن آں حبیب برو برسد لابدی بود که خواجه مباشر آں سبب شد سپس آں حکم با مضا
پیوست. بعد نماز پیشین ذکرے در باب فضیلت خلوت و عزلت از مردماں بود فرمودند
ذوقے که خداوند تعالےٰ در خلوت نهاده است و تنهائی و خرابه بودن و صحرا ماندن و جنگل گشتن
بخشیده است در هیچ چیزے نباشد و آں بلا و اندوه و پریشانی وقت که در معاشرت

با مردم مزاحمت وقت صوفی است در تحریر نه گنجد و در تقریر در نیاید جز از یں و جز طائفه
صوفیه و اهل خلوت دیگرے را نباشد فرمودند مولانا وحید نام درویشے بود نزدیک خطیره
آدانسیه که در جهان پناه بود بالائے پل حوض قتلغخاں در ایام علائی قتلغخاں خطاب او انسیه
بود خانه مولانا وحید بود و دراں ایام آنجا شهرے نبود و در خانه پاره خانه کرده بود و چهپرے داشت
و یک کنیزک زال لکهمان نام و دو جهاں دو یار داشت یکے بقال دوم خیاط او خلیفه خدمت شیخ
فریدالدین بود بعضے گویند خلیفه شیخ صدرالدین بود و بعضے گویند خلیفه شیخ سلیمان بود اما بحقیقت
این است که او خلیفه شیخ فریدالدین بود خدمت خواجه نظام الدین چوں بزیارت شیخ الاسلام
قطب الدین می آمدند تنها بدیدن مولانا وحید نیز می آمدے و بدیں معاملت نیک خوش
شدے و اگر خواستے سماع بشنود کنیزکے بود او را گفتے چند سیر کهچری بپز و روغن بیار که امروز
ما می خواهیم سماع بشنویم و خود رفتے در خانهٔ آں دو یار ایشان را طلب کردے و رفتے مطربان را
آوردے و خود سماع شنیدے و در خانه محکم کردے و ببستے بعد سماع ناگاه کسی آمدے گفتے
خوند شیخ من این مطرباں را چیزے بدهم فرمودے بده و چه خواهی داد اگر گفتے پنجتنکه ناخوش
شدے و بد گفتے و اگر گفتے ده تنکه خوش شدے و آں کهچری کشیدے خود با آں دو یار خوردے
و بمطرباں دادے سماع مجموع همیں بود روزے خدمت شیخ الاسلام نظام الدین بدیدن
او آمدند و او در خانه نبود کنیزک گفت پیران در فلاں باغ رفته است خواجه دراں باغ رفت و او
با آں دو یار و مطرباں را برابر کرده و بجهت سماع بیروں از خلق رفته ناگاه خواجه را دید سماع
شکست و گفت مولانا نظام الدین ترا که گوید که تو درین وقت مزاحمت دهی این زمان این ملوک
و خاناں و شاهزادگاں میشنوند که تو اینجا آمده می آیند بر من مراد در بار طلب میکنند ذوق ما را خراب
میکردے خواجه فرمود عرضه داشتے دارم گفت بگو گفت در اینچنین وقت بار دیگر بیایم بدین سخن
خوش شد سماع باز طلبید شنیدن گرفت و فرمودند که در قصه خسرو خاں فتوحات که برائے خواجه
فرستاد کم از ده هزار برائے کمترین غلام نبود و برائے خواجه یک لک بود و برائے او بر دست
صوفیخاں برادرے از آں خسرو خاں بود و یک لک فرستاد مجرد آنکه خواجه دید آغاز کرد که خواجه
من این مال بحکم مرا یک جیتل کافی ست هر الحاح که او کرد هرگز قبول نکرد و بعد زاری گفت
حله برائے ما سماع بیارید فلاں روز صوفیخاں آمد بر خسرو خاں گفت خسرو خاں نیک خوش
شد چند روز طعامها هر جنس ساخته کردند چوں آں روز آمد سراچها و سایه باں و مظلمه[1] شتران بار

[1] مظلمه یعنی سایبان ۱۲

پیدا شدند چوں نزدیک خانۂ او رسیدند ہجوم خلق و آواز مردمان بگوش افتاد پرسید
کہ اے کنیزک ایں شور چیست گفت شما کہ امروز سماع طلبیدہ بودید آں سماع آوردہ اند صوفیان
آمدہ پیش در ایستادہ مولانا وحید در غضب شد عصا ایستدہ دوید گفت ایں چنیں و چناں ایں
شور و غوغا بر در من چہ آوردہ صوفیان دستار چہ بر روئے داشتہ بہائے ہائے بگریست
وی گریخت و او دشنام میداد عقب شدہ میدوید برائے زدن را ہم ازینجا فرمودند سبحان اللہ
آں ہم درویش باشد کہ در بند ایں باشد کہ مردم بر من بیایند و ہجوم بسیار شود درویشاں
برائے دفع ہجوم جہد بسیار کردہ اند تا کسے گرد ایشاں نگردد اما سبحان اللہ امروز آں طائفہ ہم
نماندہ است کہ سیرت ایں قوم بدانند کہ چہ بود علی الخصوص کہ براں بروند امروز ایں مناقشہ ماندہ
است کہ فلاں ملک امروز در خانۂ او چرا رفت بر من چرا نیامد و بروفتوح بسیار برد و بر من آں
مقدار نیاورد اکنوں با ایں طائفہ مردم چہ گوید و فرمودند کہ والدۂ من گفتے کہ امروز شیخے در جہاں
اللہ اعلم تا کجا باشد ایں شیخے نباشد مقام بہ آرامی بنشینی تا کسے چیزے بیارد و خود بخورند و بخورانند
مرا گفتے پدر تو گفتے کہ صوفیان پیشیں میرفتند در دوکان بھنگ فروش جائی بخورند تا خلق
بدانند کہ ایشاں بھنگ میخورند در وقت ایشاں کسے مزاحم نشود بفراغ خاطر با خدائے خود مشغول
باشند بعدہ دہ و ہفت و ہشت روز نیم سیر طعام در شکم ایشاں نہ رفتے و فرمودند خواجہ حمدون قصار
کہ سر ملامتیان است بہ عیاری گذشت از و پرسید ما الفتوۃ جوانمردی چیست عیار گفت
کہ از آن تو گویم یا از آں خود گفت از آں من ہم و از آں خود ہم گفت جوانمردی من این است
کہ ایں کار کہ من دارم از آں باز آیم کار تو کنم و جوانمردی تو این ست کہ ایں کارے کہ تو میکنی در
جامۂ من درآئی و بکلی ایں سخن در دل خواجہ حمدون قصار اثر کرد جامۂ عیاری در بر کرد و رہ ملامت
گزید۔ ہم اینجا ذکرے در باب حرمان خلق از اطلاع اسرار باری و مشاہدہ جمال و جلال او بود فرمودند
سبحان اللہ کدام دولت ممکن مر ایشاں را و بکدام غفلت و حرمان گرفتار کرد ہیچ وقتے خطرۂ آں
شوئی کردد، ہمتی دراں جانب نمی جنبد آمدنی ضائع و رفتنی ضائع و فرمودند با جماع اہل اسلام
و اتفاق کتب سماوی ایں معنی محقق و متیقن است کہ افضل و بالاتر از مقام محبت مقام نیست،
و اگرنہ خطاب افضل الانبیاء بداں نکردی نہ بہ محبت مقام محب و محبوب دوئی صوری قہری است
و میان ایشاں یگانگی و اتحاد اصلی و حقیقی است نہ اینچنیں کہ مقام محبت منحصر ہم بر رسول اللہ آمد
بدولت اتباع او و از طفیل لطف و کرم او قطرۂ بکام دیگراں چکانیدند آں قطرہ چونہ شد کہ دریا یا

مقابل آں قطرہ نباشد ہر کہ طالب آں باشد خود را در پلہ مرشدے محبوبے و محبے عاشقی و
معشوقی بر بندد و آنچہ او فرماید ہماں کند و از اختیار خود بکلی منسلخ شود توجہے کہ او فرماید مستقیم
دارد و معاملے کہ او گوید از آں بگذرد و با ایں ہمہ پاکی نفس شرط باشد شراب محبت بکام او نیز
چکانند و خمہا بریزند و ہرگز سیری او را حاصل نشود والعیاذ باللہ نہ بر شرائط مذکورہ باشد پشیمانی
ہم بدو باز گردد و ملامت ہم بدو عاید گردد۔ و فرمودند برادر بزرگ من عاشقے عورتے شد شبے
او را کژدم گزید برادرم تمام شب درد پا داشت ہمدراں محلے کہ او را کژدم گزیدہ بود در فریاد بود وقتے
کہ زہر کژدم از پائے او فرود آمد پائے برادر من ہم نیکو شد و زلیخا حجام را طلبید بجہت فصد گفت
بکش خون یوسف ہر قطرہ کہ بر زمین افتاد ہمہ نقش یوسف بر زمین بر می آید ایں در ہوائے
پرستی است در خدا پرستی کم از یں نمی باید بود دعوائے بندگی خدائی کنی و بندگی او گذاشتہ
بندۂ ہوائے خود باشی نہ اینکہ در مقام خود گماری کہ من بندہ خدایم زہے طعن عظیم و زہے حرمان
جسیم و فرمودند آنچہ حکایات نہانی و اشارات مخفیہ میرود کہ صہیب و سلمان و بلال بر درہائے
افضل صحابہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما می آمدند و در میزدند و میگفتند تعالوا نؤمن ساعۃ ایشاں
بر حضرت رسالت گلہ کردند کہ یا رسول اللہ مگر ما مسلمان نہ ایم فرمود شما مسلمانید بخدائے کعبہ
انتم المؤمنون برب الکعبۃ پس چیست کہ ایں موالی بر درہا می آیند و میگویند تعالوا نؤمن ساعۃ
رسول اللہ فرمود ایشاں از یں ایمان ایمانے دیگر مراد دارند و ایشاں نمی پرسند کہ ایمان چیست
و رسول اللہ بیان نمی کند و ایشاں را حاضر آوردہ و فرمود چہ باشد کہ شما شراب جائے و دیگر میخورید
و بدمستی جائے و دیگر میکنید الزموا علی عہدکم برکابہائے خود استوار باشید عجب حکایتے و تحفہ خفیہ
میرود کسے ازاں خبر ندارد و فرمودند کہ بیشتر مجالس خواجہ ما حکایت معاملت و عبادات مشائخ
و مجاہدات و مکارم ایشاں بودے سخن در میان محبت و عشق کمتر بودے در مدت شانزدہ سالگی
ملازم بخدمت بودہ ام مجلس دہ مجلسے نخواہد بود کہ دراں مجلس حکایت محبت افتادہ باشد و آں ہم
تمام مجلس ہمبراں مستغرق باشد نبود انا انکہ فہم عوام مردم ازیں کلمات بیروں ست و اگر وقتے
بود خود ہر بارے کہ جملہ گفتی بکلی از خود غائب گشتی و باز بخود آمدی پرسیدی کہ چہ میگفتم بعضے
حاضران مجلس سخن را یاد میدہانیدند باز یک جملہ دیگر گفتی باز از خود شدی و چشم پُر آب کردے
و بکلی از دست رفتے و فرمودند چہ عجب سرے است کہ دریں حدیث میگویند و ایں را عربی خوانند
و ہیچ ترجمہ آں نہ فرمودند و گفتند ایں لفظ حدیث نیست ایں لفظ معنی حدیث است اذا امضیٰ

سنُوْنَ كَثِيْرَةٌ عَلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَهْلِ النَّارِ أَرْسَلَ اللّٰهُ جِبْرَئِيْلَ إِلَيْهِمَا بِأَنْ
بَلِّغْتُ سَلَامِيْ إِلَى الْفَرِيْقَيْنِ فَيَأْتِي الْجَنَّةَ فَلَا يَجِدُ أَهْلِيْهَا وَ يَأْتِي النَّارَ فَلَا يَجِدُ
أَهْلِيْهَا فَيَرْجِعُ إِلَى الرَّبِّ وَ يَقُوْلُ يَا رَبِّ إِنِّيْ مَا وَجَدْتُ أَحَدًا مِنْهُمَا مَنْ
أَبْلَغَ سَلَامَكَ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَيْ جِبْرَئِيْلُ الْإِنْسَانُ سِرِّيْ وَصَلَ بِيْ
چوں سالہا بسیار بر اہل جنت و نار گذرد حق سبحانہ تعالےٰ جبریل را بفرستد کہ بر ہر دو گروہ
سلام من برساں جبریل آید نہ جنت بیند و نہ اہل او و نہ دوزخ بیند و نہ اہل او باز بحضرت شود گوید
خداوندا تو بہتر میدانی کہ من کسے را از ہر دو گروہ نیافتم سلام بکہ رسانم خدا گوید انسان سر من بود
بمن رسید سبحان اللہ چہ بود بازے گرے بازے کشیدہ بود بازے خود کرد آورد عجب حالتے
و عجب اشارتے محدثان دریں حدیث سخنے گفتہ اند راوی ایں حدیث عمرو بن عاص است
روایت او معتمد نیست ہمدریں میان سیدے بپا بوس آمد پرسیدند کجا میباشی عرضہ
داشت دہلی است لابدی میگذرد ہما بجای باشم فرمودند عجب خدا تعالےٰ ترا از جملہ تعلقات
فراغ کلی داد زن نہ بچہ نہ مادر و پدر دریں ولایت افتادہ چرا در کار خدا نباشد چہ لابدی است
کہ دیسے افتادہ عمر ضائع می بری و خود را بزیاں میدہی مردمان صد حسرت بحال تو می کنند و تو
ازاں غافل فرمودند در ایامے در دہلی قحط افتاد پہلوانے آمد و در دکان بقالے ایستادہ او
آنچہ پہلواناں باستعمال می کنند بر رفتہ است اول نظر بر آرد افتاد و پرسید کہ ایں آرد ازان
تست بقال گفت ازان من است باز روغن دید آغاز کرد کہ ایں روغن ازان تست گفت
آرے ایں ہم ازان من است شکر دید گفت ایں شکر ہم ازان تست گفت آرے ایں شکر ہم از
آن من است ہیزم دید گفت ایں ہیزم ہم ازان تست گفت آرے ایں ہیزم ازان من است
گفت واہ مالیدہ بکمی نخوری اکنوں ایں حال تو بداں بقال ماند و حالت مردماں بداں پہلوان کہ
ایشاں در تمناء آں لقط بقال گرفتار و تو ازاں ہیچ بر نخوری و لذتے نگیری۔

روز پنجشنبہ بست و دوم ماہ ربیع الثانی سنہ ۸۰۳ھ

روز پنجشنبہ بست و دوم ماہ مذکور روز عرس حضرت خدمت شیخ الاسلام نظام الحق والدین
رحمۃ اللہ علیہ و قدس اللہ سرہ العزیز بود جمعیت بسیار و خلق ہجوم بخدمت حاضر بودند وقت
وداع فرمودند کہ عجب بازیچہ است ایں اجتماع دنیا و افتراق او و آں عز و ذل او و آں فقر و غنائے
او ناگاہ چند گاہے و یا چند روزے و یا یک ساعتے جمعے از آدمیاں بر کارے اتفاق کردند

چوں آں کار با تمام رسید ہر یکے بمحل خود متفرق شد چوں آں عزیز کہ مردم ہمہ گرد او آمدہ بودند
تنہا نشستہ می بینی گویا کہ ہیچ یکے نزدیک نبود و ہیچ عزے بعد موت در دنیا و دین بالا تر از بادشاہی
و شیخوخت نیست بارہا بودی کہ در خانقاہ شیخ چوں عرسے و جمعیتے گذشتی نماز دیگر مولانا صدر الدین
و مولانا علاء الدین میگفتم کہ شما کہ مرا بدیں کار میخوانید بہ بینید ہیچ عزے بالا تر از شیخوخت نیست و ہیچ
عزت شیخے بالا تر عزت خواجہ ما نیست حاصل عزت ہمیں آمد کہ مصلحتے چندے بگردانید چوں آں
مصلحت سر آید ہر یکے بسر خود شود و عاقل دانا ایں را چہ سنجد و بکدام پلہ نہد بس عزت دنیا ہر چہ
در تصور کنی ہمہ را مآل بوبال باشد این است جواہر غیبی کہ بملازمت یک سال در انتظام نظام
یافت و ایں چند بار بحضرت بندگی مخدوم جہانیاں گذشت و قرارے را استقرار کما ہو حقہ
ثبوت گرفتہ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

صورت اتمام و سمت انتظام یافت ملفوظ حضرت با رفعت مقتدائے
ارباب شریعت مرتضیٰ اصحاب طریقت ہادی سالکان سبیل
حقیقت دلیل ساعیان طریق حقیقت مظہر آثار احدیت منظر انوار
صمدیت کاشف استار وجود مطلق رافع اعطیہ حقیقۃ
حق سیاح انہار اطوار ولایت غواص بحار
اسرار نبوت محبوب ملک حق مبین
صدر الملۃ والدین قطب الاقطاب
عظیم الالقاب جعفر الثانی
ابو الفتح سید محمد بن
یوسف الحسینی گیسو دراز
قدست اسرارہ
العزیز
الکریم

بہ تصحیح و تحشیہ خاکسار ذرہ بیمقدار حافظ محمد حامد صدیقی معلم عثمانیہ کالج گلبرگہ دکن بسنہ ۱۳۵۶ھ
در مطبع انتظامی کانپور حلیہ طبع پوشید